کتاب النکاح

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس سے پہلے عبادات محضہ اور معاملات محضہ کا ذکر فرمایا تھا اب یہاں سے نکاح کو ذکر فرمایا
ہے جو من وجہ معاملہ اور من وجہ عبادت ہے گویا دونوں سے مرکب ہے اور ایک برزخ ہوتا ہے اور ... ہوتا ہے
نکاح کے لغوی معنی کے اندر اختلاف ہے بعض نے کہا اس کے معنی ضم کے ہیں بعض نے وطی اور بعض نے عقد کے معنی
بیان کئے ہیں مشہور یہ ہے کہ ضم کے معنی میں ہے پھر اس کی حقیقت کے اندر اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک نکاح
حقیقت ہے وطی کے اندر اور مجاز ہے عقد کے اندر شافعیہ کے یہاں حقیقت ہے عقد کے اندر اور مجاز ہے وطی کے
اندر اور بعض کے نزدیک دونوں کے اندر مشترک ہے اس کی وجہ تسمیہ کے اندر دو قول ہیں (۱) وطی موقوفہ کے
اندر اس کا وجود ہوتا ہے (۲) ... الالف ... ہے ...
کیونکہ اس کے اندر استحقاق الزوجین ہوتا ہے اس کے حکم کے اندر بھی اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک
عند التوقان (شہوت) واجب ہے اور شافعیہ کے نزدیک اس صورت میں ... واجب نہیں ہے لیکن حضرت شاہ ...
مولانا ... نے فرمایا ... اختلاف توقان کی صورت میں نکاح واجب ہے اعتدال کی حالت میں
مالکیہ حنابلہ کے یہاں سنت ہے حنفیہ کے یہاں روایات مختلف ہیں (۱) فرض ہے کفایۃً (۲) واجب
علی العین ہے (۳) واجب علی الکفایہ ہے (۴) سنت مؤکدہ ہے ... شافعیہ کے نزدیک جائز ہے
امام شافعی وغیرہ کا استدلال قرآن کی روایت سے ہے جس کے اندر ایک آیت ہے کہ حضرت یحییٰ کی حصور کہہ کر تعریف
کی گئی ہے وسیداً وحصوراً ونبیاً من الصالحین اور حصور کہتے ہیں جو عورتوں سے دور رہے تو معلوم ہوا کہ تجرد افضل ہے
اور ... ہے جمہور کا استدلال ابن مسعود کی اسی باب کی حدیث ہے اور اس باب کی اکثر احادیث اس کی دلیل ہیں
ایک حدیث کے اندر ہے کہ ... حضور نے نکاح فرمایا اور ...
... شریف کے اندر ... ہیں ... ایک مسئلہ یہ ہے کہ تخلی بالنوافل اولیٰ ہے یا نکاح اولیٰ ہے؟
امام ابوحنیفہ امام محمد بعض مالکیہ بعض شافعیہ کے یہاں نکاح اولیٰ ہے امام شافعی کے نزدیک تخلی بالنوافل افضل ہے

3080 **الفصل الاول عن عبد اللہ الخ** اس حدیث کے اندر من استطاع منکم الباءۃ کی تفسیر میں امام نووی نے ۳
دو قول نقل کئے ہیں (۱) جماع کی طاقت رکھے (۲) مؤن نکاح کی طاقت رکھے لیکن دونوں کا مرجع ایک ہے
86 لیکن ... فرمایا ... معلوم ہوتا ہے کہ ... **عن ابی سعیدؓ** ۱۰
اول فتنۃ بنی اسرائیل ... ایک شخص نے بنی اسرائیل میں سے ... اپنے چچازاد ... میں ...
اپنے چچا کو قتل کر دیا تھا ... ایک شخص تھا ...
کر دیا تھا ... ایک شخص بلعم بن باعوراء اس زمانہ کے اندر ...
... اس کی قوم نے بنی اسرائیل کے خلاف ... اس نے ... کے خلاف
... انکار کیا لیکن ... اور اس نے ... کر دیا ... اس کی
87 زبان ... **عن ابن عمرؓ** اس حدیث کے اندر آپ نے فرمایا کہ ... ۱۲
... اور ... ہوتی ہے اور ایک حدیث کے اندر ...

٢٦٧/١٢ اور کسی کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے اب ان دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہوگیا جواب ۱ یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر 3087

ان تینوں کا ذکر قضیہ شرطیہ کے طور پر ہے جس کے لئے وقوع کی ضرورت نہیں ہے جواب ۲ یہ ہے لا عدوی ولا طیرۃ کی

حدیث سے تینوں چیزیں مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اب یہ کہ عورت کی نحوست کیا ہے؟ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو یا

اخلاق اچھے نہ ہوں۔ دین کے اندر بہت سستی کرتی ہو۔ دار کی نحوست یہ ہے کہ پڑوسی اچھے نہ ہوں۔ گھر بہت

١٣ تنگ ہو۔ دابہ کے اندر نحوست یہ ہے کہ قبضہ کے اندر نہ آتا ہو عن جابر ص ۲۶۷ اس حدیث کے اندر آپ نے فرمایا 88

امهلوا حتى تدخل ليلا الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے اندر جانے کا آپ نے حکم دیا اور صفحہ ۳۳۹ پر ایک

حدیث آرہی ہے جس کے اندر ہے کہ رات کو گھر نہ آؤ لہذا ان دونوں کے اندر ہی تعارض ہے دونوں کے اندر جمع کی صورت

یہ ہے کہ اجازت اور عدم اجازت پر موقوف ہے کہ اگر اجازت ہو تو شام کو داخل ہو جائے اور اگر اجازت

نہ ہو تو نہ جائے دوسرا جمع لوگوں نے یہ کیا کہ شام کے اندر اگر جائے تو درست ہے اور وسط لیل کے اندر ممنوع ہے

٢٦٨/٩ باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات ص ۲۶۸

اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے جس سے شادی کرنی ہے لیکن اسماعیل بن علیہ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ دیکھنا جائز نہیں ہے۔ جمہور کے نزدیک دیکھنا جائز ہے جو لوگ عدم جواز کے قائل ہیں وہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے نظر فجاءۃ سے منع فرمایا ہے تو نظر بالقصد بطریق اولی ممنوع ہوگی اور باب کی چند احادیث سے استدلال ہے دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں امام مالک کے نزدیک اجازت ضروری ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے بلا اجازت کے اس کو دیکھ لے۔ اب یہ کہ کس کس عضو پر نظر جائز ہے جمہور کے نزدیک وجہ اور کفین کو دیکھ سکتا ہے اس کے علاوہ کی اجازت نہیں ہے امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ گوشت کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے الا العورۃ۔ ابن حزم ظاہری کے نزدیک فرج کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ داؤد ظاہری کے نزدیک تمام اعضاء کو دیکھ سکتا ہے امام احمد سے تین روایات ہیں (۱) وجہ کفین فقط (۲) جو جو بدن اس کا کھلا ہوا ہے (۳) اگر وہ ننگی

١٠ ہو تو نظر کر سکتا ہے الفصل الاول عن ابی هریرة ص ۲۶۸ جاء رجل حافظ کہتے ہیں کہ اس آنکھ کا چھوٹا پن 98

شعر مراد ہیں۔ دیکھ فرمایا کہ فی اعین الانصار شیئا اس شی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے (۱)

بعض نے کہا کہ اس سے صفرۃ مراد ہے (۲) اس سے زرقۃ مراد ہے (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ اس سے چھوٹا پن مراد ہے

٢٦٩/٣ (۴) چندھا پن اس سے مراد ہے الفصل الثانی عن ابن مسعود ص ۲۶۹ اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضور تو وساوس 3408

شیطانیہ سے پاک ہیں لہذا آپ کو اجنبی عورت کیسے اچھی لگی اور طبیعت کے اندر تقاضا کیسے ہوا؟ جواب

دیگر انبیاء روحیت نہیں ایک بشریۃ کی ساتھ یہ ہوگی۔ اول کی بنا پر یہ تقاضا ہوا اور یہ نبوت

کے خلاف نہیں ہے جواب ۲ آپ کی تعلیم قولی فعلی دونوں قسم کی تھیں تو آپ نے یہاں بھی فعلی تعلیم دی اور بعد

میں قولی تعلیم سے بتلا دیا کہ اگر کسی کی ایسی حالت ہو تو ... عن بریدة ص ۲۶۹ اس کے اندر آپ نے فرمایا فان

٧ لك الاولى اس کا مطلب ہے کہ نظر اول پر گرفت نہیں ہے اور ولیست لك الاخری کا مطلب ہے کہ اس پر گرفت ہوگی 10

٩ حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ ارادۃ النظر نظر ثانی کے حکم میں ہے عن عمرو بن شعيب عن ابيه ص ۲۶۹ 11

3411 ماقبل کے اندر بالتفصیل گزر گئی ہے یہاں پر اجمالاً وار ارادہ کا ستر و کتنا ہے شافعیہ کی پانچ وجوہ ہیں ٢٦٩/٩
(۱) دونوں ستر ہیں سرہ اور رکبہ دونوں ناف ہیں (۲) دونوں ستر سے خارج ہیں (۳) رکبہ ستر ہے
سرہ ستر نہیں ہے (۴) سرہ ستر ہے رکبہ ستر نہیں ہے (۵) صرف سوأتین ستر ہیں یعنی وجہ مالکیہ کا
مذہب ہے تیسری وجہ حنفیہ کا مسلک ہے پانچویں وجہ ابن حزم کا مذہب ہے باندی کا ستر کے متعلق
یہ تفصیلات کہتے ہیں کہ مابین السرة والرکبة ستر ہے امام صاحب کے نزدیک بطن و ظہر کے علاوہ تمام ستر ہے

عن محمد بن جحش [٢٦٩/١٣]: فان الفخذین عورة الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ فخذ ستر ہے یا نہیں
3414 ابن ابی ذئب، اسماعیل بن عُلیہ، ابن جریر طبری کے نزدیک ستر نہیں ہے ابو سعید اصطخری نے اسی کو اختیار ١۴
کیا ہے۔ امام مالک کا اصح القول اور امام صاحب کے نزدیک فخذ عورة ہے یہی امام شافعی کی اور امام احمد
کی ایک روایت ہے دوسری روایت یہ ہے کہ ستر نہیں ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ حمام کے اندر
فخذ ستر نہیں ہے اور غیر حمام کے اندر ستر ہے جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم خُفّ بیر پر تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر آئے اسی طرح حضرت عمر آئے اس کے بعد حضرت
عثمان تشریف لائے تو آپ نے اپنی فخذین کو چھپا لیا حضرت عائشہ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے
فرمایا کہ حضرت عثمان نہایت حیادار شخص ہیں اس لئے میں نے ڈھانک لیا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت
مشکل ہیں نیز صحاح روایات محرِّم ہیں جو صحیح ہیں اسلئے جواب یہ ہوگا کہ اس کی حضرت جرہد اور ابن عباس کی
قریب کی حدیث گزر چکی ہیں یہ سب صحاح مستقل ہیں امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جرہد احوط ہے

16 **عن ام سلمة** [٢٦٩/١٤]: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو غیر محرم کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے لیکن بخاری شریف ۲۸ ١٨
پر ایک حدیث آئی ہے جس کے اندر ہے کہ حضرت عائشہؓ حبشہ کی طرف دیکھ رہی تھیں اس سے جواز معلوم ہوا
اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ مرد عورت کی طرف نظر نہیں کر سکتا لیکن اس کے اندر اختلاف ہے کہ عورت
بھی مرد کی طرف دیکھ سکتی ہے یا نہیں حنفیہ کے نزدیک اگر بلا شہوة دیکھے تو جائز ہے اور اگر شہوة
کے ساتھ دیکھے تو جائز نہیں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے دونوں قسم کی چونکہ احادیث ہیں تو بعض
کہا کہ حبشہ کی جواز معلوم ہوتا ہے وہ نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ ۷ھ
کے اندر پیش آیا تھا اور نزول حجاب کا واقعہ اس کے بعد کا ہے اب واقعی ہے دونوں طرح کی احادیث کے درمیان امام ابوداؤد
فرمایا کہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے بعض نے کہا کہ بیان جواز پر جواز والی احادیث محمول ہیں

20 **عن انس**: الی فاطمة بعبد الخ اس عبد کا نام خدیج حبشی ہے حضرت فاطمہ نے اس کو آزاد کر دیا تھا ٢٦
اور پھر یہ حضرت معاویہ کے لشکر میں شریک ہو گئے اور جنگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف لڑے ہیں اس
حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا کہ عبد عورت کا محرم ہے اور اس سے پردہ کی ضرورت نہیں ہے امام صاحب
اور امام احمد کے نزدیک عورت کو اس سے پردہ کرنا پڑیگا چنانچہ اس حدیث کی تاویل خود شافعیہ ہی نے کی

21 ابوداؤد میں ہے کہ یہ غلام نابالغ تھا **الفصل الثالث عن ام سلمة** [٢٧٠/٢]: وفی البیت مخنث ٢٧٠/٢
مخنث کہتے ہیں کے اندر ہو اس کا نام ھیت تھا علماء نے بیان کیا کہ حضور کے زمانہ میں چار مخنث تھے

3121 اول ھیئت دوم ماطع سوم حوم چہارم اتہ اور یہ چاروں اور تشبہ بالنساء کرتے تھے اشیائی فاحشہ ۲۷۰/۳
وغیرہ بالکل نہیں کرتے تھے اس لئے چلتا حدیث شریف کے اندر وارد ہوا فاذا اقبل باربع و اذا ادبر بثمان ۴
یعنی وہ اتنی موٹی ہے کہ جس کی وجہ سے اسکا پیٹ نہایت آگے کو نکلا ہوا ہے اور اسکے اندر شکن
خوب پڑے ہوئے ہیں اور یہ بات انہوں نے اسلئے کہی کہ عرب کا ذوق تھا کہ وہ موٹی عورتوں کو پسند
کرتے تھے - اب یہ کہ حضور نے اس مخنث کو دخول سے منع کیوں فرمایا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ حضور نے یہ سمجھے
کہ ان کو عورتوں سے کچھ رغبت نہیں ہوتی اسلئے آپ نے اندر کی اجازت دی جب بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خوب سمجھتے
23 ہیں کہ کونسی عورت موٹی ہے اور کونسی کیسی ہے تو آپ نے منع فرمایا صفحہ ۲۷۰ عن عائشہ - اس حدیث کے ۸
اندر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ کی شرمگاہ کی طرف نہیں دیکھا علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ دعویٰ
نہیں ہے کیونکہ بعض روایات سے دیکھنا ثابت ہے چنانچہ جمہور کے نزدیک زوج اور زوجہ ایک دوسرے کی شرمگاہ
کو دیکھ سکتے ہیں ۱۳

باب الولی فی النکاح الخ (الفصل الاول)

26 صفحہ ۲۷۰ عن ابی ھریرۃ - الایم وہ عورت جو خاوند والی نہ ہو خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو اور یہاں ۱۴
ثیبہ مراد ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسکی اجازت کے بغیر ولی اسکا نکاح نہ کرے یہاں چار
صورتیں ہیں (۱) بکر بالغہ (۲) بکر صغیرہ (۳) ثیبہ صغیرہ (۴) ثیبہ بالغہ - ائمہ اربعہ اور جمہور کا
اجماع ہے اس بات پر کہ بکر صغیرہ پر ولی کو اجبار کا حق ہے اور جس جگہ چاہے اسکا نکاح کر دے
امام طحاوی نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جو عورت نابالغ ہو اسکا نکاح جائز نہیں ہے اور بالغ ہونے
کے بعد اجازت کی ضرورت ہے دوسری قسم بکر بالغہ کی ہے حنفیہ کے نزدیک اس پر اجبار کا حق حاصل نہیں ہے
امام مالک کا یہی مذہب ہے امام شافعی کے نزدیک حق اجبار ہے امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں تیسری
قسم ثیبہ صغیرہ ہے امام صاحب کے یہاں حق اجبار ہے امام شافعی کے یہاں حق اجبار نہیں ہے امام احمد کی
دونوں روایتیں ہیں چوتھی قسم ثیبہ بالغہ ہے ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ اجبار کا حق ولی کو
حاصل نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنا نکاح کر سکتی ہے - البتہ حسن بصری کے نزدیک اس صورت میں بھی
حق اجبار ہے امام نخعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ عیال کی ذمہ داری لے لے تو حق اجبار ہے ورنہ نہیں
اور اس [illegible] اختلاف کا مبنی علت الاجبار کے اندر اختلاف کا ہونا ہے امام شافعی کے یہاں
علت الاجبار بکر ہے امام صاحب کے یہاں صغر ہے امام مالک کے یہاں ان دونوں میں سے ایک لا علی التعیین
31 الفصل الثانی صفحہ ۲۷۰ عن عائشہ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اپنا نکاح خود کر لے تو وہ نکاح ۲۵
باطل ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے امام شافعی امام احمد (امام مالک) کے نزدیک عورت کا نکاح باطل ہے جیسا کہ [?]
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا - حضرت امام صاحب امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وہ خود اپنا نکاح
کر سکتی ہے اور اسکا نکاح صحیح ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ اجازت ولی پر موقوف ہے - ائمہ ثلثہ
کا استدلال اس حدیث سے اور اسکے علاوہ حضرت ابو موسیٰ کی حدیث سے ہے کہ [illegible] نفی کر دی
گئی اور بطلان کی تصریح کر دی گئی ہے - حنفیہ حضرات کا استدلال قرآن پاک کی آیت فلا تعضلوھن ان

3131 ینکحن ازواجھن الخ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت عورت کی طرف فرمائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ٢٧٠/٢٥
عورت کے اندر فاعل ہونے کی صلاحیت اور حیثیت ہے ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے فلا تحل لہ من
بعد حتی تنکح زوجا غیرہ یہاں بھی عورت کی طرف نکاح کی نسبت ہے نیز حرمت مغلظہ کی انتہاء نکاح
صحیح ہونے پر ہے اور اس آیت شریفہ کے اندر حرمت مغلظہ کی انتہاء عورت کے نکاح کرنے کو بیان کیا گیا
جس سے معلوم ہوا کہ عورت کا نکاح کر لینا خود بخود صحیح ہے۔ حنفیہ کا استدلال ہے الایم احق بنفسہا
دوسرے الفاظ ہے الثیب احق بنفسہا ایسے ہی اس حدیث کے بعد ابن عباس کی حدیث آرہی ہے جس کے
اندر ہے النساء اللاتی ینکحن انفسہن الخ اس سے بھی معلوم ہوا کہ جو عورت بینہ کے بغیر نکاح کرے
تو صحیح ہے [illegible] دیگر احادیث سے ہمارا مذہب مؤید ہے [illegible] ان
لوگوں کے مستدلات کا جواب [illegible] لا نکاح الا بولی کے اندر لا نفی کمال کے لئے ہے جواب
حدیث کا محل غیر کفو ہے جواب صغیرہ لڑکی اس حدیث کا محل ہے اور اس متن والی حضرت عائشہ
32 کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اندر سلیمان بن موسیٰ ایک راوی ضعیف ہے عن ابن عباس ٢٧١/١
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر گواہ کے نکاح صحیح نہیں ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے امام صاحب
امام شافعی امام احمد کے نزدیک شہود نکاح کے لئے شرط صحت ہیں امام احمد کا مذہب ہے اس کے خلاف
امام مالک [illegible] ابو ثور ابن المنذر کے نزدیک بغیر شہود کے نکاح صحیح ہے بشرط اعلان کے
لیکن مالکیہ میں ابن رشد مالکی فرماتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے گو شہود شرط ہیں
آگے [illegible] اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ یہ شرط صحت ہے یا شرط تمام ہے امام مالک
کے یہاں شرط تمام ہے یعنی خواہ عند العقد ہو یا عند البناء ہو امام شافعی امام صاحب کے نزدیک شرط
صحت ہے اور یہ حدیث ان لوگوں کا مستدل ہے جو بینہ کی شرطیت کے نکاح کے اندر قائل ہیں حضرت
جابر سے ایک روایت دارقطنی کے اندر منقول ہے کہ لا نکاح الا بشہود اور یہی [illegible] دیگر احادیث کے
اندر وارد ہے امام مالک اور زہری ابو ثور وغیرہ جو محض اعلان نکاح کو کافی سمجھتے ہیں وہ
حضرت عائشہ کی حدیث اعلنوا ہذا النکاح الخ سے استدلال کرتے ہیں ہماری طرف سے جواب ٢٧٢
کہ اعلنوا کا مطلب یہ ہے کہ اعلنوا بالشہود۔ دوسرا استدلال مالکیہ کا یہ ہے کہ حضور نے جب حضرت صفیہ
سے نکاح فرمایا تو آپس میں صحابہ نے کہا کہ اگر آپ نے ان سے نکاح کیا ہوگا تو ان کو پردہ کے اندر رکھیں
اور اگر باندی بنایا ہوگا تو پردہ کے اندر نہیں رکھا جائے گا تو معلوم ہوا صحابہ کو آپ کے نکاح کا
علم نہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ شہود کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ حضور
33 کی خصوصیت کے تحت نکاح کے متعلق فرمایا [illegible] عن ابی ہریرۃ اس حدیث سے معلوم ہوا ٣
یتیمہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے نہیں جائز ہے [illegible] اجازت کی ضرورت [illegible] اس مسئلہ
کے اندر بھی اختلاف ہے۔ یتیمہ اگر صغیرہ ہے تو نکاح کا حق ولی کو ہوگا اور اگر کبیرہ بالغہ ہے تو
دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا نکاح باپ دادا نے کیا ہے یا اس کے علاوہ اگر اول ہے تو

3133 فسخ کا حق نہیں ہے اور اگر کسی اور نے کیا تو فسخ کا حق ہے یہ حنفیہ کا مذہب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ۲۷۱/۳
اسکا نکاح بالغ ہونے کے بعد ہوگا ۔ امام احمد کی ایک روایت اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک اگر نو سال
35 کی عمر میں نکاح ہو گیا تو اسکو بعد نکاح کو فسخ کرنے کا حق نہیں ہے عن جابر (ص۲۷۱/۵) :۔ اس مسئلہ کے اندر ۵
اختلاف ہے کہ غلام اپنا نکاح بغیر اذن مولی کے کر سکتا ہے یا نہیں امام شافعی امام احمد اسحاق بن راہویہ کے نزدیک
نکاح صحیح نہیں ہے (احناف) امام مالک کے نزدیک نکاح صحیح ہو جائیگا اگر بعد میں اجازت دیدے ۔ داود
ظاہری کے نزدیک بغیر اجازت مولی کے بھی نکاح صحیح ہے بعد میں بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے

40 باب اعلان النکاح والخطبة والشرط (الفصل الاول) ص۲۷۱/۱۵ ۱۳

عن الربیع بنت معوذ :۔ مجلسک منی سے مطلب حضرت ربیع بنت معوذ ایک شاگرد خالد بن ذکوان
کو کہہ رہی ہیں اب اعتراض ہوگا کہ حضور ان کے پاس کیسے بیٹھے جبکہ وہ اجنبی عورت تھیں اس کے علماء نے مختلف
جواب دیئے ہیں (۱) علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ پردہ کے پیچھے بیٹھے ہوں گے (۲) قبل نزول الحجاب کا واقعہ ہے
(۳) یہ آپ کے خصائص میں سے ہے علامہ زرقانی مالکی نے فرمایا کہ بغیر دلیل کے خصوصیت ثابت کرنا محل نظر ہے
42 (۴) بعض نے کہا کہ رشتہ تھا تو کوئی دوسرا شخص بھی ہوگا وعنها قالت (ص۲۷۱/۲۰) :۔ حضرت عائشہ نے ماہ شوال ۲۰
کی تصریح کی کیونکہ اہل جاہلیت اسکے اندر نکاح نہیں کرتے تھے اور اس ماہ سے بدفالی لیتے تھے بعض نے
کہا کہ اس ماہ کے اندر کسی ماضی زمانہ کے اندر طاعون پھیلا تھا جس کی وجہ سے بدشگونی لیتے تھے ۔ اس ماہ
کے اندر نکاح کرنا مسنون ہے عن عقبة بن عامر (ص۲۷۱/۲۲) :۔ جو وہ شرط جو نکاح کے وقت عورت نے لگائی ۲۲
ہے اسکا ایفاء ضروری ہے علامہ نووی نے جمہور علماء سے نقل فرمایا کہ شرط اگر مقتضائے عقد اور مطلب
عقد کے موافق ہے تو پورا کرنا ضروری ہے اور اگر مطلب عقد کے خلاف ہے مثلاً یہ شرط لگائے
44 کہ کسی دوسری عورت سے شادی نہ کرنا وغیرہ تو اسکو پورا کرنا حرام ہے عن ابی ھریرة (ص۲۷۱/۲۳) :۔ ۲۳
اس حدیث پاک کے اندر خطبة اخی پر دوسرے کو منگنی پیش کرنے سے منع فرمایا یہ اسوقت ہے جبکہ دوسرا
شخص اسکی طرف مائل ہو ۔ اور اگر دوسرے کا میلان اور رکون نہ ہو تو پھر خطبہ پیش کرنا جائز ہے
اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ نہی تنزیہی ہے یا تحریمی علامہ خطابی کے نزدیک نہی تنزیہی ہے
جمہور کے نزدیک نہی تحریمی ہے اب یہ کہ اگر دوسرے کے خطبہ پر اپنا خطبہ پیش کرکے نکاح کر لیا تو اسکا
کیا حکم ہے جمہور کے نزدیک نکاح صحیح ہے ۔ داود ظاہری کے نزدیک فسخ ضروری ہے خواہ قبل الدخول
ہو یا بعد الدخول ہو ۔ امام مالک کے تین قول ہیں (۱) مثل جمہور (۲) مثل داود ظاہری (۳) قبل الدخول
46 فسخ ضروری ہے بعد الدخول فسخ ضروری نہیں ہے وعن ابن عمر (ص۲۷۱/۲۴) :۔ حافظ ابن عبد البر نے اجماع نقل ۲۸
کیا ہے کہ شغار جائز نہیں ہے ۔ جمہور کے نزدیک اگر نکاح شغار کر لیا تو باطل ہے امام مالک کے نزدیک
قبل الدخول فسخ ضروری ہے اور بعد الدخول فسخ نہ ہوگا حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے اور مہر واجب
47 ہوگی امام احمد ۔ امام شافعی ابوثور ۔ زہری وغیرہ کی یہی رائے ہے عن علی (ص۲۷۲/۲) :۔ اس حدیث سے ۲۷۲/۲
معلوم ہوا کہ متعہ جائز نہیں ہے جسکی صورت یہ ہوا کرتی تھی کہ ایک آدمی کسی عورت سے یہ کہے کہ میں ایک معین

3147 مدۃ کے لئے اتنے مال پر تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ متعہ جائز ہے یا نہیں۔ ابن عباس ۲۴۲/۲
عطاء، طاؤس بن کیسان کے نزدیک یہ نکاح جائز ہے ایسے ہی حضرت جابر ابو سعید وغیرہ سے جواز منقول ہے
جمہور کے نزدیک پہلے جائز تھا اب منسوخ ہے امام احمد سے ایک قول کراہت کا ہے لیکن اب تمام کا اجماع ہے
کہ متعہ منسوخ ہے ابن عباس نے ایک مرتبہ جواز کا فتویٰ دیا سعید بن جبیر ابن عباس کے پاس تشریف لائے
اور کہا کہ آپ نے کیا فتویٰ دیدیا تمام رکبان اس فتویٰ کو لیکر اپنے اپنے علاقہ پر چل دیئے انہی رکبان میں کا
ایک شاعر یہ کہتا ہوا جا رہا ہے ۔ قد قلت للشیخ لما طال مجلسه ۔ یا صاح هل لک فی فتوی
ابن عباس ۔ هل لک فی رخصة الاطراف آنسة ۔ یکون مثواک حتی مصدر الناس ۔
اس کے بعد حضرت ابن عباس نے رجوع کر لیا اب یہ کہ متعہ کب منسوخ ہوا صحیحین کی روایت سے معلوم ہوا اس کہ خیبر کے
اندر منسوخ ہوا ۔ مسلم شریف کے اندر ہے کہ غزوہ اوطاس کے اندر منسوخ ہوا اور یہ غزوہ چونکہ غزوہ فتح مکہ
کے بالکل قریب تھا اسلئے بعض نے کہا کہ غزوۃ الفتح کے اندر منسوخ ہوا ۔ جمع کرنے والوں نے یہ جمع کیا کہ دراصل
علان خیبر کے اندر نسخ ہوا لیکن لوگوں کو عمومی طور علم فتح کے اندر ہوا ۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ منسوخ
ہوا اول فتح خیبر کے اندر اس کے بعد غزوہ اوطاس کے اندر تین دن کیلئے عذر کی وجہ سے حلال ہوا تھا اور پھر
منسوخ ہو گیا تھا علماء نے لکھا ہے کہ چند چیزیں ایسی ہیں جو چند مرتبہ منسوخ ہوئی ہیں (۱) قبلہ دو مرتبہ منسوخ
ہوا (۲) لحوم حمر اہلیہ کا نسخ بھی دو مرتبہ ہوا (۳) فی حرمہ کا بھی نسخ دو مرتبہ ہوا (۴) وضو مما مست النار
کا بھی نسخ دو مرتبہ ہوا (۵) کلام فی الصلوٰۃ دو مرتبہ منسوخ ہوا (۶) متعہ بھی دو مرتبہ منسوخ ہوا اور بعض علماء
49 نے لکھا ہے کہ تین مرتبہ منسوخ ہوا ۔ الفصل الثانی ص ۲۴۲ عن عبد اللہ بن مسعود ؓ ۔ اس مسئلہ کے اندر ۲
اختلاف ہے کہ نکاح کے اندر خطبہ کا کیا حکم ہے ؟ بعض ظاہریہ فرضیت کے قائل ہیں ۔ جماہیر امت کے نزدیک
مسنون ہے ابن قدامہ نے ظاہریہ میں داؤد ظاہری کی طرف فرضیت کو منسوب کیا ہے اور ان کا استدلال
55 کل امر ذی بال لم یبدأ الخ ۔ سے ہے ۔ ص ۲۴۲ عن ابن عباس ؓ ۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکاح کرنا مسنون ہے اور ۲۴
علماء نے لکھا ہے کہ وہ دف بجانا چاہئے جس میں ایک جانب چمڑا لگا ہوا ہو اور دوسری طرف کھلا ہوا ہو
56 ص ۲۴۲ عن سمرۃ ؓ ۔ زوجها ولیان ۔ اگر ایک عورت سے دو ولیوں نے نکاح کیا تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ۲۷
ایک ساتھ نکاح ہوا یا تقدیم تاخیر سے اول صورت کے اندر نکاح باطل ہے اور ثانی صورت کے اندر جو نکاح
کے اندر مقدم ہے اسی کی بیوی شمار ہوگی عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ جس نے ان دونوں میں سے پہلے دخول
کیا ہوگا وہی اسکا مستحق ہے چاہے نکاح اسکا بعد میں ہوا ہو یا شروع میں ہوا ہو ۔

60 ## باب المحرمات ۲۴۳/۱۱

(الفصل الاول)

ص ۲۴۳ عن ابی هریرۃ ؓ ۔ ایک شخص لڑکی اور اس کی پھوپی سے نکاح نہیں کر سکتا یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے عثمان البتی
فرماتے ہیں کہ نکاح جائز ہے یہی شیعہ اور خوارج کی ایک جماعت کی رائے ہے اب ایک استدلال وارد ہوتا ہے
کہ قرآن پاک کے اندر وارد ہوا واحل لکم ما وراء ذلکم اور اس کے پہلے جتنی محرمات کا ذکر ہے ان میں خالہ
اور بھتیجی کا ذکر نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے جواب ۔ اس کا یہ ہے جو آیت ہے وہ

3160 علاوہ مخصوص منہ البعض ہے جو ظنی کے حکم میں ہوتی ہے نیز اس حدیث سے اس پر زیادتی جائز ہے جو حدیث ۲۷۳/۱۱

حدیث مشہور ہے اور کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے اس حدیث سے فقہاء نے قاعدہ مستنبط فرمایا کہ

اگر دو عورتوں میں ایک کو مذکر فرض کیا جائے تو وہ دوسری عورت پر حرام ہو تو ایسی دو عورتوں کا نکاح جائز نہیں

ہے اور یہ دو جانب سے فرض کیا جاتا ہے اور اگر ایک جانب سے فرض کرنے کی صورت میں تو حرام ہوتی ہے

لیکن دوسری جانب اگر مذکر فرض کریں تو اس کا نکاح حرام نہیں ہے تو امام زفر کے یہاں جائز نہیں

ص ۲۷۳/۱۲

62 ہے ہمارے یہاں اس صورت کے اندر بھی جائز ہے **عنہا قالت** :۔ اس حدیث کے اندر حضرت عائشہ نے ۱۴

جو اپنے رضاعی چچا کا قصہ بیان کیا وہ بعینہ حضرت حفصہ کے بارے میں بھی پیش آیا اب یہاں سوال یہ

ہے کہ اگر حضرت حفصہ کا واقعہ پہلا تھا تو حضرت عائشہ نے اس واقعہ کے پیش آنے کی صورت میں حضور سے

سوال کیوں کیا اس واقعہ سے خود جواز معلوم ہو گیا تھا ۔ اور اگر حضرت عائشہ کا واقعہ پہلے پیش آیا تو

حضرت حفصہ کے واقعہ کے اندر اس سوال و جواب کی کیا ضرورت تھی؟ جواب ۱ علماء نے بیان کیا کہ

1 چچا کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ رضاعی باپ کا حقیقی بھائی ہو ایک یہ کہ حقیقی باپ کا رضاعی بھائی

ہو اور ایک یہ کہ رضاعی باپ کا رضاعی بھائی ہو تو ممکن ہے کہ حضرت حفصہ کے رضاعی چچا اور ہوں اور

حضرت عائشہ کی رضاعی چچا کی صورت دوسری ہو اس لئے دوبارہ ایک اندر سوال کی ضرورت پیش آئی ہو جواب ۲

چچا کی تین قسمیں ہیں اخیافی ۔ علاتی ۔ عینی اب یہ معلوم نہیں کہ یہاں کونسے چچا آئے ہوں جواب ۳ ممکن

کہ واقعہ یاد نہ رہا ہو جواب ۴ حضرت عائشہ کا واقعہ بعد میں پیش آیا تھا اور وہ یہ سمجھیں کہ پہلا واقعہ

جو جواز معلوم ہوا وہ منسوخ ہے آگے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ارضعتنی المرأۃ الخ یعنی رضاعت

کا تعلق تو عورت سے ہے لہذا مرد کا درمیان میں کیا واسطہ تو آپ نے جواب دیا کہ لبن فحل کا اعتبار ہے

یعنی آدمی جب بیوی سے وطی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دودھ اترتا ہے لہذا مرد کو بھی اس دودھ کا

تعلق ہو گا ہے ۔ اب اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ فحل کے لبن کا اعتبار ہے یا نہیں جمہور کے

نزدیک اعتبار ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا ۔ ربیعۃ الرای ۔ قاسم ۔ داؤد ظاہری

ص ۲۷۳/۱۲

63 سالم وغیرہ کے نزدیک لبن فحل کا اعتبار نہیں ہے **عن علی** :۔ حضرت حمزہ کی لڑکی کے نام میں مختلف ۱۷

قول ہیں (۱) امامہ (۲) عمارہ (۳) سلمی (۴) عائشہ (۵) فاطمہ (۶) امۃ اللہ (۷) یعلی (۸) حافظ

عزیز فرماتے ہیں کہ ان کا نام ام الفضل تھا ابن بشکوال فرماتے ہیں کہ یہ نام نہیں بلکہ ان کی کنیت ہے

ص ۲۷۴/۲

64 **عن ام الفضل** :۔ لا تحرم الرضعۃ والا الرضعتان الخ رضعۃ یہ رضع ضرب یضرب اور سمع یسمع دونوں ۲۰

آتا ہے چھاتی سے بچہ کا دودھ چوسنا ۔ اصطلاح شریعت کے اندر کہتے ہیں کہ ایک معین مدۃ کے اندر کسی کا

دودھ چوسنا ۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنا رضاع حرمت کے اندر موثر ہے جمہور کے نزدیک

قلیل و کثیر سب کا حکم موثر ہے ابن مسعود ابن عباس ۔ ابن عمر ۔ عطاء ۔ طاؤس لیث بن سعد امام

مالک امام احمد کا مشہور قول اور امام صاحب کا یہی مذہب ہے ۔ اسحاق بن راہویہ ۔ ابو ثور ۔ ابو عبید

امام احمد کا دوسرا قول اور ابن المنذر کہتے ہیں کہ تین مرتبہ چوسنا موثر ہے اس سے کم کے اندر رضاع

3164 سے حرمت نہ ہوگی۔ زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ چار رضعے چوسنے سے ہوگی۔ امام شافعی ابن حزم کا مذہب ۲۷۳/۲۰
امام احمد اور حضرت عائشہ کی ایک روایت کہ پانچ رضعات سے حرمت ہوگی اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ حضرت عائشہ
سے اس کے علاوہ اور مختلف روایات ہیں (۱) سات رضعات (۲) سات یا پانچ رضعات تک دو کیا گیا
(۳) دس رضعات سے حرمت ثابت ہوگی اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ امام شافعی کا استدلال حضرت عائشہ کی روایت
ہے کہ قرآن پاک جب نازل ہوا تو اس کے اندر عشر رضعات کا حکم تھا اور بعد میں پانچ منسوخ ہوگئیں
اور پانچ حضور کے زمانہ تک باقی رہیں۔ اور ایک قصہ کا واقعہ ہے کہ بکری چرتی پھرتی تھی
وہ اس آیت کا ورق کھا گئی جس میں پانچ رضعات کا حکم تھا وہ کھا گئی تو حضور کی وفات کے بعد تک
باقی رہی اور حضور کے بعد اس آیت کا نسخ ہوا ہے لہذا یہ حکم اب بھی باقی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ
تین سے کم نہیں ہوگا وہ اس پستان والی حدیث ام الفضل کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے خود ایک دو
سے حرمت کی نفی کردی جس سے معلوم ہوا کہ تین یا اس سے زائد سے حرمت ثابت ہوتی ہے اگر اس سے حرمت ثابت ہوتی تو
آپ اس کو بیان فرماتے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ وامہاتکم اللاتی ارضعنکم اور ارضاع مطلق ہے اور حدیث
کے اندر بھی کسی عدد کا ذکر نہیں ہے ایسے ہی حدیث شریف کے اندر ہے کہ یحرم من الرضاع ما یحرم
من النسب یہ بھی مطلق ہے نیز یہاں کی روایات سے قرآن پاک کی تقیید لازم آتی ہے۔ محمد بن جریر طبری
فرماتے ہیں کہ ہمارا استدلال تو بکری والی کہانی ہے ورنہ تو قرآن پاک کہتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
69 ص ۲۷۳/۲۶ **عن عقبۃ بن الحارث:** اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاع ثابت ۲۶
ہوتا ہے یا نہیں امام احمد، امام اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ثابت ہو جائیگا لیکن امام
مالک کی ایک روایت ہے دوسری روایت ہے کہ دو عورت کا ہونا ضروری ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ یہاں
چار عورتوں کا ہونا ضروری ہے امام صاحب کے یہاں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے
71 ص ۲۷۴ **الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ:** نہی ان تنکح المرأۃ علی عمتہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ۲۷۴/۷
کیلئے جائز نہیں ہے کہ ایک عورت سے نکاح کرے پھر اس کی پھوپھی سے نکاح کرے یعنی اپنے تحت میں ایک پھوپھی اور ایک
بھتیجی رکھنے سے منع فرمایا آگے فرماتے ہیں او العمۃ علی بنت اخیہا اس پر اعتراض ہوا کہ اس جملہ کا اعادہ کیوں کیا گیا جبکہ قبل
والے جملے کا مفہوم ایک ہی ہے لہذا تکرار کیا ضرورت ہے اس کا علماء نے جواب دیا کہ پھوپھی اشرف ہوتی ہے
اور بھتیجی ادون ہوتی ہے تو اگر پھوپھی پر بھتیجی کے نکاح سے منع فرمایا اس سے وہم ہوسکتا تھا کہ چونکہ ایک
اشرف ہے لہذا اسپر ادون سے نکاح جائز نہیں اگر اس کا عکس ہو تو شاید جائز ہو جیسے اگر پہلے سے
کسی کے تحت میں حرہ ہو تو اسپر باندی سے نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ باندی ادون ہے اور حرہ اشرف
ہے ایسے ہی یہاں ہوگا تو اس وہم کو دور فرمانے کیلئے آگے چلکر ادون پر اشرف کے نکاح کو حرام ہونا
کو بتلادیا۔ ایسے ہی اس وہم کو بھی دفع فرمادیا کہ اگر پھوپھی کسی کی چھوٹی ہو تو بھی اس پر نکاح جائز نہیں ہے
72 چنانچہ فرماتے ہیں کہ ولا الصغری علی الکبری الخ ص ۲۷۴ **عن البراء بن عازب:** الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ اس رجل ۱۰
کا نام منظور بن سیار فزاری ہے ایک مسئلہ یہ ہے کہ ذوات محارم سے نکاح کا کیا حکم ہے امام ثوری سفیان

3172 تعزیر۔ امام صاحب کے نزدیک نکاح کر لینے سے حد جاری نہ ہوگی خواہ اسکو پہلے سے معلوم ہو کہ یہ محرم ہے اور اقرار
بھی حرمت کا کر لیا ہو۔ البتہ اسکو تعزیر شدید دی جائیگی۔ امام شافعی و امام احمد امام مالک فرماتے ہیں کہ
اس کا یہ نکاح کرنا زنا کے حکم میں ہے اور اسپر رجم لگائی جائیگی اگر محصن ہے ورنہ جلد لگائی جائیگی۔ امام احمد
کی ایک روایت۔ اسحاق بن راہویہ اور تمام اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکو قتل کر دیا جائیگا۔ ابن حزم ظاہری
کہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تو تو قتل کیا جائیگا یعنی صرف اسکی صورت کے اندر قتل ہے
اسکے علاوہ میں نہیں ہے اور یہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں۔ امام اعظم وغیرہ نے اس حدیث سے خاص یہ
مستنبط فرمایا کہ جو ذی رحم محرم سے نکاح کا یہی حکم ہے جو اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے۔ امام صاحب فرماتے
ہیں کہ نکاح سبب حل ہے یعنی اس کا اتفاق ہے کہ محل حلال ہو جائے اور اس محل کا اتفاق ہے گو وہ
حرام ہے تو دونوں کے اندر تعارض کی وجہ سے شبہ پیدا ہوگیا جو سقوط حد کے اندر کافی ہوگا البتہ زجر شدید
کیا جائیگا اور اس حدیث سے جن لوگوں نے استدلال کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ آپ نے السیاف تعزیراً کیا تھا
جواب ۲ اس شخص نے اس محل کو حلال سمجھا تو مستحل ہونے کی وجہ سے اسکو قتل کیا گیا تعزیراً وہ کافر ہو گیا تھا

صفحہ ۲۲۴

73 **عن ام سلمة ؓ**:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارضاع کے اندر کسی مدۃ کا اعتبار ہے یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے ١٢
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جوانی بڑھاپے وغیرہ سب برابر ہے جب بھی دودھ پلائے گی اس کی حرمت ثابت
ہو جائیگی۔ امام مالک امام شافعی امام احمد۔ اسحاق بن راہویہ۔ ابن المنذر کے نزدیک حولین کاملین کا
~~[illegible]~~ اسکی مدۃ ہے اسکے اندر ارضاع سے حرمت ثابت ہوگی۔ امام صاحب کے یہاں ڈھائی سال کی مدۃ ہوا
جاتی ہے امام زفر کے نزدیک تین سال کی مدۃ ~~[illegible]~~ ہے اسکے اندر دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی۔ جمہور کا
مستدل احادیث مختلف ہیں جو سابق اندر آئی ہیں امام صاحب کا مستدل قرآن کی آیت شریفہ وحملہ
وفصاله ثلثون شهرا ہے اور یہ مجموعہ جو ایک کا علیحدہ مدۃ ہے اور حمل کا مدۃ کے اندر چھ ماہ عائشہ کی
حدیث کی وجہ سے کم کر دیئے گئے امام زفر فرماتے ہیں کہ ڈھائی سال تو قرآن کے اندر مذکور ہے اور
چھ ماہ دودھ چھڑانے کے اندر لگتے ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ دودھ کی مدۃ تو دو سال ہے لیکن غذا
کے عادی ہونے تک اسکو اور دودھ پلایا گیا ہے اسے کہ جو مدۃ کتنی ہے اسکے اندر روایات مختلف ہیں

صفحہ ۲۲۴

77 (۱) نصف سال (۲) ایک ماہ (۳) دو ماہ **عن نوفل بن معاوية ؓ**:۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ٢٣
ہے کہ چار سے زیادہ سے نکاح ~~[illegible]~~ جائز ہے یا نہیں جمہور امت کے نزدیک چار سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے دیگر
بعض روافض کے نزدیک نو سے نکاح جائز ہے نخعی سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ خوارج کے نزدیک
اٹھارہ سے نکاح جائز ہے بعض نے کہا کہ بلا کسی نہایہ جائز ہے بسبب اقوال غیر معتبر اور لاجواب کے
درجہ میں ہے۔ روافض کا استدلال اور ایسے ہی خوارج کا استدلال فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث
ورباع سے ہے کہ ان کا اعداد کو جمع کرنے کی عدد نو ہو جاتا ہے اور خوارج کہتے ہیں کہ مثنیٰ کے
معنی دو دو کے ہیں لہذا مثنیٰ سے مراد چار ہے اور ثلث سے مراد چھ اور رباع سے مراد آٹھ ہے
لہذا کل اٹھارہ ہوگئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر تمہاری لغت دانی پر موقوف نہیں ہے بلکہ ان کے

3177 بعض کے اندر تکرار اس وقت آتا ہے جبکہ ان کے الفاظ کے اندر بھی تکرار ہو۔ نیز اس آیت سے انتہاء عدد ۲۷۴/۲۳
کو بیان کرنا مقصود ہے کہ ان کے درمیان میں کس عورت سے نکاح جائز ہے۔ جمہور کے مستدلات بہت کثیر ہوا کرتے
ہیں جو اس باب کے اندر مروی ہیں نیز تواتر عمل کو اگر ہم دیکھیں تو معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے بھی چار سے
زیادہ سے نکاح نہیں کیا۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کافر کے تحت چار سے زیادہ بیویاں ہیں
اور وہ مسلمان ہو گیا تو کیا حکم ہے ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ ان میں سے چار کو نکال لے اور باقی کو چھوڑ دے
ص۲۷۵ ۱
79 امام صاحب کے نزدیک جو اقدم ہیں ان میں سے چار رکھے۔ عن ابن عباس ۔ اس حدیث سے مقصود ۲۷۵/۱
یہ ہے کہ تباین دارین کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نکاح
تباین دارین کی وجہ سے فسخ ہوتا ہے یا نہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ تباین دارین سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے
اور شافعی امام احمد کے نزدیک تباین سے فسخ نہیں ہوگا بلکہ سبی (قید ہونے) کی وجہ سے نکاح فسخ ہوگا
لہذا اب اس اختلاف کی بناء پر چار صورتیں نکلیں گی (۱) دونوں شوہر بیوی دار الاسلام چلے آئیں
تو نکاح فسخ کسی کے نزدیک نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے یہاں تباین علت ہے اور ان کے یہاں سبی علت اور
ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی گئی (۲) احد الزوجین کو لایا جائے قید کر کے تو اس صورت میں نکاح
فسخ ہو جائیگا ہمارے یہاں بھی اور امام شافعی اور امام احمد کے یہاں بھی۔ ہمارے یہاں علت تباین کی وجہ
سے اور ان دونوں کے یہاں سبی کے پائے جانے کی وجہ سے (۳) شوہر اور زوجہ کو قید کر کے لایا جائے
اس صورت میں امام شافعی امام احمد کے نزدیک نکاح فسخ ہوگا کیونکہ علت سبی پائی گئی اور علت تباین کی نہیں
لہذا ہمارے یہاں فسخ نکاح نہیں ہوگا (۴) احدھما اپنی خوشی سے دار الاسلام میں چلا آیا تو
ہمارے نزدیک نکاح فسخ ہوگا کیونکہ دونوں کے اندر تباین ہو گیا امام شافعی کے یہاں چونکہ سبی نہیں
پائی گئی اس لیے ان کے نزدیک نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ امام شافعی کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ دیکھو یہاں
تباین پایا گیا اور اس کے باوجود نکاح فسخ نہیں ہوا۔ محقق بن ہمام حنفیہ کی طرف سے جواب دیتے ہیں کہ
جن کا ذکر اس حدیث کے اندر ہے ان میں تباین ہی نہیں ہوا کیونکہ وہ لوگ ساحل کی طرف چلے گئے تھے
اور ساحل دار الاسلام کے اندر داخل ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ فسخ نکاح کے بعد تجدید نکاح
کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔ شوافع کے یہاں تجدید ہوگی اور وہ ابو العاص بن وائل کے قصے سے استدلال
کرتے ہیں ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ ان کے قصے سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں
روایات مختلف ہیں بعض میں جدید نکاح کا ذکر ہے اور بعض کے اندر ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔ اور ان
دونوں نوع کی احادیث کے اندر جمع ایسے ہوگا کہ جن میں ہے کہ نکاح جدید ہوا اس کا مطلب ہے کہ پہلے
ہی جیسا نکاح ہوا تھا یعنی جو مہر پہلے تھی وہی اب بھی باقی رہی اور جن کے اندر ہے کہ بغیر نکاح کے رد
ہو گیا تھا اس کا مطلب ہے کہ مہر نیا مقرر نہیں ہوا اور اس حدیث کے اندر ردھا بالنکاح الاول کا جواب
مولانا گنگوہی نے یہ دیا کہ ان کے اندر حقیقۃ تباین نہیں ہوا تھا اس لیے نکاح فسخ ہی نہیں ہوا تھا کہ
والد ہوا تسییر الرجعۃ اشکو یعنی آپ نے ان کو فرمایا کہ چار مہینے تک خوب سیر و تفریح کرو جس کے بعد ان کا اسلام واضح ہو جائیگا

باب المباشرة ص ۲۷۵ (الفصل الاول)

3186 عن ابی سعید (ص ۲۷۵/۲۲) اس حدیث سے عزل کے جواز کا علم ہوا اس کے اندر اختلاف ہے کہ عزل جائز ہے یا نہیں۔ حضرت
ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی اور بعض صحابہ کرام سے کراہت تحریمی ثابت ہے۔ جمہور کے نزدیک جائز ہے خواہ
باندی ہو یا حرہ ہو البتہ حرہ کے اندر ان کے نزدیک اجازت کی ضرورت ہے اور حضرت امام شافعی کے متبعین کے
اندر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اجازت کی ضرورت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بغیر اجازت کے بھی عزل کر سکتا ہے
عزل کہتے ہیں بیوی سے جماع کرے اور جب انزال قریب ہو تو ذکر کو باہر نکال کر انزال کرے۔ آگے فرمایا کہ
فی غزوۃ بنی المصطلق اسی غزوہ کا حال ہوا کہ ان لشکر کے باندیوں جو قید کی گئی تھیں نکاح صحابہ کرام نے کیا
طاؤس کے نزدیک ان سے نکاح جائز ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک چونکہ
یہ جائز نہیں ہے لہذا اس حدیث کو منسوخ مانتے ہیں۔ آگے فرمایا فاصبنا سبیا الخ اس کا معلوم ہوا کہ ان
لوگوں نے عرب کو قید کیا اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ استرقاق عرب جائز ہے یا نہیں امام مالک امام شافعی
کے نزدیک استرقاق عرب جائز ہے امام شافعی کا قول قدیم ہے کہ جائز نہیں ہے امام صاحب کے نزدیک عورتوں کا
89 استرقاق جائز ہے اور مردوں کا استرقاق جائز نہیں بلکہ اما الاسلام واما السیف۔ عن جدامۃ (ص ۲۷۶/۴)
غیلہ اس کی علماء نے دو تفسیریں کی ہیں (۱) بحالت حمل اپنی بیوی سے جماع کرنا (۲) بحالت ارضاع جماع ۲۷۶/۴
کرنا آپ نے پہلے یہ سمجھا کہ اس کا بچوں کو ضرر پہنچتا ہے اس لئے منع فرمایا تھا لیکن جب بعد میں تحقیق آپ نے
روم اور فارس کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ غیلہ کرتی ہیں تو آپ نے بھی اجازت دیدی۔ آپ نے عزل کے متعلق فرمایا
کہ یہ وأد خفی ہے۔ وأد کی دو قسمیں ہیں وأد جلی اور وأد خفی اول کا مطلب ہے کہ حقیقۃ زندہ درگور
کردیا جائے اور ثانی کا مطلب ہے کہ عزل کیا جائے کیونکہ جیسے پہلے کے اندر افناء ہوتا ہے ایسے ہی ثانی کے اندر
افناء ہوتا ہے وہی اذا الموؤدۃ سئلت ہی غیر الجمع ہے اس فعل شنیع کی طرف جو اس کلام کے بعد میں آتی ہے
ای الفعلۃ الشنیعۃ۔ اب اس حدیث پر اعتراض وارد ہوگا کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ عزل وأد ہے اور ایک
روایت کے اندر ہے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور سے کہا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزل تو وأد صغریٰ ہے
اس پر آپ نے فرمایا کہ کذبت یعنی یہود جھوٹ بولتے ہیں اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا بعض نے کہا کہ
ابو سعید والی روایت راجح ہے۔ بعض نے کہا کہ چونکہ وہ سنن کی روایت ہے اور یہ حضرت جدامہ کی روایت
صحیح کی روایت ہے لہذا یہ راجح ہوگی۔ بعض نے یہ جمع کیا کہ جب آپ اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے
تب کا واقعہ ہے اور ابو سعید والی روایت اس وقت پر محمول ہے جب کہ آپ نے ان کی موافقت چھوڑ دی
96 الفصل الثانی عن اسماء (ص ۲۷۶/۱۶) اس حدیث سے غیلہ کی نہی معلوم ہوئی ہے حالانکہ اس سے پہلے جو روایات گذریں ان میں اس ۱۶
سے جواز معلوم ہوتا ہے لہذا دونوں کے اندر جمع ہے کہ یہاں نہی شفقت کے طور پر ہے شرعی ممانعت نہیں ہے

باب ص ۲۷۶ الفصل الاول ۱۹

99 عن ابن عباس (ص ۲۷۶/۲۱) اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ اگر کسی آقا نے اپنی باندی کو آزاد کیا اور اس کا ۲۱
شوہر غلام ہے تو اس باندی کو اختیار ہے کہ وہ اس شوہر کے تحت رہے یا نہ رہے لیکن اگر اس
باندی کا شوہر آزاد ہے تو آیا اس کو اختیار رہے گا یا نہیں احناف کے نزدیک اختیار ہے

3199 امام صاحب سفیان ثوری نخعی شعبی وغیرہ کے نزدیک اسکو اختیار ہے ائمہ ثلاثہ کا استدلال حضرت ۲۷۶/۲۱
عروہ کی حدیث سے ہے جو اسکی حدیث کے پہلے صفحے پر ہے ہم کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ کے شوہر کے واقعہ سے
استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں روایات مختلف ہیں بعض سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے زوج
حر تھے اور بعض سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے غلام تھے جب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا تو اب ترجیح کی ضرورت ہے
احناف نے کہا کہ ہماری روایات راجح ہیں کیونکہ اس کے اندر صراحۃً وارد ہوا ہے کہ وہو کان حرا الخ جہاں
تک ہماری طرف سے اسکا جواب ہے کہ یہ قول حضرت عروہ کا ہے مرفوع نہیں ہے خود شافعیہ نے حافظ نے اسی کے
مدرج ہونے کو اختیار کیا ہے اور جن روایات کے اندر عبد کی تصریح ہے وہ ما کان کے اعتبار سے ہے

3200 اور وہو کان حرا الخ کا مطلب یہ ہے کہ **الفصل الثانی عن عائشة** ۲۷۶/۲۶ اس حدیث کے اندر فرمایا کہ ۲۶
ان تبدأ بالرجل یعنی عتق کے اندر رجل سے ابتدا ہونی چاہیے حنفیہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ رجل
اشرف ہوا کرتا ہے لہذا ابتدا بالاشرف کا آپ نے حکم دیا۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ ابتدا بالرجل کا
حکم اسلئے دیا کہ اگر عورت سے ابتدا ہوئی تو پھر اسکو اختیار دینا اسکے نیچے ہوتے ہوئے اور جب
رجل پہلے آزاد ہو جائیگا اور وہ بعد میں آزاد ہوگی تو اختیار نہیں ہوگا اسلئے آپ نے ایسا فرمایا
لیکن یہ ہمارے مذہب پر صحیح نہیں ہے کیونکہ ہمارے اس صورت کے اندر بھی اختیار ہے

باب الصداق ۲۷۷/۲

(الفصل الاول)

مہر واجبات نکاح میں سے ہے بغیر اس کے نکاح باطل ہے اب اگر اسکا تسمیہ نکاح کے اندر ہوگیا تو مسمی واجب
02 ہوگا اور اگر تسمیہ نہیں ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا **عن سہل بن سعد** ۲۷۷/۳ اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی ۳
کہ لوہے کی انگوٹھی کو مہر کے اندر دینا جائز ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اسکا پہننا بھی جائز ہے
شافعیہ کا یہی مسلک ہے کہ اسکا پہننا جائز ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا جواب
یہ ہے کہ وہ انگوٹھی مفضض تھی یعنی اس پر چاندی کا ملمع ہوا تھا۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مہر
کی کوئی مقدار معین نہیں ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی مہر دینی پڑے گی امام مالک کے نزدیک
ربع دینار یا تین درہم واجب ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہر وہ شئی جو عوض بن سکے ابن حزم ظاہری
کہتے ہیں کہ مالیت بھی اس شئی کے اندر شرط نہیں ہے۔ ابن شبرمہ کے نزدیک پانچ درہم واجب ہیں
امام نخعی کے نزدیک ایک اوقیہ مہر کی مقدار ہے۔ سعید بن مسیب کے نزدیک پچاس درہم ہیں
حضرات امام صاحب کے نزدیک عشرۃ دراہم ہونا چاہیے۔ یہ تمام مذکورہ اقوال مہر کی اقل مقدار کے
اندر ہیں۔ امام شافعی کا مستدل اول یہ حدیث ہے مستدل ثانی حضرت جابر کی حدیث ملء کفیہ والی
مستدل ثالث عامر بن ربیعہ کی نعلین والی حدیث اور اسکے علاوہ اور بہت سے مستدلات ہیں
امام مالک کا مستدل باب الولیمہ کی پہلی حدیث جو حضرت انس سے مروی ہے جس کے اندر ہے انی تزوجت علی
وزن نواۃ الخ تو یہاں نواۃ من ذہب کا وزن ربع دینار کے بقدر اور تین درہم کے بقدر ہوتا ہے
احناف کا مستدل یہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ البیہقی

3202 ۲۸۵۹ ۲۷۷/۳

والدارقطنی۔ اسی حدیث پر اعتراض ہوا کہ اسکی سند میں عمرو بن عبید ایک راوی ہے جو متروک ہے نیز اس حدیث کے اندر دوسری سند میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہے جو ضعیف ہے لہذا ناقابل استدلال ہیں ہے علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے طرق متعدد ہیں اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی حدیث کے اسناد ضعیف ہوں اور طرق کثیر ہوں تو قوت کے درجہ میں آجاتی ہے لہذا قابل استدلال ہے اب اسی حدیث سے استدلال پر مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے دو اعتراض فرمائے اول فرماتے ہیں کہ اگرچہ آپکا قاعدہ صحیح ہے کہ طرق کی کثرت سے قوۃ آجاتی ہے لیکن یہ وہاں ہے جہاں ضعف شدید نہ ہو اور اس حدیث کے اندر ضعف شدید ہے۔ دوم اگر ہم حدیث کو ثابت مان لیں تو پھر کتاب اللہ کے اندر ما فرضتم مطلق ہے لہذا اس حدیث سے کتاب اللہ پر تقیید لازم آئیگی اور یہ بھی جائز نہیں ہے الا دونوں اعتراض کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ وهذان الایرادان مما لا مدفع لهما۔ تم کلامه۔ اب جواب ضعیف کی سنئے:۔ اول اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا فتح القدیر کے باب المہر کو دیکھا ہے حالانکہ آگے چلکر ایک دوسرا باب میں یہی حدیث آرہی ہے جسکی سند محقق ابن ہمام نے پوری بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں اس حدیث پر مطلع تھا لیکن مجھکو اسکی سند نہیں ملی تھی لیکن بعد میں مجھکو یہ ایک دوست نے اسکی سند مجھکو سنائی جو حافظ عسقلانی کی طرف سے تھی اور اسکی سند کے متعلق حافظ نے فرمایا کہ حسن ہے۔ لہذا جب شیخ الشافعیہ حافظ عسقلانی نے اس حدیث کو حسن کہدیا تو اب اسپر ضعف کا دعویٰ صحیح نہیں ہے لہذا جب یہ حدیث ثابت ہوگئی ہے تو مولانا کے دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ما فرضتم بیان مقدار کے اندر مجمل ہے لہذا اس کیلئے بیان کی ضرورت واقع ہوگی اور مجمل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسکا بیان اسی کے حکم میں ہو اور اسکے برابر ہو یعنی اگر وہ قطعی ہے تو اس کا جو بیان واقع ہے وہ بھی قطعی ہو لہذا حدیث کا بیان واقع ہونا بھی کچھ مشکل نہیں ہے اسکے متعلق علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ زیادۃ علی الکتاب اسی وقت کے اندر جائز ہے ورنہ قاطع کے اندر جائز نہیں ہے

قلت فیہ لتدلیس حفص المحروم من ابی الشعثاء عن ابن المسیب۔ عبدالغفار السندی ١٠ ذی قعدہ ١٣٩١ھ

ایک اعتراض مولانا نے یہ کیا کہ لا مہر اقل من عشرۃ دراہم ایسا ہے جیسے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ اور جیسے وہاں آپکے نزدیک لا نفی کمال کیلئے ہے ایسے ہی یہاں یہ نفی کمال کیلئے کیوں نہیں مانتے اسکا جواب سمجھ میں نہیں آتا سوا اسکے کہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرض کئے ہیں ان کے لئے کچھ بدایات ہیں اور کچھ غایات ہیں تاکہ ان پر عمل کی ابتدا اور انتہا کی جاسکے لیکن اللہ تعالیٰ کی آیت مہر کے بارے میں ما فرضنا علیھم کی نہ بدایت ہے اور نہ غایت ہے لہذا جب کچھ بھی معلوم نہیں ہے تو اسپر ہم عمل نہیں کر سکتے لہذا محتاج ہیں اس شئی کی طرف جسکو اسکی بدایۃ وغیرہ معلوم ہو اور وہ حضور کا کلام ہے لہذا اسکے ذریعہ ہم اس آیت شریفہ پر عمل کر پائیں گے۔

یہ حنفیہ کا استدلال مکمل ہوگیا۔ اور اسکے علاوہ جو دوسرے لوگوں کا مسلک ہے ان کا جو جواب یہ ہے کہ وہ مہر معجل پر محمول ہیں حدیث شریف کے اندر آگے وارد ہوا فالتمس سورۃ کذا و سورۃ کذا

3202 اس کے مصداق کے اندر مختلف قول ہیں (۱) ~~[illegible]~~ اس سے سورۃ بقرۃ و آل عمران یعنی سورۃ ۲۷۷/۳
آل عمران مراد ہے (۲) دارقطنی کے اندر ہے کہ اس سے سورتِ مفصل مراد ہیں (۳) بعض روایات کے
اندر انا اعطیناک وغیرہ اس کی مراد ہیں۔ آگے وارد ہوا قد زوجتکہا بما معک من القرآن اس سے شافعیہ نے
استدلال کیا کہ اجارہ قرآن جائز ہے کیونکہ یہاں حرف با عوض کے اندر مستعمل ہے اور یہ ثلاثہ کے نزدیک اجارہ
03 قرآن جائز نہیں ہے اور یہاں حرف با سببیہ کے ہے عوض کے لئے نہیں ہے ۲۷۷ ص۸ **عن ابی سلمۃ** :۔ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم ہوتا تھا حالانکہ یہ کلیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ام المؤمنین ۸
حضرت ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم تھا لہذا اس کا جواب یہ ہوگا کہ حضور نے بنفس نفیس ادا کیا وہ تو
04 پانچ سو درہم ہوتا تھا اور یہ آپ نے مہر ادا نہیں کیا بلکہ یہ نجاشی نے ادا کیا تھا ۲۷۷ ص۱۱ **الفصل الثانی عن عمر** ۱۱
بن الخطاب :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے صرف بارہ اوقیہ مہر کے اندر دیئے حالانکہ اس سے
اوپر کی حدیث میں بارہ پر ایک نش کی زیادتی کا بھی ذکر ہے تو دونوں کے اندر تعارض ہوگیا لہذا اب
جواب یہ ہوگا کہ نش کسر ہے اور اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ کسر کو حذف کر دیتے تھے اسی لئے حضرت
07 نے حذف فرما دیا ۲۷۷ ص۱۸ **عن علقمۃ** :۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر مہر کا تسمیہ نہ ہو تو کیا حکم ہے ۱۸
جمہور کے نزدیک مہر مثل واجب ہوتا ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ کچھ واجب نہیں ہوگا امام شافعی سے بھی دونوں قول مروی ہیں

باب الولیمۃ ۲۷

ولیمہ اَلْوَلْمُ سے ماخوذ ہے جس کے معنی جمع کے ہیں چونکہ اس کے اندر زوجین کا جمع ہوتا ہے یا سرور کا
جمع ہوتا ہے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اسی لئے اس کو ولیمہ کہتے ہیں اس کے حکم میں اختلاف ہے
شافعیہ کی ایک وجہ، مالکیہ کا ایک قول اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک واجب ہے۔ ابن بطال نے جمہور کے
اس کے سنت ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کے وجوب کا قول کیا ہو
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دعوت ولیمہ کو قبول کرنے کا کیا حکم ہے۔ حنابلہ، شافعیہ اور امام مالک کا قول ہے
کہ فرض عین ہے بعض حنابلہ شافعیہ کے یہاں مستحب ہے اور بعض شافعیہ حنابلہ نے فرض کفایہ کا قول کیا ہے
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کے کلام ~~سے مستفاد ہوتا ہے~~ کا تقاضہ یہ ہے کہ واجب ہو لیکن انہوں نے سنیت کی
تصریح کی ہے حنفیہ کے اندر چند قول ہیں (۱) سنت مؤکدہ (۲) قریب بالواجب (۳) بدائع
15 کے اندر لکھا ہے کہ واجب ہے ص۲۷۷ **الفصل الاول عن انس** :۔ اثر صفرۃ اس سے خلوق مراد ہے جو کہ ۲۷
ایک زعفرانی خوشبو ہوتی ہے اس کا کپڑے کے اندر لگانا مالکیہ کے یہاں جائز ہے اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں
نہ کپڑے کے اندر جائز ہے اور نہ بدن کے اندر جائز ہے مالکیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا اور
احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ ان کی شادی ہوئی تھی تو بیوی کے کپڑے سے لگ گیا تھا اس کا اثر ان کو پہنچا
جواب ۲ :۔ چونکہ رات کو بیوی کے پاس جانا تھا تو اس لئے لگایا تھا جواب ۳ :۔ منسوخ ہے یعنی یا تو شروع کا ہے
13 ۲۷۸ ص۲ علی وزن نواۃ :۔ یہ یا تو کسی خاص وزن کا نام ہے یا اس کی گٹھلی وغیرہ مراد ہے **وعنہ قال** :۔ ۲۷۸/۲
اس حدیث کے اندر عتق کو مہر قرار دیا گیا امام ترمذی نے امام شافعی امام احمد اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے

3213 اعتبار مطلق صحیح ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام شافعی کا صحیح مذہب جمہور کے مذہب کے موافق ہے اور وہ یہ کہ
جانا ضروری ہے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ وقتی طور پر تھا یا آپ کی خصوصیت تھی **الفصل**
24 **الثانی عن ابن مسعود** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے دن کی دعوت حق ہے اور دوسرے دن کی دعوت سنت ۱۲
اور شافعی سے یوم ثانی کے بارے میں وجوب اور عدم وجوب دونوں روایت منقول ہیں۔ حنابلہ کے یہاں
سنت ہے تیسرا دن شافعیہ کے یہاں مکروہ ہے ایسے ہی حنابلہ کے یہاں بھی مکروہ ہے۔ مالکی حضرات
یہ کہتے ہیں کہ تیسرے دن کا کھانا جب مکروہ ہے جبکہ اس دن کے کھانے والے اگلے پہلے دن کھانے
والے ہوں۔ امام مالک کے یہاں ولیمہ کے لئے سات دن تک کھانا کھلانا مستحب ہے اور اسی سے امام
بخاری کا رجحان اسی طرف ہے ابن سیرین اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے سات دن تک اپنے
ولیمہ کا کھانا کھلایا تھا اور حضرت ابی بن کعب کو بھی دعوت دی تھی یہ حال یہ زوج کی اطلاعات پر
27 موقوف ہے **الفصل الثالث عن عمران بن حصین** اس حدیث کے اندر فاسق کے کھانے سے منع فرمایا ۶
کیونکہ فاعل کا اثر فعل کے اندر آجاتا ہے لیکن دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
فاسق کی بھی دعوت قبول کرنی چاہئے اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر اخیر میں غیر فاسق مراد ہے

باب القسم ۹

قسم تقسیم سے ماخوذ ہے آتا ہے تقسیم کرنے کے معنی میں یہاں اس سے مراد عورتوں کی نوبت مقرر کرنا اور
ان کے درمیان عدل کرنا ہے اس مسئلہ پر تمام کا اجماع ہے کہ عورتوں کے درمیان عدل کرنا واجب ہے
اب یہ کہ اس قسم کا معیار کیا ہے کس طرح مقرر کی جائیگی۔ حنابلہ کے نزدیک ایک دن ایک رات ہو
ایک کے لئے مقرر کی جائے گی۔ صاحب ہدایہ کا مختار ہے کہ زوج کی رائے پر مفوض ہے ابن ہمام نے
اس پر اعتراض کیا کہ اسکی نوبت ہو سکتی ہے کہ چار مہینے یا سال مقرر کردے اس اشکال پر حضرت
کچھ نے اس کا اشکال ہے صاحب بحر نے اشکال کیا ہے کہ اندر مدت میں طویل ہو علامہ
شافعیہ کا بھی یہی رائے معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اختیار ہے ابن المنذر کی رائے ٹھیک ایک دن
مقرر کرے کیونکہ حضور سے اس سے زیادہ ثابت نہیں ہے اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نوبت اور قسم واجب تھی یا نہیں حنفیہ کے نزدیک واجب تھی جیسا کہ محقق
ابن ہمام علامہ عینی صاحب بحر علامہ شامی شیخ عبد الحق محدث دہلوی ملا علی قاری وغیرہ نے
تصریح کی ہے۔ ابو سعید الاصطخری علامہ سیوطی اور شافعیہ کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے اور اکثر
29 شافعیہ کی یہ ہے کہ واجب نہیں تھی مختار دونوں قول ہیں **الفصل الاول عن ابن عباس** ۱۰
ان ازواج کے علاوہ نو بیویاں جو تقسیم سے الگ تھیں وہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ ہیں ان کو
وقت ایک روایت کی بناء پر طلاق دیدی گئی اور ایک روایت کی بناء پر طلاق دینے کا ارادہ فرمایا
تو انہوں نے فرمایا کہ حضور میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے اندر شمار آپ کی ازواج میں ہو لہذا
مجھے رجوع کر لیجئے اور میری باری حضرت عائشہ کو دیدیجئے آپ نے منظور فرمالیا اور یہ مسئلہ ہے

3231 کہ عورت اگر اپنی باری کی دوسری بیوی کو اجازت دیدے تو کیا پھر اپنی اس اجازت سے رجوع کر سکتی ہے ٢٧٩/١٤
یا نہیں جمہور امت کے نزدیک رجوع کر سکتی ہے اور یہ اس کیلئے جائز ہے **وعنہا** ص٢٧٩/٢٠ :۔ اس میں اشارہ اس طرف
ہو گیا کہ آپ کے متعلق نوبت کے وجوب کے قائل ہیں وہ اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ پر نوبت
واجب تھی تو بغیر حضرت عائشہ کے پاس کیسے جا سکتے تھے اسلئے فرمایا ہے تاکہ ازواج
آپ کو اجازت خوشی سے دیدیں۔ دوسرے فریق کے لوگ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ
32 آپ نہایت رقیق القلب وسیع الطبیعت تھے تو تطییب ازواج کی رضا کے لیے ایسا کیا جاتا تھا
تو اسلئے بار بار یہ جملہ استعمال فرمایا ہے۔ **وعنہا** ص٢٧٩/١٥ :۔ قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے امام اعظم ١٥
امام شافعی کے نزدیک سفر کے اندر جانے کیلئے شوہر کو قرعہ اندازی ضروری ہے مالکیہ حنفیہ کے
یہاں قرعہ اندازی ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ تطییب خاطر
کیلئے فرماتے تھے۔ نیز سفر کے اندر خاص ایک عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو راستہ کے اندر مشقت وغیرہ
میں کام آئے اگر قرعہ اندازی ہوگی تو کچھ یہ فائدہ حاصل ہونا مشکل ہے اب یہ مسئلہ کہ سفر کے بعد
جب واپس آئیگا تو سفر کے ایام کا حساب لگا کر باری شروع کریگا یا وہ ایام سفر اس باری سے
مستثنیٰ ہیں حنفیہ امام مالک اور ظاہریہ کے نزدیک ان ایام کا حساب نہیں ہوگا امام احمد امام
شافعی کے نزدیک اگر وہ قرعہ اندازی کے بعد بیوی کو سفر کے اندر لے گیا تو ان ایام کا حساب نہیں ہے
اور یہ باری سے مستثنیٰ ہونگے اور اگر بغیر قرعہ اندازی کے چلا گیا تھا تو محاسبہ ہوگا کیونکہ قرعہ واجب
33 ہے بغیر اس کو واجب اس نے کیا تو محاسبہ ہوگا۔ حنفیہ کے یہاں قرعہ واجب نہیں ہے اور ایام سفر مستثنیٰ ہیں
عن ابی قلابۃ ص٢٧٩/١٦ :۔ اس مسئلہ کے اندر کہ زوج قدیمہ و جدیدہ میں کسی کو فضیلت ہے یا نہیں ہے احناف ١٦
ہے اور ثلاثہ کے نزدیک جدیدہ کو فضیلت ہوگی اور امام ابن حزم ظاہری کے نزدیک دونوں کے
اندر کوئی تفریق نہیں ہے سب برابر ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے تفریق میں البکر والثیب کا جو مسئلہ
ائمہ ثلاثہ کے یہاں تفریق ہوگی وہ یہ کہ بکر کیلئے سات دن اور ثیب کیلئے تین دن تک اجازت
ہے اور اس کے بعد باری شروع کرے۔ امام صاحب کے نزدیک اس صورت میں بھی سب برابر ہیں
ائمہ ثلاثہ کا استدلال یہ ابو قلابہ والی حدیث ہے جس کے اندر اس مسئلہ کا علم ہوگیا ہے ان کا استدلال
اسکے بعد والی حدیث حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی ہے کہ حضرت ام سلمہ سے فرمایا کہ ان شئت سبعت
عندک وسبعت عندهن الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تسبیع ان کے پاس فرمائیں گے تو دوسری
تسبیع دوسری بیویوں کے پاس بھی ہوگا لہذا کوئی فرق نہیں ہے سب برابر ہیں۔ علمائے حنفیہ کے نزدیک اس
حدیث سے استدلال کرنے میں کلام ہے وجہ یہ کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی زوجہ باکرہ ہے
تو اس کے پاس سات دن گذارے اور اگر ثیب ہے تو اس کے پاس تین دن گذارے اور اس کے
بعد اگر وہ تسبیع پر اصرار کرے تو تسبیع کرے لیکن اس صورت میں اسکے تین دن جو خصوصیت
کے تھے وہ ختم ہو جائیں گے اور سات دن پورا کرے گا اور پھر دوسری ازواج کے لئے بھی سات دن

3233 کا دور کرے گا اور یہی مسلک بعض ائمہ کا ہے مستدل حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن سے معلوم ہوا تھا ہے
لہذا اس حدیث سے عام ادلہ سے ثابت نہیں ہوا بلکہ ان کی تثلیث کا بعد میں ثابت ہو سکتا ہے ۔ لیکن بات
یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ قاسم بن قطلوبغا کے اس قول کے تحت داخل رہے گی جو وہ اپنے شیخ
محقق ابن ہمام کی بعض ابحاث کے متعلق کہتے ہیں کہ "ابحاث شیخنا اذا خالفت المنقول لا تعتبر"
رہ گیا حکم ابوبکر بن عبدالرحمن کی حدیث میں وارد ہوا وہی روایت قال لہا للبکر سبع وللثیب ثلث الخ
شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کے مذہب کی موافق ہے لیکن ان احادیث کا یہ مطلب ہے لیکن حنفیہ کے مسلک کے
خلاف ہے لہذا احناف کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ باکرہ کے لیے سات دن کی اجازت ہے لیکن پھر باری
تمام کے لیے سات سات دن کی ہوگی ایسے ہی للثیب ثلث کا اندازہ یہ کہ تثلیث ہوگی ۔
اب یہ کہ ثیب اور بکر کے اندر فرق کیوں کیا اسکا جواب ہے کہ ثیب چونکہ دوسرے خاوند کے پاس رہ کر
آئی ہے تو اسکو زیادہ وحشت اور گھبراہٹ نہیں ہوتی بخلاف بکر کے جو اپنے ماں باپ بہن بھائیوں
کو چھوڑ کر آتی ہے تو اسکو وحشت و گھبراہٹ زیادہ ہوتی ہے اسلئے زیادہ دنوں کی ضرورت ہے

36 **الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ** ص ۲۷۹ وشقہ ساقط اول مطلب یہ ہے کہ شق سے مراد حصہ ہے یعنی جب ۲۷۹/۲۳
قیامت کے دن عدل نہ کرنے کی شکایت وہ زوجہ اللہ تعالی کے یہاں کرے گی تو اس زوج کے پاس کچھ دلیل
براءت کی نہ ہوگی ۔ اور ممکن ہے کہ حقیقی معنی مراد ہوں ایک حصہ مفلوج ہوگا اور ممکن ہو وہ یہ کہ
قسم اور عدل اور شی ہے اور اس کے اندر وطی کرنا ہے اس کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ خاوند کی نشاط
پر وطی کرنا موقوف ہے یعنی قسم اور عدل تو واجب ہے لیکن اس کی قسم کے اندر وطی کا کرنا واجب نہیں ۔

46 باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ الخ (الفصل الاول) ۲۸۰/۵

ص ۲۸۱ ۲۸۱/۱
عن اسماء: اس حدیث کے اندر وارد ہوا کلابس ثوبی زور اس کا ایک مطلب یہ ہے زمانہ جاہلیت کے اندر
ایک شخص بھلے شریف کے کپڑے پہنتا تھا اور ڈاکو اور چوروں کا کام وہ کرتا تھا یعنی کہ بد کام جھوٹ وغیرہ
اسکا کاروبار تھا اور کپڑے بہت شریف جیسے لوگوں کے پہنتا تھا تاکہ کسی کو حقیقت پر اطلاع نہ ہو پائے
اس جملے میں اسی کی طرف اشارہ ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ ادنی دو کپڑے کا استعمال کرتا ہے ایک
ازار اور ایک ردا جس کی ذیل سر سے قدم تک ڈھک جاتا ہے تو اس کا
مطلب ہے کہ سر سے پیر تک وہ جھوٹ بولتا ہے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب کے اندر جو لوگ
خوب رئیس ہوتے تھے وہ دو کرتے پہنا کرتے تھے لیکن جو لوگ غریب ہوتے تھے وہ آستین کے
اندر ایک کپڑا اس طور پر لگا لیتے اور سی لیتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس نے بھی دو کپڑے پہن
رکھے ہیں حالانکہ وہ دھوکہ ہوتا تھا تو اس دھوکہ کی طرف اس جملے سے اشارہ ہے چونکہ یہ
جملہ ایسے موقع میں استعمال ہوتا ہے جہاں کسی چیز کا جھوٹ - دھوکہ - بطلان وغیرہ بیان کرنا
48 مقصود ہو۔ ص ۲۸۱ **عن النبی:** آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ شہرا الخ اس ایلاء کے ۲
سبب کے اندر اختلاف ہے کہ کس وجہ سے آپ نے ایلاء کیا اور ایلاء کے یہاں لغوی معنی قسم کھانا اور یہی

3248 اس ایلاء کا اول سبب یہ بیان کیا گیا کہ آپ ایک شب حضرت حفصہ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کو کسی کام ۲۸۱/۲
بھیجا اور حضرت ماریہ قبطیہ کو حضرت حفصہ کے بستر پر لٹا کر وطی فرمائی حضرت حفصہ جب واپس
لوٹیں اور کواڑ بند پائے تو سمجھ گئیں جب دروازہ کھلا تو حضور کے جسم اطہر سے پانی کا قطرہ ٹپکتا
جس سے وہ سمجھ گئیں اور خوب ناراض ہوئیں حضور نے ان کو راضی کرنے کیلئے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے
اوپر حرام کر لیا اور حضرت حفصہ سے فرما گئے کہ کسی سے کہنا نہیں ان کے قریب حضرت عائشہ کا مکان تھا
انہوں نے حضرت عائشہ سے جا کر یہ کہہ دیا غرضکہ یہ واقعہ آپ کے ایلاء یعنی قسم کھانے کا سبب بنا
دوسرا سبب یہ بیان کیا گیا کہ آپ حضرت زینب کے یہاں جا کر عسل [اخرجہ مسلم ص۴۷۹] نوش فرماتے تھے اور یہ دوسری
ازواج کو جب معلوم ہوتا تھا تو سب نے یہ طے کیا کہ جب حضور نوش فرما کر آئیں گے تو سب الگ الگ یہ
کہیں کہ آپ نے تو آج مغافیر (گوند) کھایا ہے اور اس کی بو ایسی ہے چنانچہ آپ جب وہاں سے فارغ ہو کر
آئے تو ہر ایک کے یہاں جب گئے تو اس نے یہی کہا کہ حضور نے تو آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغافیر کھایا ہے
آپ نے جب ہر ایک سے یہ سنا تو اپنے اوپر شہد کو حرام کر لیا۔ تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا کہ ایک مرتبہ آپ کی
ازواج نے آپ سے نفقہ طلب کیا تو اس پر آپ نے قسم کھالی۔ چوتھا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے
حضرت زینب کے یہاں گوشت بھیجا انہوں نے انکار فرما دیا دوسری مرتبہ بھیجا اس وقت بھی انکار کیا اور تیسری
مرتبہ بھی ایسے ہی ہوا تو آپ نے قسم کھالی یہ چار اسباب بیان کئے گئے ہیں آپ کے قسم کھانے اور
مشربہ کے اندر قیام کرنے کے لیکن حافظ فرماتے ہیں کہ ان چاروں کا سبب ایک دم پائے گئے ہوں یہ
بھی ممکن ہے بلکہ آپ کی عالی ظرفی کا تقاضہ یہی ہے کہ کسی ایک واقعہ کی بناء پر ناراض ہو کر آپ نے ایلاء
اور مشربہ کے اندر قیام نہیں کیا بلکہ یہ چاروں واقعے ہی سبب بنے۔ دوسری بات اس حدیث کے اندر یہ ہوئی
کہ اس میں مصنف علیہ الرحمہ نے انفکاک رجل اور ایلاء کا واقعہ ایک ہی جگہ ذکر کر دیا حالانکہ یہ دونوں واقعہ
الگ الگ ہیں چنانچہ انفکاک کا واقعہ سنہ ۵ھ میں اور ایلاء کا واقعہ سنہ ۹ھ کے اندر پیش آیا۔ ابن حبان نے
اپنی تاریخ میں مؤرخین نے اپنی تاریخ کے اندر ایسے ہی علاوہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ایلاء سنہ ۹ھ میں
اور انفکاک رجل کا واقعہ سنہ ۵ھ میں پیش آیا ہے لیکن زہری نے ان دونوں کے اندر خلط واقعہ کر دیا ہے
آج کل کے شارحین و اساتذہ کا یہ خیال ہے کہ حافظ کو بھی اس واقعہ کے اندر غلط ہوگیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے
بلکہ حافظ نے ان کو الگ الگ بیان کیا ہے ان الشہر یکون تسعاً وعشرین کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ مہینہ
3265 کبھی انتیس روز کا ہوتا ہے اور یہ مہینہ بھی ایسا ہی ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ خاص یہ مہینہ انتیس کا ہے

وبہذہ ما روی البغوی باسنادہ فی المعالم عن الزہری عن عائشۃ فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان الشہر تسع وعشرون [illegible]

الفصل الثانی عن عائشة [ص۲۸۲] اس حدیث کے اندر جن بنات کا ذکر ہے یہ بچوں کی عادت پر موقوف ہے ۲۸۲/۱۰
3269 ورنہ مکمل صورت بنانا جائز نہیں ہے **الفصل الثالث عن ابی سعید** [ص۲۸۲] اس حدیث سے ایک یہ معلوم ہوا کہ ۲۸۲/۲۰
حضرت صفوان کی اہلیہ [illegible] ایک رکعت کے اندر دو سورتیں پڑھتی تھیں آپ نے منع کیا تو گویا آپ
متاثر نہیں ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں ایسے ہی زوج کے بھی حقوق
ہیں لہٰذا زوج کے حقوق کی رعایت بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ایک سورۃ کے پڑھنے

میں بھی ہو سکتی ہے اس حدیث کے اندر ایک جملہ وارد ہوا وانا رجل شاب لا اصبر الخ اسمیں ایک بڑا زوردار اشکال ہے
وہ یہ کہ جب قصہ افک پیش آیا اور حضرت صفوان پر اور حضرت ام المومنین حبیبۃ الرسول پر تہمت کا الزام لگا
تو انہوں نے اس وقت یہ فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی کسی عورت کا پاجامہ نہیں کھولا تو
اس جملے سے تو معلوم ہوا کہ نہایت عاجز اور ضبط و تحمل سے موصوف ہیں اور اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ
نہایت زوردار ہیں اور خود اپنے عاجز ہونے کو بیان فرما دیا۔ اب دونوں کے تعارض کو دفع کرنے کے لئے حافظ
ابن حجر نے فرمایا کہ وہ حدیث صحیح ہے جس کے اندر ہے کہ میں نے کبھی پاجامہ نہیں کھولا اور یہ حدیث جو حضرت
ابو سعید کے روایت ہے صحیح نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے لیکن دوسرے علماء نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا اور
تعارض کا جواب بعض نے یہ دیا کہ ما کشفت کنف انثی کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی الکرام یعنی حرام کام
کے لئے کبھی میں نے اجنبیہ کا پاجامہ نہیں کھولا اور یہاں اس حدیث کے اندر حلال کی بحث ہے اس جواب کو
حضرت مولانا گنگوہی نے اور ان سے پہلے علامہ قرطبی نے بیان کیا لیکن اس جواب پر حافظ نے اعتراض کیا کہ ایک روایت
کے اندر ہے لا فی الحلال ولا فی الحرام لہذا یہ جواب ختم ہو گیا لہذا اب حافظ نے اپنا جواب دیا کہ لا اصبر
کا مطلب ہے کہ الآن یعنی اب مجھ سے صبر نہ ہو گا یہی جواب علامہ ابن قیم نے بھی دیا ہے

٢٨٣/١١

باب الخلع والطلاق

(الفصل الاول)

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سے قبل نکاح کا باب باندھا تھا کیونکہ اس کے ذریعہ زوجین کے اندر اتصال ہوتا ہے
اور اتصال کے بعد شی کے اندر انفصال آتا ہے لہذا اب خلع کو اور طلاق کو ذکر کر رہے ہیں جو کہ انفصال
کا سبب ہیں۔ خلع ماخوذ ہے خلع یخلع فتح یفتح سے جس کے معنی اکھاڑ لینے کے ہیں خلع اصطلاح
شرع کے اندر کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دیکر اپنے آپ کو شوہر کے دام سے نکالے خلع کا استعمال حسیات اور
معنویات دونوں کے اندر ہوتا ہے لیکن جب حسیات کے اندر ہو تو بفتح الخاء استعمال ہوتا ہے اور جب معنویات
کے اندر استعمال کریں تو بضم الخاء مستعمل ہوتا ہے۔ ابوبکر بن درید نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے
خلع عامر بن الظرب کی لڑکی نے کیا اور اسلام کے اندر سب سے پہلے خلع ثابت بن قیس بن شماس
کی بیوی نے کیا جیسا کہ باب کی پہلی حدیث کے اندر آئیگا ان کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے بعض نے
حبیبہ بنت سہل اور بعض نے جمیلہ بنت ابی ابن سلول بیان کیا اکثر روایات کے اندر جمیلہ وارد ہوا ہے
لیکن بعض روایت میں جمیلہ کے بجائے زینب بنت عبداللہ بن ابی ابن سلول واقع ہوا ہے ممکن ہے
کہ ایک لقب ہو اور ایک نام ہو۔ اب خلع کی شرعی حیثیت کے اندر علماء کا اتفاق ہے
کہ وہ جائز ہے البتہ بکر بن عبداللہ مزنی کے نزدیک خلع جائز نہیں ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں
کہتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کہتا ہے کہ فلا تاخذوا منه شیئا۔ ان کے اس آیت کا جب ان سے
معارضہ کیا اور کہا کہ ایک آیت کے اندر ہے فلا جناح علیهما فیما افتدت به اسکا کیا جواب ہے انہوں نے
کہا کہ یہ منسوخ ہے اور ناسخ فلا تاخذوا منه شیئا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن کے اندر سورہ نساء
کی ایک اور آیت کے اندر ہے کہ فان طبن لکم عن شیء منه الخ اور ایسے ہی احادیث سے بھی خلع ثابت ہے

ملا علی قاری نے ابن ہمام سے نقل کرتا ہوا لکھا ہے کہ خزنی کے نزدیک جائز نہیں ہے حافظ نے ایسے لکھا ہے یہ صحیح ۲۸۳ / ۱۱
نہیں ہے کیونکہ جب مطلق خزنی لکھا جاتا ہے تو اس سے ابو ابراہیم اسماعیل بن یحیی المزنی مراد ہوتا ہے میں حافظ نے یہ
جو لکھا ہے تو یہ ابو طالب نے کہا ہے کہ خلع اس وقت جائز ہے کہ عورت کے پاس اسکا شوہر ہو کسی کو
اپنے ہوئے دیکھے اور اس کی فاحشہ کرتا ہوا دیکھے ورنہ جائز نہیں ہے ابن عبد البر نے اسکو رد کر دیا ۔

صـ ۲۸۳ / ۱۱

3274 **عن ابن عباس** ؓ ۔ اس حدیث کے الفاظ ابن ماجہ نے فرمایا کہ ما اعتب علیہ فی خلق و لا دین لیکن آگے خلع ۱۱
کی اجازت کی وجہ کو بیان نہیں کیا ابن ماجہ نے اور اس کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ کان رجلا دمیما یعنی
نہایت بد صورت تھے دیکھ فرمائی ہیں کہ اکرہ الکفر فی الاسلام اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اسلام کی حالت
کے اندر ہوں کہیں ایسے اسباب نہ پیش آجائیں جس کے میں کلمات کفر بولنے لگوں لہذا مجھ الگ ہونا
چاہتی ہوں دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ ان کی عادت اور ان کا دین سب کچھ صحیح ہے لیکن ان کا میں
کفران نعمت کرنا نہیں چاہتی خلع کرنا چاہتی ہوں تو گویا الکفر سے مراد کفران نعمت ہے و طلقہا تطلیقۃ
خلع کا حکم امام وہب کے نزدیک طلاق بائن ہے یہی ایک روایت امام احمد کی اور امام شافعی کا صحیح قول ہے ۔ امام شافعی
اور امام احمد کا دوسرا قول یہ ہے کہ فسخ ہے ایک روایت امام شافعی کی یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے ۔ ایک روایت یہ ہے

صـ ۲۸۳ / ۱۵

75 اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے ورنہ کچھ نہیں ہے **عن عبد اللہ بن عمر** ؓ ۔ انہ طلق امراتہ الخ ۱۵
ان امراۃ کا نام آمنہ اور بعض سے نوار معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ ایک نام ہو اور ایک لقب ہو ۔ یا دونوں ہی
نام ہوں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق حالت حیض کے اندر دینا جائز نہیں ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے طلاق کی تین
قسمیں ہیں طلاق حسن ۔ طلاق احسن ۔ طلاق بدعی ۔ طلاق حسن یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق
دے طہر میں اور دوسری طلاق دوسرے طہر میں اور تیسری طلاق تیسرے طہر کے اندر دے لیکن کو ائمہ ثلاثہ کے یہاں طلاق
مسنونہ ہوتی ہیں ۔ طلاق احسن یہ ہے کہ طلاق دے ایسے طہر کے اندر جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اسکو
چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت پوری ہو جائے حنفیہ کے یہاں اسی کا نام طلاق سنت ہے ۔ طلاق بدعی
یہ ہے کہ ایک طہر کے اندر تین طلاق دے ۔ یا ایسے طہر کے اندر طلاق دے جس کے اندر جماع کیا ہے ۔
اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے قال مرہ فلیراجعہا الخ اس کے اندر بھی اختلاف ہے کہ رجعت کا حکم کیا ہے؟
امام مالک اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ اور محقق ابن ہمام کے نزدیک واجب ہے ۔ امام شافعی امام احمد اور حنفیہ میں سے
امام قدوری کے نزدیک مستحب ہے دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ حالت حیض کے اندر طلاق دینا
اگرچہ ممنوع ہے لیکن اگر دیدی تو واقع ہو جائیگی کیونکہ آپ نے فرمایا فلیراجعہا اور رجوع تو جب ہوگا
جبکہ طلاق کا وقوع ہوا ہو یہی ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور یہی حدیث مستدل ہے اسکے
برخلاف ابن حزم ۔ خوارج ۔ روافض کے یہاں جائز نہیں ہے اور طلاق واقع نہیں ہو گی ابراہیم بن اسماعیل ابن علیہ
کا بھی یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور انکے شاگرد رشید حافظ ابن قیم کا بھی مختار ہے ۔ تیسری
بات حدیث پاک سے یہ معلوم ہوئی کہ اگر حالت حیض کے اندر طلاق دیدی تو اس کی حالت حیض کے اندر رجوع
کرنا واجب ہے کیونکہ اگر اس نے حالت حیض میں ایک ممنوع اور حرام کام کیا لہذا اس کا دفع کرنا واجب ہے جو کہ رجوع

3275 کے ذریعہ ہوگا یعنی از رجعت واجب ہے اور پھر اس حیض کے بعد جو طہر متصل ہے اس کے اندر طلاق نہ دے بلکہ اس طہر کے ٢٨٣/١٥
بعد جو دوسرا طہر آئیگا اس کے اندر طلاق دے لیکن اس کے اندر روایات مختلف ہیں اس حدیث سے تو یہی
ثابت ہوا جو اوپر مذکور ہوا اور بعض روایات کے اندر ہے کہ اس حیض کے بعد جو طہر متصل ہے اس کے اندر بھی
طلاق دیدے۔ جمہور کے نزدیک طہر متصل میں طلاق جائز ہے لیکن طہر ثانی کے اندر طلاق دینا اولیٰ اور مستحب ہے
شافعیہ کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس طہر متصل کے اندر طلاق دینا ممنوع ہے اور دوسرا قول یہ کہ جائز ہے۔ محقق
ابن ہمام نے امام احمد کی ظاہر الروایۃ بھی ممنوع نقل کی ہے آگے آپ نے فرمایا ثم لیطلقها طاهرا او حاملا
اس سے شافعیہ نے استدلال کیا کہ حمل اور حیض دونوں جمع ہو سکتے ہیں حنفیہ کے نزدیک حالت حمل میں جو خون آتا ہے
76 وہ حیض نہیں ہوتا بلکہ استحاضہ ہوتا ہے **عن عائشۃ** (ص ٢٨٣/١٨) :- اگر کوئی اپنی زوجہ کو اختیار دے تو وہ ١٨
اسکے جواب میں اگر اخترت نفسی کہے تو حنفیہ کے یہاں طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر اخترت کہے یا
اخترت نفسک کہے تو کچھ واقع نہیں ہوگا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اخترت کی صورت میں طلاق واقع
77 ہو جائیگی **عن ابن عباس** (ص ٢٨٣/٢٠) :- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کر لیا ٢٠
خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ تو وہ فی نفسہ وہ شی حلال ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے اور وہ شی حرام نہ ہوگی
ایک مسئلہ سنئے :- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت علی حرام کہے تو اسکا کیا حکم ہے۔ امام مالک کے
نزدیک یہ کلام لغو ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر زوجہ مدخول بہا ہے تو تین طلاق واقع ہو جائیگی
اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو ثانوی واقع ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک اگر نیت کی ہے تو ثانوی واقع
ہوگا ورنہ یہ کلام لغو ہو جائیگا۔ حنفیہ کے نزدیک اگر وہ اس سے کذب مراد لیتا ہے تو دیانۃً معتبر ہے
قضاءً معتبر نہیں ہے اور اگر اس سے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین واقع
ہو جائیں گی۔ ایسے ہی اگر اس سے ظہار کی نیت کرے تو معتبر ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک بغیر نیت کی صورت
میں اس سے ظہار مراد ہوگا اور طلاق کی نیت کی صورت میں بعض نے کہا کہ طلاق اور بعض نے کہا کہ ظہار مراد ہوگا
79 **الفصل الثانی عن ثوبان** (ص ٢٨٤/٢٥) :- اس سے حنابلہ نے استدلال کیا کہ بغیر ضرورت کے خلع جائز نہیں ہے داؤد ظاہری ٢٥
ابن المنذر، ابن عباس کا [illegible] یہی قول ہے ابن قدامہ نے المغنی کے اندر امام احمد سے یہ روایت نقل کیا ہے
لیکن جمہور کے نزدیک بلا ضرورت بھی خلع جائز ہے کیونکہ قرآن پاک کے اندر ہے فان طبن لکم عن شیء منه الخ
82 **عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده** (ص ٢٨٤/٢) :- طلاق دو حال سے خالی نہیں یا تو ملک کے اندر ہے یا غیر ملک کے ٢٨٤/٢
اندر اول صورت میں واقع ہو جائیگی اور اگر ملک کے اندر نہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو تعلیقاً ہے یا تنجیزاً
اگر تنجیزاً ہے تو واقع نہیں ہوگی اور اگر تعلیقاً ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا ملک کی طرف نسبت کریگا یا
سبب ملک کی طرف اگر ملک کی طرف نسبت کی تو واقع نہیں ہوگی اور اگر سبب ملک کی طرف تو اس کے
اندر ائمہ کا اختلاف ہے حنفیہ کے یہاں واقع ہو جائیگی۔ شافعیہ کے یہاں واقع نہ ہوگی امام احمد کے
دونوں قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کو معلق کیا تو واقع نہ ہوگی اور اگر عتاق کو معلق کیا تو واقع
ہو جائیگا۔ امام مالک کے یہاں ایک روایت ہے کہ توقف ہوگا اور دوسری روایت ہے کہ تعمیم کے اندر طلاق

3282 واقع ہوگی غیر شیعہ کے اندر واقع نہ ہوگی یعنی اگر کہا کہ اگر کل ارادہ نکاح کیا تو طالق تو واقع ہوگی اور اگر اس طرح معلق ۲۸۳/۲
کیا کہ اگر ان سے نکاح کروں تو زینب مطلقہ تو اس صورت کے اندر واقع ہو جائے گی۔ تیسری روایت شافعیہ کے موافق ہے
83 مگر یہ ضعیف ہے۔ اور اس حدیث کا جواب ہے کہ یہ طلاق تنجیز آپ پر محمول ہے تعلیقاً پر محمول نہیں ہے۔ **عن رکانۃ** ۲۸۳/۴
بن عبد یزید اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ یا بائن دی تو کیا واقع
ہوگی۔ امام شافعی کے یہاں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہی امام احمد کی ایک روایت ہے بشرطیکہ ایک کی نیت کرے
اور اگر دو یا تین کی نیت کی تو دو یا تین واقع ہوں گی۔ امام مالک امام احمد کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی
امام صاحب کے نزدیک اگر ایک یا دو کی نیت کی تو ایک طلاق بائن اور اگر تین کی نیت کی ہے تو طلاق بائن مغلظہ
واقع ہوگی۔ امام شافعی کا مستدل اس حدیث سے ہے کہ آپ نے ان کے رد کا حکم دیا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ
84 نے فرمایا ہے کا جواب دیا ہے یا الکلام الجید **عن ابی ہریرۃ** جد جہاں پر الفاظ اور معانی دونوں مراد ہوں گے ۸
اور ہزل کہتے ہیں کہ جہاں صرف الفاظ مراد ہوں معانی مقصود نہ ہوں اب یہ کہ اس حدیث کے ان تین اشیاء
کی خصوصیت اس لئے کی کہ ان امور کے اندر احتیاط کی ضرورت ہے۔ امام مالک کے علاوہ بیشتر نے نقل
85 کیا کہ ہازل کی طلاق واقع نہ ہوگی لیکن یہ وہم ہے ملا علی قاری نے وقوع پر اجماع نقل کیا ہے **عن عائشۃ** ۹
لفظ اغلاق کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے ابو عبید۔ ابن السید بطلیوسی نے اس کی تفسیر اکراہ
کیا تھا کی ہے دوسری تفسیر غضب کیا گیا ہے امام شافعی امام احمد۔ امام ابو داود۔ اسماعیل قاضی
مسروق بن اجدع نے یہی تفسیر بیان کی ابن قیم نے اس کو حسن قرار دیا ہے تیسری تفسیر جنون کیا گیا اور
چوتھی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ ایک وقت تین طلاق دینا۔ اکثر کے نزدیک اس سے اکراہ مراد ہے اب اس کا
یہ معلوم ہوا کہ طلاق مکرہ واقع نہ ہوگی اسی کو ائمہ ثلاثہ نے اختیار کیا۔ امام صاحب سفیان ثوری اور
ابراہیم نخعی۔ عمر بن عبد العزیز۔ ابن المسیب کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس کا تعلق
ہازل کے ساتھ ہے اصل مراد اس اختلاف کا یہ ہے کہ ہازل کے یہاں تمام علماء کے نزدیک فسخ کا احتمال بھی
رکھتے ان کے اندر اختیار اور عدم اختیار سے فرق نہیں پڑتا اور ثلثہ کے یہاں فرق پڑ جاتا ہے اور اگر اس کا
دوسرا تفسیر یعنی غضب مراد لی جائے تو مطلب ہوگا کہ طلاق غضب واقع نہ ہوگی ابن قیم کا یہی مذہب ہے
جمہور کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے اسی وجہ سے بعض نے کہا کہ اس کی غضب مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ طلاق
تو اکثر غضب اور غصہ ہی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے ابن قیم چونکہ نہایت متشدد ہیں اسی لئے فرماتے ہیں کہ
غضب کے تین مرتبہ ہیں سب سے اعلی یہ ہے کہ جنون کو پہنچ جائے اس کے اندر بالاتفاق طلاق واقع نہ ہوگی
دوسرا یہ کہ ابتدائی غضب ہو تو اس صورت میں ثلثہ کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور ایک درمیانی
86 غضب ہے یہ محل ہے اور اسی کے اندر اختلاف ہے **عن ابی ہریرۃ** طلاق معتوہ اس کا یا تو مجنون ۱۱
مراد ہے یا مغلوب السکران یعنی جس پر سکران کا غلبہ ہو وہ مراد ہے اگر اول مراد ہے تو بالاتفاق طلاق
واقع نہ ہوگی اور اگر ثانی مراد ہے تو حضرت امام محمد امام مالک کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی۔ شافعیہ
کے دو قول ہیں ایک یہ کہ واقع ہو جائے گی اور ایک یہ کہ واقع نہ ہوگی صحیح قول ہمارے موافق ہے اور حنابلہ

3287 کے یہاں بھی دونوں قول ہیں اور ان کے یہاں صحیح قول یہ ہے کہ واقع ہوگی عن علیؓ :- امام احمد کے
نزدیک اگر وہ بچہ ممیز ہے تو طلاق واقع ہوگی ورنہ طلاق صبی معتبر نہیں ہے جمہور کے نزدیک مطلق طلاق صبی غیر معتبر ہے
عن عائشة :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلاق کا اعتبار عورتوں کیساتھ ہے کہ اگر وہ باندی ہے تو دو ۱۴
اور اگر حرّہ ہے تو تین طلاق واقع ہوسکتی ہیں خواہ خاوند آزاد ہو یا غلام ہو یہی حضرات حنفیہ کا مسلک ہے
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک الطلاق بالرجال یعنی مرد اور خاوند اگر آزاد ہے تو تین طلاق کا مالک ہے ورنہ دو کا ہے خواہ
زوجہ آزاد ہو یا باندی ہو - البتہ ان کے نزدیک ان میں جو بھی رقیق ہوگا اس کی وجہ سے ایک طلاق کم ہوگی
اس حدیث کے اندر طلاق کی نسبت باندی اور عورت کی طرف کی گئی ہے لہذا قاعدہ الطلاق بالنساء اسی سے ثابت
91 ہوا نہ کہ الطلاق بالرجال الفصل الثالث عن نافع :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوج خلع کے اندر ۱۶
اپنے دیئے ہوئے مال سے زیادہ لینا چاہے تو اسکو لینا جائز ہے جمہور کا یہی مذہب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ
زیادہ لینا مکروہ ہے حنفیہ کے یہاں ایک قول کراہت کا اور دوسرا قول ہے کہ زیادہ لینا مناسب ہے امام
مالک امام شافعی کا یہی قول ہے - عطاء بن ابی رباح - طاؤس - زہری کے نزدیک زیادتی جائز نہیں ہے
لیکن حنفیہ کے مسلک کے اندر کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ نشوز یا تو خاوند کی جانب سے ہے یا عورت کی طرف سے اگر خاوند
کی طرف سے ہے تو اسکو مال لینا جائز نہیں ہے اگر لے لیا تو مکروہ ہوگا اور اگر نشوز عورت کی جانب سے ہے تو
تو لینا جائز ہے اور زیادتی کے اندر پھر وہ دو قول ہیں جو اوپر گذرے کہ مکروہ ہے یا مناسب ہے
92 عن محمود بن لبيد :- اس حدیث سے ابن تیمیہ ابن قیم نے استدلال کیا کہ ایک لفظ کے اندر تین طلاق دینا جائز نہیں ہے ۱۸
لیکن جمہور کے نزدیک جائز ہے اور واقع ہو جائیگی کیونکہ حضرات خلفاء کے زمانہ میں اسکو تین طلاق شمار کیا گیا

باب المطلقة ثلثا

(الفصل الاول) ۲۸۴/۲۳

95 عن عائشة :- امراۃ رفاعۃ ان کے نام کے اندر روایات مختلف ہیں ایک روایت کے اندر تمیمہ وارد ہوا ۲۴
ہے اور سب کے اندر اختلاف ہے کہ یہ مصغر آتا ہے یا مکبر؟ حافظ نے مصغر کو راجح قرار دیا ہے بعض روایت
کے اندر عائشہ ان کا نام سہیمہ ہے اور بعض میں ہے کہ امیمہ ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حلالہ کے واسطے
کیا ضروری ہے (۱) اور اس کے یہاں نکاح صحیح کیا تو مستحق استمتاع ضروری ہے ابن المسیب کہتے ہیں کہ عقد صحیح
کافی ہے دو اخفش - داؤد ظاہری - بشر المریسی بھی اسکے قائل ہیں - بعض نے سعید بن جبیر سے بھی یہ مذہب
نقل کیا ہے حافظ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے کسی جگہ صحیح نہیں ملا - صاحب قنیہ نے اپنی کتاب قنیہ کے اندر لکھا ہے
کہ سعید بن المسیب نے رجوع فرمالیا تھا - جمہور کا مستدل اس مسئلہ میں قرآن شریف کی آیت حتی تنکح زوجا غیرہ
ہے کیونکہ زوج سے نکاح خود مفہوم ہوتا ہے اور تنکح سے وطی مراد ہے تاکہ تاسیس پر محمول ہو جائے کیونکہ
وہ تاکید سے اولی ہے اب ان لوگوں نے اشکال کیا کہ وطی کی نسبت عورت کی طرف نہیں ہوتی اسکا جواب یہ
دیا کہ یہ الزانیۃ والزانی کے قبیل سے ہے کہ در اصل زانی تو مرد ہوتا ہے اور عورت مزنیہ ہوتی ہے لیکن اسکو
باوجود مزنیہ کے زانیہ کہا گیا ہے ایسے ہی یہاں موطوءۃ کی طرف نسبت کر کے واطیہ کہدیا گیا - اب ایک اعتراض
وارد ہوا کہ کتاب سے تو مطلق عقد سمجھ میں آتا ہے لہذا وطی کی قید کیسے لگی اسکا زیادتی علی الکتاب لازم آگئی

3295 حنفیہ کی طرف سے اسکے دو جواب ہیں اول جواب صاحب توضیح صاحب ہدایہ کا ارشاد ہے کہ یہ جو حدیث ہے ۲۸۴/۲۷
یہ خبر مشہور ہے اور اس کے ذریعہ زیادۃ علی الکتاب جائز ہے اس پر اشکال ہے کہ اگر اس سے مشہور کے مراد مشہور لغوی ہے
تو تقریب تام نہیں ہے اور اگر اصطلاحی معنی مراد ہیں تو تسلیم نہیں کیونکہ اس حدیث پر مشہور کی تعریف صادق
نہیں آتی دوسرا جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ یہ مؤید ہے باجماع الصحابہ لہذا اب زیادتی جائز ہے۔
اب یہ کہ انزال بھی اس جماع کیلئے شرط ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک شرط نہیں ہے حسن بصری کے نزدیک شرط ہے
ابن بطال فرماتے ہیں کہ شذ الحسن۔ جمہور فرماتے ہیں کہ دارقطنی کے اندر اسکی تفسیر جماع کیساتھ ہے انزال کیساتھ نہیں

ص ۲۸۵/۲۶

96 **الفصل الثانی عن عبد اللہ بن مسعود** ۔ نکاح محلل دو حال سے خالی نہیں یا تو اسمیں شرط تحلیل الفاظ کے ۲۸۴/۲۶
ساتھ کی ہے یا نیت کے اندر اگر شرط الفاظ میں کی ہے تو جمہور کے نزدیک نکاح باطل ہے اور اگر شرط نیت
کے اندر ہے تو امام مالک امام احمد کے نزدیک نکاح باطل ہے امام صاحب امام شافعی کے یہاں صحیح ہے یہی حنابلہ کے یہاں
مختار قول ہے جو لوگ بطلان کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے لعنت فرمائی اور لعنت
فرمایا ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ ارتکاب حرام کے اثر کے ترتیب میں فرق نہیں پڑتا لہذا نکاح کا اثر ہوگا اور
وہ صحیح منعقد ہو جائیگا البتہ حنفیہ کے یہاں اشتراط بالالفاظ مکروہ تحریمی ہے اور اشتراط بالنیۃ فقط [illegible]
اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اسکے اندر آپ نے محلل کا لفظ استعمال کیا جس سے معلوم ہوا کہ اسکے اندر حلال
کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ حلال ہو جائیگی لیکن یہ ضعیف ہے اس جواب کے اندر اشکال ہے کہ اسم
محلل کے اطلاق سے لازم نہیں آتا کہ حلال کی اسکو اجازت ہو اور اسکی تحلیل معتبر ہو۔ مجازاً بھی محلل کا
اطلاق کر دیا جاتا ہے لہذا دوسرا جواب جو علامہ شامی نے دیا وہ زیادہ صحیح ہے کہ یہ حدیث ایسے شخص پر محمول ہے

ص ۲۸۴/۲۷

98 جو حلالہ اجرت پر کرتا ہو عن سلیمان بن یسار ۔ ادرکت بضعۃ عشر الخ تاریخ بخاری اور مسند ۲۷
روایات کے اندر اسکی بجائے اثنی عشر واقع ہوا ہے مولی ایلاء کرنے والے کو کہتے ہیں ایلاء اصطلاح کے
اندر کہتے ہیں بیوی کے قریب جانے کی قسم کھانا امام شافعی امام مالک امام احمد کے نزدیک چار ماہ سے زیادہ
پر قسم کھانا اور امام صاحب کے نزدیک چار ماہ اور اس سے زیادہ پر قسم کھانا کہ بیوی کے پاس نہ جاؤں گا۔
اور استدلال للذین یؤلون من نسائہم الخ سے ہے اسکے اندر چار ماہ کی تحدید ہے اب اگر کوئی چار ماہ سے کم
کی قسم کھاتا ہے تو یہ ایلاء نہیں ہوگا اور وہ قسم کا کفارہ دیگا اور اگر چار ماہ کی قسم کھائی ہے یا اس سے زیادہ
کی تو اب اگر اس مدت کے اندر وہ بیوی کے قریب چلا گیا تو حانث ہو جائیگا اور کفارہ دینا پڑیگا
اور اگر نہیں گیا اور مدت گذر گئی تو ایک طلاق واقع ہو جائیگی حضرت عثمان ، ابن مسعود ، ابن عمر ، ابن عباس
جابر بن زید ، مسروق بن الاجدع ، ابن سیرین ، حسن بن صالح ، نخعی ، قبیصہ بن ذویب ، حضرت علی ، سفیان
ثوری ائمہ ثلاثہ کا ~~[illegible]~~ یہی مذہب ہے اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ یہ طلاق کونسی واقع ہوگی بائنہ ہوگی
یا رجعی ۔ جمہور صحابہ وتابعین کا قول ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طلاق تو رجعی واقع ہوگی ۔
ائمہ ثلاثہ کے یہاں اگر چار ماہ گذر گئے تو اب اسکو کہا جائیگا کہ یا تو رجوع کرے یا اسکو طلاق دیدو
یعنی ان ایام کے گذرنے سے طلاق کا وقوع نہیں ہوگا بلکہ باقاعدہ دینی ضروری ہوگی اور اس حدیث سے استدلال

3296 کرتے ہیں۔ حنفیہ کا مستدل قرآن شریف کی آیت للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤوا الخ
ابن عباس نے اسکی تفسیر فرمائی کہ فان فاؤوا ای فی الاربعة اشهر۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل المضی رجوع کا
اعتبار ہے اور مضی مدۃ کے بعد طلاق خود بخود واقع ہو جائیگی اسکے رجوع کرنے یا طلاق دینے کا کوئی اعتبار
99 نہیں ص۲۸۵ عن ابی سلمة جعل امرأته علیه الخ اس کا نام ظہار ہے اصطلاح شرع کے اندر ظہار کہتے ہیں ۲۸۵/۱
محرمات ابدیہ میں کسی ایک سے اپنی بیوی کو تشبیہ دینا یہ ظہر سے ماخوذ ہے کیونکہ اس پر سواری ہوتی ہے اسی طرح
بیوی پر بھی سواری ہوتی ہے۔ بعض نے بیان کیا کہ جب اہل عرب قسم کھاتے تو لفظ ظہر خوب استعمال کرتے
استعمال داود احمد تو اغلب الفاظ ہونے کی وجہ سے اس کا نام رکھدیا۔ اسکا کفارہ تمام کے نزدیک بالاجماع واجب ہے
اور وہ اعتاق رقبہ۔ پھر صیام شہرین متتابعین پھر اطعام ستین مسکین ہے۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ
جو اعتاق پر قادر ہے اس کے لئے اطعام وغیرہ جائز نہیں ہے دوسرا اختلاف اسکے اندر ہے کہ اعتاق
میں مومن رقبہ ضروری ہے یا عام ہے امام مالک امام شافعی کے یہاں مومن ہونا ضروری ہے یہی امام احمد کا
کا ظاہر الروایۃ ہے۔ حضرت امام صاحب ابو ثور ابن المنذر سفیان ثوری کے نزدیک مطلق رقبہ کافی ہے
یہی ایک روایت امام احمد کی ہے جو لوگ ایمان کی شرط لگاتے ہیں ان کا مستدل ومن قتل مؤمنا متعمدا
ہے کہ ایک جگہ مومن کی قید لگادی وہ ہر جگہ معتبر ہوگی ہم کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ قاعدہ مسلم ہے
کہ المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ۔ ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ اطعام قبل الجماع (بعد) میں
جائز ہے یا نہیں۔ ابو ثور کے نزدیک جائز ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے اب یہ کہ اگر کفارہ کے درمیان
جماع وطی کرے تو کیا حکم ہے امام مالک کے یہاں استیناف ضروری ہے ائمہ ثلثہ کے نزدیک ضروری نہیں ہے
3301 ص۲۸۵/۸ عن سلمان بن یسار اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چند ظہار کے بعد ایک ہی کفارہ واجب ہوتا ہے یہی جمہور کا مذہب ہے ۸
عبد الرحمن بن مہدی کے نزدیک دو کفارے ہے اور حسن بصری کے نزدیک تین کفارے واجب ہوں گے

ص۲۸۵/۱۳ باب الفصل الاول ۲۸۵/۱۴

یہ باب قابل تامل ہے اسکے اندر دو حدیثیں ذکر کرنے کا مقصود مصنف کا یہ ہے کہ اعتاق رقبہ میں رقبہ کا مومن ہونا
ضروری ہے کیونکہ اس حدیث کے اندر اس رجل نے کہا تھا کہ علی رقبة اور یہ حدیث عموم کی وجہ سے مومن
کے رقبہ کو شامل ہے اور آگے آرہا ہے اسکے رسول کا اقرار کرایا تو معلوم ہوا کہ ہر کفارہ کے اندر اگر اعتاق
رقبہ ہو تو وہ مومن ہونا چاہئے ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ کفارہ قتل ہو لہذا اسکا خلاف دلیل
قائم کیجئے دوسرا جواب یہ ہے کہ اختلاف جواز اور عدم جواز کے اندر ہے ورنہ ہمارا بھی اس بات
کے اندر اتفاق ہے کہ مومن ہونا اولیٰ ہے تو یہاں حضور ﷺ نے اولویت پر عمل کیا ہے جاریہ کے قول کے اندر جب
اس سے دریافت کیا گیا سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا فی السماء اس حدیث سے ان لوگوں نے مکین ہونے پر استدلال
کیا کہ اس کیلئے مکان ثابت ہے ہماری طرف سے ان کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اس کے علو بیان
کرنا مقصود ہے چونکہ وہ باندی نہایت جاہل اور ان پڑھ تھی اسکو تعبیر کرنا نہیں آتا تھا تو
اس نے ان الفاظ میں تعبیر کردیا فقط

باب اللعان

یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جسکے معنی ابعاد کے ہیں دھتکارنا اسکو لعان اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اسکے اندر لفظ لعنت ۲۸۵/۲۲
کا استعمال جانب زوج سے ہوتا ہے اب یہ کہ اسکے اندر غضب کا بھی تو استعمال ہوتا ہے اسکا جواب جسکو چونکہ
لفظ لعنت مقدم ہوتا ہے اور مقدم اشرف ہوتا ہے اسلئے اس کیساتھ نام رکھا گیا۔ اب دوسرا سوال
یہ ہے کہ عورت کیلئے لفظ غضب اور مرد کیلئے لفظ لعنت کو کیوں خاص کیا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ عورت چونکہ
زیادہ گرانبار کرتی ہے اور لفظ غضب زیادہ اشد ہے اسلئے اس کیلئے یہی مناسب ہے۔ اس لعان کی
تعریف اصطلاحی میں ائمہ کا اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک اسکی تعریف ہے ہی شہادات مؤکدات
بالایمان یہی شافعی کی ایک وجہ ہے۔ امام احمد امام مالک اور امام شافعی کا مشہور قول ہے کہ یہی ایمان
مؤکدات بالشہادات۔ اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ لعان کے بعد کس چیز کی تفریق کیلئے ضرورت
ہے یا محض نفس لعان سے تفریق واقع ہو جائیگی۔ ابو عبید کے نزدیک نفس قذف سے تفریق واقع ہوگی
عثمان البتی کے نزدیک خاوند کے کرنے سے تفریق ہوگی ورنہ نہیں۔ امام مالک امام احمد کی ایک روایت
امام شافعی اور امام زفر کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جائیگی امام صاحب کے نزدیک نفس لعان سے نہیں
بلکہ قضاء قاضی کے ذریعے تفریق ہوگی پھر ائمہ ثلاثہ کے اندر اسبات میں اختلاف ہے کہ نفس لعان سے جو
تفریق واقع ہوتی ہے آیا اس کے اندر زوج کا لعان معتبر ہے یا زوجہ کا لعان سے ہوگی امام شافعی کے
یہاں لعان زوج کے بعد تفریق ہوگی امام مالک امام احمد امام زفر کے نزدیک زوج اور زوجہ کے لعان کے
بعد تفریق ہوگی۔ ائمہ ثلاثہ کا مستدل ابن عمر کی آئندہ آنے والی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا تھا
کہ لا سبیل لک علیہا۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ جملہ آپ نے تفریق کے بعد فرمایا ہو چونکہ
ایک روایت کے اندر واضح ہے کہ فرق بینہما نیز اسباب کی بعض حدیث کے اندر خود عویمر عجلانی نے
کہا کہ ان امسکتہا فطلقہا ثلاثا یعنی اگر میں اس خوف سے کہ لعان کے بعد کہیں میرے ہی پاس نہ رہ
3304 نہیں طلاق واضح کر دیں جس سے معلوم ہوا کہ نفس لعان سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔

الفصل الاول

1 عن سهل بن سعد الساعدی ؓ [۲۸۵/۲۳] ۔ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ایقتلہ جمہور کے نزدیک اسکو قتل ۲۳
نہیں کیا جائیگا اور اگر کسی نے قتل کر دیا تو قصاص دینا پڑیگا اور اگر اس نے بینہ پیش کر دیا تو اب اس سے
قصاص نہیں لیا جائیگا دوسری بات اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوئی کہ آیت ملاعنہ والذین یرمون
ازواجہم اے حضرت عویمر عجلانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر ابن عباس کی روایت کے اندر آیا ہے
کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا بعض لوگوں نے یہ جمع کیا
کہ دونوں واقعوں کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن اصح یہ ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے واقعہ کے
اندر نازل ہوئی اور اس حدیث کے اندر جو آپ نے فرمایا کہ قد انزل فیک اسکا مطلب یہ ہے کہ وہی حکم
۵۶ تمہارے بارے میں بھی پہلے سے نازل شدہ ہے۔ وعنہ [۲۸۶/۶] : لا سبیل لک علیہا اس مسئلہ کے اندر ۲۸۶/۶
اختلاف ہے کہ لعان کے بعد اگر اپنے تکذیب کا اقرار کر لیا تو آیا دونوں جمع ہو سکتے ہیں یا تفریق ابدی ہو جائیگی ائمہ ثلاثہ
کے نزدیک اجتماع نہیں ہوگا اور امام صاحب اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ جمع ہو سکتے ہیں ائمہ ثلاثہ کا مستدل اسی حدیث
سے ہے ایسے ہی المتلاعنان لا یجتمعان سے ہے ہماری طرف سے جواب ہے کہ یہ لعان کرنے کے وقت پر محمول ہے۔

336 دوسرا جملہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا لا مال لک وہ عورت دو حال سے خالی نہیں یا مدخول بہا ہے یا غیر مدخول بہا
اول صورت کے اندر اگر مال نہیں لیا جا سکتا اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو نصف مہر اسکو دیکر باقی واپس لیا جا سکتا
08 یہی ایک امر تعجب کا ہے عن ابی ہریرۃ (صـ ٢٨٦/١٢): فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ حضرت عبادۃ بن الصامت نے حضور سے ١٢
پوچھا کہ اگر کوئی ~~عورت~~ میری عورت سے بدفعلی کرتے آئے تو کیا میں بھی چار گواہ اسکو ثابت کرنے کیلئے لاؤں
حضور نے فرمایا نعم یعنی ہاں تم کو لانے پڑینگے انہوں نے فرمایا کہ کلا والذی بعثک الخ یعنی میں گواہ وغیرہ جوڑ کر نہیں
لاؤنگا میں تو اس عورت کا اسی جگہ فیصلہ کر دونگا گواہی کا کیا کام ہے اب اعتراض ہے کہ جب حضور نے
نعم فرمایا تو انہوں نے کلا لفظ ردع کیوں استعمال کرکے حضور کی بات کو رد کیا اسکا جواب ہے کہ حضور کے قول
کو انہوں نے رد نہیں کیا بلکہ اپنی اس کیفیت کو نقل کر رہے ہیں جو اس حالت کے وقت ہونا چاہئے کہ ہم کسی کا
پاس بیٹھا جا سکے بلا وصیتیں گردن اڑا دینگے تو آپ نے فرمایا اسمعوا الی ما یقول سیدکم الخ اس سے
سمجھ میں آتا ہے کہ حضور نے ان کے اس قول پر نکیر نہیں فرمائی بلکہ تقریر فرمائی حالانکہ یہ شریعت کے قانون کے
خلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تقریر یعنی علیہ السلام نہیں بلکہ آپ نے ان کے وصف حیا کی طرف لوگوں کو
(12) تنبیہ کی ہے عن عائشۃ (صـ ٢٨٦/٢): اس حدیث کا مطلب سمجھئے: اہل عرب کا دستور تھا کہ ایک کی باندی سے ٢٨٦/٢
دوسرا شخص زنا کرتا تھا اسکے بعد جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر مالک اسکو اپنی طرف منسوب کرتا تو اسکا ہوتا اور
اگر زانی اسکا دعوی کرتا تو اسکا ہوتا یا باندی جسکے کہدیتی اسکا ہوتا لیکن اگر آپس میں اختلاف
ہو جاتا تو ایسی صورت کے اندر قیافہ والے کو بلایا جاتا کہ وہ قیافہ سے دیکھکر بتلا دیتا کہ فلاں کا
بچہ ہے تو عتبہ ابن ابی وقاص نے زمعہ نامی ایک شخص کی باندی سے زنا کیا تھا اور اس سے حمل رہ گیا تھا اپنے
بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ اس باندی کے جو لڑکا پیدا ہو تو وہ میرا ہوگا اسکو تم لے لینا اور اسکی حفاظت
کرنا۔ اس زمعہ کے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبد تھا جب اس باندی کے بچہ پیدا ہوا تو سعد بن ابی وقاص کا
ایفاء عہد کرتے ہوئے اس بچہ کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہا تو اس مالک زادے کے لڑکے عبد نے کہا کہ یہ تو میرے
والد کی باندی سے ہے اسکو میں رکھونگا دونوں حضور کے پاس فیصلہ کرانے گئے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ تو میرے
والد کی لونڈی سے ہے اور میرے گھر کے اندر اسکا بچہ پیدا ہوا تو آپ نے اس بچہ کا فیصلہ فرما دیا اور کہا کہ الولد للفراش اس کا
مطلب یہ ہوا کہ باندی فراش ہے مولی کا فراش کی تین قسمیں بیان کی ہیں (۱) فراش اولی یہ باندی کا فراش
ہے کہ بچہ جب پیدا ہوگا تو دعوی کے ذریعہ ثابت ہوگا اور اسکے بعد اگر کوئی اور بچہ پیدا ہوگا تو وہ بغیر دعوی کے
ثابت النسب ہوگا اور اسکی نفی کی جا سکتی ہے انتفاء کے ذریعہ (۲) فراش متوسط یہ ام الولد کا فراش
ہے کہ بغیر دعوی کے نسب تو ثابت ہو جاتا ہے لیکن اگر انتفاء کرنا چاہے تو بغیر لعان کے نفی ہو جائیگی
(۳) فراش قوی یہ زوجہ کا فراش ہے کہ بلا دعوی کے نسب ثابت ہوتا ہے اور بغیر لعان کے بچہ کی نفی نہیں
کر سکتا۔ فراش اولی کے اندر یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ بغیر دعوی کے پہلے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا یہ احناف کا ہے اور جمہور
ائمہ ثلثہ کے نزدیک بغیر دعوی کے نسب ثابت ہو جائیگا پہلے بچہ میں بھی لہذا ان کا استدلال اسی حدیث
سے ہے کہ یہاں پر دعوی وغیرہ کچھ نہیں کیا اور آپ نے فیصلہ کر دیا ہو لہذا ایسی ہی ایک روایت کے اندر ہے ہوا کو

3312 فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ تمہارے باپ کا لڑکا ہے اور تمہارا بھائی ہے اور تمہارے لئے ہے۔ اب یہ حدیث حنفیہ کے ۲۸۷/۲
خلاف ہوگی۔ ہماری طرف سے جواب ہے کہ ہو لک اور ہو اخوک سے حضور کا اخوۃ ثابت کرنا مقصود نہیں ہے اور اسکی
دلیل یہ ہے کہ عبد بن زمعہ کی بہن حضرت سودہ ہیں جو کہ ام المومنین ہیں تو حضور نے اسکی نسبت کے بعد انکو فرمایا کہ
احتجبی منہ فانہ لیس لک باخ تو اس کے اندر یہ موجود ہے تو دیکھو اگر وہ عبد بن زمعہ کا بھائی ہوتا تو حضرت سودہ
کا بھی بھائی ہوتا اور آپ پردہ کیلئے نہ فرماتے بلکہ آپ نے ہو اخوک مجازاً فرمایا۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ
حنفیہ نے جو یہ زیادتی ثابت کی ہے کہ فانہ لیس لک باخ یہ زیادتی ضعیف ہے اور ثابت نہیں للکن زیادتی باطل ہے
لیکن حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے اندر اس حدیث کو یوسف بن زبیر کے ترجمہ میں داخل کیا ہے اور اسکی
تصحیح کی اور حسن قرار دیا ہے ایسے ہی حاکم۔ امام احمد۔ امام طحاوی وغیرہ نے اس مجموعہ روایت کو نقل کیا ہے
اور حسن قرار دیا ہے اور یہ ہماری تمام گفتگو نا جائز تھی جب تک یہ تسلیم کریں کہ زمعہ کا اس ولد سے پہلے
کوئی اور ولد پیدا نہیں ہوا تھا اور اب ہم ترقی کرکے کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ زمعہ کی کوئی اور ولد اس ولد
13 سے پہلے پیدا ہو چکا ہو اسلئے بغیر دعویٰ کے ثابت ہوگی **وعنہا**:۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ۷
اگر کسی نسب کے اندر اشتباہ ہو جائے تو قیافہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ثابت ہو جائیگا
حضرت امام صاحب سفیان ثوری۔ اسحاق بن راہویہ کے ہاں ثابت نہ ہوگا ائمہ ثلاثہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں
کہ آپ اس قیافہ سے ثابت ہونے پر کتنے خوش ہوئے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دراصل بات یہ ہے کہ زید بن حارثہ نہایت
خوبصورت اور چمکدار چہرے والے تھے اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ حب الرسول نہایت کالے رنگ کے
تھے تو قریش اور کفار مکہ ان پر شبہ کرتے تھے کہ یہ زید کے لڑکے نہیں کسی اور کے معلوم ہوتے ہیں اسوجہ سے حضور کو
تکلیف ہوتی تھی۔ لیکن جب عرب کے مشہور قائف مجزز مدلجی نے ان کے نسب کو ان کے باپ سے ثابت کر دیا
تو اب کفار قریش کی زبان بند ہوگی کیونکہ قائف کی بات ان کے ہاں انتہائی صحیح ہوا کرتی تھی جیسے قرآن میں انکا
تو کفار کی بولتی بند ہوگئی پر حضور کو مسرت ہوئی اسوجہ سے نہیں کہ ان کا نسب قیافہ سے ثابت ہو گیا ہے
16 **الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ** ۔ اس حدیث کے اندر وارد ہوا لن یدخلہا اللہ جنتہ الخ اس پر اعتراض ہے ۱۳
کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ کے مدنظر اسکی کیا معنیٰ ہیں؟ جواب ۱ یہ تشدید پر مبنی ہے جواب ۲ جو گناہ کبیرہ
17 پر کبھی عذاب ہوتا ہے تو اگر وعدہ کی حالت کے اندر مرگئی تو دخول اول نصیب نہ ہوگا **عن ابن عباس** ان لی ۱۵
امرأۃ لا ترد ید لامس الخ اسکے مطلب میں مختلف قول ہیں (۱) جو کوئی سوال کرنے والا اسے مانگنے والا آتا ہے
اسکو رد نہیں کرتی بلکہ کچھ نہ کچھ دیدیتی ہے لیکن یہ معنی اسوجہ سے ضعیف ہیں کہ اس صورت میں ید لامس کی بجائے
ید ملتمس ہونا چاہیئے تھا (۲) اسکی فاحشہ مراد ہے کہ جو کوئی بھی اس سے زنا کرنے کیلئے آتا ہے تو وہ انکار
نہیں کرتی بلکہ اسکی خواہش کو پورا کرتی ہے لیکن یہ معنی بعید ہیں کیونکہ آگے حضور نے فرمایا کہ اگر تجھے اسکی محبت ہو
تو اسکو رکھ لے تو اگر وہ ایسی فاحشہ بدکار عورت ہوتی تو آپ کیسے حکم دیتے اسکو اپنے پاس رکھنے کا
(۳) اسکی مراد فاحشہ صغریٰ یعنی تقبیل و لمس وغیرہ مراد ہے اور اسکا نیکوں فرمایا اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ
اسکی خود علت انا نا اشجعا بیان کر دی جواب ۲ یہ ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ احفظہا یعنی ایسے آدمی لگا اسکی حفاظت کرو۔

3320 الفصل الثالث عن عمرو بن شعیب :- وللعاہر الحجر الخ حجر کا ایک مطلب یہ ہے کہ زانی کیلئے رجم ہے اسپر حضرت ٢٨٧/٢٧
گنگوہی نے حضرت تھانوی سے پوچھا کہ تمام زانی کو تو رجم نہیں ہوتا بلکہ بعضوں پر جلد کا حکم لگتا ہے اسکا جواب حضرت نے
دیا کہ ہو سکتا ہے ثیب ہی کا حکم بتانا مقصود ہو دوسرا مطلب حجر کا یہ بیان کیا کہ اس کو کنایہ ہے حرمان کی طرف کہ ایسا شخص
محروم رہتا ہے عن عائشۃ :- علماء نے بیان کیا کہ اس حدیث کو باب سے تعلق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی
کو کہے کہ تیرے پاس شیطان ہے تو اسکے لعان واجب نہیں ہوتا۔

باب العدۃ ٢٨٨/٨

(الفصل الاول)

عدۃ لغت میں اس کی معنی شمار کرنے کے ہیں اصطلاح فقہاء کے اندر کہتے ہیں ہو تربص یلزم المرأۃ عند زوال النکاح
المتاکد بالدخول وغیرہ۔ صاحب ہدایہ نے اس تعریف پر اعتراض کیا کہ اس کے اندر وطی بالشبہ داخل نہیں ہے حالانکہ اسکی عدۃ واجب
ہوتی ہے بعد انعقاد نکاح کیا تو اور شبہہ کی قید ہونی چاہئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نکاح سے عام معنی مراد ہیں
24 عن ابی سلمۃ :- طلقہا البتۃ الخ ایک روایت کے اندر ہے ارسل الیہا بتطلیقۃ ثلث تطلیقات اور ایک روایت ٩
کے اندر ہے ثلث تطلیقات ان سب کے تعارض کا دفعیہ کرتے ہوئے امام نووی ان سب میں جمع کرتے ہیں کہ دو
طلاق پہلے دے چکا تھا اور ایک بعد میں دیا۔ فارسل الیہا وکیلہ الشعیر الخ ان کا نام عیاش بن ابی ربیعہ ہے جیسا کہ
مسلم شریف کے اندر صراحۃ وارد ہوا ہے اور وہ شعیر پانچ صاع جو اور پانچ صاع تمر تھا لیکن فاطمہ بنت قیس نے
اس کو کم ہونے کی وجہ سے ناراض ہوئیں [illegible] وکیل نے کہا کہ واللہ مالک علینا من شیء الخ اب اس پر اشکال ہوا
کہ ابھی تک نفقہ کا فیصلہ تو ہوا نہیں تھا یہ جرأت اس نے کیسے کی اسکا جواب بعض علماء نے دیا کہ اس جملہ کا مطلب
یہ نہیں کہ ان کے خاوند پر ان کیلئے کوئی شی واجب نہیں بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے خاوند جتنا مال
دیکر گئے تھے اس میں اب کچھ باقی ہے اس سے زیادہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے
کہ مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کیلئے نفقہ اور سکنی ہے یا نہیں۔ حضرات امام صاحب حضرت عمر حضرت ابن مسعود ثوری
کے نزدیک نفقہ اور سکنی دونوں واجب ہیں۔ حضرت ابن عباس۔ امام احمد۔ اسحاق۔ ابو ثور عطاء شعبی
وغیرہ کے نزدیک نہ نفقہ واجب ہے اور نہ سکنی واجب ہے۔ حضرت امام مالک امام شافعی لیث بن سعد کے
نزدیک نفقہ تو واجب نہیں سکنی واجب ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ اسپر دونوں واجب نہیں ان کا استدلال
اسی حدیث سے ہے اور جو کہتے ہیں کہ نفقہ نہیں اور سکنی ہے ان کا استدلال اس حدیث اور قرآن کی آیت
اسکنوھن من حیث سکنتم الخ سے ہے کہ اگرچہ اس حدیث کے اندر دونوں کی نفی ہے لیکن قرآن نے ایک
یعنی سکنی کو ثابت کیا ہے لہذا وہ دینا پڑیگا۔ ہمارا استدلال سکنی کے بارے میں اسی آیت سے ہے
اور نفقہ کے مستحق ہونے کا استدلال یہ ہے کہ یہ حدیث جب حضرت عمر کے سامنے پیش ہوئی تو آپ نے
فرمایا کہ لا ندع کتاب ربنا وسنۃ نبینا بقول امرأۃ لا ندری احفظت ام نسیت اور یہ آپ کا کلام حکم مرفوع کا
ہے فرمایا ابن الملک غرضیکہ گویا اسپر اجماع ہوگیا۔ اگلے جملہ جو اس حدیث کے اندر ابو الجہم
کا ذکر ہے یہ وہ ابو الجہم ہیں جن کا ذکر پہلے کے اندر آچکا ہے صاحب الانبجانیۃ میں [illegible]
ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ [illegible]

تربص

مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کا نفقہ

3324 نہ اضافیان نہیں رکھیگا دوسرا مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ عادتاً پیٹنے کیلئے لاٹھی تیار رکھتا ہے اور اس حدیث کے اندر ۲۸۸/۹
جن معاویہ کا ذکر ہے وہ معاویہ بن ابی سفیان مراد ہیں جیسا کہ اسکے خلاف گمان ہوتا ہے وہ غلط ہے اس حدیث کے آخر
میں ہے لا نفقۃ لک الا ان تکونی حاملا الخ اس سے شوافع نے استدلال کیا کہ معلوم ہوا کہ نفقہ صرف حاملہ ہونے
کی صورت میں ہے اگر وہ مطلقہ حاملہ نہ ہو بلکہ غیر حاملہ ہو تو اسکا نفقہ واجب نہیں ہے۔ ملا علی قاری اسکا جواب دیتے
ہیں کہ نفقہ کی صفت محذوف ہے ای لا نفقۃ زائدۃ علی ایام العدۃ الا ان تکونی حاملا اور یہ جواب [illegible] ہے
25 صـ ۲۸۸/۱۷ **عن عائشۃ :** ۔ لا تصلح الخ اس حدیث کا ما حاصل یہی ہے کہ جو حضرت سعید بن المسیب کی حدیث ہے ان ۲۸۸/۱۷
دونوں سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ کیلئے سکنیٰ واجب تھا تو پھر حضور نے انکو ام شریک اور ابن ام مکتوم
کے مکان کے اندر عدت گذارنے کو کیوں فرمایا حضرت عائشہ نے علت بیان کی کہ وہ اس گھر کے اندر تنہا تھیں اور خوف
معلوم ہوتا تھا تو اس لئے دوسرے مکان کے اندر منتقل کر دیا اور سعید بن المسیب نے دوسری علت بیان کی کہ چونکہ وہ
28 زبان دراز تھیں تو خوف تھا کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے صـ ۲۸۸/۲۲ **عن المسور بن مخرمۃ :** ۔ سبیعۃ الاسلمیۃ کا زوج ۲۲
کا نام سعد بن خولہ ہے اس کے اندر روایات مختلف ہیں کہ ان کے زوج کے انتقال کے کتنے دن بعد بچہ پیدا ہوا
اس حدیث کے اندر تو ہے بلیال دوسری روایت کے اندر ہے کہ تئیس روز بعد بعض میں ہے پچیس روز بعد اور
بعض کے اندر ہے کہ نصف شہر کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور
متوفی عنہا زوجہا کی عدت معلوم ہو چکی کہ چار ماہ دس روز ہے تو اگر کوئی عورت حاملہ بھی ہو اور متوفی عنہا
زوجہا ہو تو اسکا کیا حکم ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور حضرت علی و ابن عباس کی
روایات ہے کہ اسکی عدت ابعد الاجلین ہوگی ان کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے اندر فرمایا کہ
والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا اور سورۂ طلاق کے اندر ہے کہ واولات
الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن الخ تو پہلی سے معلوم ہوا کہ چار ماہ دس دن اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ وضع حمل
اسکی عدت ہے تو اگر ایک پر عمل کریگا تو دوسرے کے خلاف لازم آئیگا لہذا ہم نے کہا کہ ابعد الاجلین عدت گذارے
جمہور فرماتے ہیں کہ دراصل عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف حاملہ ہو ایک وہ جو متوفی عنہا زوجہا ہو اور
تیسری قسم جو کہ حاملہ بھی ہو اور متوفی عنہا زوجہا بھی تو اول قسم کیلئے تو واولات الاحمال اجلہن الخ پر عمل کیا جائیگا
دوسری کیلئے والذین یتوفون منکم الخ پر عمل ہوگا اور اب رہ گئی ثالثہ کا قصہ اب اللہ تعالیٰ نے جو عدت وضع کو بیان
فرمایا وہ عام ہے حامل اور غیر حامل دونوں کو شامل ہے اور آیت دوسری کے اندر خاص حاملہ کا ذکر ہے لہذا یہ اول آیت
کیلئے ناسخ بن گئی اور متوفی عنہا زوجہا کی عدت اس آیت سے ثابت ہوگی جو ناسخ ہے اب یہ کہ یہ آیت ناسخ کیسے ہے
ناسخ کیلئے تو مؤخر ہونا ضروری ہے اسکا جواب ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ طلاق سورۂ
29 بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور جو شخص مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے تو میں اسکے لئے تیار ہوں صـ ۲۸۸/۲۳ **عن ام سلمۃ :** ۲۳
متوفی عنہا زوجہا کیلئے زینت کے اسباب سے احتراز کرنا ضروری ہے اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی
عورت کی آنکھیں دکھنے لگیں تو اسکا کیا حکم ہے امام شافعی کے نزدیک رات کو لگائے اور دن کے اندر
آنکھوں کو صاف کر دے۔ امام احمد کے نزدیک بالکل جائز نہیں ہے امام مالک اور امام صاحب کے نزدیک عذر کے

3329 وقت جائز ہے۔ امام احمد کا مسئلہ اس حدیث سے ہے کہ آپ نے انکار فرمایا امام شافعی فرماتے ہیں کہ زینت دن ۲۸۸/۲۳
کے اندر ہوتی ہے بعد ادراک کے اندر کوئی حرج نہیں ہے ۔ اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ انکار اس وجہ سے تھا کہ ان کا
عذر کوئی قوی نہیں تھا اگر آپ فرمایا شرمی یا بیوقوفی یہ ایک رسم جاہلیت کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ ایام جاہلیت
میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی ~~عورت~~ شخص مر جاتا تو اس کی بیوی کو ایک الگ مکان کے اندر بند کر دیتے تھے اور
ایک سال تک اسی طرح رکھتے اور ایک سال کے بعد ایک جانور لایا جاتا تھا مثلاً گدھا ۔ بکری اور کوئی جانور اور وہ عورت اس کے
ذریعہ فرج کو خوب صاف کرتی اس کے بعد ایک ٹوکرا مینگنیوں کا لایا جاتا جس کو وہ اپنے سر پر ڈالتی ۔ غرضیکہ
اس طرح اس کے بعد اس کی عدت پوری ہوتی تو حضور نے فرمایا کہ پہلے تو تم پر اتنی مشقت ہوتی تھی اب صرف چار ماہ
31 باقی رہ گئے ہیں اس کا اندازہ بھی تم کو مشقت معلوم ہوتی ہے عن ام عطیہ ثوب عصب کا کپڑا امام شافعی ۲۸۹/۱
کے نزدیک مطلقاً جائز ہے ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ناجائز ہے امام مالک کے یہاں رقیق کپڑا ناجائز اور غلیظ جائز ہے
32 الفصل الثانی عن زینب ۔ اس حدیث کے اندر آپ نے پہلے متوفی عنہا زوجہا کو اجازت دیدی کہ جس جگہ ۴
چاہے عدت گذارے لیکن بعد میں بلا کر ارشاد فرمایا کہ اپنے خاوند کے گھر گذارو اور اگر آپ نے اپنے اجتہاد سے اجازت
دیدی تھی لیکن بعد میں جب علم ہوا تو منسوخ فرمادیا ائمہ اربعہ امام اوزاعی اسحق ابن راہویہ جمہور کا مذہب یہی ہے اور علامہ
امام ترمذی نے بعض صحابہ سے نقل کیا کہ جہاں چاہے گذارے حسن بصری جابر ابن زید کا یہی مذہب ہے
35 حضرت ابن عباس اور انکار عثمان البتی اس حدیث کے اندر ضعف ہے الفصل الثالث عن ۱۲
سلیمان اس حدیث سے جو مضمون ثابت ہوا وہ ان کی مجتہدی کا ہے جمہور کے نزدیک وہ عورت عدت الوفات گذارے گی ۲۸۹/۲۳

باب الاستبراء

الفصل الاول

37 عن ابی الدرداء اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور جب غزوہ سے لوٹے تو کچھ باندیاں قید ہو کر ۲۳
آئیں ~~تھیں~~ آپ کا گذر ایک مکان یا خیمہ پر ہوا اس کے اندر ایک حاملہ باندی تھی آپ نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ
رجل مجوزہ باندی کو رکھتا ہے تو کیا اس سے وطی کرتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ کیف یستخدمہ یعنی یہ
اس کو کیسے اپنی خدمت میں لے سکتا ہے کیونکہ حاملہ ہو کر آئی ہے استبراء ضروری ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے
ہیں کہ حاملہ سے اگر کوئی دوسرا شخص وطی کرے تو اگر اقل مدت حمل کے اندر بچہ پیدا ہوا تو ممکن ہے کہ اسی
دوسرے شخص سے جس نے اب خرید کر وطی کی ہے نسب ثابت ہو اور ممکن ہے کہ پہلے مالک کا لڑکا ہو۔ اگر اس کو
غلام بنائے گا تو وہ غلام نہیں ہو سکتا اور اگر اس کا نسب پہلے سے ثابت ہو تو اس کو میراث دینا صحیح نہیں ہے
اسی کو آپ نے فرمایا کہ کیف یورثہ یعنی جب دوسرے کا مال اس کے اندر موجود ہے تو پھر کیسے اس کی وطی
کرکے اپنا وارث بنا رہا ہے جبکہ بچے کے اندر یہ دونوں احتمال ہیں اور یہ دونوں جائز نہیں ہیں
بغیر استبراء کے اس کی وطی جائز نہیں ہے دوسرا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ سے وطی (نکاح) جائز
نہیں یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور اگر وہ ~~عورت~~ زنا کے ذریعہ حاملہ ہوئی تو ایک جماعت
کے نزدیک اس کی بھی نکاح جائز نہیں اور یہی امام ابو یوسف امام احمد کا مذہب ہے۔ اور امام شافعی امام ابوحنیفہ کے یہاں
نکاح جائز ہے البتہ نکاح حاملہ کے بعد اس کی وطی کرنا بھی جائز ہے یا نہیں امام ابوحنیفہ کے یہاں جائز نہیں امام شافعی کے یہاں

باب النفقات وحق المملوك

نفقہ کے معنی ختم ہونے کے ہیں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ جس مادہ کا فاء کلمہ نون اور عین کلمہ فاء ہو اس کے ٢٩٠/٨
معنی ذھاب و خروج کے ہیں اسے نفقہ بھی چونکہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے اسلئے اس کو نفقہ کہتے ہیں بعض نے
کہا یہ ماخوذ ہے نفقت السوق سے یعنی بازار جب خوب چالو ہے اور سیزن ہو تو چونکہ اس نفقہ سے
بھی میاں بیوی کا سیزن چلتا ہے بغیر اس کے سیزن ہی نہیں چل سکتا اسلئے اسکو نفقہ کہتے ہیں ۔

3342 **الفصل الاول عن عائشة** :- اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ عورت کا نفقہ خاوند پر واجب ہے لیکن اس کی ٩
مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کتنی مقدار واجب ہے جمہور کے نزدیک قدر کفایت کا اعتبار ہے امام شافعی نے
تقدیر بالامداد کی ہے امام شافعی سے ایک روایت علامہ جوینی نے نقل کی ہے کہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں ۔
دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفقہ کے اندر عورت کے اعتبار سے عورت کا لحاظ کیا جائیگا
یہی علامہ شوکانی نے امام مالک اور احناف سے نقل کیا ہے حافظ نے بھی حنفیہ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ عورت
کا اعتبار ہے لیکن یہ ہماری فروعات کے خلاف ہے کرخی کہتے ہیں کہ زوج کے حال کا اعتبار ہے محقق ابن ہمام
کی رائے بھی یہی ظاہر الروایۃ ہے صاحب بدائع نے اسی کی تصحیح کی ہے حنفیہ میں سے خصاف کی رائے ہے کہ
دونوں کا یعنی زوج اور زوجہ دونوں کا اعتبار ہے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ وعلیہ الفتوی ہے والواجبیہ
کے اندر لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ زوجہ کا اعتبار ہے وہ حدیث باب سے استدلال کرتے
ہیں اور جو کہتے ہیں کہ زوج کا اعتبار ہے وہ آیت کریمہ لینفق ذو سعة من سعته سے استدلال کرتے
ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ زوج اور زوجہ دونوں کا اعتبار ہے وہ آیت کریمہ اور حدیث باب دونوں کو
جمع کرتے ہیں اور یہ تمام اختلاف اسوقت ہے جبکہ زوج اور زوجہ میں سے ایک معسر اور ایک موسر ہو اور

46 اگر دونوں برابر ہیں تو اسی اعتبار سے نفقہ واجب ہوگا **عن عبد اللہ بن عمرو** :- اس حدیث سے ١٦
معلوم ہوا کہ غلام کا نفقہ مولی پر واجب ہے لیکن کس قسم کا واجب ہے اس کے اندر روایات مختلف ہیں بعض روایات
کے اندر ہے کہ جو کھائیگا وہ دوسرے کو بھی کھلائیگا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق کھانا واجب ہے خواہ اپنے
سے کم ہو یا برابر ہو اب جب دو طرح کی احادیث وارد ہوگئیں ہیں تو بعض نے یہ جمع کیا کہ اول حدیث استحباب
پر محمول ہے اور جس روایت کے اندر مطلق ہے وہ اصل پر محمول ہے اور بعض نے یہ جمع کیا کہ اول اہل
عرب کو خطاب ہے کیونکہ وہ ہمیشہ موٹا سا کھانا کھاتے تھے تو اسلئے آپ نے فرمایا کہ ان کو بھی اپنے جیسا کھلاؤ

54 **الفصل الثانی عن عمرو بن شعیب** :- اگر اولاد مالدار ہے تو باپ کا نفقہ ان پر واجب ہے اور ان کے ٢٩١/٦
ماسوی کا بھی واجب ہے یا نہیں اس کے اندر اختلاف ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ کسی اور کا واجب نہیں ہے
امام شافعی فرماتے ہیں کہ اصول و فروع کا نفقہ واجب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ جو مسلم ہو جو معسر ہو اس کا نفقہ واجب ہے
بشرطیکہ ان میں توارث کا سلسلہ جاری ہو اور دونوں کی ملت ایک ہو امام صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم کا نفقہ

61 واجب ہے **عن ابی ایوب** :- اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ کن کن لوگوں کے درمیان تفریق جائز ہے اور کن کے درمیان نہیں ١٨
امام شافعی فرماتے ہیں کہ والد اور اولاد کے درمیان تفریق جائز نہیں ہے احناف کے یہاں کسی ذی رحم محرم کے درمیان تفریق جائز نہیں
بشرطیکہ وہ چھوٹا ہو ان کے ماسوا میں جائز ہے ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کتنی مدۃ تک تفریق جائز نہیں ہے ؟

ص ۲۰۵

3361 امام مالک فرماتے ہیں کہ جب تک دانت نہ ٹوٹیں دودھ دو دے - امام شافعی کے یہاں ایک روایت سات سال کی اور ایک ۲۹۱/۱۸
روایت آٹھ سال کی ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ لڑکا اور لڑکی دونوں ایسے ہی والدہ کے پاس رہیں گے لڑکی جا نہیں سکتی خواہ وہ
کتنی ہی بڑی ہو جائے امام صاحب فرماتے ہیں کہ افتراق یعنی بالغ ہونے تک لڑکی جا نہیں سکتی - اب یہ کہ
اگر باوجود نہ ہونے کے اپنی بیوی کے ذریعہ لڑکی کو دیا تو کیا حکم ہے؟ حنفیہ کے یہاں منعقد ہو جائیگی اور حضرت امام
شافعی سے دو روایت منقول ہیں (۱) ایک یہ کہ منعقد ہی نہیں ہوگی دوسری وجہ یہ ہے کہ منعقد ہو جائیگی۔ ۲۹۲/۲۱

باب بلوغ الصغیر وحضانتہ فی الصغر (الفصل الاول)

ص ۲۹۲/۲۲

عن ابن عمرؓ - جو بچہ احتلام کے ذریعہ بالغ نہ ہو تو عمر کا کتنا حد معتبر ہے امام شافعی امام احمد ابو یوسف محمد ۲۲
76 پندرہ سال پر بچہ کے نزدیک پندرہ سال معتبر ہے اکثر مالکیہ کے نزدیک ایک روایت سترہ سال اور دوسری روایت
اٹھارہ سال ہے امام صاحب سے بھی دونوں روایتیں ہیں (۱) اٹھارہ سال (۲) پندرہ سال یہ تو
لڑکے کے بارے میں ہے اور لڑکی کے بارے میں امام صاحب کے نزدیک سترہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ

ص ۲۹۲/۲۴

66 سال ہی اسی پر فتوی ہے عن البراء بن عازبؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ ۲۴
مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں آپ نے سمجھا کہ یہ خواب اسی سال پورا ہوگا اسی ارادہ سے آپ چلے اور جب مقام
حدیبیہ تک پہنچے تو آپ کو کفار نے روک لیا اور معاہدہ ہے تین شرطیں تو ہوئیں جو اس حدیث کے اندر مذکور
ہیں اب ایک مسئلہ سمجھو جو آج کل بھی اگر کوئی ان شرطوں کو لگائے تو کیا یہ جائز ہے
شوافع حنابلہ بعض مالکیہ کے نزدیک جائز ہے حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور یہ کام
شروع شروع کے بارے میں تھا حدیث کو بالاتفاق اب رد نہیں کیا جائیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ
کا حق حضانت ماں کے بعد ہے لیکن یہ ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف ہے بلا آپ کے کہنے کا مطلب حق حضانت
کو ثابت کرنا نہیں بلکہ مطلب ہے کہ جب اس کا مجرا ہیگا اسی وقت بچہ اس کو دیا جائیگا بعض ضعیف کہتے ہیں
کہ دراصل چونکہ حضرت علی کے پاس وہ بچی موجود تھی اور حضرت جعفر کے پاس دو وجہ ترجیح موجود ہیں اسلئے

ص ۲۹۳

78 آپ نے ان کو دیا۔ **الفصل الثانی** عن عمرو بن شعیب اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ عورت جب تک ۲۹۳/۴
اپنا دوسرا نکاح نہ کرے اس وقت تک اس کو حضانت کا حق ہے اور جب اپنا نکاح کر لیا تو اب حق نہیں ہے

ص ۲۹۳

79 یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے عن ابی ہریرۃؓ اس حدیث سے امام احمد امام شافعی نے استدلال کیا کہ عورت کو بچے ۲۹۳/۷
بچہ کے بعد اختیار ہے کہ خواہ اپنی بیوہ ماں کے پاس رہے اور خواہ اپنے والد کے پاس چلا جائے - امام صاحب
امام مالک کے نزدیک اس کو اختیار نہیں ہے بلکہ وہ اپنے باپ کے پاس لاحق کیا جائیگا اور اس حدیث کا جواب
یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں میں دعا کی اس لیے وہ تو جہاں رہیگی محفوظ رہیگی
کہ وہ اپنے باپ کے پاس رہ کر زیادہ محفوظ اور تربیت یافتہ ہو سکتی ہیں واللہ اعلم۔

العبد سلمان المظاہری
۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۵ھ
بروز جمعۃ المبارکۃ

ص۲۹۳ کتاب العتق

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سے قبل طلاق کو بیان کیا تھا کیونکہ وہ بھی ازالہ ملک کیلئے ہوتا ہے اور عتق بھی ازالہ ملک کیلئے ۲۹۳/۱۹
ہوتا ہے عتق کے معنی قوت کے ہیں اس باب کے اندر اس کے تمام مسائل بیان کیے جائیں گے کوئی خاص مسئلہ اس کے اندر
بیان کرنا نہیں ہے باب کی پہلی حدیث کے اندر ہے کہ عتق کی فضیلت ایک یہ ہے کہ جو شخص جتنا حصہ کسی غلام کا آزاد
کریگا اس کے بدلہ اسکا حصہ دوزخ کے اندر جلنے سے آزاد کیا جائیگا فقہاء نے لکھا ہے کہ اس وجہ سے
مناسب یہ ہے کہ مرد کو مرد اور عورت کو عورت آزاد کرے تاکہ اعضاء کا اعضاء سے تقابل ہو جائے

3388 ص۲۹۴ باب اعتاق العبد المشترک وشری القریب والعتق فی المرض ۲۹۴/۱۲

الفصل الاول عن ابن عمر ص۲۹۴ عبد مشترک کو اگر ایک شریک نے آزاد کیا تو اسکا کیا حکم ہے اسکے اندر اختلاف ہے ۱۳
امام مالک فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا تو موسر ہوگا یا معسر اگر موسر ہے تو اس غلام کی
اور وہ ان کے حصے کا
قیمت لگائی جائیگی اور اسکے اور شریک کے حصہ کا وہ اس معتق کو ضامن بنائیں ~~یا اگر معسر ہے~~
بقدر قیمت دیکر وہ اس معتق پر آزاد ہو جائیگا اور اسکا ولاء اسکے لیے ہوگا ۱۲
~~یہ غلام آزاد ہے~~ اور اگر آزاد کرنے والا معسر ہے تو جو حصہ آزاد ہو گیا وہ تو آزاد ہو گیا اور باقی کا
دوسرے لوگوں کو اختیار ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ تقویم وغیرہ کچھ نہیں بلکہ وہ اس معتق پر آزاد ہو جائیگا
اس دوسرے شریک کا حصہ اسکے ذمہ ہو جائیگا اور اگر معسر ہے تو وہی حکم ہے جو امام مالک نے بیان کیا
امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر آزاد کرنے والا موسر ہے تو تین باتوں میں سے ایک کا اس شریک کو اختیار ہے یا تو وہ
بھی آزاد کردے یا سعایہ کرائے یا اس کو ضامن بنا دے اور اگر وہ معسر ہے تو دو چیزوں کا اختیار ہے یا
سعایہ کرائے یا آزاد کردے صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر وہ موسر ہے تو صرف سعایہ کا حق ہے اور اگر وہ معسر ہے تو
دوسرے شریک کیلئے یہ ہے کہ وہ آزاد کردے اور ان کا مستدل اسکے بعد والی ابو ہریرہ کی حدیث ہے عن
90 عمران بن حصین ص۲۹۴/۱۴ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر میت نے مرنے سے پہلے اپنا تمام مال خرچ ۱۴
کر دیا اور کوئی اسکے پاس مال نہیں تو چونکہ وہ وصیت کے حکم میں ہے تو اسکو صرف ثلث میں نافذ کیا جائیگا
تو اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ وہ اس جزء میں ثلث کی کیا صورت ہوگی مثلاً اگر ایک شخص کے پاس چھ غلام
تھے اسکے پاس کچھ نہیں تھا اور اسنے وہ تمام آزاد کر دیا تو اب کیسے جزء یا وصیت فی ثلث ہوگا۔ ائمہ ثلثہ فرماتے ہیں کہ
چھ پرچیوں پر ان چھ کا نام لکھ کر قرعہ اندازی کی جائیگی اور پہلے جسکا نام آئیگا وہ آزاد ہو جائیگا اور
پھر دوسری مرتبہ جسکا نام آئیگا وہ بھی آزاد ہو جائیگا اور جب یہ دو غلام آزاد ہو گئے تو ثلث مال پورا
ہو گیا لہذا باقی چار غلام رہیں گے۔ امام صاحب سعید بن المسیب، شریح، شعبی کے نزدیک ہر غلام
ایک ثلث آزاد ہوگا کیونکہ اگر قرعہ اندازی کی جائے اور مکمل دو غلاموں کو آزاد کیا جائے تو استرقاق ان
باقی چار کے اندر لازم آئیگا لہذا ان چھ غلاموں کے اٹھارہ حصے کیے جائیں گے اور چھ آزاد ہو جائیں گے
اور بارہ حصوں میں سعایہ کرائی جائیگی ائمہ ثلثہ کا مستدل اس حدیث سے ہے کہ جزأہم واحد ہے کہ
فجزأہم اثلاثاً ثم اقرع بینہم الخ اس حدیث کے ہماری طرف سے کئی جواب دیئے گئے جواب۱ یہ حدیث قرآن
کے خلاف ہے قرآن کے اندر فرمایا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان الخ اس میں دوسرا آیات
کے اندر میسر کو حرام قرار دیا گیا اور قرعہ اندازی بھی میسر کے عموم میں داخل ہے لہذا اس حدیث پر عمل نہ ہوگا

3390 جواب ٢: یہ حدیث عادت شریفہ کے خلاف ہے لہٰذا یہ حدیث گو سنداً صحیح ہے لیکن معنیً صحیح نہیں ہے۔ ٢٩٤/١٧

جواب ٣: استاد محترم حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عادت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہمارا
مستدل ہے کیونکہ جزء اخر انلاثا کا مطلب ہے کہ جو غلام کے تین حصے کیے جن میں چھ آزاد کیا اور چھ بارہ رقیق
رہے اور چھ کا مجموعہ دو اور بارہ کا مجموعہ چار ہوا تو مجموعہ اور کل میں ان کے اعتبار سے فرمایا کہ فاعتق اثنین

91 وارق اربعۃ الخ عن ابی ھریرۃ: اس حدیث کا ظاہری مطلب اگرچہ ہوتا ظاہر یہ ہے کہ ذی رحم ٢٢
محرم کو خریدنے کے بعد مشتری مالک ہو جاتا ہے اور پھر اسکو آزاد کرنے سے آزاد ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث کا اندر ہے

92 کہ فیشتریہ فیعتقہ۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ خریدنے کے بعد ہی فوراً آزاد ہو جائیگا عن جابر: ان رجلا ٢٣
انصار رجل کا نام ابو مذکور ہے اور مملوک کا نام یعقوب ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدبر کی بیع جائز ہے یہی امام
شافعی امام احمد کا مذہب ہے امام صاحب امام مالک کے نزدیک ناجائز ہے اور اس حدیث کا جواب ١ یہ ہے کہ اس مدبر سے
مدبر مقید مراد ہے جواب ٢ یہ ہے کہ اس بیع سے بیع الرقبہ مراد نہیں بلکہ بیع الخدمۃ مراد ہے

الفصل الثانی

95 عن جابر: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ام الولد کی بیع جائز ہے یا نہیں بشر مریسی، داود ظاہری کے ٢٩٥/٥
نزدیک جائز ہے ابن حزم ظاہری نے ابن مسعود حضرت ابوبکر و علی ابن زبیر، زید بن ثابت وغیرہ سے یہی مذہب
نقل کیا ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے یہ مذہب
نقل کیا گیا کہ اگر وہ مسلمان ہو گئی تو آزاد ہے اور بیع جائز نہیں اور اگر مسلمان نہیں رہی بلکہ کافر رہی تو بیع جائز ہے
اور آزاد نہ ہوگی

96 عن ابن عمر: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ عبد کسی شی کا مالک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جمہور علماء ٦
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ امام مالک، حسن بصری، عطاء، ابراہیم نخعی، ظاہریہ کے
نزدیک اگر اسکا مولی اسکو مال دیدے تو مالک ہو جاتا ہے ان لوگوں کا مستدل یہ حدیث ہے جمہور کہتے ہیں کہ
وہ تو خود اپنا مالک نہیں کسی شی کا کیا مالک ہوگا

97 عن ابی الملیح: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ٨
عتق تجزی کو قبول کرتا ہے یا نہیں امام صاحب کے نزدیک تجزی کو قبول کرتا ہے اور صاحبین ائمہ ثلاثہ کے نزدیک
تجزی کو قبول نہیں کرتا اور ان لوگوں کا مستدل اس حدیث سے ہے۔ امام صاحب کی طرف سے اسکا جواب
دیا گیا کہ اس حدیث کا مقصود تو اسکو آزاد کرنے کی رغبت دلانا ہے فقط

98 عن سفینۃ: بعض روایت کے اندر ان کو مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض روایت کے اندر مولی ام سلمہ کہا گیا ممکن ہے کہ ایک ٩
مولی ہو اور ایک کا نیا ہے ہوں گا اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ سفر کے اندر جا رہے
تھے اور صحابہ نے اپنے سامان کا تھیلا انہی پر لاد دیا تھا کیونکہ کوئی اور سواری نہیں تھی تو حضرت رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا کہ انت سفینۃ۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ شرط جو ام سلمہ نے لگائی تھی یہ شرعی ہے کیونکہ جب
ان کو اسکو آزاد کر دیا تو اب کوئی شرط واجب نہیں ہو گی۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے غلام کو
اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ اسکی ایک مدت معینہ تک خدمت کرے گا تو امام صاحب کا قول قدیم اور امام ابو یوسف
کے نزدیک اگر وہ اس مدت کے پورا کرنے سے پہلے مر جائے تو اس غلام کی قیمت اسکے ورثہ کو دینی پڑے گی اور امام محمد

3400 کے نزدیک ان ایام کی مزدوری دی جائیگی عن ام سلمۃ: اس حدیث پر اشکال ہے کہ تو جب مکاتب ١٤

3400 جب مال کتابت ادا کر دے تب وہ حر ہوتا ہے اور پردہ کرنا لائق ہوتا ہے تو حضور نے محض تقویٰ پر ۲۹۵/۱۲
پردہ کا یہ حکم دیا بلکہ جب ادا ہو جائے تب فلتحتجب ہونا چاہئے اسکا جواب ۲ ہے کہ یہ ارشاد
شرع پر محمول ہے جواب ۲ حضور کے ازواج کے فضائل میں کا ہے جواب ۳ فلتحتجب کا مطلب ہے کہ پردہ کرنا
02 کے لئے تیار ہو جاؤ تاکہ ادا کرنے کے فوراً بعد اس سے پردہ کیا جا سکے گا عن ابن عباس ص ۲۹۵/۱۸: اس حدیث ۱۸
کا مطلب سنئے: اذا اصاب المکاتب حدا او میراثا الخ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا کوئی عبد مکاتب ہے اس نے کوئی
جنایۃ کی جس سے اس پر حد واجب ہوئی مثلاً غیر محصن تھا اور زنا کر لیا تو سو کوڑے مارے جاتے ہیں یہ اس کی حد ہے تو
فرماتے ہیں کہ یہ حد اس حساب سے لگے گی جس حساب سے وہ آزاد اور عبد ہے یعنی اس نے جتنا بدل کتابت ادا کر دیا مثلاً
اس کی قیمت سو روپے ہے اور بدل کتابت ایک ہزار ہے اور اس نے اپنے مولی کو پانچسو روپے ادا کر دیئے تو گویا
اسکا نصف آزاد ہو گیا اور نصف ابھی مملوک ہے لہذا نصف حد آزاد کی اس پر لگے گی یعنی پچاس کوڑے اور
نصف حد عبد کی لگے گی یعنی پچیس کوڑے لگائے جائیں گے ویؤدی المکاتب بحصۃ ما ادی دیۃ حر الخ یہ دوسری چیز
سمجھ لیں ... ہے اور اس جملہ کا مطلب ہے کہ اگر مکاتب ہے جو کہ مثلاً کسی نے قتل کر دیا اور اس نے پانچسو روپے
یعنی نصف بدل کتابت ادا کر دیا اور اس کی قیمت کل سو روپے ہے جیسا کہ اوپر کی صورت میں تھا تو قاتل پر دیت
واجب ہوگی نصف حر کی اور نصف عبد کی لہذا پانچ سو درہم تو اس کے ورثہ کو دیئے جائیں گے اور پچاس روپے
اس کی نصف قیمت مولی کو دینے پڑیں گے لیکن یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے اس کے بھی عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کی حدیث جو گذری کہ المکاتب عبد ما بقی علیہ من مکاتبتہ درہم کے معارض ہے

ص ۲۹۵ باب الایمان والنذور (الفصل الاول) ۲۹۵/۲۶

ایمان یمین کی جمع ہے جس کے معنی قوت کے اور داہنے ہاتھ کے ہیں اور اصطلاح کے اندر قسم کھانا کیونکہ
قسم کے ذریعہ کلام مقسم بہ کے اندر قوت آتی ہے نیز اہل عرب قسم کھاتے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ ملاتے تھے
نذور نذر کی جمع ہے ایک غیر واجب کو واجب کرنا بشرطیکہ قربت مقصودہ ہو الفصل الاول
06 عن ابن عمر ص ۲۹۵/۲۷ لا ومقلب القلوب اس لا کے اندر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ کلام ماقبل کی نفی کیلئے ۲۷
ہو اور واؤ قسمیہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ لا زائدہ ہے مقلب القلوب کی قسم کھانا بالاتفاق جائز ہے
وعنہ ص ۲۹۶/۱: اس حدیث سے آباء کی تو قسم کھانے کی ممانعت معلوم ہوئی اس پر اشکال ہے کہ ماقبل کے اندر ۲۹۶/۱
حدیث گذری اور ایسے ہی دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے باپ کی قسم کھائی ہے جیسے افلح وابیہ
07 (آخر مسلم ۳۰/۱) ہے کہ جائز ہے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ جس حدیث کے اندر وابیہ باپ کی قسم وارد ہے وہ ضعیف ہے ورنہ اصل
واللہ تھا۔ جواب ۲ نہی سے قبل کا واقعہ ہے جواب ۳ قسم کھانے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس کے اندر شرک کا وہم
اور حضور ان سے پاک ہیں آپ سے اس قسم کی کوئی چیز صادر نہیں ہو سکتی جواب ۴ آپ نے بلا قصد قسم کھائی ہے
جواب ۵ قسم سے چونکہ محلوف علیہ کی تعظیم ہوتی ہے تو اس لئے ممانعت ہے اور آپ نے تعظیم اب کیلئے قسم
نہیں کھائی بلکہ تحسین کلام کیلئے قسم کھائی ہے دوسری بات حدیث سے معلوم ہوئی کہ غیر اللہ کی قسم کھانا
جائز نہیں ہے اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے ظاہریہ حنابلہ کے یہاں حرام ہے مالکیہ کا مشہور

3407 قول کراہت ہے شوافع کے یہاں دو قول ہیں (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی۔ حنفیہ کے نزدیک بھی مکروہ ہے ۲۹۶/۱
اب اشکال ہوگا کہ جب اس کی ممانعت ہے تو قرآن پاک کے اندر جا بجا غیر اللہ کی قسم کھانا ثابت ہے مثلاً والضحیٰ والشمس
والعصر، واللیل وغیرہ اسکا جواب۱ یہ ہے کہ محلوف علیہ کی تعظیم قسم سے مقصود ہے اور یہاں پر تمام اشیاء لائق تعظیم ہیں
لہذا کوئی اشکال نہیں ہے جواب۲: اللہ تعالیٰ صاحب حق ہیں اور ان کی قسم سے مقصود بھی ان اشیاء کی تعظیم
09 کی طرف تنبیہ کرنا ہے عن ابی ھریرۃ: فلیقل لا الہ الا اللہ (ص ۲۹۶) اس کلمہ کے پڑھنے کی تعلیم چند وجوہ سے دی ۲۹۶/۲
(۱) یہ کلمات مفضی الی الکفر ہوتے ہیں (۲) کلمات کفر کے مشابہ ہیں (۳) ایسے شخص پر حدیث محمول ہے جو
ان کی الوہیت کا زعم رکھے اگر آپ نے قمار کی دعوت دینے والے کو صدقہ کرنے کی تعلیم دی (۱) اس وجہ سے کہ یہ
جرم قبیح ہے (۲) بعض نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ جتنا مال وہ اس قمار کے اندر خرچ کرتا اتنا ہی صدقہ کردے
10 تاکہ آئندہ اسکی طرف نفس مائل نہ ہو عن ثابت بن الضحاک (ص ۲۹۶): من حلف علی ملۃ غیر الاسلام الخ اسکی صورت 6
یہ ہے کہ کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا کافر ہوں فہو کما قال یعنی ایسی
جھوٹی قسم کھائی ہے اگر اسکو پہلے سے علم ہے کہ مجھے یہ کام کرنا ضروری ہے بغیر اسکے چارہ نہیں تو گویا وہ راضی علی الکفر ہے
اور رضاء علی الکفر خود کفر ہے لہذا کما قال ہوگیا اور اگر وہ کام اسکے لئے ضروری نہیں ہے اور بچنے کی کوشش
کرتا ہے تو پھر یہ کلام تشدید پر محمول ہے اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ اگر اس جیسی قسم کھائے تو یہ منعقد
بھی ہوگی یا نہیں امام صاحب امام احمد امام اوزاعی سفیان ثوری اسحاق کے نزدیک یہ یمین ہے اور منعقد ہوجائیگی
11 امام مالک امام شافعی کے نزدیک منعقد نہ ہوگی عن ابی موسیٰ (ص ۲۹۶): جس چیز کی قسم کھائی ہے یا تو اسکا کرنا اولیٰ ہے 9
یا اسکا ترک اولیٰ ہے اگر اسکا کرنا اولیٰ ہے ~~[illegible]~~ تو اسکو پورا کرنا
چاہیئے اور بار ہوجانا چاہیئے اور اگر اسکا ترک اولیٰ ہے مثلاً والدین سے کلام کرنے کی قسم کھائی ہے تو اسکا ترک
اولیٰ کیا بلکہ واجب ہے لہذا اس قسم کو توڑ دینا چاہیئے اور قسم کا کفارہ دینا چاہیئے اب اس مسئلہ کے اندر
الکفارۃ قبل الحنث
اختلاف ہے کہ کفارہ قبل الحنث اگر دے تو ادا ہوگا یا نہیں ائمہ ثلثہ کے نزدیک ادا ہوجائیگا اور
حضرت امام صاحب کے نزدیک ادا نہیں ہوگا ائمہ ثلثہ کا استدلال اس حدیث سے اور اسکے بعد عبدالرحمن
بن سمرہ کی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا کفر عن یمینک ثم ائت الذی ھو خیر اسکے جواب میں ابوداؤد کی
ایک روایت کفر عن یمینک ثم ائت الذی ھو خیر خود ان کا لفظ ثم ہے جو تراخی کیلئے آتا ہے
تو معلوم ہوا کہ کفارہ کے کافی بعد بھی اگر حنث ہے تو کفارہ ادا ہوجائیگا اس حدیث کا جواب تو ابن حزم
نے یہ دیا کہ یہ شاذ ہے اکثر روایات کے اندر واؤ وارد ہوا ہے اور واو جمع مطلق کیلئے آتا ہے لہذا
مقصود کفارہ دینا اور حنث کو بیان کرنا ہے یہ نہیں کہ کفارہ مقدم ہونا چاہیئے اور حنث بعد میں ہو۔
اور اصل اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ سبب کفارہ کیا ہے ہمارے یہاں حنث کفارہ کا سبب ہے
اور ائمہ ثلثہ کے یہاں کفارہ کا سبب یمین ہے اور شرط الحنث ہے اور شرط مشروط پر مقدم ہوسکتا ہے
ایسے ہی کفارہ حنث پر مقدم ہوسکتا۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ کفارہ کے معنی ڈھانکنے کے ہیں
اور حنث سے جو گناہ صادر ہوتا ہے اسکے لئے یہ پردہ بنتا ہے اور جب حنث کا ابھی تک گناہ ہی

3417 نہ ہوا تو کفارہ کس چیز کا دیا جاوے گا۔ عن عائشۃؓ ص۲۹۶/۲۱: یمین کی تین قسمیں ہیں لغو، منعقدہ، غموس۔ ۲۹۶/۲۱
یمین لغو کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک لا واللہ بلی واللہ یمین لغو ہے امام صاحب حسن بصری
قتادہ۔ مکحول فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ایک چیز پر قسم کھائے اور سمجھے کہ ایسا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا مالکیہ کے
یہاں بھی یہی تفسیر ہے امام احمد کی ایک روایت یہی ہے اور دوسری تفسیر شافعیہ کے موافق ہے اسکے اندر کفارہ
وغیرہ کچھ نہیں ہے

19 الفصل الثانی عن ابن عمرؓ ص۲۹۶/۲۵: فقد اشرک اسکا مطلب۱ یہ ہے کہ اگر اسکی اس میں تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہوئے ۲۵
قسم کھائی تو اس نے شرک کیا مطلب۲ اگر تاثیر کا اعتقاد نہیں ہے تو اشرک کے معنی فعل فعل المشرکین۔ یا فاد الشرک
23 عن ابی ہریرۃؓ ص۲۹۷/۳: لا ومستغفر اللہ بعض علماء نے بیان کیا کہ یہ حقیقۃً قسم نہیں ہے بلکہ جیسے قسم کے ذریعہ کلام ۲۹۷/۳
کو موکد کرتے ہیں ایسے ہی اسکا ذکر موکد کرتے تھے بعض کے نزدیک واؤ قسمیہ ہے اور استغفر اللہ الگ جملہ ہے
24 اور لا کے اندر دونوں احتمال ہیں کہ زائدہ ہو یا نفی کلام ما قبل کیلئے ہے عن ابن عمرؓ ص۲۹۷/۵: جمہور کے نزدیک ۵
استثناء کے اندر اتصال شرط ہے امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اتصال شرط نہیں ہے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ
ایک زمانہ کے بعد بھی استثناء ہو سکتا ہے

باب فی النذور (الفصل الاول) ۲۹۷/۱۱

26 عن ابی ہریرۃؓ ص۲۹۷/۱۱: اس حدیث کے اندر ولا تنذروا اور قرآن پاک میں ہے ولیوفوا نذورہم جس کا تقاضہ ۱۱
ہے کہ نذر ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث اور آیت قرآنیہ کے اندر تعارض ہے جواب۱ حضور کی نہی اس
شخص کیلئے جو اعتقاد رکھتا ہو کہ نذر سے تقدیر پلٹ جاتی ہے جواب۲ نذر کے اندر چونکہ جلدی بنا نہیں ہوتا ہے تو
عام طور سے اخلاص نہیں تو نذر بھی مانی جاتی بلکہ اپنا کام بنانے کیلئے نذر مانی جاتی ہے تو آپ نے ایسی نذر سے
منع فرمایا ہے جواب۳: آپ نے اگرچہ منع فرمایا ہے نذر ماننے سے لیکن اگر کوئی اسکے بعد بھی نذر مان لے تو
27 قرآن کا حکم پر اسکا عمل ہوگا کہ ولیوفوا نذورہم عن عائشۃؓ ص۲۹۷/۱۳: منذور بہ اگر طاعت ہے تو کرنا اولی ۱۳
اور اگر معصیت ہے تو نہ کرنا اولی ہے بلکہ واجب ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ یمین معصیت منعقد ہوگی یا نہیں
امام مالک امام شافعی کے نزدیک منعقد نہیں ہوگی اور امام احمد اور احناف امام محمد کے نزدیک منعقد ہو جائیگی یہی حضرت
جابر سمرہ بن جندب وغیرہ دیگر صحابہ و تابعین سے مروی ہے ہمارا استدلال عقبہ بن عامر کی حدیث ہے کہ کفارۃ
31 النذر کفارۃ الیمین تو اسکے اندر نذر عام ہے خواہ طاعت کی ہو یا معصیت کی ہو عن انسؓ ص۲۹۷/۲۰: رای شیخا ۲۰
انکا نام قیس یا قیوم ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی اور وہ قادر نہیں ہے
تو سوار کیا واجب ہے حنابلہ کے یہاں دم واجب ہے امام شافعی کے یہاں ایک بکری واجب ہے اور امام مالک کے یہاں
33 بدنہ واجب ہے اور حنفیہ کے یہاں عن ابن عباسؓ ص۲۹۷/۲۳: فی نذر کان علی امہ ۲۳
اس نذر کے مصداق میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک صدقہ کی نذر اور بعض نے عتق اور بعض نے روزہ اور بعض
نے کہا کہ یہ نذر مبہم تھی چونکہ روایات مختلف ہیں بعض کے اندر صدقہ کا ذکر ہے بعض میں روزہ وغیرہ کا اسکے اقوال

3433 ہی مختلف ہو گئے۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نذر لجاج منعقد ہوگی یا نہیں۔ امام شافعی کی ایک روایت ہے کہ ٢٩٧/٢٣
منعقد ہوگی اور ایک روایت ہے کہ منعقد نہ ہوگی اکثر علماء کے نزدیک منعقد ہو جائیگی اور کفارہ واجب ہوگا
اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر مانی اور پورا کرنے سے پہلے مر گیا تو اسکی نذر کے ادا کرنے
کا کیا حکم ہے جمہور کے نزدیک دو حال سے خالی نہیں یا اسکی نذر مالی ہوگی یا غیر مالی اگر غیر مالی ہے تو اسکا پورا
کرنا ضروری نہیں ہے ظاہریہ کے نزدیک پورا کرنا ضروری ہے محقق حنابلہ کے یہاں بھی بعض صورتوں کے اندر ضروری ہے اور
اگر وہ نذر مالی ہے تو اسکا ادا کرنا صحابہ اور اہل ظواہر کے یہاں ضروری ہے اگر صحت کے اندر وصیت کی تو پورے مال سے
اور اگر مرض کے اندر کی تو ثلث مال سے وصیت کا ادا کرنا ضروری ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کے یہاں اگر وہ اسکے
34 پورا کرنے کی وصیت کر کے مرا ہے تو پوری کی جائیگی ورنہ نہیں عن کعب بن مالکؓ ٢٩٧/٢٣۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ میرا ٢٣
تمام مال صدقہ ہے تو اسکی نذر کتنے مال کے ادا کرنے سے پوری ہوگی امام مالکؒ امام احمد امام زہری کے نزدیک ثلث مال
دینے سے ادا ہو جائیگی امام شافعی کے نزدیک وہ یمین دو حال سے خالی نہیں یا تو یمین تبرر ہے مثلاً یہ کہا ان شفی
مریضی الخ وغیرہ تو اس صورت کے اندر تمام مال کا صدقہ ہے اور اگر یمین لجاج ہے

40 الفصل الثانی عن جابرؓ ٢٩٨/١٢ — ان رجلاً قام الخ ان کا نام شرید بن سوید ہے اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ ٢٩٨/١٢
اگر مسجد حرام مسجد نبوی مسجد بیت المقدس الثلثہ کے علاوہ میں اگر کوئی نذر مانے عبادت کرنے کی تو اس کے
اندر پورا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر ان مساجد ثلثہ کے اندر کوئی نذر مانے تو ائمہ ثلثہ کے نزدیک ان مساجد کے
اندر آنا ضروری ہے البتہ امام شافعی کی ایک روایت جو کتاب الام کے اندر ہے اسکے اندر تصریح کی ہے کہ مسجد حرام
کے اندر آنا ضروری ہے امام صاحب کے نزدیک کسی مکان کی تعیین ضروری نہیں ہے۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ ان دو
مساجد کی تعیین نذر مانی ہے تو ضروری ہے یعنی مسجد نبوی اور مسجد حرام اور یہ حدیث ان کے موافق ہے کہ آپ نے
بیت المقدس کی مسجد کے اندر پورا کرنے کو نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ یہیں پورا کر لو۔ امام زفرؒ کے نزدیک مسجد حرام میں
کی نذر کا پورا کرنا واجب ہے محقق ابن ہمام اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ شارع کی طرف سے کسی مکان کی تعیین قربت
مقصودہ ہو کر نہیں ہوئی ہے لہذا کسی خاص جگہ کے معین کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہے دوسرا الفصل الثالث

45 وعن عمران بن حصین ٢٩٩ — ان نبی نفسہ ان نحاه الخ اس شخص نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کیلئے سوال اسلئے ٢٩٩/٣
کیا کہ بعض اوقات آدمی خود ذبح کر لیتا ہے ایسا ہے دوسرے کی بہ نسبت کیونکہ دوسرے کی وجہ سے ذلت ہوتی ہے
اب یہ کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت مسروق سے سوال کیوں کرنے لگے جواب دیدیا کہ حضرت مسروق اکثر حضرت
عائشہؓ کے پاس رہتے تھے تو ان کو علم زیادہ ہوگا نیز حضرات صحابہ کرام خود فتوی اور مسائل بتلانے سے بچتے تھے
دیتے دوسرے کیلئے آگے فرمایا گیا فان اسحاق خیر منک الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذبیح حضرت
اسحاق علیہ السلام تھے اسی کو ابن مسعود ابن عباس حضرت مسروق نے اختیار کیا اور حضرت علی۔ ابو ہریرہ
حضرت عمر۔ ابن عباس۔ ابن المسیب کے نزدیک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اسی کو تمام جمہور نے
اختیار کیا ابن کثیر۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم نے اسی کو ثابت کیا ہے۔ حقیقت اور صحیح یہی ہے بڑی دلیل اسکی

الذبیح اسحٰق ام اسمٰعیل

3445 پھر یہ کہ خود تورات کے اندر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنے بکر یعنی وحید کو ذبح کرو ۲۹۹/۳
اور تاریخ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وحید اور بکر حضرت اسماعیل تھے۔

کتاب القصاص ص ۲۹۹ 7

قصاص مفاعلۃ کا مصدر ہے مماثلت اور مساوات کے معنی میں ہے چونکہ اسکے اندر قاتل اور مقتول کو برابر اور مساوی
بنا دیا جاتا ہے جو کہ مماثلت ہوتی ہے اسلئے اسکو قصاص کہتے ہیں یا یہ ماخوذ ہے قص یقص سے کہا جاتا ہے
قص اثرہ ای تتبع اثرہ یعنی اثر کا اتباع کیا تو چونکہ مقتول کے ورثہ قتل قاتل کے درپے ہوتے ہیں
اسلئے اسکو قصاص کہتے ہیں۔ قتل کی تین قسمیں ہیں ایک قتل عمد، قتل شبہ عمد، قتل خطاء امام احمد امام شافعی
امام صاحب کے نزدیک یہی تین قسمیں ہیں۔ امام مالک کے یہاں کل دو قسمیں ہیں ایک قتل عمد اور ایک قتل خطاء
قتل عمد کہتے ہیں کہ دھاردار چیز سے قتل کیا جائے اور قتل کا ارادہ بھی ہو یہ بالاتفاق ائمہ کے نزدیک
قتل عمد کی تعریف ہے ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ لا نعلم فیہ اختلافا۔ اور اگر غیر دھاردار چیز سے قتل کیا
لیکن اسکے عام طور سے قتل واقع ہو جاتا ہے تو ائمہ ثلثہ اور صاحبین کے نزدیک قتل عمد کے اندر داخل ہے
امام صاحب کے یہاں قتل عمد نہیں ہے اور اگر اسکے عادۃً قتل واقع نہیں ہوتا لیکن غصہ آ گیا مار دیا تو یہ قتل
شبہ عمد کہلاتا ہے اسکی تعریف پر تمام کا اتفاق ہے۔ قتل خطاء کہتے ہیں کہ ایسی شی سے مارا جائے
کہ جسکے قتل واقع نہیں ہوتا اور مارنے کا بھی ارادہ نہ ہو پھر اسکے اندر کبھی خطاء فی الفعل ہوتی ہے اور
کبھی خطاء فی القصد ہوتی ہے۔ یہ تمام کا اتفاق ہے کہ قتل عمد کے اندر قصاص اور قتل خطاء کے اندر دیۃ ہے
اور شبہ عمد کے اندر جمہور کے نزدیک دیۃ ہے اور امام مالک کے یہاں چونکہ یہ عمد میں داخل ہے لہٰذا اسکے اندر ان
46 کے یہاں قصاص ہے **الفصل الاول عن عبداللہ بن مسعود** ص ۲۹۹ النفس بالنفس یعنی نفس کے بدلے مقتول کے قاتل کی جان لی جاوے گی 8
ہوں گے اور مارق کے معنی نکلنے والا کے ہیں اور یہاں مراد یہ ہے کہ اسلام کی جماعت سے نکل جائے جیسا کہ
آگے فرمایا گیا کہ تارک الجماعۃ یعنی جماعت مسلمین کو چھوڑ دے اور اس سے مرتد مراد ہے چونکہ من بدل
49 دینہ فاقتلوہ اسکے تحت آتی ہے فرمایا **عن المقداد** ص ۲۹۹ فانہ بمنزلتک الخ اس حدیث کا مطلب یہ 13
ہے کہ جب اسنے کلمہ پڑھ لیا تو وہ محفوظ الدم ہو گیا جیسا کہ تو محفوظ الدم ہے اور جب تو نے اسکو قتل کر دیا
تو تو اب مہدر الدم بن گیا جیسا کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے مہدر الدم تھا مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ گنہگار
52 تھا ایسے ہی تم بھی قتل کے بعد گنہگار ہو گئے **عن عبداللہ بن عمرو** ص ۲۹۹ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اللہ تعالیٰ 22
نے قرآن پاک کے اندر مومن کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب تک وہ مشرک نہ ہو اسکی مغفرت کر دی جائے گی
اور اس حدیث کے اندر اسپر جنت کو حرام کیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اسکی مراد یہ ہے کہ اول وہلہ
یعنی ایک معین مدت تک وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا جواب ۲ ممکن ہے کہ وہ جنت میں چلا جائے
لیکن اسکی قوت شامہ مفقود ہو جائے اس روایت کے اندر یوجد من ریحہا کی مسافت اربعین خریف
ذکر کی گئی ہے لیکن روایات کے اندر اختلاف ہے (۱) ستر (۲) سو (۳) پانچ سو
(۴) ہزار سال ان تمام روایات کے اندر جمع یہ ہے کہ اصحاب اور اعمال کے اعتبار سے تفاوت ہے

3452 اور دوسرا جمع ہے کہ اس کا مطلق تکثیر بیان کرنا مقصود ہے۔ ایسے ہی [illegible] یہ اعتراض ختم ہو گیا کہ آنے والی ۲۹۹/۲۲
ابو ہریرہ کی روایت پر ہے کہ دھار والی شے سے اپنے آپ کو قتل کرنے میں بھی یہی وعید بیان کی گئی ہے حالانکہ قتل نفس
شرک کے بعد درجہ کا ہے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ وہ حدیث تشدید پر مبنی ہے جواب ۲ استحلال پر محمول ہے
56 عن جابر ص۳۰۰ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ولیہ یہ فاخفر اس کے اندر واو عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ۳/۲
ہے یعنی ایک قاتل کے اندر جو عام فسق ہے وہ ہے اور بعض کے نزدیک تقدیر یوں ہے عطف ہے وہ یہ ہے کہ جاوز عنہ
57 عن ابی شریح ص۳۰۰ ثم انتم یا خزاعۃ یہ ایک ٹکڑا ہے حضور کے اس خطبہ کا جو آپ نے فتح مکہ کے اندر دیا تھا ۱۰
کہ قتل عصابۃ رجل کو پہنچ رہی اسکے وارد ہوا من قتل بعدہ قتیلا فاہلہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء مقتول
کو دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے خواہ وہ قاتل کو قتل کر دیں یا اس کی دیت لیں اس سے معلوم ہوا کہ موجب قتل
احد الشیئین ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ قتل کا موجب کیا ہے امام احمد اور امام شافعی کی
مشہور روایت یہ ہے کہ موجب قتل احد الشیئین ہے یعنی یا قصاص یا دیت یہی ایک روایت امام مالک
کی ہے۔ امام صاحب امام مالک کی مشہور روایت امام احمد امام شافعی کا ایک قول ہے کہ موجب قتل قصاص ہے
ہمارا مستدل یہ روایت کریمہ کتب علیکم القصاص الآیہ ہے۔ اب یہ دیت کے اندر رضاء قاتل ضروری ہے یا نہیں
59 حنفیہ کے یہاں شرط ہے اور اکثرین کے نزدیک شرط نہیں بلکہ عاقلہ کو لینے کا حق ہے عن انس ص۳۰۰ اس ۱۴
حدیث سے معلوم ہوا کہ قتل بالمثقل کے اندر بھی ایسے ہی قتل کرنا چاہئے لیکن اس کی قتل عادتا واقع ہو جاتا ہو
ایسے قتل کے اندر قصاص ہوگا یہی حدیث ائمہ ثلاثہ کا مستدل ہے امام صاحب کے نزدیک اس کے اندر قصاص نہیں ہے
امام صاحب کا مستدل ص۳۰۰ کے شروع میں عبد اللہ بن عمرو کی حدیث ہے اور یہ کہ اگر کوئی شخص کسی کا سر ایسے
پتھر سے کچل دے کہ اس کے بعد میں اسکو ایسے ہی قتل کیا جائیگا ائمہ ثلاثہ کے یہاں ایسے ہی اسکو قتل کیا جائیگا
امام صاحب کے نزدیک تلوار کے ذریعہ اسکو قتل کر دیا جائیگا - امام صاحب کا مستدل دار قطنی وغیرہ کی روایت
لا قود الا بالسیف ہے ائمہ ثلاثہ کا استدلال اس حدیث سے ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ سیاستہ پر
محمول ہے - اب یہ کہ حضور نے اس جاریہ سے کیوں سوال کیا اصحاب امام مالک یہ کہتے ہیں کہ تاکہ اس
60 کے شہادۃ پر حد واجب ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ حضور اس یہودی کے اقرار سے جاریہ سے سوال کیا ہے ص۳۰۰/۱۶ وعنہ ۱۶
وارثہ لا یکسر یہ قول حضور کے کلام کو رد کرنے کیلئے نہیں تھا بلکہ اس کا مطلب ۱ یہ ہے کہ وہ درخواست کر رہے تھے
اسکو نہ توڑئیے اس لئے کہ ذریعہ کلام کو موکد کیا مطلب ۲ انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ اس کے اندر کوئی وجہ واجب ہوگا
قصاص کی طرح لہذا قسم کھائی ہے دیت دینے کے اسکو انہوں نے بیان کیا مطلب ۳ یہ کلام اسلئے کیا تاکہ اولیاء
مقتول اس کے لینے پر راضی ہو جائیں مطلب ۴ یہ کلام اس لئے کیا تاکہ حضور اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے
61 کی سفارش کریں عن ابی جحیفۃ ص۳۰۰ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو منافق ہو گیا تھا اور حضرت علی کا [illegible] ۲۰
معلوم تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ [illegible] معقول باتیں کرتا ان میں ایک یہ بھی تھی کہ حضور نے حضرت علی کو
خاص خاص علوم سے نوازا ہے تو اس حدیث کے اندر حضرت علی نے اس کے اس زعم کو ختم کر دیا بعض لوگ
کہا کہ حضرت علی چونکہ قرآن کے دقائق و معارف زیادہ جانتے تھے جس سے بعض لوگوں کو شبہ ہوا اور سوال کیا

۳۰۰/۲۰ ایک جملہ حدیث کے اندر وارد ہوا الا لایقتل مسلم بکافر اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ کسی حربی کے بدلے میں مسلمان کو قتل 3461
نہیں کیا جائیگا لیکن اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ ذمی کے بدلے میں بھی مسلمان کا قتل جائز ہے یا نہیں ائمہ ثلثہ
کے یہاں ذمی کے بدلے میں کسی مسلمان کا قتل جائز نہیں ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ذمی کے بدلے میں قصاص ہے۔
ائمہ ثلثہ کا مستدل یہ حدیث ہے اور امام صاحب کا مستدل البغوی کی ... والی ایک حدیث ابوداؤد کی ہے جس کے اندر
ہے کہ لا یقتل مسلم بکافر ولا ذو عہد فی عہدہ تو یہاں ذو عہد سے مراد ذمی ہے لہذا کافر سے مراد حربی ہے کہ ان
۳۰۱/۸ کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائیگا اور ایسے ہی ذو عہد یعنی ذمی کو قتل نہیں کیا جائیگا 68

الفصل الثانی

عنہ: ص ۳۰۱ جمہور کے نزدیک اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان نے قتل کر دیا تو اگر اس کا تحمیہ کرا لیں تو مغفرت ہو جاتی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم کے اندر رہیگا جمہور لوگوں نے
اس حدیث کا جواب دیا ہے یہ تشدید پر محمول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ خالدا جو آیت کے اندر ہے اس کا مطلب مکث
طویل مراد ہے **عن ابی رمثہ** ص ۳۰۲ اس حدیث کے اندر وارد ہوا واللہ الطبیب اب اس کے اندر اختلاف ہے 71
کہ اس صفت کا اطلاق اللہ تعالی پر کیسے ہو سکتا ہے بعض علماء نے بیان کیا کہ اگرچہ اس کا اطلاق بیان کیا گیا ہے
جائز نہیں ہے شرح ... الشافی المسمی الطبیب وغیرہ اس کا اطلاق یا طبیب کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ صفت مشترک ہے
۱۱ **عن عمرو بن شعیب** ص ۳۰۲/۱۲ اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ اگر باپ نے کسی بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاص واجب نہیں ہے 72
اور اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے یا ... تو جمہور کے نزدیک قصاص نہیں ہے اور امام مالک ~~...~~
یہ فرماتے ہیں کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کو ذبح کر دیگا یا نہیں اول کے اندر ہے اور ثانی کے اندر قصاص نہیں ہے
۱۸ **عن الحسن** ص ۳۰۱/۱۸ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کسی نے اپنے غلام کو مار دیا تو قصاص ہوگا یا واجب ہے 73
یا نہیں۔ ابراہیم نخعی سفیان ثوری کے نزدیک قتل کر دیا جائیگا اور جمہور کے نزدیک قصاص واجب نہیں ہے
اور اگر کسی دوسرے کا غلام ختم کر دیا تو امام صاحب کے یہاں قصاص ہے اور ائمہ ثلثہ کے یہاں قصاص
نہیں ہوگا ائمہ ثلثہ کا مستدل یہ حدیث ہے ہماری طرف سے جواب ہے کہ یہ حکم ... پر محمول ہے اور یا تشدید پر محمول ہے
۲۰ **عن عمرو بن شعیب** ص ۳۰۱/۲۰: اگر اولیاء مقتول قتل عمد کے اندر قصاص کے بجائے دیت پر راضی ہو جائیں تو 74
دیت مغلظہ واجب ہوگی اب یہ کیسے واجب ہوگی امام شافعی امام محمد عطاء بن ابی رباح اور امام احمد
کی ایک روایت ہے کہ اثلاثا تقسیم ہوکر ان جانوروں پر یہ دیت واجب ہوگی۔ امام صاحب امام مالک امام احمد
کی مشہور روایت ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ارباعا ہوگی یعنی پچیس بنت مخاض اور
پچیس بنت لبون اور پچیس حقہ اور پچیس جذعہ واجب ہونگے اور ہماری دلیل قوت سائب بن یزید کی حدیث ہے
۲۳ **عن علی** ص ۳۰۱/۲۳: اس حدیث کے اندر وارد ہوا ویرد علیہم اقصاہم اس کا مطلب جمہور ... یہ بیان کیا ہے 75
اور قاضی بیضاوی نے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے غنیمت حاصل کی اور بہت دور سے وہ مال لایا ہے تو اس غنیمت کے
اندر سب برابر ہونگے یہ نہیں کہ جو جتنی زیادہ مشقت اٹھاکر دور سے لایا ہو اسی کے لئے خاص ہو دوسرا مطلب جو ملا
علی قاری نے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمانوں کا دستہ سرحد پر ہے اور دیکھا اس کی بعید میں اور بعید والوں نے کسی
کو دیا تو وہ معتبر ہوگا اول مطلب کی تائید ص ۳۰۳ پر عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث سے ہوتی ہے اسکی

3475 اندر سے پیر دوسرا یا ہم علی قعید تیمم جکا مطلب یہ ہے کہ جو مسجد یہ اور راستہ در گیا ہوا ہے تو جو کچھ وہ لائیگا وہ رد ٣٠١/٢٣
کیا جائیگا اس راستہ پر جو دھان نہیں گیا بلکہ مسجد پر اور محاذ پر بیٹھا ہوا ہے رکھ فرمایا گیا ہے اور لا یقتل
مسلم بکافر اس کے متعلق علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ اس سے یا تو ذحول جاہلیت مراد ہے یا ذحول اسلام۔
ذُحُول ذَحل کی جمع ہے دیت کے معنی میں ہے یعنی جاہلیت کے زمانے کی دیت کے اندر کافر کے بدلے کسی مسلمان کو قتل
نہیں کیا جائیگا اور اگر اس سے ذحول اسلام مراد ہیں تو مطلب ہے کہ کسی کافر کے بدلے کسی ذمی یا مسلمان کو
81 قتل نہیں کیا جائیگا **الفصل الثالث عن سعید بن المسیب** ؒ (ص ٣٠٢) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ایک جماعت ٣٠٢/٩
نے ملکر اگر کسی ایک کو قتل کر دیا تو بالاتفاق ائمہ اربعہ اس جماعت کو اس ایک کے بدلے میں قتل کیا جائیگا۔

باب الدیات

(الفصل الاول)

دیات دیت کی جمع ہے وہ مال جو اولیاء قاتل اولیاء المقتول کو قتل عمد کے اندر رضا کے بعد دیتے ہیں یہ ماخوذ
ہے ودی یدی دیۃ سے اس کے اندر بہنا کے معنی پائے جاتے ہیں تو چونکہ ایک کا مال دوسرے کی طرف بہتا ہے
87 اسلئے اسکو دیت کہتے ہیں **عن ابی ہریرۃ** ؓ (ص ٣٠٢) کہتے ہیں اگر دوسرے کی بچہ کو مار دیا تو اس کے بدلہ میں غرہ ١٨
دیا جائیگا ایک ربع کا بھی مقصد ہے کہ غرہ دیا جائیگا یعنی اگر بچہ کو قتل کیا تو عبد اور اگر بچی کو قتل کیا تو امۃ
دی جائیگی۔ طاؤس۔ مجاہد کے نزدیک فرس بھی دیا جائیگا یعنی دو وہ اور ایک فرس ان تینوں کے
اندر اختیار ہے داود ظاہری کے نزدیک ہر وہ شئی جسپر غرہ کا اطلاق ہو دیا جاسکتا ہے **الفصل**
90 **الثانی عن عبد اللہ بن عمرو** ؓ (ص ٣٠٢) اور عمرو بن شعیب عن ابیہ کی حدیث کے اندر جو تفصیل دیت کی گذری وہی تفصیل ٢٧
شبہ عمد کی دیت کے اندر ہے البتہ شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر اور عمد کی دیت قاتل پر ہوتی ہے اور امام صاحب کے یہاں
یہ دیت موجلا اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں یہ دیت حالاً ہوگی ایک بات حدیث پاک سے معلوم ہوگی کہ اصل چیز جانور
کے اندر اونٹ ہے لیکن اس کے اندر اختلاف ہے کہ اصل باب دیت کے اندر کیا چیز ہے اسکے اندر چار قول ہیں
(۱) امام شافعی (۲) امام احمد کی ایک روایت علامہ خرقی حنابلہ ہیں سے اور ابن قدامہ کا میلان اس طرف ہے کہ
اصل اونٹ ہے (۲) امام صاحب امام مالک کے نزدیک اصل دیت تین ہیں ابل۔ ذھب۔ فضہ۔
(۳) پانچ چیزیں اصل ہیں۔ غنم۔ بقر۔ ابل۔ ذھب۔ فضہ۔ اسکو حنابلہ۔ اور سفیان
ثوری نے اختیار کیا (۴) امام ابو یوسف امام محمد اور حنابلہ کی ایک روایت ہے کہ چھ چیزیں اصل ہیں
پانچ گذشتہ اور چھٹی چیز حُلل ہیں حلۃ کی جمع جوڑا جسے کہتے ہیں اور اصل ہونے کا مطلب ہے کہ
بغیر رضا کے اولیاء المقتول کو اس کے علاوہ دوسری چیز نہیں دی جاسکتی۔ اب یہ کہ ان اشیاء مذکورہ
کی مقدار کتنی ہونی چاہیے اونٹ کی مقدار سو ہے ذھب کی مقدار الف دینار ہے اور
بقر دو سو۔ غنم دو ہزار۔ حُلّہ دو سو ہیں یہ مقدار متفق علیہ ہے اب رہ گیا فضہ ائمہ ثلاثہ
کے یہاں اسکی مقدار بارہ ہزار درہم ہے۔ امام صاحب حنفیہ۔ سفیان ثوری کے نزدیک دس ہزار
درہم ہے مدار استدلال یہ ہے جو حضرت عمر سے مروی ہے شعبی کے واسطے سے امام محمد فرماتے ہیں بلغنا عن عمر انہ فرض علی اہل الذھب
الف دینار ومن الورق عشرۃ الاف درہم حدثنی بذلک ابو حنیفۃ عن الہیثم عن الشعبی عن عمر الخ امام محمد کے سامنے جب آخری گروں کا مسئلہ

3490 جو حدیث ص ۳۰۰ کی پہلی سطر پر ہے کہ علی اھل الورق اثنی عشر الفا الخ وارد ہوا ہے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث قوی یعنی درایۃً ۳۰۳/۳
بات یہ ہے کہ جس روایت کے اندر دس ہزار ہے وہ وزن سبعہ کے اعتبار سے ہے اور جس کے اندر بارہ ہزار ہے
92 وہ وزن ستہ کے حساب سے ہے لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ ص ۳۰۳ عن ابی بکر: اس حدیث کے اندر جائفہ
جو زخم ام الدماغ تک پہنچے اور جائفہ جو زخم پیٹ تک پہنچے ان دونوں کے اندر ثلث دیت ہے یہی مذہب
جمہور کا ہے لیکن مکحول کہتے ہیں کہ ان دونوں میں اگر عمداً ہے تو دو ثلث اور بلا عمد کی صورت میں ایک ثلث دیت ہے
96 عن خشف بن مالک ص ۳۰۳: قتل خطاء کی دیت کے اندر اختلاف ہے کہ کیسے ہوگی۔ جمہور کے نزدیک اخماساً ۲۰
ہوگی اور حارث عکلی، حسن بصری، ابراہیم نخعی۔ حارث عکلی کی رائے ہے کہ ارباعاً ہوگی۔ جمہور کے نزدیک تفصیل
وہ ہے جو اس حدیث کے اندر گزری ہے۔ امام شافعی امام مالک عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ ابن مخاض کی
جگہ ابن لبون ہوگا اور باقی تفصیل وہی ہے جو اس حدیث کے اندر ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا کہ
اس کے اندر خشف بن مالک مجہول ہے لیکن ابن عبد البر اور حنفی نے ان لوگوں کا رد کیا ہے کہ وہ ان کی توثیق کی ہے
3502 وعنہ عن ابیہ ص ۳۰۴: اس حدیث پاک میں عین قائمہ کی دیت کو ثلث دیت قرار دیا ہے اسحاق بن راہویہ کا ۱۳
یہی مذہب ہے لیکن جمہور کے نزدیک ثلث دیت نہیں بلکہ اگر کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس کے اندر حکومت عدل
ہے اور اس کی تفسیر امام طحاوی امام محمد سے یہ نقل کرتے ہیں کہ اس کی سالم آنکھ کی قیمت لگائی جائے گی اور پھوڑنے
کے بعد جو قیمت رہ گئی ہے وہ لگائی جائے گی اور جو فرق ہوگا قیمت کے درمیان وہ دیا جائے گا۔ اور کرخی
امام محمد سے یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ دیکھا جائے گا کہ یہ نسبت فائحہ کی جائے گی اور موضحہ کے اندر جانتے ہیں نصف عشر ہوتا
کہ پانچ اونٹ واجب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے اس کے اندر دیت ہوگی اسی کو شیخ نے مختار مذہب قرار دیا ہے
05 عن عمران بن حصین ص ۳۰۵: حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اسلام کے اندر فقیر اور اغنیاء ۱۸
برابر ہیں لہٰذا اعلم بحقیقۃ الحال شیئا جو حدیث کے اندر ہے اس کا کوئی مطلب نہیں لہٰذا جواب یہ ہوگا کہ اس
حدیث کے اندر غلام سے نابالغ بچہ مراد ہے

باب ما لا یضمن من الجنایات (الفصل الاول) ۳۰۵/۲

14 عنہ ص ۳۰۵: ما کان علیک من جناح یہ حدیث تنبیہ پر محمول ہے ورنہ امام صاحب اور امام مالک کے نزدیک آنکھ ۱۰
24 پھوڑ دینے کی وجہ سے ضمان واجب ہوگا۔ وعنہ قال ص ۳۰۵: اس حدیث کے اندر وارد ہوا کاسیات عاریات
اول کا مطلب جنت کے اندر پہننے والیاں ہیں اور ثانی کے معنی ننگی ہونے والی کی ہے اب یہ کہ اس کا کیا مراد ہے
اس کے اندر چند قول ہیں (۱) کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی اور عمل سے ننگی ہو جائیں گی (۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہنے
ہوئے ہوں گی یعنی اللہ تعالیٰ کی خوب نعمتوں کے اندر ہوں گی اور شکر خدا سے غافل ہو جائیں گی (۳) کپڑے پہنے ہوئے
25 ہوں گی لیکن وہ اتنے باریک کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی گویا ننگی ہیں جیسا کہ آجکل عورتوں کا ۳۰۶/۴
لباس ہوگیا ہے۔ وعنہ قال ص ۳۰۶: ان اللہ خلق آدم علی صورتہ الخ صورتہ کی ضمیر کا مرجع آدم علیہ السلام ہیں
یعنی ان کو ان جیسی صورت پر پیدا کیا گیا تھا تو ان اس صورۃ کے احترام میں اس کے چہرے پر نہ مارو اور
(۲) ضمیر کا مرجع مضروب ہے یعنی اس کی صورت کی طرح آدم علیہ السلام کی صورت ہے لہٰذا احترام چہرے پر مت مارو

3525 (۳) بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مرجع الیہ ثنا ہی ہیں اور معنی کا علم یہی اللہ کو ہے (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم گذر رہے تھے اور ایک شخص مار رہا ہو گا دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے چہرہ پر مت مار کیونکہ اسکی صورۃ
میری جیسی صورۃ ہے فقط واللہ اعلم ۔

باب القسامۃ ص ۳۰۶ ١٢

یہ قسم بمعنی قسم سے مشتق ہے یعنی قسم بعض نے کہا کہ قسامۃ یمین کا اسم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا
نام ہے جو قسامت ادا کرتے ہیں ۔ اصطلاح کے اندر قسامت کہتے ہیں ایمان معدودات علی اولیاء المقتول
اور المدعی علیہم حنفیہ کے نزدیک قسامت مدعی علیہم پر ہوتی ہے اور شافعیہ کے نزدیک اولیاء قتیل پر ہوتی ہے اسکی
تعریف کے اندر دونوں کا یہی اختلاف ہے اس کے اندر اختلاف ہے کہ مشروع ہے یا قسامت مشروع ہے یا نہیں
جمہور کے نزدیک مشروع ہے اور سالم بن عبد اللہ ۔ حکم بن عتیبہ ۔ قتادہ ۔ سلیمان بن یسار کے نزدیک مشروع
نہیں ہے امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے ۔ دوسرے مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ لوث کا ہونا ضروری ہے
یا نہیں یعنی وہ قتیل جس جگہ پایا گیا ہے وہاں والوں کا اسکی عداوت و دشمنی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہونا ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ جس جگہ بھی قتیل پایا گیا تو
وہاں کے باشندوں میں سے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائیگی چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک قتیل دو
قریوں کے درمیان پڑا ہوا ملا تو آپ نے اسکے قریب بستی سے قسامت لی حالانکہ ان سے لوث وغیرہ
کچھ نہیں تھا اب یہ کہ اسکی صورۃ کیا ہوگی اسکے اندر اختلاف ہے امام شافعی مالک امام احمد فرماتے ہیں کہ اولیاء قتیل
سے قسم لی جائیگی پچاس قسمیں دینگے پچاس آدمی جو بیان کریں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ فلاں شخص نے قتل کیا اور
پھر اگر قتل عمد ہے تو قصاص ہے اور اگر قتل خطاء ہے تو دیت واجب ہوگی امام شافعی کا قول قدیم یہی ہے دیت کا ہے خطا
کی صورۃ میں اور عمد کی صورۃ میں قصاص ہے اور قول جدید یہ ہے کہ دونوں صورتوں کے اندر دیت ہے اور اگر اولیاء
قتیل نے قسم نہیں کھائی تو پھر مدعی علیہم سے قسم لی جائیگی اور اگر انہوں نے کھالی تو بری ہو جائینگے اور اگر قسم نہیں
کھائی تو دیت واجب ہوگی ۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اولاً مدعی علیہم سے قسم لی جائیگی اور ان پر دیت بھی لی
جائیگی اور اگر انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو ان کو حبس کیا جائیگا ائمہ ثلاثہ کا استدلال باب کی
پہلی حدیث سے ہے اور ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس قاعدہ کے خلاف ہے کہ البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر ۔ دوسرا جواب یہ کہ پھر ان اولیاء قتیل سے پہلے قسم کیوں لی گئی اس حدیث کے اندر جس سے ائمہ ثلاثہ استدلال
کرتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ دراصل بطور استفہام انکاری کے یہ دیا تھا کہ کیا تم اس پر قسم کھاؤ گے کہ یہ قاتل ہوگا
کہ عدم دعوی کے اندر صادق ہیں جواب ۲ بعض نے کہا کہ اسکے اندر ایک راوی سہل نامی کو وہم ہوگیا
جواب ۳ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے جواب ۴ حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں
کہ جس لفظ سے انہوں نے استدلال کیا وہ یہ ہے اتحلفون وتستحقون قاتلکم او قال صاحبکم یا کہاں حسین اور یہ دراصل استفہام
31 انکاری ہے یعنی جملہ کیا تم سے بھی قسم لی جائیگی الفصل الاول عن رافع بن خدیج وسہل بن ابی حثمہ ص ۳۰۶ ١٢
خیبر کا یہ واقعہ ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود اور حویصہ بن مسعود تینوں کسی جنگل کی طرف گئے تھے

3531

ہوجاں ان کو کسی نے قتل کر دیا اور عبداللہ بن سہل کی کھوپڑی کے اندر ٹکڑے ہوئے ملے ۔ صحابہ ان کو حضور کے پاس لائے
ان لانے والوں میں عبدالرحمٰن بن سہل ۔ حویصہ عبداللہ بن سہل کے بھائی بھی تھے ۔ اگرچہ تلاش کا مذہب اعتبار کا
حضور نے ان لانے والوں سے قسم کی اور ابتداء عبدالرحمٰن نے کی چونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے تو حضور نے فرمایا کہ
کبّر الکبر یعنی کسی بڑے سے ابتداء ہونی چاہئے ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ یہ تو مقتول کے بھائی تھے اس لئے سب سے
پہلے قسم یہی چاہئے تھی حضور نے بڑے سے ابتداء کو کیوں ترجیح دیا ۔ بعض نے جواب دیا کہ چونکہ حضور کو حال کی
تحقیق کرنی مقصود تھی اور ایسے وقت کے اندر بڑے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے آپ نے یہ فرمایا ۔
آگے حضور نے فرمایا کہ فتبرئکم یہود الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگ قسم کھالیں تو دیت ساقط ہو جائیگی لیکن
حنفیہ کا یہ مذہب نہیں بلکہ دیت واجب ہوگی اور حدیث کے اندر عدم ذکر سے اسکا عدم ہونا لازم نہیں آیا ۔ ٣٠٧/٣

ص ٣٠٧ باب قتل اهل الردة والسعاة بالفساد

33 الفصل الاول عن عکرمۃ ؓ ۔ زنادقہ ۔ یہ زندیق کی جمع ہے اور اسکے معنی کے اندر مختلف قول ہیں (١) اسکی
مراد بقاء دہر کا قائل ہے جسکو "دہریہ" کہتے ہیں (٢) نور وظلمت کا قائل اس کی مراد ہے یعنی مجوسی جو یہ کہتے ہیں کہ
خدا دو ہیں ایک نور اور ایک ظلمت (٣) بعض نے کہا کہ اس کی مراد وہ شخص ہے جو ایمان ظاہر کرے اور دل کے اندر
کفر رکھے (٤) یہ مشتق ہے زن دین کا یعنی عورت کا دین جیسا کہ زن دین رکھنے والا (٥) بعض نے کہا کہ یہ مشتق ہے
زندہ دار کا جسکے معنی ہمیشہ رہنے والا اور اس صورت کے اندر دہری کے معنی میں ہو جائیگا آگے فرمایا کہ
من بدل دینه فاقتلوه اس میں پہلے اس کے دین کی دعوۃ کو پیش کیا جائیگا اور اس کے شبہات کو دور کیا جائیگا اگر
اسلام نہ لائے تو گردن اڑا دی جائیگی لیکن حنفیہ کے یہاں تھوڑی سی مہلت غور وفکر کیلئے دی جائیگی
یہ تو مرد کے بارے میں تھا اور عورت کے بارے میں قتل نہیں ہوگا بلکہ اسکو حبس کیا جائیگا یہاں تک کہ اسلام
35 لائیگی یا مر جائیگی ص ٣٠٧ عن علی ؓ ۔ من خیر قول البریۃ یعنی دنیا کے اندر جو اچھی اچھی باتیں ہیں وہ لوگ کہیں گے ٧
اور بعض روایت کے اندر من قول خیر البریۃ اس صورت میں مطلب ہوگا کہ حضور کے ارشادات لوگوں کو سنائیں گے
اور یہ کنایہ اور اشارہ ہے [illegible] وقد قرأ ... کی طرف ص ٣٠٧ عن جریر ؓ ۔ اس حدیث کے اندر اشکال ہے کہ ١٢
یہ خطاب تو حضرات صحابہ کرام کو ہے اور معلوم ہے کہ اطمینان تھا بعد لا ترجعوا بعدی کفارا کا کیا مطلب ہے
جواب ١ یہ ہے کہ اس سے مستحل مراد ہے جواب ٢ اسکا مطلب ہے کہ کفار جیسے اعمال اختیار نہ کرو جواب ٣ اسکا مطلب ہے
39 کہ ایسے اعمال نہ کرو جو کفر تک پہنچانے والے ہوں ص ٣٠٧ عن انس ؓ ۔ نفر من عکل بعض روایات کے اندر من عکل و من عرینہ ١٧
وارد ہوا اور بعض میں صرف من عرینہ واقع ہوا ۔ بعض روایات کے اندر ہے کہ چار آدمی عکل کے اور تین آدمی قبیلہ
عرینہ کے تھے اور بعض روایات کے اندر ہے کہ آٹھ آدمی تھے ایک شاید کسی اور قبیلے سے متعلق ہوں وقتلوا راعیها ان
راعی کا نام یسار تھا آپ نے ان کے پیچھے ایک قافلہ ان لوگوں کو قید کرنے کیلئے بھیجا جسکے اندر کرز بن جابر
فہری بھی تھے اس حدیث پر اعتراض ہوا کہ حضور نے جو سزا ان کو دی ہے وہ تو مثلہ کے اندر داخل ہے اور
مثلہ کی ممانعت ہے اسکا جواب ١ یہ ہے کہ یہ قبل النہی کا واقعہ ہے جواب ٢ یہ معاملہ ان کے قصاص کا تھا
کیونکہ یہ معاملہ ان شیاطین نے حضور کے راعی کیساتھ کیا تھا جواب ٣ نہی عن المثلہ نہی تنزیہی ہے

44 جواب ۲: بعض لوگوں نے کہا کہ نہی عن المثلہ منسوخ ہے الفصل الثانی عن عائشۃ: محاربًا للہ ورسولہ ۳۰۸/۵

فانہ یقتل او یصلب او ینفی من الارض الخ یہ قرآن پاک کی آیت اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی

الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ الخ کی طرف اشارہ ہے اس مسئلہ کے اندر اختلاف

ہے کہ اس کے مخاطب کون لوگ ہیں بعض مفسرین کے نزدیک یہ حکم مسلمین کے لئے ہے اور اکثر سلف کے نزدیک

یہ کافرین کے بارے میں ہے دوسرا اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ آیت کریمہ کے اندر جو لفظ "او" ہے یہ تخییر کیلئے

46 ہے یا تنویع کیلئے احناف کے نزدیک تنویع کیلئے ہے اور امام مالک کے نزدیک تخییر کیلئے ہے عن جریر بن عبد اللہ ص ۳۰۸/۱۳ ۱۳

فامر لہم بنصف العقل الخ چونکہ وہ لوگ جن کو ان لوگوں نے قتل کیا تھا وہ مشرکین تھے اور مسلمان ہونے کی وجہ سے محفوظ

الدم نہیں تھے البتہ مسلمان تھے لہذا اسلام کی وجہ سے نصف دیت واجب ہوگی اور محفوظ الدم نہ ہونے کی وجہ سے نصف

ساقط ہوگی [illegible] لا تتراآی ناراہما ابو عبید اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ ایسی جگہ قیام

نہ کیا جائے جہاں سے کفار کی آگ نظر آئے [illegible] کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمین کو چاہئے کہ وہ کفار

کا شیوہ اور ان کا طریقہ اپنے ماکل و ملابس و مشارب و مطاعم کے اندر اختیار نہ کریں ابو حنیفہ کہتے ہیں

50 اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن دونوں جمع نہیں ہونگے عن علیؓ ص ۳۰۹/۱۹ : انبیاء کرام کو گالی دینے والے کا حکم ۱۹

بغیر حد کے [illegible] ہے [illegible] امام اوزاعی کے نزدیک یہ مسلمان نہیں اس کو فاحش ہے

کہ اگر وہ شتم کرتا تو وہ حد [illegible] کیونکہ وہ گالی دینے کی وجہ سے مرتد ہوگیا اور مرتد کو حداً قتل کیا جاتا ہے

51 باقی رہ گئے نصاری و یہود اور مشرکین ان کا تو شیوہ ہی شتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے عن جندب ص ۳۰۸/۲۰ حد

بعض نے نقل کیا ہے کہ ساحر [illegible] قتل [illegible] لیکن محقق ابن ہمام نے قتل نقل کیا ہے [illegible] [illegible]

کتاب الحدود ۳۰۹/۹

(الفصل الاول)

حدود حد کی جمع ہے جس کے معنی حاجز یعنی [illegible] کے ہیں چونکہ حد بھی [illegible] اور معاصی کے درمیان حاجز بن جاتی ہے

55 ص ۳۰۹/۱۰ عن ابی ہریرۃ فاقض بیننا بکتاب اللہ الخ اس پر اشکال ہے کہ اگر کتاب اللہ سے مراد قرآن پاک ہے تو اس کے اندر آیت رجم ۱۰

کہاں ہے جواب ۱: یہ ہے کہ اگرچہ موجود تھی لیکن منسوخ التلاوۃ دون الحکم ہے اور وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا

جواب ۲: اس کا مطلب ہے کہ قرآن نے صحابی پر جو احکام جاری کئے ہیں وہ [illegible] یا کتاب اللہ سے مراد قرآن کی

بجائے حکم اللہ مراد ہے ۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ ان لوگوں کو تو معلوم تھا کہ حضور [illegible] کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں

لہذا [illegible] سوال کے اندر یہ الفاظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور [illegible]

[illegible] کرنے کیلئے [illegible] یا جواب ۲: [illegible] کے نزدیک [illegible] یہ ہے کہ یہ لوگ [illegible]

[illegible] اس لئے ایسی [illegible] تعبیر کردیا ۔ ثم انی سألت اہل العلم الخ [illegible] الخ کے اندر فرماتے ہیں کہ میں ۱۳

[illegible] پر واقف [illegible] الفتح [illegible] بہت سے نام گنوائے ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی

ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت [illegible] ہوگا [illegible] ہوا کہ [illegible]

[illegible] اور تغریب عام [illegible] ہے [illegible] احناف کہتے ہیں کہ یہ سیاستہ پر محمول ہے [illegible]

حضرت علی کے سامنے جب تغریب عام کا مسئلہ پیش ہوا تو فرمایا کہ کفی بالنفی فتنۃ [illegible]

3555

کیونکہ تغریب عام کا مسئلہ نہیں ہے تفاصیل ہیں کہ کون کون اس حکم کے اندر داخل ہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرد اور ٣٠٩/١٣
عورت دونوں برابر ہیں اور ایک روایت ہے کہ صرف مرد کیلئے تغریب کا حکم ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں اگر عورت
کے ساتھ محرم ہو تو شرط ہے امام احمد سے دونوں روایت ہیں اور پھر اس مسافت کے اندر اختلاف ہے
کہ کتنی دور تک شہر بدر کیا جائیگا۔ ہے اس کے اندر مختلف قول ہیں (۱) ایک دن ایک رات کی مسافت (۲) دو دن
دو رات کی مسافت (۳) بعض کہتے ہیں کہ ایک گورنر کے علاقہ سے دوسرے گورنر کے علاقے تک (۴) ایک قریہ سے
دوسرے قریہ تک (۵) قصر کی مسافت کا اعتبار ہے اخیر کے اندر ہے کہ فان اعترفت فارجمها الخ اس پر اشکال
وارد ہوا کہ حدود کے اندر تو حضور کی عادۃ ستر کی تھی لہذا یہاں تفتیش کیوں کرائی جواب یہ ہے کہ ستر اسی
میں فرمایا کہ اس کا امر بالکل فاش ہو چکا تھا اور مسئلہ وغیرہ بھی انہوں نے علماء سے پوچھ لیا تھا اگر وہ واقعہ ہوا
فان اعترفت فارجمها اس سے امام مالک امام شافعی نے استدلال کیا کہ زنا کے اندر ایک مرتبہ اعتراف
کر لینا وجوب حد کیلئے کافی ہے امام احمد اور امام صاحب کے یہاں چار مرتبہ اعتراف ضروری ہے اور بینہ
کے اندر تو بالاتفاق ہے کہ وہ چار مرتبہ گواہی دیں۔ ہمارا استدلال ص ٣١١ پر ہے حضرت ابن عباس اور
حضرت بریدہ کی حدیث حضرت ابن عباس وغیرہ کی احادیث ہیں۔ حنابلہ حنفیہ کے اندر اس بات کے اندر اختلاف
ہے کہ چار مرتبہ اعتراف چار مجلسوں کے اندر شرط ہے یا ایک کے اندر کافی ہے حنابلہ کے یہاں ایک ہی مجلس کے اندر
57 چار مرتبہ اعتراف کرنا حنفیہ کے نزدیک مجالس مختلف ہونی چاہئے وعن عمرؓ ص ٣٠٩/٢٠ اگر کسی عورت کا خاوند ٣٠٩/١١
نہیں اور پھر وہ حاملہ ہو گئی تو امام مالک کے نزدیک اس حمل سے زنا ثابت ہو جائیگا اور حد واجب ہوگی
58 اور جمہور کے نزدیک زنا ثابت نہ ہوگا عن عبادۃ بن الصامت ص ٣٠٩/٢١ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ثیب کا ثیب کے ٢١
ساتھ ہیں رجم اور جلد مائۃ دونوں حد ہیں یہی مذہب ہے امام احمد، اسحاق، ابن المنذر، داود ظاہری کا
ائمہ ثلثہ کے نزدیک صرف رجم ہوگا اور جلد مائۃ کی حدیث ماعز رضی اللہ عنہ منسوخ ہے یہی ایک روایت حنابلہ
59 کی ہے عن عبد اللہ بن عمرؓ ص ٣٠٩/٢٣ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ محصن کیلئے اسلام شرط ہے یا نہیں۔ امام ٢٣
شافعی امام احمد کے نزدیک شرط نہیں اس حدیث سے استدلال ہے کہ حضور نے یہود کو رجم کرایا باوجود اسلام
نہ ہونے کے اور امام مالک اور حضرات امام صاحب کے نزدیک اسلام بھی ضروری ہے اور اس حدیث کا جواب ہے کہ آپ نے
حکم قرآنی کے ذریعہ یا حکم اسلامی کے ذریعہ ان کے درمیان فیصلہ نہیں کیا بلکہ تورات کے حکم پر فیصلہ کیا۔
60 عن ابی ہریرۃ ص ٣١٠/١ فلما اذلقته الحجارة هرب الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گڑھا کھودنا رجم کیلئے ضروری نہیں ہے ٣١٠/١
ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے امام شافعی کی ایک رائے یہ ہے کہ کھودا جائیگا اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں کھودا جائیگا
روایات کے اندر اختلاف ہے مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھودا گیا تھا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ
چھوٹا سا کھودا جائیگا جس سے بھاگا جا سکتا ہو۔ آگے وارد ہوا وصلّی علیہ۔ ابوداود، ترمذی، نسائی ٨
کے اندر ہے کہ نماز نہیں پڑھی گئی اور دونوں حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھی دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ علامہ
منذری نے جمع کیا کہ صلوٰۃ سے مراد دعا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ دعا مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ صحیح ابن حبان
اور مسند ابی قرۃ کے اندر ایک روایت ہے کہ اول دن نماز نہیں پڑھی اور دوسرے روز آپ نے نماز پڑھی

[illegible] تب بھی صحیح یہی ہوگا کہ جس روایت کے اندر صحی علیہ السلام کی قوم ثانی مراد ہے اور جس کے اندر ہے کہ نماز بھی پڑھی اس کی ۳۱۰/۸
مراد یوم اول ہے۔ بعض لوگوں نے جمع کیا کہ جو مثبت ہے وہ منفی پر راجح ہوگا۔ اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف
ہے کہ محدود و مرجوم کی نماز پڑھی جائیگی یا نہیں۔ شوافع۔ حنابلہ کی ایک روایت اور حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ پڑھی
جائیگی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اہل فضل کو نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور عوام پڑھ سکتے ہیں عن بریدۃ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس عورت پر رجم بچہ جننے کے فوراً بعد نہیں ہوا بلکہ فطام و لادت کے بعد رجم کیا گیا ہے
اور مسلم کے اندر ہے کہ فوراً رجم کر دیا گیا لیکن جمع دونوں کے اندر ہے کہ مسلم کی روایت میں اختصار ہے
اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ بچہ کے دودھ پینے تک مہلت دی جائیگی یا نہیں۔ احناف فرماتے ہیں کہ
اگر اس بچہ کیلئے کوئی اور کفالت کرنے والا نہ ہو تو اسکو مہلت دی جائیگی۔ امام صاحب کی ایک روایت یہ ہے کہ
فوراً رجم ہوگا اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر دودھ پلانے والی نہ ملے تو انتظار ہوگا۔ صاحب بحر فرماتے ہیں کہ
63 ھذا ہو المذھب مالکیہ کی بھی یہی ایک روایت ہے عن ابی ھریرۃ ۳۱۰/۲۷: اذا زنت امۃ احدکم۔ اگر زنا کرے تو امام کو اس کی ۲۷
خود سوالی میں مارنا ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آقا لگوائیگا فلیجلدھا۔ اس امر کے اندر اختلاف ہے کہ
یہ امر کیلئے ہے یا وجوب کیلئے۔ جمہور کے نزدیک امر ندبی ہے اور ابو ثور ظاہریہ کے نزدیک حکم ایجابی ہے
65 الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ ۳۱۱/۶: ھلا ترکتموہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اپنے اقرار زنا کے بعد رجوع کرے تو ۳۱۱/۶
تو صحیح ہے اور حد ساقط ہو جائیگی۔ حنفیہ، حنابلہ کا یہی مذہب ہے اور یہی ایک روایت امام شافعی و امام مالک
کی ہے۔ دوسری روایت امام شافعی امام مالک کی اور ابو ثور کے نزدیک حد ساقط نہیں ہوگی اور رجوع صحیح نہ ہوگا
69 عن عائشۃ ۳۱۱/۱۹: اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم الا۔ علامہ ماوردی اسکا مطلب بیان کرتے ہیں کہ صغائر کرکے ۱۹
73 نکیر نہ کرو۔ ۲ مطلب ثانی یہ ہے کہ جس شخص سے پہلی مرتبہ لغزش ہوئی ہے اس پر نکیر نہ کرو عن جابر ۳۱۲/۲:
علامہ اشرف شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک حد دوسرے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ ملا علی قاری ۳۱۲/۲
74 فرماتے ہیں کہ یہ مطلقاً کہہ دینا صحیح نہیں ہے عن سعید بن سعد ۳۱۲۔ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر
جو صورت بیان کی گئی ہے یہی مذہب ہے بشرطیکہ اس کی صحت کی امید نہ ہو اور وہ سو ۱۰۰ شمراخ (سٹیکیں) تمام کی
75 تمام اسکو لگائی جائیں عن عکرمۃ ۳۱۲/۷: عامل عمل قوم لوط کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی امام احمد اور صاحبین ۷
کے نزدیک حد زنا ہے اور معمول بہ کو جو بالغ کے اندر جلد ہے۔ دوسری روایت امام احمد امام شافعی کی
یہ ہے کہ دونوں کو رجم ہوگا۔ ایک روایت امام شافعی کی ہے کہ قتل ہوگا۔ امام صاحب کے نزدیک تعزیر ہے اور اصل
حضرات صحابہ کرام کے بارہ میں اختلاف ہے کہ ان کا عمل مختلف رہا۔ حضرت ابو بکر۔ حضرت علی۔
حضرت عبداللہ بن زبیر۔ ہشام بن عبدالملک ان چاروں خلفاء نے لوطی کا احراق کرایا۔ اور ایک دفعہ حضرت ابو بکر
76 نے لوطی پر دیوار گروائی عن ابن عباس ۳۱۲/۸: ائمہ اربعہ کے نزدیک بہیمہ سے جماع کی صورت میں تعزیر ہے ۸
80 اور یہ حدیث ائمہ کے نزدیک مؤول ہے الفصل الثالث عن نافع ۳۱۲/۱۷: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت ۱۷
81 سے اکراہ کی حالت کے اندر زنا کیا جائے اس پر حد واجب نہیں ہے عن یزید بن نعیم ۳۱۲/۲۹: فاطمہ جاریہ ۱۹
اس جاریہ کا نام فاطمہ بیان کیا گیا ہے

باب قطع السرقة

۳۴۳/۱۱

سرق یسرق ضرب یضرب سے آتا ہے سرقہ بکسر الراء و بفتح الراء دونوں مصدر ہے اور بفتح الراء سارق کی جمع بھی ہوتی ہے اصطلاح کے اندر کہتے ہیں اخذ مال الغیر خفیۃ بشرطیکہ وہ مال محرز ہے نیز نصاب معین ہونا چاہئے اگر کم ہے نصاب سے تو قطع ید نہ ہوگا اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ نصاب سرقہ کتنا ہے۔ حضرت حافظ عسقلانی نے لکھا ہے کہ تقریباً بیس قول اس کے اندر ہیں (۱) جو قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہوگا یہی مذہب اہل ظواہر کا ہے (۲) جو قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہے مگر تافہ کے اندر یعنی ایسی شئی جو مثلاً ہاتھ سے گر جائے تو پھر اسکو وہ نہ اٹھائے یعنی حقیر چیز کے اندر قطع نہیں ہے (۳) ایک درہم اور اس کا زیادہ کے اور اس کا زیادہ کے اندر قطع ہے یہ مذہب ہے عثمان البتی کا (۴) بعض سلف کا مذہب ہے کہ دو درہم اور اس کا زیادہ ہے کے اندر قطع ہے (۵) تین درہم اور اس کا زیادہ کے اندر قطع ہے یہ مذہب ہے امام احمد اور امام مالک کا (۶) ابو ہریرہ اور ابو سعید فرماتے ہیں کہ چار درہم سے کم کے اندر قطع نہیں ہے (۷) حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں سے مروی ہے کہ پانچ درہم کے اندر انہوں نے قطع ید فرمایا (۸) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ لا تقطع الخمس الا فی الخمس حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ پانچ دینار اور پچاس درہم کے اندر ہاتھ کی پانچوں انگلیاں قطع ہونگی (۹) ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ چالیس کے اندر قطع ہے (۱۰) امام شافعی کے نزدیک ربع دینار کے اندر قطع ید ہے (۱۱) امام مالک فرماتے ہیں کہ ربع دینار یا تین درہم کے اندر قطع ہے یہ تو احد النقدین کے اندر ہے اور ان کے ماسوا کے اندر وہ اشیاء کہ میں قطع ہے جسکی قیمت تین درہم کے بقدر ہو (۱۲) امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ربع دینار اور ثلث درہم کے اندر قطع ہے یہ تو احد النقدین کے اندر ہے اور ان کے ماسوا کے اندر قیمت لگائی جائیگی اور جس کی قیمت اقل النصاب کو پہنچے اس کے اندر قطع ہے (۱۳) حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم کے اندر قطع نہیں ہے یہی مذہب عطاء کا ہے اور ہمارا مستدل حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ حضور نے قطع کیا ایسے مجن کے اندر جسکی قیمت عشرۃ دراہم تھی ابن مسعود کی حدیث ہے لا تقطع الید الا فی عشرۃ دراہم۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم نے متیقن کو اختیار کیا کیونکہ شبہات سے حد ساقط ہوجاتی ہے آپ نے ڈھال کے سرقہ میں قطع ید فرمایا ہے اور اس کی قیمت بعض کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک پانچ درہم اور بعض روایت کے اندر دس درہم ہے اور ان میں متیقن عشرۃ دراہم ہے اسلئے ہم نے اسکو اختیار کیا تاکہ اس کے تمام مقدار اسکو شامل ہوجائے

۳۱۳ **الفصل الاول عن ابی ہریرۃ** ۱۴

اس حدیث سے اہل ظواہر نے استدلال کیا کہ آپ نے بیضہ اور رسی کے اندر بھی قطع ید فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قلیل و کثیر کے اندر قطع ید ہے جمہور نے اسکا جواب دیا کہ یہاں بیضہ سے مراد انڈا نہیں بلکہ اس سے مراد خود ہے یعنی لوہے کی ٹوپی اور ایسے ہی حبل سے مراد کشتی کی رسی ہے اور وہ بہت قیمتی ہوتی ہے لہذا تمہارا استدلال کرنا کہ شئی تافہ کے اندر بھی قطع ید ہے لیکن جمہور کا یہ جواب صحیح نہیں ہے بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ بیضہ اور حبل کے اندر قطع ید نہیں اور چونکہ آدمی سرقہ کی ابتداء ایسی ہی چھوٹی سی چیزوں کے کام سے کرتا ہے اسلئے یہ سبب ہوتا ہے قطع ید کا جو بڑی چیزوں کے سرقہ کا تو اسلئے تشبیہاً ان کے اندر قطع کہہ دیا

3592

٣٢٥

3592 الفصل الثانی عن رافع ۔ ثمر اور کثر ان دونوں کے اندر صحیح یہ ہے کہ قطع نہیں ہے اور اسکی حضرت امام محمد نے استدلال کیا کہ ١٦
جو کھانے والی چیز ہے اس کے اندر قطع ید نہیں ہے خواہ وہ محرز ہو یا نہ ہو کیونکہ وہ عام طور سے محرز نہیں ہوتا
96 اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اگر وہ محرز ہے تو اس کے اندر قطع ہے وعلیہ ۔ اس حدیث سے ٢٣
یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ترافع کے بعد عفو کی وجہ سے حد ساقط نہ ہوگی امام احمد امام شافعی اسحاق بن راھویہ کا
یہی مذہب ہے اور یہی امام مالک کی ایک روایت ہے امام محمد نے جو طریقہ موطا کے اندر اختیار کیا وہ بھی
یہی معلوم ہوتا ہے کہ ساقط نہ ہوگی حضرت امام صاحب کا مشہور قول ہے کہ استیفاء حد سے پہلے ساقط ہو سکتی ہے
شوافع کا استدلال اس حدیث سے ہے ہمارا احناف کی طرف سے جواب ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے کیونکہ بعض روایات
کے اندر ... کا ... ہونا صدقہ علیہ کے ابتدعہ اور السنیہ واضح ہوا ۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں
3601 عن بسر بن ارطاۃ ۔ لا تقطع الایدی فی الغزو الخ اسکے دو مطلب ہیں یعنی غنیمت کو اگر کوئی شخص چوری ٣١٢/١
کرے تو اسکے اندر قطع نہیں ہے کیونکہ سرقہ اس مال کا ہوتا ہے جس کے اندر سارق کا حق نہ ہو اور دوسرا
مطلب یہ ہے کہ غزوے کے اندر قطع نہ ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اگر قطع ید ہو تو وہ کفار کے ساتھ مل جائے
02 عن ابی ہریرۃ ۔ اگر سارق نے دوبارہ چوری کی تو جمہور کے نزدیک اسکا بائیں پیر کو قطع کیا جائیگا اور ٣
عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ کا قطع ہوگا لیکن یہ قول جمہور کے خلاف ہے غیر معتبر ہے اور اگر تیسری
مرتبہ اس نے سرقہ کیا تو ائمہ ثلاثہ کے یہاں بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ سرقہ کرنے کی صورت میں داہنا پیر کو بھی
قطع کر دیا جائیگا امام احمد کی ایک روایت اور امام صاحب کے نزدیک تیسری مرتبہ قطع نہ ہوگا بلکہ تعزیر ہوگی
چنانچہ حضرت علی کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اسکا ہاتھ کاٹوں
03 کہ جس سے وضو وغیرہ کرتا ہے اور ... نے سکوت کیا اور اب ... ہوگیا عن جابر ۔ اس حدیث ٥
سے معلوم ہوا کہ پانچویں مرتبہ کے اندر قتل ہوگا ابو المصعب مالکی کا یہی مذہب ہے اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث
08 منسوخ ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تعزیر پر محمول ہے الفصل الثالث عن ابن عمرؓ اس غلام کو لانے والا ١٤
عبد اللہ بن عمرو بن حضرمی تھے اور جو آئینہ انہوں نے ان کی اہلیہ کا سرقہ کیا تھا اسکی قیمت ساٹھ درہم
تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غلام مال سید کی سرقہ کرے تو قطع نہیں ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ مال سید کی
سرقہ کے اندر قطع نہیں لیکن سید کی زوجہ کے مال کے اندر سرقہ ہے تو قطع ہوگا اگر ایسی جگہ سے سرقہ
09 کیا ہو جہاں جانے کی اجازت نہ ہو .... عن ابی ذرؓ ۔ تقطع ید النباش الخ اس ١٦
مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نباش کا قطع ید ہوگا یا نہیں حنفیہ کے نزدیک قطع نہیں ہے اور ائمہ ثلاثہ
امام ابو یوسف حضرت عمر ابن مسعود حضرت عائشہ کا یہی مذہب ہے کہ قطع ید ہوگا ۔ حنفیہ کا مذہب
ابن عباس سفیان ثوری اوزاعی زہری مکحول امام محمد سے مروی ہے

باب الشفاعۃ فی الحدود ٣١٢/١٩

الفصل الاول عن عائشۃ ۔ امرأۃ مخزومیہ اس کا نام فاطمہ ہے اس روایت کے الفاظ کے ١٩
10 اندر اختلاف ہے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت چوری کیا کرتی تھی اور بعض روایت کے اندر ہے کہ عاریۃ

3610 پر لیا کرتی تھی اور پھر واپس نہیں کرتی تھی اسحاق بن راھویہ نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی عاریۃً ۳۱۴/۱۹
چیز لے کر انکار کر دے تو قطع ید ہوگا امام احمد کی ایک روایت یہی ہے دوسری روایت حنفیہ قطع نہیں یہی جمہور کا
مذہب ہے ابن حزم کے نزدیک اسحاق کا مذہب مختار ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ دراصل پہلے وہ عاریۃً لیا کرتی تھی
اور بعد میں ایک مرتبہ اس نے چوری کر لی تو آپ نے اس پر قطع ید کیا اور عاریۃ کے لینے پر قطع نہیں فرمایا تو گویا
دونوں ایک ہی واقعہ ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ دونوں الگ الگ واقعے ہیں اور دو فاطمہ تھیں ایک
فاطمہ بنت سفیان بن الاسود اور ایک دوسری تھی جس کا نام فاطمہ بنت الاسود ہے ایک کا کام عاریۃً پر ۳۱۵/۴
ص۳۱۵
12 لینا اور دوسری چوری کرنے والی دوسری عورت تھی **الفصل الثانی عن ابی امیۃ المخزومی**: اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اس نے بار بار اقرار کیا امام ابو یوسف امام احمد کے نزدیک یہی مذہب ہے امام مالک امام صاحب امام شافعی
امام محمد کے نزدیک ایک مرتبہ چور کا اقرار کافی ہے اور اس کی وجہ سے حد لگائی جا سکتی ۳۱۵/۱۰

ص۳۱۵ باب حد الخمر

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حد خمر کی کوئی مقدار معین ہے یا نہیں؟ اس کے اندر مختلف اقوال ہیں:
(۱) بعض کے نزدیک کوئی مقدار معین نہیں (۲) چالیس کوڑے (۳) چالیس سے اسّی کوڑوں تک اور یہ
ویسے تو اس کے اندر بعض کو کوڑے لگائے کہ وہ تعزیر میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ وہ بھی حد کے اندر داخل رہیں گے
(۴) اسّی تک ہے اس سے زیادہ نہیں ہے (۵) اسّی سے بھی زیادہ ہے (۶) چوتھی مرتبہ اگر شراب پی یا
پانچویں مرتبہ تو قتل کر دیا جائیگا۔ یہ ہیں بعض علماء کے اقوال ہیں ایک کے مذاہب کو دیکھئے: امام مالک
اور حضرات امام صاحب اکثر اہل علم کے نزدیک اسّی کوڑے ہیں امام احمد کی بھی ایک روایت ہے حضرات
امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں حضرت امام احمد کی ایک روایت یہی ہے علامہ ابن اسحاق کی
حدیث سے صحیح استدلال ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں صحابہ کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے اسّی کوڑے بیان کئے
اور جن روایات کے اندر چالیس کا ذکر ہے وہ عہد نبوی کا ہے کہ اس کے اندر دو شاخیں ہوتی ہیں اس لئے چالیس
جب لگیں گی تو اسّی ہو جائیں گی اور جن روایات کے اندر قتل کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تشدید پر
محمول ہیں۔ حضرت شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ابتداء اسلام کا وہ حکم ہو اور بعد میں منسوخ ہو گیا ہو ۳۱۶/۱
ص۳۱۶
33 **الفصل الثالث عن عمیر بن سعید**: اس کے اندر اختلاف ہے کہ اگر حاکم نے تعزیراً یا حد علاوہ کو دیا اور وہ
33 اس کوڑوں سے مر گیا تو کیا حکم ہے امام شافعی کے نزدیک دیت واجب ہوگی ایک روایت کی بناء پر امام احمد کا قول ہے
اور ایک روایت حضرت علی سے دیت دلائی گئی اور جمہور کے نزدیک کچھ واجب نہیں ہوگا۔ یہ تو حکم اندر ہے
لیکن اگر حدود میں قتل کرنا ہو یا حد شرعی سے تجاوز کرے تو ان کے اندر دیت واجب ہوگی ۳۱۶/۶

ص۳۱۶ باب ما لا یدعی علی المحدود

ص۳۱۷/۲۱ (الفصل الثانی)

29 **عن علی**: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ حدود رافع ذنوب ہیں یا ساتر ذنوب؟ اکثر کے نزدیک کفارہ ہیں یعنی ۲۱
اس کے جو گناہ کئے ہیں وہ حد سے ختم اور معاف ہو گئے لیکن حنفیہ کے نزدیک ساتر ذنوب ہیں یعنی گناہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ اس کو
توبہ کی ضرورت ہے اور جن احادیث کے اندر کفارہ کا ذکر ہے وہ اس وجہ سے کہ جب اس پر حد قائم ہوگی تو توفیق توبہ کی ہوگی

ص ۳۱۶ باب التعزیر

تعزیر کے معنی لغت کے اندر ادب دینے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر گناہوں کی وجہ سے ادب دینا جو حدود سے کم ہو اب ۳۱۶/۲۲
اس کے اندر اختلاف ہے کہ اس تعزیر کی مقدار متعین کیا ہے؟ لیث بن سعد، اسحق بن راہویہ کے نزدیک ایک دس
کی زیادہ سے زیادہ مقدار دس کوڑے ہیں یہی امام احمد کا مشہور قول بلکہ معمول بہا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک
کوئی حد نہیں ہے۔ جمہور کے نزدیک دس سے زیادہ کوڑے لگائے جا سکتے ہیں لیکن اب اختلاف ہے کہ کتنی زیادتی جائز ہے
شافعیہ کہتے ہیں کہ اقل حدود کو نہ پہنچا جائے اور اقل حد غلام کی بیس کوڑے ہیں اور آزاد کی چالیس کوڑے
ہیں لہذا [illegible] انیس یا انتالیس اسکی مراد ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک کم از کم
تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ ایک کم چالیس۔ امام ابو یوسف کے نزدیک پچھتر کوڑے۔ ابن ابی لیلی کا
یہی مذہب ہے ایک روایت امام ابو یوسف کی ہے کہ ایک کم اسی کوڑے ہیں۔ حنابلہ کا مستدل باب کی پہلی
3630 حدیث ہے کہ لا یجلد فوق عشر جلدات الا فی حد من حدود اللہ۔ اس حدیث کی طرف سے جواب ۱: یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ۲۴
ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے بیس کوڑے تعزیر کے اندر لگوائے اور حضرت عثمانؓ نے چالیس کوڑے لگوائے۔ جواب ۲: یہ ہے کہ
اس باب کی فصل ثانی کی دوسری حدیث ابن عباسؓ کی ہے اسکی اول حدیث منسوخ ہے اور دلیل نسخ صحابہ کا عمل ہے
جواب ۳: بیس کوڑے کا مارنا حضور کے زمانے میں ثابت ہے جواب ۴: حضرات صحابہ کا عمل یہ ہے کہ
کیونکہ ان کو ... تعزیر پر تنبیہ ہو جاتی ہے جواب ۵: الا فی حد من حدود اللہ میں حدود سے حقوق اللہ مراد ہیں
اور تعزیر بھی اس کے اندر داخل ہے ابن دقیق العیدؒ نے جواب دیا ہے بعض حضرات نے نقل کیا ہے حافظ نے
کہا وہ بعض حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہیں جواب ۶: حضرت شاہ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ یہ حد عام ہے
جو کہ صادر ہے قرآن سے یا حدیث سے اور تعزیر کی مقدار بیس کوڑے وغیرہ حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ بھی
33 حقوق اللہ میں سے ہو گئے۔ **الفصل الثانی عن عمرؓ** ص ۳۱۷: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال غنیمت کے اندر چوری کرنے والے کا سامان ۳۱۷/۲
احراق ہوگا یہی امام احمد کا مذہب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک احراق نہیں ہوگا

ص ۳۱۷ باب بیان الخمر ووعید شاربھا ۳۱۷/۲

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ خمر کی کیا تعریف ہے؟ اس کے اندر دو مذہب ہیں ایک حضرت امام صاحب اور امام
ابو یوسف کا اور ایک حضرات ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کا۔ امام صاحب اور امام ابو یوسف اس کی تعریف کرتے ہیں کہ ہو النی
من ماء العنب اذا اشتد وزبد وغلا بس یہی حقیقی شراب ہے اسکا مستحل کافر ہے اسکا ایک قطرہ بھی حرام
اور اسکے پینے والے پر حد لگائی جائیگی اسکی قیمت شریعت کے اندر کچھ نہیں یہ سب اسی خمر کے احکام ہیں
اور اس کے علاوہ تین شرابیں اور ہیں طلاء، نقیع التمر، نقیع الزبیب۔ طلاء کو عصیر بھی
کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ایک باذق ایک منصف طلاء ~~[illegible]~~ کہتے ہیں کہ انگور
کے شیرہ کو خوب جلایا جائے حتی کہ وہ دو ثلث سے کم جل جائے اب دو حال سے خالی نہیں یا تو نصف
جل گیا یا اس سے زیادہ اگر نصف جلا تو منصف ورنہ اسکو باذق کہتے ہیں۔ نقیع التمر اور نقیع الزبیب
کا مطلب یہ ہے کہ چھوہارے اور کشمش کو پانی میں ڈالا جائے حتی کہ وہ گل جائے پھر اسکو چھان لیں اور خوب
گاڑھا ہو جائے یہ تینوں بھی اس پہلی کی طرح حرام ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ خمر کی حرمت قطعی ہے اور ان تین

3633 کی وجہ ظنی ہے لہذا احکام کے اندر فرق ہوگا وہ یہ کہ ان تین کا مستحل کافر نہیں۔ اسکا ایک قطرہ پینے سے حد ٣١٧/٤
واجب نہیں ہوگی بلکہ اتنی مقدار سے حد واجب ہوگی جس سے اسکار پیدا ہو جائے اور ان چاروں کے علاوہ جو
گیہوں، جو اور جوار، شہد کی شراب ہوتی ہے ان تمام کا پینا جائز ہے الا یہ کہ حد سکر کو پہنچ جائے
ائمہ ثلاثہ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ آپ نے جو خمر کی تعریف کی اسکو صرف عنب (انگور) کیساتھ شراب کو
خاص کر دیا یہ صحیح نہیں بلکہ کل ما خامر العقل کو خمر کہیں گے اور جو بھی اسکار کا سبب ہو قلیل ہو یا کثیر سب
برابر ہیں ان لوگوں کا استدلال بہت سی احادیث سے ہے کہ آپ نے کھجور اور عنب وغیرہ تمام چیزوں کی شراب کو
ایک قرار دیا ہے ایسے ہی ابن عمر کی حدیث کے اندر صاف وارد ہوا کل ما خامر العقل فہو خمر اور ہوا
محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ کلام اور اس قسم کی تمام احادیث تشبیہ پر مبنی ہے کیونکہ ان کے اندر بھی
صفت اسکار پائی جاتی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بھی عین خمر ہیں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت انس کی
حدیث کے اندر ہے حرمت الخمر حین حرمت وما نجد خمر الاعناب الخ اس سے خود معلوم ہوگیا کہ ان کے یہاں
خمر کا اطلاق عنب کی شراب پر ہوتا ہے ایسے ہی ایک شاعر کہتا ہے ع ان فی الخمر معنی لیس فی العنب
اس سے بھی معلوم ہوا کہ خمر "عنب" ہے اور دوسری شرابیں الگ قسمیں رکھتی ہیں ائمہ ثلاثہ کا استدلال حضرت نعمان
کی دوسری حدیث حضرت جابر اور تیسری حدیث حضرت عائشہ کی حدیث سے ہے محقق ابن ہمام ان احادیث
کا جواب دیتے ہیں کہ ان سے صرف وجوب الحد ہی آتا ہے لیکن صاحب عنایہ نے لکھا ہے کہ خمر کے علاوہ دیگر
تمام شرابوں کا پینا اہل التقوی جائز نہیں ہے اور نہ ہی تداوی کے طور پر پینا جائز ہے لیکن آج کل فتوی امام محمد
3640 کے مذہب پر ہے **الفصل الاول عن ابی قتادۃ** :۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نہی عن الخلیط ٣١٧/١٦
التمر والزبیب کے اندر نہی کیسی ہے امام احمد اور مالک کے نزدیک نہی مطلقا ہے امام شافعی کے نزدیک نہی اس وقت
ہے جبکہ ان کے اندر اسکار ہو جائے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے ابن قدامہ نے امام احمد کی ایک روایت یہی
نقل کی ہے اب یہ کہ آپ نے منع کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ خلیطین کے اندر اسکار جلد ہو جاتا ہے
41 بعض نے کہا کہ اسوقت قلت بہت تھی اب چونکہ وسعت ہوگئی ہے لہذا اب جائز ہے **عن النبی** ١٧
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تخلیل خمر جائز نہیں یہی مذہب ہے امام احمد کا۔ حضرت امام لیث بن سعد اور اوزاعی
کے نزدیک جائز ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس خمر کو دھوپ (تشمیس) کے ذریعہ سرکہ بنایا گیا ہے وہ جائز
ہے اور اسکے علاوہ حرام ہے دوسرا قول یہ کہ ہر صورت کے اندر بھی جائز ہے۔ امام مالک کے اس بارے میں
تین قول ہیں (۱) تخلیل جائز نہیں ہے اور نہ وہ سرکہ بننے سے پاک ہوگی (۲) تخلیل بھی جائز ہے اور سرکہ بننے
کے بعد وہ پاک بھی ہو جائیگی (۳) تخلیل تو جائز نہیں لیکن اگر اسکو سرکہ بنالیا تو پاک ہو جائیگی
یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے اور ایسے ہی فصل ثانی کے اندر حضرت انس کی حدیث سے بھی عدم جواز معلوم ہوا ان تمام
کا جواب علماء نے دیا کہ چونکہ اسوقت خمر کا زمانہ قریب تھا اور لوگوں کے دلوں میں اسکی محبت اور
انسیت موجود تھی تو ان آثار کو ختم کرنے کیلئے آپ نے منع فرمادیا ایسے ہی ان کے برتنوں کو تڑوا دیا ہے
54 **الفصل الثالث عن ابی امامۃ** [illegible] اس حدیث کے اندر محقق معازف کے چھ معنی ہیں کھیل تماشے کے آلات ان آلات کی آواز ٣١٨/١٢
دف، مغناء، لہو کھیل تماشہ

کتاب الامارۃ والقضاء

قضاء کے معنی لغت کے اندر ~~احکام~~ منع کرنا ہیں حکمۃ الدابۃ یعنی گھوڑے کی لگام کو بھی کہتے ہیں اور ۳۱۸/۲۵

3661 اصطلاح کے اندر احکام الشئی اور انفاذ الحکم کہتے ہیں ص ۳۱۸ **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** انما الامام جنۃ ۲۵

اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسکو حفاظت کیلئے دشمن کے سامنے ڈھال بنا کر کھڑا کیا جائیگا بلکہ اسکا مطلب

62 ہے کہ اسکی تدابیر کے پیش نظر اپنی حفاظت کی جائیگی ص ۳۱۹ **عن ام الحصین** اس حدیث کا مضمون اس حدیث ۳۱۹/۱

کے خلاف ہے جسکے اندر ہے کہ الائمۃ من القریش اسکا جواب ۱ اس سے مراد متغلب ہے یعنی اگر وہ غلبہ پاکر

امیر ہو جائے تو اسکی اطاعت ضروری ہے جواب ۲ ان اُمّر سے چھوٹا امیر مراد ہے جسکو بادشاہ نے

مقرر کیا ہے جواب ۳ یہ حدیث فرض و تقدیر پر محمول ہے جسکے وقوع ضروری نہیں ہے اور یہاں عبد سے

66 مراد مالکان کے اعتبار سے ہے کیونکہ عبد فی الحال کو امیر بنانا جائز نہیں ہے ص ۳۱۹ **عن عبادۃ بن الصامت** ۷

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فسق کی وجہ سے قاضی معزول ہو گا یہی جمہور کا مذہب ہے ظاہریہ کے نزدیک معزول

ہو جائیگا یہی ایک وجہ شوافع کی ہے لیکن امام نووی نے اسکو غلط اور باطل قرار دیدیا اسی طرح

مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ فسق امیر کی وجہ سے خروج جائز ہے یا نہیں دونوں قول ہیں ۔

75 ص ۳۲۰ **عن ابی ھریرۃ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک کو خلیفہ بنا دیا تو دوسرے کو خلیفہ نہیں بنایا جائیگا ۳۲۰/۲

یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے امام الحرمین فرماتے ہیں کہ اگر دار الاسلام بہت وسیع ہو تو بیعت خلیفہ ثانی

80 کا احتمال ہے ص ۳۲۰ **عن عبد الرحمن بن سمرۃ** اس حدیث کے اندر طلب امارۃ وقضاء سے ممانعت وارد ہوئی ہے ۱۳

کیونکہ آدمی اگر خود طلب کریگا تو اسکی اعانت من جانب اللہ نہیں ہے اور ص ۳۲۲ پر ایک حدیث ابو ہریرہ

کی ہے کہ اگر کسی نے قضاء کو طلب کیا اور اسکا عدل اسکے جور پر غالب ہو گیا تو اسکیلئے جنت ہے تو

عدل کی صورت میں جواز معلوم ہوا تو دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہے حافظ عسقلانی جواب ۱ دیتے

ہیں کہ اگر طلب کرنے کا معمول کر رہا تو اعانت ضروری نہیں ہے لہذا کوئی تعارض نہیں ہے لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے

کیونکہ آدمی عدل اسی وقت کریگا جبکہ اللہ کی اعانت بھی اسکے ساتھ ہو جواب ۲ دے سکتے ہیں مراد اپنے لئے

طلب کرنا ہے اور اسی سے منع فرمایا اور دوسری حدیث کے اندر دوسرے کیلئے طلب کرنے کو فرمایا اور اسی کا حکم

نہیں ہے جواب ۳ ۔ اگر حقوق کو جاری رکھنے کیلئے طلب کرتا ہے تو جائز ہے اور اگر طمع و حرص کیلئے طلب

84 کرے تو جائز نہیں ہے ص ۳۲۱ **عن ابی ھریرۃ** اس حدیث کے اندر وارد ہوا حتی یقع فیہ یہ غایۃ ہے یکرھون کی یعنی جب ۲۳

وہ شخص اس امر کے اندر واقع ہو جائیگا تو پھر اسکو اشد الناس نہیں پاؤ گے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ غایۃ ہے

کراھیۃ کی یعنی وہ مکروہ اس امر کو واقع ہونے سے پہلے سمجھتا ہے اور جب اسکے اندر واقع ہو گا تو مکروہ نہیں

سمجھیگا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مقصود بیان واقعہ ہے کہ عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک امر

کو ناپسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں اسے نہ کروں لیکن آخر کار وہ کام اسکو کرنا پڑتا ہے ۔

90 ص ۳۲۱ **عن عبد اللہ بن عمرو** ان المقسطین ۔ القسط کے معنی ظلم کے ہیں اور باب افعال کے اندر جب جائیگا ۳۲۱/۷

تو سلب ماخذ ہو کر عدل کے معنی میں ہو جائیگا اور اسکے عادل لوگ مراد ہیں منابر من نور ہے یا تو اسکے ۸

حقیقی نور کے منبر مراد ہیں یا اسکے مراد بلند مراتب ہیں امام نووی فرماتے ہیں کہ اول معنی زیادہ مناسب ہیں

3690 کیونکہ تنافی ہے یعنی تو ان کے لئے لازم ہیں یمین الرحمن اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی اعانت ہے ۔ آگے فرمایا کہ وکلتا ۳۶۱/۸

یدیہ یمین ۔ ماقبل کے اندر جب یمین الرحمن کہا گیا اور یمین یسار کے مقابل میں آتا ہے تو یہ گمان ہوا کہ شاید

یمین کے مقابلہ میں کچھ یسار ثابت ہو حالانکہ یسار عیب کی چیز ہے تو اس وہم کی نفی اس جملہ سے فرمادی

الفصل الثانی

911 ص ۳۲۲ عن ابی سعید [illegible] ابن الملک فرماتے ہیں کہ الا دو سے مراد شیطان اور ملک ہے (۲) اس سے مراد ۹

نفس امارہ اور نفس مطمئنہ ہے (۳) اس سے مراد دو وزیر ہیں اب یہ کہ حضور کی تو نبی اور خلیفہ تھے لہذا ان کے

بھی ایک فرشتہ اور ایک شیطان ہوگا جو اپنے اپنے کام میں مشغول رہتا ہوگا لیکن اس کا جواب یہ کہ

99 حضور کے پاس دونوں اگرچہ موجود ہیں لیکن آپ کا شیطان مسلمان ہوگیا ص ۳۲۱/۲۶ عن غالب القطان اس حدیث کے ۲۶

اندر جو وارد ہوا کہ عرفاء فی النار اس سے معلوم ہوا کہ عریف (چودھری) نہ بننا چاہئے حالانکہ اس کے بعد

ص ۳۲۵ پر ایک حدیث مروی ہے [illegible] سے مروی ہے اس سے جواز معلوم ہوتا ہے تو دونوں کے اندر جمع ایسے ہوگا

چونکہ چودھری عام طور سے ظلم کرتے ہیں تو اس اعتبار کی وجہ سے منع ہے باقی نفس ان کا بننا اس میں کوئی حرج نہیں ہے

3703 ص ۳۲۲ عن عقبۃ بن عامر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاشر جنت میں داخل نہ ہوگا حالانکہ عشر کے اندر عبادت کے ۳۲۲/۹

معنی ہیں لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہاں عاشر سے وہ عاشر مراد ہے جو عشر پر زیادتی ظلم کرتا ہے

05 ص ۳۲۳ وعنہ قال [illegible] جابر کے پاس کلمۂ حق کہنے کو اس حدیث کے اندر افضل الجہاد قرار دیا کیونکہ اول ۱۳

جب جہاد کے اندر جاتا ہے تو اس کو امید ہوتی ہے کہ میں واپس لوٹوں گا بخلاف بادشاہ پر حق بات

کہنے جانے والا وہ امید کرتا ہے کہ میں یقیناً مارا جاؤں گا تو اس لئے افضل الجہاد اس کو قرار دیا گیا

لیکن اس کے بعد تیسری چار احادیث کے بعد حدیث ام الحسن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بادشاہ ظالم

اگر شریعت کے خلاف کریں تو صبر کرنا چاہئے دونوں کے اندر تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں جہاد

باللسان کو افضل قرار دیا گیا اور ام الحسن کی حدیث میں جہاد باللسان کا ذکر ہے تو اس سے [illegible] کو منع فرمایا

17 کیونکہ اس کے اندر افتراق بین المسلمین لازم آتا ہے ص ۳۲۳/۸ الفصل الثالث عن یحییٰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۳۲۳/۸

دنیا دار الجزاء ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کا جواب دیا کہ [illegible]

باب العمل فی القضاء

(الفصل الاول) ۳۲۴/۱۱

اس باب سے پہلے جو باب [illegible] تھا اس کے اندر کوئی چیز قابل ذکر نہیں تھی [illegible]

31 مستقل کیا ہے ص ۳۲۴/۱۲ عن ابی بکرۃ [illegible] وھو غضبان [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ ایسی حالت کے ۱۲

اندر فیصلہ نہ کرنا چاہئے جس کے اندر غصہ ہو شدت بھوک کی حالت پیاس کی حالت وغیرہ اب اس

مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر غصہ کی حالت کے اندر فیصلہ کردیا گیا تو کیا حکم ہے؟ جمہور کے نزدیک اگر حق

کے مطابق فیصلہ کیا گیا تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں ۔ بعض حنابلہ کے نزدیک نافذ نہ ہوگا اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ

وہ غصہ دو حال سے خالی نہیں یا تو فیصلہ کرنے سے پہلے سے موجود ہے یا فیصلہ کرنے کے وقت پیدا ہوا

32 اول صورت کے اندر نافذ نہ ہوگا اور ثانی کے اندر نافذ ہو جائے گا ص ۳۲۴/۱۳ عن عبداللہ بن عمرو اس مسئلہ کے اندر ۱۳

اختلاف ہے کہ مجتہد مخطی کے واسطے ثواب ہے یا نہیں معتزلہ کے نزدیک ثواب نہیں اور جمہور کے نزدیک ثواب ہے

[illegible] ۲۷

3732 ابن ھمام فرماتے ہیں کہ اس اختلاف پر کوئی ثمرہ مرتب نہ ہوگا کیونکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ثواب نہیں اسکا مطلب ہے کہ ۳۲۱/۳
اسکی خطاء پر ثواب نہیں اور جو ثواب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اجتہاد کی وجہ سے ثواب ملیگا ہے ۔
لیکن ابن امیر حاج فرماتے ہیں کہ بعض نتائج کے اندر اختلاف ہے کہ ثواب اسکو اجتہاد کا ملتا ہے یا خطاء کا
اور اسکی صورت کے اندر اختلاف کا ثمرہ ظاہر ہوگا ۔ ابو الحسن اشعری سے ایک روایت یہ نقل کی گئی کہ کل مجتہد مصیب
اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہر قوۃ اجتہاد کے اندر مصیب ہوتا ہے اور دوسرا مطلب یہ کہ اجتہادی چیزیں
مختلف حیثیات ہیں وہ سب صحیح ہیں ایک ہی جہت کے اندر مجتہد مصیب ہوتا ہے اب ایک اشکال ہوگا جب ہر
مجتہد مصیب ہے تو حلال و حرام دونوں حق ہوں گے ایک مسئلہ اسکا یہی مطلب ہے اسکا جواب علامہ کشمیری نے دیا ہے

33 **الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ** فقد ذبح بغیر سکین الخ اس کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں (۱) اسکی بنا یہ ہے ۳۲۴/۱۵
دین کی بربادی مراد ہے (۲) چونکہ ذبح سکین سے تو جلدی ہوتا ہے اور بغیر سکین سے تکلیف ہوتی ہے بہت مشقت
اور تاخیر سے تو ہوگا تو گویا فوت الامر المقصود ہے (۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے فوت الامر المقصود نہیں
بلکہ یہ تو غیبت اور تشدد وغیرہ سے آپ نے فرمایا کہ شہوات بہت مشکل سے ختم ہوتی ہیں لیکن جو شخص
قاضی بنایا جاوے اسکی شہوات بہت آسانی سے بغیر کسی مشقت کے ختم ہو جاتی ہیں (۴) بعض لوگ
35 کہتے ہیں کہ مشقت اور صبر سے کنایہ ہے **عن بریدۃ** رجل قضی للناس علی جھل الخ اس بات پر علماء کا اتفاق ۱۹
36 ہے کہ اگر جاہل نے فیصلہ کر دیا تو خواہ وہ حق ہو یا باطل اسکا فیصلہ معتبر نہیں ہے **عن ابی ھریرۃ**
ثم غلب عدلہ علی جورہ الخ یعنی عدل کے اندر اتنی قوۃ ہو جائے کہ ظلم سے روک دے گویا تمام احکام عدل کیساتھ ہوں
کوئی ظلم کی آمیزش بھی نہ ہو ۔ علامہ گنگوہی فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ ظلم بالکل ہی ختم ہو بلکہ مطلب
ہے کہ عدل کے اندر غلبہ رہے اگرچہ اسکے اندر ظلم کی بھی آمیزش ہو تو گویا فضلاء ممکن ہے لیکن غلبہ کا
37 وقت رہنا ۔ **عن معاذ بن جبل** اس حدیث پاک کے اندر پہلے کتاب پھر سنت پھر قیاس کا ذکر ہے یہاں ۲۳
ایک اشکال ہے وہ یہ کہ حضرت عمر کے انتقال کے بعد خلافت کو چھ صحابہ کے درمیان رکھا جنمیں حضرت عثمان
حضرت علی عبد الرحمن بن عوف بھی تھے اور تین باقی الگ ہو گئے تھے بعد میں حضرت عبد الرحمن بھی الگ ہو گئے
اور لوگوں سے پوچھتے رہا کرتے تھے حضرت علی سے اسبارے میں گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اجتہاد سے کام
کریں گے اور حضرت عثمان سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ سیرۃ الشیخین کو ہم سامنے رکھیں گے تو اب سوال
یہ ہے کہ حضرت معاذ نے کتاب و سنت کے بعد قیاس کا ذکر کیوں کیا سیرۃ الشیخین کا ذکر کیوں نہیں فرمایا اسکا
جواب یہ ہے کہ اسوقت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود تھے سیرۃ الشیخین کہاں تھی جواب ۲ اگر بعض
اسوقت تھی بھی تو وہ مدون طور پر نہیں تھی دوسرا اشکال یہ ہے کہ جو بات صحابی نے حضور سے بیان
مبارک کی بابت فرمائی ہے وہ بات قطعی ہے اور ثبوت اسکا ہے کہ قطعیت کے اندر لہذا سنت
کا درجہ قرآن کے بعد نہیں ہے ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے فرق ہوگا کہ کتاب خالق
کا کلام ہے اور سنت مخلوق کا کلام ہے جواب ۳ بعض صحابہ نے بعض روایات اور حکم بعض کی نہیں

37 و قطعی نہیں ہے، دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ قیاس کا ثابت ہے چنانچہ جمہور امت کا اجماع ہے ۳۲۴/۲۳
کہ قیاس کا ثبوت ہے نظّام معتزلی ہیں اور ظاہریہ میں سے داود ظاہری اسکے منکر ہیں حضرت ابن مسعودؓ، ابن سیرین
39 شعبی سے بھی انکار مروی ہے جمہور کے نزدیک ترتیب واجب کا اعتبار ہے عن علی ؓ فلا تقض للاول ۳۲۵/۱
حتی تسمع کلام الآخر اس سے معلوم ہوا کہ قضاء علی الغائب جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے
بشرطیکہ [illegible] ہے کہ حقوق العباد کے اندر جائز ہے حقوق اللہ کے اندر جائز نہیں ہے۔ الفصل
42 الثالث عن سعید [illegible] اشکال ہے کہ جب [illegible] العصبیۃ کی تھی تو ۱۲
اسکو کیوں مارا جواب: یہ خوف بطور جاہلیت کی تھی عداوت کی وجہ سے تھی جواب ۲: اسکے کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا شہید قطعی تھا جانتے یہ شہید اجتہادی تھا کہ [illegible] کا احتمال ہے تو اسکے بالکل
43 قطعی کہہ دیتے تو مارا جواب ۳: اسلئے یہ حد جاہلیت کی وجہ سے کیا تھا عن ابن موہب علماء کا اتفاق ہے ۱۵
کہ قاضی بننا رخصت ہے لیکن اگر حقوق کے ضیاع کا خوف ہے تو پھر قاضی بننا واجب ہے

باب رزق الولاۃ وھدایاھم ص ۳۲۵ (الفصل الاول) ۳۲۵/۲۳

ھدایا ہدیہ کی جمع ہے جو سامان کسی کو [illegible] ہدیہ کیا جاتا ہے اور اسکو دیا جاتا ہے اور رزق
[illegible] جو [illegible] مقرر کیا جاتا ہے جیسے العمال الحافظ والمطوعی والقاری
47 عن عائشۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی اجرت اسقدر لینی جائز ہے جتنی ضرورت ہو اسلئے فرمایا کہ ۲۶
ویحترف للمسلمین فیہ اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ تجارت کرینگے جو نفع ہوگا وہ بیت المال کے اندر مسلمانوں
کے مال میں داخل کر دیا جائیگا دوسرا مطلب ہے کہ مسلمانوں کا کام کرونگا اور ان کے معاملہ کو پورا کرونگا
53 اس اجرت کے بدلہ جو ان مسلمانوں کے اموال سے ہوگا الفصل الثانی عن عبد اللہ بن عمرو [illegible] شخص ہیں ۳۲۶/۱۴
راشی مرتشی رائش اول وہ جو رشوت دینے والا ہے ثانی رشوت لینے والا اور رائش وہ
ہے جو ان دونوں کے درمیان میں ہوتا ہے رشوت کہتے ہیں اس عمل کو جو ابطال حق یا احقاق باطل
کیلئے کسی کو دیا جاتا ہے بالاجماع حرام ہے لیکن اگر کوئی مال ابطال باطل یا احقاق حق کیلئے کسی کو دیا
56 جائے تو یہ جائز ہے عن عمرو بن العاص اس کے اندر الرجل الصالح سے مراد وہ شخص ہے جو حقوق اللہ والعباد کو ادا ۱۴

باب الاقضیۃ والشہادات (الفصل الاول) ۳۲۶/۲۱

اقضیہ قضاء کی جمع ہے جس کے معنی احکام الشرع اور امضاء الحکم کے ہیں جیسا کہ [illegible] کے اندر گذرا ہے اور
58 شہادات شہادۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں الاخبار بحقیقۃ الشئ عن مشاہدۃ عن ابن عباس ۲۱
لکن البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے (۱) مدعی کہتے ہیں
خلاف ظاہر شئ کا دعوی کرے اور مدعی علیہ جو ظاہر کے موافق دعوی کرے (۲) مدعی وہ ہے کہ اگر اپنے
دعوی کو چھوڑ دے تو مقدمہ ختم ہو جائیگا اور مدعی علیہ کے چھوڑنے سے [illegible] البینۃ اسکے
افراد میں دو مذکر ہیں یا ایک مذکر اور دو مونث اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ مدعی کا
دعوی مطلقاً مقبول ہے یا کسی شرط کے ساتھ تو ائمہ ثلاثہ کے یہاں مطلقاً مقبول ہے اور امام مالک

3758

فرماتے ہیں کہ جو دعویٰ مدعی کا مسموع نہیں ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ اس مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان کسی قسم کا ٣٢٦/٢١
پہلے اختلاط رہا ہو ورنہ تو کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کسی پر جمہور کا مستدل یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

60 البینة علی المدعی اور یہ مطلق ہے عن ابی امامة ؛ ابو امامہ کتب احادیث کے اندر جب وقت ٢٧
مطلقاً بولا جاتا ہے تو اس سے ابو امامہ الباہلی جن کا نام صدی بن عجلان ہے مراد ہوتا ہے لیکن یہاں
ابو امامہ اگرچہ مطلق ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ یہاں ابو امامہ سے مراد ایاس بن ثعلبہ ہیں عن

61 ام سلمة : فمن قضیت لہ بشئ من حق اخیہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے فیصلہ کے اندر خطاء ہو سکتی ٣٢٧/٢
ہے حالانکہ اسپر اعتماد کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاء پر استقرار نہیں ہو سکتا بلکہ
اگر کسی وقت خطاء ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر تنبیہ ہو جاتی ہے استقرار علی الخطاء نہیں ہوتا
اسکا جواب یہ ہے کہ ایک غلطی اور خطاء مسئلہ کے اندر ہوتی ہے جسکا نام غلطی فی المسئلہ ہے اور ایک خطاء
فہم واقعہ کے اندر ہوتی ہے کہ مثلاً زید نے اگر کسی شی کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے اس کے
ظاہر پر فیصلہ کر دیا حالانکہ وہ شی اسکی نہیں تھی تو اسکا نام غلطی فی فہم الواقعہ ہے تو خطاء پر استقرار کا
نہ ہونا اول صورت کے اندر ہے اور یہ حدیث ثانی صورت کا محل ہے۔ اب یہاں پر دو قسم مسئلے ہیں
(۱) ایک شخص کسی شی پر ملک کا دعویٰ کرے لیکن سبب ملک نہ بیان کرے اور قاضی اسپر فیصلہ کر دے
تو ایسے قضاء کا کیا حکم ہے جمہور فرماتے ہیں کہ یہ قضاء ظاہراً نافذ ہوگی باطناً نافذ نہ ہوگی یعنی وہ شی اسکے
لیے جائز نہیں ہوگی اسکا نام دعویٰ فی املاک المرسلہ ہے (۲) اور اگر اسنے سبب ملک بیان کیا
مثلاً یہ کہ یہ شی میری ہے اور زید سے خریدی ہے حالانکہ وہ شی اسکی نہیں تو اس صورت میں ائمہ ثلثہ اور
صاحبین کے نزدیک ظاہراً قضاء ہوگی اور باطناً قضاء نہ ہوگی امام صاحب کے نزدیک باطناً بھی نافذ ہو جائیگی
(۳) اور اگر اسنے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا کہ شہادت کی شہادت کے ذریعہ قاضی سے فیصلہ کرالیا تو اس
صورت میں بھی وہ فیصلہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک ظاہراً نافذ ہوگا اور باطناً نہیں لہذا اسکو وطی کرنا اس کیلئے
جائز نہ ہوگا امام صاحب فرماتے ہیں کہ باطناً بھی نافذ ہو جائیگا کیونکہ اگر ہم باطناً نافذ نہ کریں تو
اس صورت کے اندر وہ مدعی تو اپنے فیصلہ کی وجہ سے اسکی وطی کرلیگا اور دوسرا جو اصل زوج ہے
وہ یہ سمجھ کر کہ یہ زوجہ نہیں بنا خود بھی اسکی وطی کرلیگا لہذا باطناً بھی نافذ ہو جائیگا اور دلیل کے
اندر محقق ابن ہمام نے ایک واقعہ ذکر کیا کہ حضرت علی نے اپنے زمانہ میں باطناً بھی فیصلہ فرما دیا تھا اسپر
لوگوں نے اعتراض کیا کہ [illegible] لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ امام محمد نے اسکو ابلاغاً ذکر کیا ہے

63 عن ابن عباس : اگر قاضی نے ایک یمین اور ایک بینہ پر مدعی کیلئے فیصلہ کر دیا تو ائمہ ثلثہ ٦
یہاں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے صحیح ہے امام صاحب سفیان ثوری۔ امام اوزاعی کے نزدیک
فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ عطاء بن ابی رباح۔ حکم کا یہی مذہب ہے اور استدلال کرتے ہیں فاستشہدوا شہیدین
من رجالکم الخ سے اسی طرح واشہدوا ذوی عدل الخ سے اور خود حضور کا قول ہے کہ البینة علی المدعی
والیمین علی من انکر اور ان دونوں پر الف لام استغراق کیلئے ہے لہذا جب یہ حدیث قرآن پاک اور

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو قبول نہیں کی جائیگی جواب اس حدیث باب کا یہ ہے کہ قضی بیمین
وشاہد کا مطلب ہے کہ قضی بیمین مع وجود شاہد۔ یعنی اگرچہ ایک گواہ مدعی کے پاس تھا لیکن نصاب
کے کامل نہ ہونے کی وجہ سے اسکا دعوی مقبول نہ ہوا بلکہ مدعی علیہ کی یمین پر فیصلہ کر دیا گیا۔ علامہ ابن العربی
مالکی فرماتے ہیں کہ یہ کس قدر پوچ تاویل ہے حالانکہ صراحۃً حدیث میں یمین بیان کی جا رہی ہے
علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اگر ہم حدیث مذکور پر عمل کریں تو قرآن پاک کے اندر توجیہ کرنی پڑیگی اور وہ جائز
64 نہیں ہے لہذا ہم اس حدیث ہی کے اندر توجیہ کریں گے۔ ص٣٢٧/٦ **عن علقمۃ بن وائل:** اس کے اندر حضرمی ٦
رجل سے مراد خود حضرت وائل ہیں اور کندی رجل کا نام امرؤ القیس بن عابس بتلایا جاتا ہے
66 ص٣٢٧/١٣ **عن زید بن خالد:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا طلب شہادت دینے والا خیر الشاہدین ہے حالانکہ ١٣
ص٥٥٣ پر ایک حدیث عمران بن حصین کی آرہی ہے اسکے اندر ایسے لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے اب دونوں
حدیثوں کے اندر تعارض پیدا ہوگیا جسکی وجہ سے ایک جماعت اہل ترجیح کی اور ایک جماعت اہل جمع کی ہوگئی
اہل جماعت ترجیح حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ حدیث الباب راجح ہے کیونکہ اسکے رواۃ مدنی ہیں
دوسرے علماء کہتے ہیں کہ عمران بن حصین کی حدیث راجح ہے کیونکہ وہ متفق علیہ ہے اور یہ حدیث باب صرف
مسلم میں ہے جن لوگوں نے جمع کو اختیار کیا ان کے کئی اعتبارات میں مختلف قول ہیں (١) حدیث باب کا
محل وہ شاہد ہے جسکو معلوم ہو کہ یہ واقعہ کسی کو معلوم نہیں اور اسکے سوا شاہد کوئی نہیں ملیگا ایسے کے
اندر شہادت بلا طلب کے دینا صحیح ہے اور عمران بن حصین کی حدیث اس وقت پر محمول ہوگی جبکہ واقعہ
نہایت واضح اور فاش ہو سب لوگ اسکو جانتے ہوں اور شاہد اسکے موجود ہوں (٢) زید کی
حدیث کا محمل حقوق اللہ ہیں اور عمران کی حدیث کا محمل حقوق العباد ہیں۔ یعنی حقوق اللہ کے اندر مثلاً
چاند کی شہادت رمضان و عید وغیرہ کی ان کے اندر بلا طلب شہادت دینا چاہیے (٣) بعض لوگ
67 کہتے ہیں کہ ایک کا محمل شہادت کرنا ہے اور دوسری کا محمل شہادت حق ہے ص٣٢٧/١٤ **عن ابن مسعود:** ١٤
قرنی سے مراد صحابہ کا زمانہ ہے ثم الذین یلونھم سے مراد تابعین کا اور ثم الذین یلونھم سے مراد تبع تابعین
کا زمانہ ہے ایک مسئلہ یہ ہے کہ شاہدین کا تزکیہ ظاہری کافی ہے یا باقاعدہ خوب چھان بین کی جاوے حضرات
ائمہ ثلاثہ و صاحبین کے نزدیک خوب چھان بین ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک ظاہری تزکیہ کافی ہے
راجح قول صاحبین کا ہے فتوی صاحبین کے قول پر ہے زمانہ کے فساد وغیرہ کی وجہ سے۔ بعض علماء نے
بیان کیا کہ امام صاحب اور صاحبین کے درمیان اختلاف حقیقی نہیں بلکہ عصر و زمان کے اعتبار سے اختلاف ہے
قرن کے تعداد کے اندر علماء کے دس سے لیکر ایک سو بیس ١٢٠ تک کے قول ہیں حافظ فرماتے ہیں کہ میں نے
مائۃ و عشرۃ کا قائل کوئی نہیں پایا لیکن میں نے ماقبل کے اندر اسپر تعاقب کیا تھا کیونکہ میں یہ سمجھا کہ
حافظ کی مراد اس سے ہے۔ اور دس سے ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ وعشرۃ کے اندر واؤ عاطفہ نہیں بلکہ واؤ حال
کیلئے ہے یعنی ایک سو دس ١١٠ مراد ہے۔ ایسے حافظ نے فتح القدیر کے اندر فرمایا کہ میں نے سبعین کا قول نہیں پایا
لیکن علامہ زبیدی اور علامہ تورپشتی نے بجائے سبعین کے تسعین کا قول نقل کیا ہے لہذا معلوم ہوا کہ فتح القدیر کے

۳۳۳

ص ۳۲۷/۲۳

3761 نسخہ میں کاتب سے غلطی واقع ہوگئی ہے **الفصل الثانی عن جابرؓ**: اگر دو شخص کسی چیز کے بارے میں دعویٰ 327/23
کریں اور ہر ایک بینہ قائم کردے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس شخص کا بینہ مقبول ہوگا جس کے قبضہ میں وہ
شی ہے اور امام صاحب کے نزدیک اس شخص کا بینہ مقبول ہوگا جس کے قبضہ میں وہ شی نہیں ہے کیونکہ وہ مدعی
ہے جو خلاف ظاہر کا دعویٰ کرے اور خلاف ظاہر کا دعویٰ کرنے والا غیر صاحب الید ہوتا ہے لہٰذا جب وہ
مدعی ہے تو اسی کا بینہ مقبول ہوگا ائمہ ثلاثہ کا استدلال اس حدیث سے ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ
یہ صورت خاص ہے لہٰذا یہ ہمارے مذہب کے موافق ہے کیونکہ ہم بھی اسی صورت کے قائل ہیں اور اگر
ان دونوں میں کسی کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ وہ شی تیسرے کے قبضہ میں ہے تو وہ چیز ان کے درمیان تقسیم کردی جائیگی

ص ۳۲۸/۱

64 **عن ابن عباسؓ**: احلف باللہ الذی لا الہ الا ہو اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ تحلیف بالتغلیظ 328/1
مشروع ہے یا نہیں شافعیہ مالکیہ کے یہاں مشروع ہے اور حنفیہ حنابلہ کے یہاں مشروع نہیں ہے

ص ۳۲۸/۱۳

78 **عن جابرؓ**: لا یحلف احد عند منبری ہذا اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے کہ تحلیف بالزمان والمکان 13
مشروع ہے یا نہیں حنابلہ حنفیہ کے یہاں مشروع نہیں اور شافعیہ مالکیہ کے یہاں مشروع ہے
حافظ ابن حجر نے وجوب کا قول نقل کیا یعنی تحلیف بالزمان والمکان جمہور کے نزدیک واجب ہے ہمارے حضرت شیخ
مدظلہ العالی نے حافظ پر تعاقب کیا جمہور سے وجوب کا قول نقل کرنا صحیح نہیں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے
بخاری کے اندر جو باب قائم کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تغلیظ بالمکان والزمان کے اندر فرق
کرتے ہیں وہ یہ کہ تغلیظ بالمکان جائز ہے اور بالزمان جائز نہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ
دونوں کے اندر فرق وغیرہ کچھ نہیں کیا بلکہ امام بخاریؒ دونوں کے منکر ہیں لیکن راجح وہ ہے جو حافظ نے بیان فرمایا

ص ۳۲۸/۱۵

79 **عن خریم بن فاتکؓ**: اس حدیث کے اندر شہادۃ الزور اور اشراک باللہ کو ایک درجہ میں اس وجہ سے 15
قرار دیا کہ جیسے شہادۃ زور کے اندر جھوٹ ہوتا ہے ایسے ہی اشراک باللہ کے اندر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے

ص ۳۲۸/۱۹

81 **عن عائشۃؓ**: خائن اس کی شہادت اس لئے معتبر نہیں کہ خیانت سے عدالت ختم ہو جاتی ہے اور شہادت 19
کیلئے عدالت مشترط ہے اذا فاتت الشرط فاتت المشروط۔ آگے فرماتے ہیں لا مجلود حدا اس مسئلہ کے
اندر تو علماء کا اتفاق ہے کہ اگر گناہ کے بعد توبہ کرلے تو پھر اس تائب کی شہادت مقبول ہے لیکن اگر کسی
تہمت لگائی اور پھر اس دعویٰ کو ثابت نہ کرسکا جس کی وجہ سے قاضی نے اس پر حد قذف لگائی تو
اگر ایسا شخص توبہ کرلے تو پھر اس محدود فی القذف کی شہادت مقبول ہے یا نہیں اس کے اندر اختلاف
ہے ائمہ ثلاثہ کے یہاں مقبول ہے۔ امام صاحب حسن بصری نخعی فرماتے ہیں کہ مقبول نہیں ہوگی
جو لوگ کہتے ہیں کہ مقبول ہے وہ استدلال کرتے ہیں کہ چند صحابہ تابعین کے اندر حضرت ابو بکرہ بھی تھے
حضرت مغیرہ پر زنا کی تہمت لگائی اس کے بعد ان لوگوں میں سے ایک صحابی کا نام زیاد تھا رجوع کرلیا
جس کی وجہ سے ان کا دعویٰ ثابت نہ ہوا اور ان لوگوں کو حد قذف لگائی اس کے بعد حضرت ابو بکرہ نے فرمایا کہ
اگر یہ لوگ توبہ کرلیں تو میں ان کی شہادت قبول کرلوں گا لیکن حضرت ابو بکرہ نے توبہ نہیں کی جس سے
یہ معلوم ہوا کہ توبہ کے بعد شہادت مقبول ہے ہمارا استدلال قرآن پاک کی آیت والذین یرمون

3781 المحصنت ثم لم یأتوا باربعة شہداء الخ ۳۲۸/۱۹
اندر جو جملے ہیں الخ اس حدیث وآیت کریمہ کے اندر آگے چلکر استثناء ہے الا الذین تابوا آپ کو
تو اب اگر استثناء کا تعلق اخیر کے ساتھ کیا تو ہے یعنی آیت کریمہ کے اندر تین چیزیں مذکور ہیں ایک فاجلدوہم
یعنی اسی کوڑے مارنا دوسرا جزء ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا تیسرا حکم ہے کہ اولئک ہم الفاسقون اور ان کے
بعد آگے چلکر استثناء ہے ائمہ ثلٰثہ کا مذہب جب ثابت ہوگا جبکہ اس استثناء کا تعلق تینوں سے ہو
یعنی مجموعے سے ہو اور اگر تعلق مجموعے سے کیا تو پھر بلا کوڑا کیا تو ہو تو بکار ... ثابت ہے اب رہیں
تو اجماع ہے کہ فاجلدوہم اور ... کا استثناء کا تعلق نہیں کیونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک باوجود توبہ کے کوڑے
لگائے جائیں گے اب دو جزء رہ گئے ان میں سے فاسقون کیساتھ بالاجماع استثناء کا تعلق ہے اب
رہ گیا صرف ایک جملہ اسی کے اندر اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک اس کا تعلق نہیں ہے اور ائمہ ثلٰثہ کے یہاں اس کا
تعلق ہے بہر حال جب مجموعے استثناء کا تعلق نہیں رہا تو اب ائمہ ثلٰثہ کا مذہب ثابت ہوگا
اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ والد اور ولد کی شہادت کا ایک دوسرے کیلئے کیا حکم ہے احناف کے
یہاں جائز نہیں ہے امام احمد سے تین روایتیں ہیں (۱) مثل ائمہ ثلٰثہ کے (۲) بیٹے کی شہادت
باپ کیلئے جائز ہے (۳) مطلقاً جائز ہے یعنی باپ کی بیٹے کیلئے اور بیٹے کی باپ کیلئے

ص ۳۲۸/۲۳
83 عن ابی ہریرۃ بدوی جنگل کے اندر رہنے والا چونکہ واقعہ کی صورت سے ناواقف اور احکام سے جاہل ۳۲۸/۲۳
ہوتا ہے اس لیے اس کی شہادت کا اس کے غیر پر اعتبار نہیں ہے **الفصل الثالث عن عبد اللہ**

ص ۳۲۹/۲
86 **بن الزبیر** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصمین کے درمیان مجلس کے اندر تسویہ ہوگا یہ جب ہے ۳۲۹/۲
جبکہ وہ دونوں مسلمان ہوں اور اگر ایک کافر اور ایک مسلمان ہو تو پھر ترجیح ہوگی تسویہ نہیں ہوگا

87 ص ۳۲۹ کتاب الجہاد ۳۲۹/۳

جہاد مصدر ہے باب مفاعلہ سے مجاہدہ کرنا لغت میں جہد بمعنی المشقت سے ماخوذ ہے اور اصطلاح
شریعت کے اندر کہتے ہیں بذل المجہود فی قتال الکفار مباشرۃ او معاونۃ اور یا۔ جہاد کی بہت سی انواع
ہیں ایک جہاد مع النفس ایک جہاد مع الشیطان ایک جہاد مع الکفار اور مقصود بیان یہی قسم ثالث ہے
صوفیاء کی اصطلاح میں جہاد مع النفس کا نام جہاد اکبر ہے کیونکہ بہ نسبت نفس کے کفار سے مقاومت آسان ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نفس سے ہمیشہ اور ہر وقت برسر پیکار رہنا پڑتا ہے۔ اب جہاد کے حکم کے
اندر علماء کا مختلف قول ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ (۳) مہاجرین پر فرض عین اور باقی لوگوں
پر فرض عین نہیں (۴) انصار پر فرض عین تھا اور باقی پر نہیں (۵) بعض کہتے ہیں کہ جہاد اگرچہ
انصار پر بھی فرض نہیں لیکن چونکہ انہوں نے مسلمانوں کی حفاظت اور نصرت کا وعدہ کیا تو وہ ان کی حفاظت
اور نصرت کی بناء پر جہاد فرض ہے۔ آج کل جہاد کرنا فرض کفایہ ہے لیکن اگر دشمن مسلمانوں پر آجائے
اور مدافعت کی ضرورت پڑ جائے تو اب فرض عین ہے اور ایسے وقت میں کسی کے حقوق کا رعایت نہیں کی جائے گی
غلام بلا اذن مولی کے اور زوجہ بلا اجازت شوہر کے وغیرہ وغیرہ سب اپنے مکانات سے نکل پڑیں گے۔ اب ایک
زور دار اعتراض اسلام پر یہ کیا گیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کا جواب علماء نے کئی

3787 ۳۲۹/۴

یہ ہے کہ آپ اگر تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اس اعتراض کا جواب بخوبی حل ہو سکتا ہے سنئے حضور علیہ السلام کی دو
زندگیاں ہیں ایک مکی اور ایک مدنی ۔ اور جہاد کی فرضیت مدنی زندگی کے اندر ہوئی مکی زندگی کے اندر
جہاد کی اجازت نہیں ہوئی تھی بلکہ اعراض کا حکم تھا تو اس زندگی کے اندر جو لوگ مسلمان ہوئے اور ایمان لائے
جو تیرہ سال تک ہیں زیادہ ہوئے اور سچے مسلمان تھے تو ان تک اسلام کیسے پہنچا اور کیا تلوار کے ذریعہ ان لوگوں کو
زبردستی مسلمان کیا گیا یا اگر ایسی ہی ہوتی تو محبوب کی حالت میں [illegible]
اسلام کی اور کافروں کی حالت میں فرق نہ ہوتا ہے ۔ نیز اسلام نے یہ حکم دیا اس بات کا کہ اول ~~[illegible]~~
~~[illegible]~~ ان کفار کو اسلام کی دعوت پیش کرو اگر اسلام نہ لائیں تو جزیہ قبول کرو اور اگر وہ بھی انکار
تو پھر قتال کرو ۔ الله کے اندر جہاد کا حکم آیا ہے تو اس کی اہمیت [illegible]
اور ایسی بات جو جزیہ دینے پر راضی ہیں کیا لا اکراہ فی الدین اور السیف کا حکم نافذ فرمایا یہ ان کے اصل عناد اور
ان کی دشمنی کی وجہ سے ہے اور اسلام کی حقانیت پر دلائل روز روشن کی طرح واضح ہیں تو
اور عناد کی وجہ سے جہاد کا حکم ہے ۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جہاد کی فرضیت مکہ مکرمہ کے اندر ہوئی
ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کو مکہ مکرمہ کے اندر اعراض کا حکم تھا پھر جب کچھ قوت اسلام کی ہوئی تو اول تیغ جہاد
باللسان کا حکم ہوا اور پھر کچھ اور قوت زائد ہوئی تو مدافعانہ جہاد کا حکم دیا گیا اس کے بعد آپ نے جو
[illegible] اور اسلام کو نہایت غلبہ حاصل ہوا تب قتل کا جہاد باللسان کا حکم دیا گیا اور عام
87 اجازت ہو گئی **الفصل الاول عن ابی ہریرة** اس حدیث پاک کے اندر ہے کان حقا علی الله اس کا وجوب ۳
کے جو معنی آتا ہے الله پر واجب لیکن یہ مسئلہ عقائد کے خلاف ہے لہذا یہاں وجوب سے وجوب استحسانی مراد ہے
وجوب التزامی مراد نہیں دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن یہ جب ہے
جبکہ کفار کا غلبہ نہ ہو ورنہ پھر فرض عین ہے ۔ آگے حضور فرماتے ہیں ان فی الجنة مائة درجة بعض روایات ۶
کے اندر بغیر حرف فی کے واقع ہوا ان الجنة مائة درجة اس ~~[illegible]~~ پر اعتراض وارد ہوا مطلب ہے کہ ایک حدیث
کے اندر ہے کہ حافظ قرآن سے کہا جائے گا قرآن کی تلاوت کرتا رہ اور جو تیری قرأت کی آخری آیت
ہوگی اسی جگہ تیرا درجہ ہے جنت کے اندر قرآن کی آیات ۶۲۰۰ ہیں تو درجات بھی اتنے ہوں گے لہذا
اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا ۔ اب اول صورت کے اندر تو مطلب ہوگا کہ جنت میں مجاہدین کیلئے
سو درجے ہوں گے اور اس سے زیادہ کی نفی حدیث پاک کے اندر نہیں ہے نیز حضور کا درجہ امت کہیں زیادہ ہے
اور یہ سو درجے امت کیلئے ہیں تو یقیناً حضور کیلئے ان سے زیادہ درجات ہوں گے لہذا اعتراض
تو ثابت ہو گئی اور اگر حدیث کے اندر ان الجنة مائة درجة بغیر لفظ فی کے ہے تو مطلب ہے کہ جنت کے بڑے ۶
بڑے درجے تو سو ہوں گے اور پھر ان درجات کے اندر جو درجات ہیں وہ الله اعلم ۔ آگے حضور آپ
فرماتے ہیں کہ جنت الفردوس کا خدا سے سوال کیا کرو فانہ اوسط الجنة واعلی الجنة اب اس پر اشکال
ہے کہ ایک ہی شی اعلیٰ اور اوسط کیسے ہوگی اس کا جواب ہے کہ اعلیٰ تو حسی اعتبار سے اور اوسط
معنوی اعتبار سے ہے یعنی فی الحقیقة تو وسط جنت ہے اور اوپر ہوگا لیکن یہ وہم نہ ہو کہ اوپر ہے

3787 کی وجہ سے کسی قسم کی تکلیف یا اسکے اندر نقص ہوگا بلکہ وہ اس اعتبار سے اوسط یعنی افضل ہوگی اور جنت کا معنی ۳۲۹/۶
جنت کے اندر افضل مکان ہیں وفوقہ عرش الرحمٰن اس فوقہ کو بضم القاف اور بفتح القاف دونوں پڑھ سکتے
ہیں اول صورت میں مطلب ہے کہ اسکا فوق یعنی سقف عرش رحمٰن ہے اور دوسری صورت میں مطلب ہے کہ اسکے اوپر ہے
89 ص۳۲۹ وعنہ قال من اجر او غنیمة او ادخلہ الجنة اسمیں احتمال ہے کہ مجاہد اگر شہید ہوگیا تو اسکو جنت میں داخل ۳۲۹/۱۰
کردیا جاتا ہے اور اگر زندہ واپس آگیا تو بعض مرتبہ اجر ملتا ہے اور بعض مرتبہ اجر اور غنیمت دونوں لیکر لوٹ کر
ہوتا ہے لیکن حدیث پاک کے اندر لفظ او ... ہے کہ ان تینوں کو سوال میں بیان کیا حالانکہ یہ واقع کے
91 خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ او مانعة الخلو کیلئے ہے مانعة الجمع کیلئے نہیں ص۳۲۹ عن سھل بن سعد رباط ۱۲
کا معنی لغت کے اندر باندھنے کا ہیں اور اصطلاح کے اندر ثغور المسلمین پر گھوڑوں کو حفاظت مسلمین کیلئے
93 باندھنا ص۳۲۹ عن سلمان ... امن الفتان الخ اس فتان سے مراد یا تو شیطان یا نفس یا دجال ہے جواب ۱۷
اسمیں اشکال وارد ہوا کہ کتاب الصوم کے اندر ایک حدیث فضیلت صیام کے متعلق یہ گزری کہ صائم کو جزاء براہ راست
اللہ تعالیٰ دیتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ روزہ عبادت کے اندر افضل ہے اور اس حدیث کے اندر رباط یوم ولیل
کو ایک ماہ کے صیام سے افضل قرار دیا گیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہاں صوم شھر سے رمضان کے روزے مراد
نہیں بلکہ غیر رمضان کے مراد ہیں جواب ۲ بعض نے کہا کہ دونوں افضل ہیں محل ہر ایک کا الگ الگ ہے یعنی اگر کسی شخص
پر خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہو تو اس کیلئے روزہ بہتر ہے اور اگر کوئی موقع جہاد کا ہے دشمن سر پر
لگا ہوا ہے تو اس وقت روزہ سے زیادہ جہاد افضل ہے چنانچہ خود حدیث پاک کے اندر جہاد کے موقع پر روزہ
95 رکھنے والوں کو حضور نے فرمایا کہ اولئک العصاة اولئک العصاة ص۳۲۹ عن ابی ھریرة لا یجتمع کافر ۲۰
وقاتلہ فی النار الخ یہاں پر کافر سے مراد وہ کافر ہے جو اس جہاد کے اندر جہنم رسید ہوا ہو (۲) یا مطلب
یہ ہوگا کہ اگر وہ مسلمان قاتل عاصی ہوگا اسکو اور کافر کو الگ الگ رکھا جائیگا (۳) اجتماع ابدی کی نفی ہے
3802 ص۳۳۰ عن ابی ھریرة ... اللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ الخ اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ خلوت ثواب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ۳۳۰/۷
ہیں کہ اس شخص نے جو اللہ کے راستے میں زخم کھایا ہے اسکا کتنا ثواب ملیگا دوسرا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ
جانتا ہے کہ کونسا شخص اعلاء ... کیلئے جہاد کے اندر جاکر زخم کھاتا ہے اور کون محض مال غنیمت کیلئے جاتا ہے
40 ص۳۳۰ عن مسروق ... اسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے امام بیہقی کا رجحان بھی اسکی طرف ہے ۱۱
لیکن دوسرے علماء کے نزدیک مرفوع ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ انا قد سألنا الخ اس سے معلوم ہوا کہ
انہوں نے حضور سے سوال کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ موقوف ہے مراد اس کا جواب دیتے ہیں کہ انا قد سألنا الخ
مجہول کے صیغے کے ساتھ ہے یعنی ہم سوال کئے گئے ہیں یعنی دوسرے لوگوں نے بھی ہم سے یہ سوال کیا ہے لیکن
یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ فقال الخ اور اگر مجہول کا صیغہ ہوتا تو فقلنا ہونا چاہئے
تھا لہذا اظہر یہ ہے کہ یہ مرفوع ہے آگے فرماتے ہیں کہ ارواحھم فی اجواف طیر خضر الخ اس حدیث سے معلوم ۱۳
ہوا کہ یہ خصوصیت صرف شہداء کی ہے حالانکہ اسکے علاوہ ایک حدیث گزری جسکے اندر عموم ہے اور تمام
مومنین کی ارواح کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے اب علماء کے اندر اختلاف ہوگیا بعض لوگ

3804 ماننے والی روایت شاذ کو اختیار قرار دیا ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ عام لوگوں کی خصوصیت نہیں ہے
بلکہ اس خصوصیت کے مستحق صرف شہداء ہیں حافظ ابن عبد البر، ابن عطیہ، ابن عبد السلام، علامہ عینی
ابن حزم طاوی اور بہت سے علماء کا یہی مذہب ہے ابن حزم ظاہری نے اسحاق بن راہویہ، محمد بن نصر مروزی کا
نقل کیا ہے کہ اسی پر تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ اس کا مصداق شہداء کرام ہیں۔ بعض لوگوں نے بجائے ترجیح کے
اور ہر ایک کو ترجیح دینے کے دونوں کو اور جمع کیا چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اول حدیث کا مطلب تو یہ
ہے کہ ارواح متشکل طیر ہوں گی چنانچہ اسی حدیث کے الفاظ ہیں کہ ارواح المومنین فی طیر خضر۔ اور اس حدیث
کا مطلب جس کی ان شہداء کی ارواح ان جانوروں کے پیٹ کے اندر ہوں گی اب اس سے بعض لوگوں نے استدلال
کیا کہ تناسخ ثابت ہے لیکن یہ استدلال نہایت بودا اور غلط بلکہ باطل ہے کیونکہ اہل تناسخ کی عقائد کی
تکمیل اس بات پر موقوف ہے کہ ان ارواح کے جب ہوتا ہے کچھ نہیں ہوگا وہ کہتے ہیں کہ ایک جسم سے دوسرا
جسم میں اور اس کا جسم کے اندر منتقل ہوتی رہیں گی حالانکہ یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا تناسخ
کا مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے اس استدلال کو اس وجہ سے باطل قرار دیا کہ ان تناسخ کے قائلین
کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ارواح جب اجساد کے اندر منتقل ہوتی ہیں تو ان اجساد کی حیاۃ انہی ارواح سے ہوتی
ہوتی ہے اور یہاں یہ بات نہیں کیونکہ شہداء کی روح کے ذریعہ ان جانوروں کی حیاۃ نہیں بلکہ ان کی حیاۃ
تو ان کی روحوں کے ذریعہ ہے اور شہداء کی ارواح مثل راکب علی المرکوب کے ہوں گی۔ اب ایک اشکال
یہ ہوا کہ جب ان شہداء کی ارواح کا ان اجساد کے اندر ہونا بطور فضیلت کے ہے تو لازم آیا کہ ~~انسانی~~ شکل
انسانی شکل حیوانی سے کم درجہ کی ہو حالانکہ شکل انسانی اس سے اشرف ہے لہذا اس کا اندر اعزاز نہیں
بلکہ اذلال ہوا علامہ سندی فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ اعتراض اس وقت ہے جبکہ ہم یہ تسلیم کرلیں کہ ان ارواح
کیلئے شکل خاص ہے اور ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے چنانچہ صوفیاء اور کہتے ہیں ارواح کیلئے کوئی شکل خاص نہیں
بلکہ کسی شکل میں کسی کی موافقت سے آتی رہتی ہے اور اگر ہم تسلیم کرلیں کہ ان ارواح کیلئے شکل خاص ہے تو بھی اس کا
اندر اعزاز ایسا ہے جیسا راکب کا مرکب پر بعض لوگوں نے یہ جواب دیا کہ ان شہداء کو طیر خضر میں سرعت
انتقال کی وجہ سے کہا یعنی ان شہداء کو طیران اور سرعت انتقال کے اندر طیر سے تو تشبیہ دی ہے
05 **عن ابی قتادة:** آپ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر میں جہاد کے اندر قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے تمام گناہ بخش ۱۲
معاف ہو جائیں گے آپ نے فرمایا نعم۔ لیکن بعد میں جبرئیل علیہ السلام نے آکر وحی دی کہ آپ کا مطلقاً نعم کہنا صحیح
نہیں ہے تو اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ الا الدین اب اس کے مصداق کے اندر علماء کی عبارات مختلف ہیں جو
(۱) علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حقوق المسلمین ہیں (۲) علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حقوق الآدمیین
ہیں (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ اس کے اندر تمام مظالم داخل ہیں (۴) علامہ سندی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد
وہ دین ہے جو ناحق ہے کیونکہ الا الدین کا استثناء خطایا ہی سے ہے لہذا یہ دین بھی خطیئہ ہوگا اور
09 دین خطیئہ ناحق دین ہوتا ہے **عن النبی:** ان الربیع بنت البراء کی بخاری کے اندر بھی ایسی ہی روایت ہے ۳۳۱/۱
لیکن یہ غلط واقع ہوا کیونکہ پھوپھی حضرت انس بن مالک کی پھوپھی مراد ہیں اور ان کا نام ربیع بنت النضر ہے چنانچہ

(الفصل الثانی)

3813 ترمذی شریف کے الفاظ یہی وارد ہے اور یہی صحیح ہے عن ابی ھریرۃ رض ـــ لم یغز ولم یحدث به نفسه الخ اسکے ۳۳۱/۱۵

مطلب میں علماء کے دو قول ہیں (۱) وہ شخص جو جہاد نہ کرے اور نہ اسکے دل کے اندر کبھی اسکا خیال آئے ـــ اور

23 (۲) مطلب یہ ہے کہ نہ جہاد کرے اور نہ اسکی فرضیت کا اعتقاد رکھے عن فضالة بن عبيد رض ـــ اس حدیث ۳۳۲/۲

سے معلوم ہوا کہ مرابط کا عمل بعد الموت بھی باقی رہتا ہے اور کتاب العلم کی حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف تین عمل باقی

رہتے ہیں اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ ان تینوں میں سے ایک صدقہ جاریہ تھا اور مرابط کا عمل اسی کے اندر داخل

جواب ۲ وہاں جو تین سے انقطاع کی نفی ہے وہ علی سبیل البداہۃ اور اس حدیث کے اندر انقطاع علی

البدلیۃ مراد ہے جواب ۳ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں مرابط کے دو عمل کا ذکر ہے ایک اس میں فرق ہے الخ

26 اور ثانی ترقی عمل اور ان ماشمل کے تین کے اندر صرف ترقی عمل کا ذکر ہے عن معاذ بن جبل رض ـــ ۶

فواق ناقة ـــ اسکی تفسیر علماء سے مختلف منقول ہے (۱) اسکے وہ زمان مراد ہے جو ما بین الحلبتین ہوتا ہے

یعنی ایک مرتبہ دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ جب نکالا جائیگا اسکے درمیان کا وقت مراد ہے اور

یہ وقت ناس کے اعتبار سے مختلف ہے بعض لوگ صبح کے بعد شام کو نکالتے ہیں بعض لوگ چار

گھنٹے کے بعد نکالتے ہیں لہذا یہ عموماً ساعت مراد ہیں (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ دودھ نکالنے کے

بعد جب تھوڑا سا رہ جاتا ہے تو اسکے بچہ کیلئے چھوڑ دیتے ہیں اور جب بچہ فارغ ہو جاتا ہے تو اگر اس

کے تھن کے اندر دودھ باقی رہ گیا تو اسکو بھی نکالتے ہیں تو اسکے ما بین کا زمانہ مراد ہے اسی مطلب

کو علامہ سندی اور علامہ طیبی نے بیان فرمایا (۳) بعض لوگوں نے کہا کہ ایک دھار نکالنے کے بعد جب دوسری

34 دھار نکالی جاتی ہے اسکے ما بین کی ساعت اسکی مراد ہے عن المقدام بن معدیکرب رض ـــ آپ نے ۳۳۳/۲

اس حدیث کے اندر شہید کی چھ خصال کی تعداد کی حالانکہ آپ نے سات بیان کیں اسکا ایک جواب ہے کہ مغفرت

عند المقبرین ہے مراد وہ چھ کا تھا ایک اور مزید بیان کر دی جواب ۲ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ امن عذاب

القبر اور فزع اکبر دونوں ایک خصلت ہے جواب ۳ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یغفر له الخ اور یُری مقعده الخ

دونوں ایک ہیں جواب ۴ حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ ویشفع فی سبعین الخ یہ ان چھ خصلتوں میں سے نہیں ہے

بلکہ ایک خارجی اور الگ ~~بعد~~ مستقل بات ہے حدیث کے اندر وارد وھو امن الفزع الاکبر الخ اسکے

مصداق میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) عذاب جہنم (۲) جہنم پر پیشی (۳) اہل جہنم کو جب جہنم کے اندر

جانے کا حکم دیا جائیگا (۴) موت کو ایک دنبہ کی شکل کے اندر لاکر ذبح کیا جائیگا تو پہلے تو مسلمانوں کی اور

کا ذبح ہوگا اسکے بعد کافروں کی روح ذبح کیلئے لائی جائیگی تو اسوقت مسلمان خوف کریں گے کہ کہیں

یہ ہمارے پاس نہ لوٹ کر آجائے (۵) اسکے نفخہ اخیرہ مراد ہے (۶) جہنم کے دروازوں کا بند کرنا مراد ہے ۳۳۶/۷

61 باب اعداد آلة الجهاد (الفصل الاول)

عن عقبة رض ـــ یہاں جو قوۃ کی تفسیر رمی کیساتھ کی گئی ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسکے معنی رمی

کیساتھ محصور ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ قوۃ کے طرق میں سے ایک طریق رمی ہے اور چونکہ رمی اسکے زمانہ کے

اندر ایک خاص طریقہ تھا اسلئے اسکو ذکر فرمایا ورنہ آجکل جو اس سے اچھا طریقہ ہے اسکو اختیار کیا جائیگا

3863 عنہ قال :- اس حدیث کے اندر وارد ہوا او فقد عصی اللہ یا تو لفظ او شک راوی کی وجہ سے یا تنویع ١٠
کیلئے ہے اور مطلب ہوگا کہ اگر اس نے رمی کو ترک سستی اور کاہلی کی وجہ سے کیا تو فلیس منا اور اگر کسی
66 نقصان و کمی کی وجہ سے اسے ترک کیا تو فقد عصی اللہ وعنہ قال :- البرکۃ فی نواصی الخیل الخ یہاں ١٢
پر ~~ناصیہ~~ ناصیہ بول کر پورا گھوڑا مراد لیا ہے اب یہ اشکال ہوا کہ کتاب الطلاق کے اندر
گذرا کہ شؤم تین چیزوں کے اندر ہے اور ان میں ایک گھوڑا بھی ہے تو اسکا تقاضہ ہے کہ اسکے اندر بے برکتی
ہوتی ہے لہذا اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا تو اب جواب یہ ہوگا کہ یہاں جہاد کا گھوڑا مراد ہے جواب ٢ یہ کہ
69 اس حدیث کے اندر وہ جملہ علی سبیل الفرض والتقدیر تھا وعنہ قال :- اس حدیث کے اندر شکال ٢١
کی تفسیر راوی کی جانب سے ہے کیونکہ اگر حضور کی طرف سے ہوتی تو قطعی ہوتی حالانکہ اسکی تفسیر کے اندر اختلاف ہے
بعض اہل لغت نے اسکی تفسیر بیان کی کہ جو گھوڑا ایسے تین پیر محجل ہوں اور ایک مطلق ہو اور بعض نے اسکا
عکس بیان کیا اب یہ کہ آپ نے اسکے اندر کراہت کیوں سمجھی حالانکہ یہ علامات ہیں کہ علم موقوف تک
70 علم النبوۃ عن عبد اللہ بن عمرؓ سبق بین الخیل التی اضمرت الخ اضمار :- تضمیر کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب کھلایا جائے ٢٣
یہاں تک کہ خوب فربہ ہو جائے اسکے بعد اسکی خوراک کو آہستہ آہستہ کم کردیا جائے اور ہو سکے تو ایک جھول
ڈالکر ایک کمرہ کے اندر بند کر دیا جائے تاکہ خوب پسینہ آئے پھر اسکا کہ جب وہ پسینہ خشک ہو جاتا
ہے تو اس سے اسکے گوشت کے اندر نہایت سختی اور پختگی آجاتی ہے اور یہ کہ یہ حدیث کے اندر ہے
من الثنیۃ الی المسجد اس ثنیۃ کو ثنیۃ الوداع کہتے ہیں وہ یہ کہا گیا ہے جہاں اہل عرب اپنے مہمانوں
72 کو رخصت کرنے جاتے تھے الفصل الثانی عن عقبۃ :- ومنبلہ اسکی مراد تیر دینے والا ہے خواہ ٣٣٧ / ١
وہ خود اس تیر کا مالک ہو یا کسی اور سے لاکر اسنے بعض لوگوں کا اراک کہ وہ شخص مراد ہے جو اسکو تیر اسکے
نشانہ سے واپس لاکر دے وارموا - وارکبوا - علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ محض
تیر اندازی ہی نہ سیکھو بلکہ اسکے ساتھ سواری کی بھی مشق کرنی چاہئے کیونکہ تیر اندازی والا
اسوار ہوتی ہے بنسبت راکبا کے لیکن بعض موقع ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں راجلا موقع نہیں ہوتا لہذا
اور یہ راکبا کی بھی ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مطلب ہے کہ تیر اندازی سیکھنے پر اکتفا نہ کرو بلکہ سواری
بھی سیکھو کیونکہ جو ایک دوسرے کی چیز ہے آگے فرماتے ہیں وان ترموا احب الی الخ یعنی میرے
نزدیک رکوب سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رمی عام ہے جو راجلا اور راکبا دونوں ہوتی ہے لہذا رکوب الی ہے
محبوب اسلئے افضل ہے اور اسکی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تیر اندازی کے اندر دور سے بھی آدمی دشمن
73 کا مقابلہ کر سکتا ہے بخلاف سواری سیکھنے کے اس حدیث میں فریب جانا کہا گیا عن ابی نجیح السلمی ٦
اس حدیث کے اندر تین چیزوں کو بیان کیا ہے اول یہ کہ بین السطور کے اندر محشی نے راوی کا نام
عمرو بن عبسہ لکھا ہے یہ صحیح نہیں بلکہ ان کا نام عمرو بن عبسہ ہے بغیر نون عبشہ کے ۔ دوسری بات یہ ہے
کہ مصنف نے دو جگہ فرمایا کہ وفی روایتہما الخ اسکے متعلق علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اصلی میں ٢٠
نسائی اور ترمذی کی طرف راجع ہے کیونکہ وہ دونوں اقرب ہیں لیکن فرماتے ہیں کہ نسائی کی طرف

3873 خبر واحد ہے اور صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ ثابت نہیں کہ اندر وارد نہیں ہوئے لہذا خبر تشبیہ کا [illegible] ترمذی اور اگر ۱۰

کچھ پہلے بیہقی کا ذکر ہے [illegible] کی طرف راجع ہے لیکن یہ ملا علی قاری کو وہم ہوا ہے وہ ان کی کتاب کے اندر یہ

الفاظ موجود نہیں [illegible] یہ بات ہے کہ بعض روایات کے اندر من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ اور بعض کے

اندر فی الاسلام وارد ہوا دونوں کے اندر جمع کیسے ہوگا؟ جواب ۱ اسلام کے اندر ہونا سبیل اللہ کے اندر ہونا ہے

جواب ۲ علامہ سندی فرماتے ہیں کہ اس کے یعنی فی سبیل اللہ سے طاعت اللہ مراد ہے اور اسلام کے معنی بھی [illegible]

75 بلا عیب [illegible] وعنہ قال ص۳۳۷/۱۱ سابقہ کے معنی گھوڑ دوڑ [illegible] کے ہیں یہ اگر بلا عوض کے ہو تو ۳۳۷/۱۱

بالاجماع جائز ہے اور اگر بالعوض گھوڑ دوڑ ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عوض [illegible] والا کوئی تیسرا آدمی

یا ان دونوں میں سے اگر تیسرا شخص ہے تو جائز ہے اور اگر انہی دونوں میں سے کسی نے عوض مقرر کیا تو وہ دو حال سے

خالی نہیں یا تو دونوں طرف سے عوض مقرر ہوا یا طرف ایک جانب سے مقرر ہوا اگر ایک جانب سے ہے تو جائز ہے

اور اگر دونوں طرف سے ہے تو ناجائز ہے جمہور کے نزدیک [illegible] لیکن اس صورت کا استثناء [illegible] وہ

یہ کہ ان دونوں میں اگر کوئی تیسرا شخص [illegible] کہ اگر [illegible] اپنے گھوڑے [illegible] تو [illegible] کا اور اگر

تم [illegible] آگے ہو گئے تو [illegible] تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو پہلے سے معلوم ہے کہ کس کا گھوڑا

آگے بڑھ سکتا ہے یا معلوم نہیں کیونکہ [illegible] برابر ہیں اگر معلوم ہے تو ناجائز ہے اور اگر معلوم نہیں

تو [illegible] جائز ہے امام مالک کے نزدیک ناجائز ہے ایک روایت ہے [illegible] جائز ہے

79 عن ابن عباس ص۳۳۷/۲۲ اس حدیث پاک کے اندر حضرت ابن عباس کی تین چیزوں کا [illegible] اسباغ وضوء [illegible] ۲۲

کا ذکر فرمایا اور [illegible] کیا [illegible] خاص فرمائی ہیں اب اشکال ہوا کہ اول [illegible]

کے اندر ابن عباس کی کیا خصوصیت [illegible] حکم عام ہے کہ اسباغ وضوء تو سب کے لئے ہے اور انزاء [illegible]

لہذا ان کے فرمانے کا کیا مطلب ہے؟ جواب ۱ [illegible] جس [illegible] وقت [illegible]

[illegible] اپنے گھر اور خاندان والوں کو [illegible] ابن عباس کی اپنی خصوصیت کو [illegible] جواب ۲ [illegible]

[illegible] ان لوگوں کے [illegible] اسباغ وضوء واجب اور انزاء الحمار بالکل حرام ہو اور [illegible] یہ حکم [illegible]

89 عن جابر ص۳۳۸/۹ اس حدیث کے اندر ہے [illegible] ابیض [illegible] اشکال ہے کہ [illegible] ابن عباس کی حدیث کے ۳۳۸/۹

اندر ہے کہ [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابیض [illegible] دونوں کے اندر [illegible]

جواب ۱ یہ ہے کہ [illegible] سے [illegible] روایت [illegible] اس جھنڈے [illegible] کا رنگ

[illegible] سیاہ [illegible] ہے [illegible] کہتے ہیں اس جھنڈے [illegible] رنگ [illegible]

[illegible] جواب ۲ [illegible] ابیض [illegible]

[illegible] سیاہ ہو جواب ۳ [illegible] ابیض ہونے کا مطلب ہے کہ اس کے اندر سفید [illegible]

[illegible] ہونے کا مطلب ہے کہ اس کے اندر سیاہ [illegible] ایک رنگ [illegible]

91 [illegible] کو ذکر کر دیا الفصل الثالث عن علی ص۳۳۸ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] ۱۱

[illegible] امام [illegible] کے اندر فرماتے ہیں کہ کوئی [illegible] ہے [illegible]

3891 کے مندرجہ تحریر فرمایا کہ جو وہ کمان جس کو دشمن کا مقابلہ اور بالکانی ہو اس کو استعمال کرنا ضروری یا مستحب ہے ۳۳۸/۱۱
اور آگے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جن روایات سے اس کی یعنی قوس فارسی کی کراہت معلوم ہوتی ہے وہ روایت
شاذ ہے جواب ۲ ہے جہاں تک ممکن ہو کہ ایسے شخص پر محمول ہو جو قوس فارسیہ کو قوس عرب پر ترجیح دے

باب آداب السفر (الفصل الاول) ۱۳

92 عن کعب بن مالک ؓ ص ۳۳۸ / ۱۴ یوم الخمیس کے اندر ترجیح نکلنے کی وجہ بعض نے بیان کی وہ مبارک دن ہوتا ہے نیز اعمال ۱۴
اللہ تعالی کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایسی تنہا کوئی ... لشکر کا بھیجنا ...
93 کیونکہ حدیث میں پنجشنبہ کی طرح لشکر ... ہیں عن عبد اللہ بن عمر ص ۳۳۸ / ۱۵ اس حدیث کے اندر ... ۱۵
سے سفر کرنے سے تنہا ممانعت فرمائی اور یہ ممانعت بلا ضرورت پر محمول ہے اور ... کی وجہ علما نے یہ بیان
کی کہ جب ... ایک ... ایک ... جا رہا تھا ... ان ... کے ... ان ...
ایک شیر اس شخص پر آیا اور ... اور ... دونوں ... اس شخص
طرف آیا اور سلام کیا ... اس ... ہوں اور یہ دونوں شیطان
3900 ہیں ... بیان کیا ... منع فرمایا عن عبد اللہ بن جعفر ص ۳۳۹ / ۲ اس حدیث سے امام ۳۳۹/۲
بخاری ... ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا جائز ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ علما
اور جمہور کے نزدیک بیٹھنا جائز ہے قاضی عیاض نے بعض سے عدم جواز نقل کیا ہے ... فرماتے
ہیں کہ سواری کی قوت اور عدم قوت پر مدار ہے اگر سواری ... ہے تو ... بیٹھ سکتے ہیں
06 ورنہ ... عن کعب بن مالک ص ۳۳۹ / ۱ لا یقدم من سفر الا نهارا ... کلام ۱۰
سے ... ہوتا ہے ... الفصل الثانی عن عمرو
10 بن شعیب ص ۳۳۹ / ۱۷ الراکب شیطان الخ ... جب اس کو ممانعت کردی ... ۱۷
شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے ... شیطان ہے ... کہ ... شیطان
تکلیف پہنچاتا ہے ... اقتدار ہے کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت ... ابن حجر فرماتے
ہیں کہ اس ممانعت ... جو شخص ... ہوگا ... ایک ... ممانعت
12 ... شفقت کی وجہ سے ہے عن ابن عباس ص ۳۳۹ / ۶ خیر الصحابة اربعة یعنی ... اگر ہوں ۲۰
تو ... ہے ... اگر ... ایک ... تو ... بنا ... ہوتا ... ہے ... پائیں
موجود ہیں ... اور ... فائدہ حاصل ہوتا ہے ... فرماتے ہیں کہ
... ہیں ... علامہ ... کہ امام ... ۳۴۰/۵
18 ... سے ... کی ... ہو جائیگی واللہ اعلم ... فرمایا عن بریدہ ص ۳۴۰ / ۵
الا ان تجعله لی تجعله کی ضمیر اگر ... کی طرف راجع ہے تو اعتراض ہوتا ہے کہ ... ہے
... جواب ... تجعله لی کا مطلب ...
اور دوسرا جواب ... تجعله کی ضمیر ... کی طرف راجع ہے جو ... کلام سے مفہوم ہوا ہے

3923 **الفصل الثالث عن ابن عباسؓ** — اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ جمعہ کے دن سفر کرنا کیسا ہے۔ اگر جمعہ کے ۴
وقت کے داخل ہونے سے پہلے سفر شروع کرتا ہے تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر وقت داخل ہونے کے بعد سفر کرتا ہے تو
امام احمد بن حنبل کے اس کے بارے میں تین قول ہیں (۱) جائز ہے (۲) ناجائز ہے (۳) جہاد کیلئے جائز
ہے اور غیر جہاد کیلئے ناجائز ہے امام شافعی کے نزدیک زوال کے بعد ناجائز ہے اور سفر معصیت کے اندر دو
قول ہیں اور قبل الزوال کے اندر بھی دو قول ہیں ایک جواز اور ثانی عدم جواز کا۔ امام مالک امام ابو حنیفہ کے
نزدیک زوال سے قبل جائز ہے اور بعد میں ناجائز ہے اور یہ اختلاف اس وقت ہے جبکہ قافلہ والوں کے پیچھے رہ جانے کا خوف نہ ہو

باب الكتاب الى الكفار ودعائهم الى الاسلام ۳۴۰/۲۴

26 **الفصل الاول عن ابن عباسؓ** — كتب الى قيصر: قیصر لقب ہے بادشاہ روم کا۔ کسریٰ لقب ۲۴
ہے بادشاہ فارس کا۔ خاقان کہتے ہیں چین کے بادشاہ کو۔ نجاشی کہتے ہیں حبشہ کے بادشاہ کو۔ فرعون
کہتے ہیں قبط کے بادشاہ کو۔ عزیز کہتے ہیں مصر کے بادشاہ کو۔ تبع کہتے ہیں یمن کے بادشاہ کو اور
ہندوستان کے بادشاہ کو راجہ کہتے ہیں۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) خط کی ابتداء بسم اللہ
سے ہونی چاہیے خواہ مکتوب الیہ کافر ہو یا مسلمان ہو (۲) کاتب کو اپنے نام سے ابتداء کرنا چاہیے یہی
اکثر علماء کی رائے ہے ابو جعفر نحاس نے اسپر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے لیکن حافظ نے اسپر اعتراض کیا کہ
اجماع نقل کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض صحابہ سے اختلاف ثابت ہے (۳) بڑے آدمی کو خط لکھنے میں نرمی
ملاطفت کرنی چاہیے (۴) کافر کو سلام کرنا لکھنا جائز ہے لیکن ابتداء بالسلام ناجائز ہے مگر یہ کہ
کسی تکلیف یا دقت کا اندیشہ ہو تو گنجائش ہے۔ اس کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجرک مرتین
اس ثواب کا مرتین ہونا دو وجہ سے ہے (۱) ایک انجیل پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اور ایک قرآن پر ایمان
لانے کی وجہ سے (۲) ایک ہمارے اسلام کا ثواب اور ایک ثواب ان لوگوں کا جو تمہاری اقتداء کے اندر اسلام ۳۴۱/۱
لائیں گے۔ اریسیین اس کے مصداق میں تین قول ہیں اول اس سے اکارین یعنی فلاحین یعنی کاشتکار مراد ہیں
ثانی اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں کیونکہ یہ لوگ عبداللہ بن اریس کا اقتداء کرتے ہیں ثالث اس سے عام
ملوک مراد ہیں۔ کلمة سواء: سواء ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تمام شریعتوں کے اندر یہی کلمہ تھا
29 دوسرا مطلب ہے کہ سواء سے عادل مراد ہے کیونکہ اس کلمہ کے اندر کمی اور زیادتی نہیں۔ **عن سلیمان**
بن بریدةؓ — فادعهم الى ثلث خصال الخ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کفار کو ایک مرتبہ تبلیغ ۹
ہو چکی ہو تو اسکے بعد دعوة واجب ہے یا نہیں۔ امام مالک کی تین روایات ہیں (۱) مطلقا واجب ہے امام نووی نے
اسکو ضعیف قرار دیا ہے (۲) قریب الی دار الاسلام کو دعوة واجب ہے اور جو دار الاسلام سے بعید ہیں ان
کو دعوة دینے کی ضرورت نہیں ہے (۳) بغیر دعوة کے ان سے جہاد جائز ہے یہ قول بھی اضعف ہے۔
جمہور کے نزدیک اگر ایک مرتبہ تبلیغ ہو چکی تو دوبارہ دعوة دینا مستحب ہے

باب القتال في الجهاد (الفصل الاول) ۳۴۲/۱۵

42 **عن عبد الله بن عمرؓ** — اس حدیث پاک سے عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت وارد ہوئی اس مسئلہ کے اندر ۲۴

3942 کے اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک کسی حال کے اندر قتل صبیان جائز نہیں ہے امام حازمی نے بعض علماء سے جواز ٣٣٢/٢٣

نقل کیا ہے اور ان لوگوں کا استدلال اسی حدیث صعب بن جثامہ کی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ذراری کا حکم بھی

ان مشرکین کے حکم میں ہے یہاں سبب کو قتل کیا جائیگا جمہور کے نزدیک قتل کرنا جائز نہیں لیکن اگر تبعاً ہو تو جائز

44 ہے **عن ابن عمر**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار کے اشجار وغیرہ کا کاٹ دینا جائز ہے لیکن ٢٧

اس مسئلہ کے اندر بھی اختلاف ہے اسحاق بن راہویہ، ابن المنذر اور جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے

ابو ثور، امام اوزاعی، لیث بن سعد کے نزدیک جائز نہیں ہے اور استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے جب

جہاد کیلئے ایک لشکر شام کی طرف بھیجا تو ان لوگوں کو درخت وغیرہ کے کاٹنے سے منع فرمایا تھا۔ جمہور کہتے ہیں کہ

وہ مصلحت اس وجہ سے تھی کہ وہ اشجار مثمر تھے اور ان کے کاٹنے سے مسلمانوں کو نقصان ہوتا کیونکہ وہ جگہ

48 عنقریب فتح ہونے والی تھی **الفصل الثانی عن المهلب**: مصنف علیہ الرحمۃ کے طرز سے معلوم ٣٣٣/٩

ہوتا ہے کہ یہ حدیث براہ راست مہلب بن ابی صفرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی لیکن مصنف

کو وہم ہو گیا دراصل تھا عن المهلب عمن سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عمن سمع حضرت براء ہیں

شعار مقرر کرنے کا اختیار امام کو ہوتا ہے علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ وہ ایسا شعار

مقرر کرے جو فال حسن پر دلیل ہو جیسے ضعیف کیسا ہے کہ ایسا شعار ہونا چاہیے جو خود حضور سے منقول ہو

50 **عن سلمة بن الاكوع**: آیت آیت یہ خطاب بھی ہو سکتا ہے چنانچہ بعض روایت میں امت امت وارد ١١

52 ہوا ہے یا منصور امت امت دوسرا احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خطاب ہو بطور دعا کے **عن سمرة**: ١٢

اقتلوا شیوخ الخ علامہ سرخسی کہتے ہیں کہ شیوخ سے مراد [illegible] بالغ اور شرخ سے مراد بچے ہیں۔

علامہ مظہری کہتے ہیں کہ شیوخ سے مراد کبیر السن اور شرخ سے بچے مراد ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ شیوخ

سے بوڑھے اور شرخ سے جوان لوگ مراد ہیں غرضیکہ دو مطلب ہو سکتے کہ شیخ سے جوان یا بوڑھا

مراد ہے اور شرخ سے بچے یا جوان مراد ہے اگر شیوخ سے مراد جوان اور شرخ سے مراد بچے ہیں تو مطلب

ہوگا کہ چونکہ ان جوانوں کے اندر کفر ہے ان کو قتل کرو اور ان بچوں کے اندر [illegible] نہیں ہوتا لہذا قتل نہ کرو

اور اگر شیوخ سے بوڑھا مراد ہے اور شرخ سے جوان مراد ہے تو مطلب [illegible] امام احمد بیان فرما

ہیں کہ چونکہ بوڑھے سے اسلام کی امید منقطع ہو جاتی ہے اس وجہ سے اسلام نہیں لاتا اس لئے قتل کر دو اور

59 جوانان سے امید اسلام کی باقی رہتی ہے لہذا اس کو قتل مت کرو **الفصل الثالث عن ثوبان**: ٣٣٤/٥

مصنف کو وہم ہوا ثوبان بن یزید نہیں بلکہ ثور ابن یزید ہے اور حدیث مرسل نہیں بلکہ معضل ہے اور حضور کا

یہ محاصرہ چالیس رات تک اور ایک روایت کے اندر بیس دن اور ایک روایت کے اندر اٹھارہ اور ایک کے

اندر پندرہ ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا

باب حکم الاسراء (الفصل الاول) ٧

61 **عن سلمة بن الاكوع**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے جاسوس تین حال سے ٨

خالی نہیں یا تو حربی ہے یا ذمی یا مسلم ہے اگر حربی ہے تو بالاتفاق اس کا قتل کرنا جائز ہے اور اگر ذمی ہے

3961 تو امام مالک فرماتے ہیں کہ اس جاسوسی کی وجہ سے اس کا عہد ٹوٹ گیا لہذا امام کو اختیار ہے کہ اسکو قتل کر دے یا ۳۲۴/۸
یا قتل کر دے۔ جمہور کے نزدیک اس کا عہد نہیں ٹوٹا اور اسکو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تعزیر ہوگی اور اگر مسلم ہے
تو اسکی تعزیر ہوگی خواہ وہ قتل کے ذریعہ ہو یا حبس وغیرہ کے ذریعہ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ امام اس کے
بارے میں اجتہاد کرے گا لیکن اس اجتہاد کی تفسیر انہوں نے بیان نہیں کی البتہ ان کے کبار متبعین میں سے بعض نے
64 اسکی تفسیر قتل سے کی ہے **عن ابی ھریرۃ**: ان تقتل تقتل ذا دم الخ اسکا ایک مطلب ہے کہ اگر تم ۱۹
قتل کیا تو ایک بہت بڑے آدمی کو قتل کیا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر دم واجب ہے یعنی میں نے تمہارے بہت سے لوگوں
65 کو قتل کیا ہے لہذا مجھ پر دم واجب ہے اگر مجھے قتل کر دیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے **عن جبیر بن مطعم**: اس حدیث ۳۲۵/۶
سے استدلال کیا گیا کہ غانم کا مالک غانم اس وقت ہوگا جبکہ وہ مال غنیمت تقسیم ہو جائے یہی مالکیہ حنفیہ کا مذہب ہے
66 امام شافعی کے یہاں تقسیم سے پہلے ہی مالک ہو جاتا ہے **عن انس**: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیدی کو آزاد ۸
کرنا جائز ہے قیدی کیلئے چار چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہے (۱) اسکو آزاد کر دیا جائے (۲) غلام بنا لیا جائے
(۳) فدیہ میں دیدیا جائے (۴) احسان کر کے چھوڑ دیا جائے ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ
دو کا اختیار ہے یا تو آزاد کر دے یا غلام بنائے۔ احسان کر کے چھوڑ دینا اب جائز نہیں ہے بلکہ منسوخ ہے
اور اب رہ گیا فدیہ اسکے اندر امام صاحب سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ جائز ہے اور دوسری عدم جواز کی
لیکن مسلمان کا فدیہ بالکل جائز نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں فدیہ جانی اور مالی دونوں جائز ہے البتہ
امام احمد کے نزدیک عورت کو فدیہ میں نہیں دیا جائیگا۔ امام صاحب کے نزدیک مَن اور فدیہ کا حکم قرآن پاک
کی آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم سے منسوخ ہے کیونکہ یہ آیت سورہ توبہ کی ہے جو بعد میں نازل
69 ہوئی من اور فداء کی آیت سے **عن عمران بن حصین**: اس حدیث سے فدیہ کا جواز معلوم ہوتا ہے ۳۲۶/۱
73 صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حضور کی خصوصیت تھی **الفصل الثانی عن علی**: اس پر اشکال ہے کہ دوسری ۱۵
احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اساری بدر کے اندر فدیہ لینا حضور کی اجتہادی غلطی تھی اور اس پر تنبیہ
ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل نے آکر فدیہ لینے اور نہ لینے کے اندر اختیار دیا
دونوں کے اندر تعارض ہوگیا۔ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ
74 تعارض دونوں کے اندر کچھ نہیں بلکہ وہ اختیار بطور اختبار کے ہوا تھا **عن عطیۃ القرظی**: ۱۸
بلوغ کی تین علامتیں ہیں اول الاحتلام یہ متفق علیہا علامت ہے دوسرے عمر کے ذریعے بلوغ کا علم ہوتا ہے
ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ سال اور امام صاحب کے یہاں لڑکے کیلئے اٹھارہ سال یا انیس سال اور
لڑکی کیلئے سترہ سال صحیح ہے امام مالک کے یہاں لڑکے کیلئے اٹھارہ سال اور لڑکی کیلئے سترہ سال بلوغ
کی علامت ہے سوم انبات یعنی زیر ناف کا اگنا اسکے علامت ہونے کے اندر اختلاف ہے امام احمد اور
اسحاق بن راھویہ کے نزدیک یہ علامت ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ حقوق العباد کیلئے علامت ہے عبادات
کیلئے نہیں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ انبات مسلمانوں کیلئے علامت ہے کفار کیلئے ہے۔ حنفیہ کے ۲۰
75 نزدیک یہ علامت نہیں ہے البتہ اسکا اعتبار نہیں ہے **عن علی**: اس حدیث کے اندر جو وارد ہوا یعنی

3975 یوم الحدیبیہ یہ راوی کی جانب سے تفسیر ہے ورنہ یہ واقعہ صلح کا ہے اخیر میں ہم مستفاد الشہ امام محمد نے ۳۴٦/۲۱

76 اس سے استدلال کیا کہ اگر کوئی حربی مسلمان ہو کر آیا یا اگر اسلام لایا تو وہ آزاد ہے **الفصل الثالث** ۲۵

ص ۳۴٦/۲۵ عن ابن عمر حضرت حضرت خالد کے فعل پر نکیر اس وجہ سے کی کہ انہوں نے عجلت سے کام لیا اور ان کی تحقیق اور

تفتیش نہیں کی اور انہوں نے تحقیق و تفتیش اس وجہ سے نہیں کی کہ ان کا ارادہ ما شاہوں کی طرح واضح نہیں ہوا تھا ۳۴۷/۲

باب الامان (الفصل الاول)

ص ۳۴۷ 77 عن ام ھانی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا امن دینا جائز ہے یہی جمہور کا مذہب ہے سحنون

مالکی اور ابن الماجشون فرماتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے چاہے اس امان کو باقی رکھے اور چاہے تو رد کرے

اور غلام کے بارے میں جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر وہ غلام ماذون ہے تو جائز ہے

ورنہ جائز نہیں ہے۔ اور بچے کے امان دینے میں بھی علماء کا اختلاف ہے ابن المنذر نے اجماع نقل کیا

کہ بچے کا امان معتبر نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اس کے اندر تفصیل ہے وہ یہ کہ بچہ دو حال سے خالی نہیں یا تو

ممیز ہوگا یا غیر ممیز اگر غیر ممیز ہے تو معتبر نہیں اور اگر ممیز ہے تو پھر دو صورتیں ہیں یا تو مجبور ہوگا یا نہیں اگر مجبور ہے

تو بالاتفاق معتبر نہیں ہے اور اگر غیر مجبور ہے تو اس کے اندر اختلاف ہے امام مالک امام احمد امام محمد کے نزدیک

83 معتبر ہے۔ امام صاحب امام شافعی کے نزدیک معتبر نہیں ہے **الفصل الثانی** ص ۳۴۷/۲۱ عن عمرو بن شعیب والاکثر تواحلفا فی الاسلام ۲۱

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کے اندر محالفہ نہیں ہے حالانکہ صحیحین کی ایک روایت انس بن مالک سے مروی ہے

کہ ایک مرتبہ آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان محالفہ فرمائی اسکا جواب ہے کہ نفی محالفہ توارث کی ہے اور

اس حدیث سے ثبوت محالفہ تواد اور تناصر یعنی محبت کی محالفہ کا ہے اور عدم توارث کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ

اس زمانہ کے اندر مشہور تھا کہ ایک دوسرے کے شمار کئے جاتے

اور اس سے وہ محالفہ مراد نہیں جو موالاۃ کے طور پر ہوتا ہے وہ جائز ہے حنفیہ کے نزدیک۔ ۳۴۷/۲۷

باب قسمۃ الغنائم والغلول فیہا (الفصل الاول)

غنائم غنیمۃ کی جمع ہے غنم یغنم سے آتا ہے غنیمۃ کہتے ہیں اس مال کو جو لڑائی کر کے کفار سے حاصل کیا گیا ہو

اور غلول مصدر ہے اسکے معنی خیانت کرنے کے ہیں بعض نے مطلق کہا اور بعض نے خاص کر مال غنیمت کے ساتھ

کہ مال غنیمت میں سے خیانت کرنا۔ علامہ نووی نے علماء سے نقل کیا ہے کہ مال غنیمت کے اندر خیانت کرنا گناہ

86 کبیرہ ہے ص ۳۴۸/۲ عن ابی قتادۃ فرفع یدہ من وراء الخ قاضی ابوالولید باجی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے اندر ۳۴۸/۲

پہلے سے مبارزہ نہیں تھی کیونکہ مبارزہ کے اندر ایک ایک ہوتا ہے اور اس صورت میں ان کا مارنا سمجھ سے باہر

ہوتی۔ اب یہ کہ اگر کسی مسلمان پر کافر غالب آگیا تھا اور ان کے درمیان مبارزہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

اعانت کرنا مسلمان کی جبکہ وہ کافر رضیع ہو جائے تو لڑنا ہے یہی ایک روایت سحنون مالکی اور اشہب کی

دوسری روایت سحنون کی ہے کہ اس کافر کو قتل کیا جائیگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مبارزہ جائز ہے

حسن بصری کے نزدیک جائز نہیں اور جمہور فرماتے ہیں کہ اگر امام کی اجازت ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں

فلہ سلبہ اب یہ کہ قاتل کو سلب ملیگا یا نہیں امام احمد امام شافعی امام اوزاعی کے نزدیک ملیگا ٦

3986 امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حکم شرعی نہیں بلکہ ایک وقتی حکم تھا بندہ اگر آج کل کوئی امام سلب کا اعلان ٣٣١/٦

کرے تو ملے گا ورنہ نہیں امام مالک کے نزدیک اعلان کی ضرورت نہیں بلکہ امام جو کچھ دے دے وہی اس کو

حاصل ہوگا ۔ حنفیہ کے مذہب جو جواب ہے وہ یہ ہے استدلال کیا گیا ہے جو اوپر فرمایا ہے ایک حدیث

حبیب بن مسلمہ کی کہ مقتول کا سامان جو اس نے سلب ہے نہیں آتا ہے۔ موقوف ہونے کا انکار ہو رہا ہے کہ وہ سیر کو مقتول

ہوتا جاتا ہے وغیرہ کو وہ اٹھ کے سوال دیں گے اس حدیث پاک پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ حدیث ضعیف ہے

بہذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہوا لہذا یہ جواب ہے کہ اس حدیث پاک کے اندر فلہ سلبہ کے اندر

دونوں احتمال ہیں ایک یہ کہ حکم شرعی ہو اور ایک یہ کہ حکم وقتی ہو تو جب دونوں کا احتمال ہے تو پھر حضرت حبیب

بن مسلمہ والی حدیث کو راجح قرار دیں گے کہ اس احتمال پر عمل کیا کہ یہ حکم وقتی تھا ۔ وہ کتاب جو حدیث کے اندر بیان

فرمایا گیا کہ سلب بھیت یہ کو ملے گی اس کے اندر بھی اختلاف ہے امام اوزاعی کے نزدیک بھیت کا معرفا

اور اس میں جمہور کے نزدیک اور اس سے قاضی عیاض نے مالکیہ سے نقل کیا کہ ان کے نزدیک بھی اور اس کی

اس میں کہ حیثیت کا اس ایک شاہد کافی ہے یا دو کی ضرورت ہے ابن عطیہ نے نقل کیا کہ ایک شاہد

کافی ہے بعض اس میں حیثیت کے نزدیک ایک شاہد اور ایک اس کی یمین کافی ہے جمہور کے نزدیک دو شاہد ضروری

87 کا ہونا ضروری ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ سوار ہونے والے کو غنیمت کا ١٥

کتنا حصہ ملے گا اور پیدل چلنے والے کو کتنا حصہ ملے گا ۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک فارس کو

حصہ کے اندر سوار ہو کر آنے والا تین حصے ہیں ایک اس کا اور دو اس کی سواری کے امام صاحب کے

نزدیک فارس کے لئے دو حصے اور راجل کے لئے ایک حصہ ہوا ہے ۔ ائمہ ثلاثہ کا استدلال اس حدیث سے ہے

امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی حدیث کے اندر اختلاف ہے بعض میں کچھ اور ہے والا کچھ نہیں کہ دو

ہوا ۔ جواب دو ہے استدلال مجمع بن جاریہ کی حدیث سے کہ خیبر کا اٹھارہ حصے تھا اور جن پر تقسیم ہوا

وہ پندرہ سو تھے جن میں تین سو فارس تھے اور بارہ سو راجل تھے لہذا جب بارہ سو راجلین

کے حصے لگا لئے گئے اٹھارہ سو میں سے تو چھ سو باقی رہ گئے اور اب جو سو کہ تین سو پر تقسیم

کیا جائے گا تو دو دو حصے آئیں گے لہذا اس سے ہوا کہ فارس کے لئے دو حصے ہیں اس پر امام ابو داؤد

نے اشکال کیا کہ فارس تین سو نہیں تھے بلکہ دو سو تھے ہم کہتے ہیں کہ آپ کا قول صحیح بھی اس بات

میں ثابت ہو گیا کہ جب پندرہ سو میں سے دو سو فارس کو تو تیرہ سو راجل ہوں گے لہذا ان

کا حصہ اٹھارہ سو میں سے تیرہ سو نکال دیا تو پانچ سو بچ گیا اب اگر ان دو سو کو پانچ سو کو

تقسیم کیا جائے تو تین تین حصے نہیں آئیں گے لیکن اس کا جواب امام بیہقی نے دیا کہ دو راجل ان

کا نہیں تھے کے عدد میں اختلاف ہے مجمل روایات کے اندر چودہ سو اور کچھ میں پندرہ سو ہے لہذا

چودہ سو کو راجح قرار دیں گے جن میں سے دو سو فارس اور باقی راجل تو اب ان کا استدلال

اس کی صحیح ہے تیری دلیل ہماری حضرت مقداد کی حدیث سے ہے جس کے اندر ہے کہ

۳۴۱/۱۲ عن یزید بن ہرمز: اس کا مسلم ہوا کہ عورت کیلئے سہم نہیں ہے یہی جمہور کا مذہب ہے امام اوزاعی کے
نزدیک عورت کیلئے سہم ہے ان کا استدلال حشرج کی روایت سے ہے اور ہمارا استدلال یہ حدیث ہے
۱۵ ابن القطان نے اس حدیث حشرج کا جواب دیا کہ یہ ضعیف ہے اس کا استدلال امام اوزاعی کا صحیح نہیں 89
۲۶ عن سلمۃ بن الاکوع: اس حدیث کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حصے دیئے یہ آپ کی خصوصیت 91
تھی وہ یہ جائز نہیں مگر بطور تنفیل کے جائز ہے وعنہ قال: نفل کو امام مالک کے نزدیک بغیر اعلان
کے دیا جا سکتا اور جمہور کے نزدیک اعلان کیا تو دیا جا سکتا اب اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ نفل کس مال
سے کب دیا جا سکتا امام شافعی فرماتے ہیں کہ خمس الخمس سے دیا جا سکتا۔ ابو ثور کہتے ہیں کہ اصل غنیمت سے
دیا جا سکتا۔ امام مالک کے نزدیک خمس سے دیا جا سکتا۔ امام احمد کے نزدیک اربعۃ الاخماس سے دیا جا سکتا
امام صاحب فرماتے ہیں کہ مال غنیمت دو حال سے خالی نہیں یا تو احراز بعد بدار الاسلام ہوگی یا نہیں اگر
ابھی احراز نہیں ہوا تو اربعۃ الاخماس سے دیا جا سکتا اور اگر احراز ہو چکا تو خمس سے دیا جا سکتا۔ 92
۲۷ وعنہ قال: اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کفار مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر لیں تو وہ مالک ہو جائیں گے
یا نہیں۔ مالکیہ حنفیہ کے یہاں مالک ہو جائیں گے یہی امام احمد کی ایک روایت ہے مگر ہمارے یہاں اور امام احمد کے
یہاں احراز بالدار شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک وہ لوگ مال کے مالک نہیں ہوں گے یہی امام احمد کی ایک
۳۴۹/۵ روایت ہے عن ابی ہریرۃ: اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ چار اخماس غانمین کیلئے ہوں گے 96
اور اب یہ کہ اس ایک خمس کا کیا ہوگا اس کے اندر اختلاف ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ اس کے چھ حصے
کئے جائیں اور ان چھ اصحاب کا حصہ ہوگا جو واعلموا الخ کے اندر بیان کئے گئے ہیں۔ ائمہ اربعہ فرماتے
ہیں کہ اس کے اندر اللہ تعالی کیلئے حصہ نہیں بلکہ وہ استبراک کیلئے ہے اور باقی پانچ لوگوں کو وہ خمس
ملیگا لیکن یہ حضور کے زمانے میں تھا۔ اور حضور کے بعد امام شافعی امام احمد کے نزدیک اب پانچ ہی حصے
رہیں گے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ امام اختیار ہے جس کو چاہے دے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اب تین
لوگوں کو دیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالی کا نام تبرک کیلئے اور حضور کا حصہ آپ کے بعد ختم ہوگیا ایسے ہی ذوی القربی
کا حصہ بھی اب منسوخ ہے بس اب تین رہ گئے یتامی، مساکین، ابن السبیل یہی مستحق ہوں گے
۲۴ کیونکہ حضور کے بعد خلفاء اربعہ نے ایسے ہی تقسیم فرمائی ہے عن عبد اللہ بن مغفل: جو چیز جہاد کے 95
موقع پر کسی کو پڑی ہوئی ملے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ماکولات کے قبیل سے ہے یا غیر ماکولات کے قبیل سے
اگر غیر ماکول ہے تو اسکو استعمال کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے اور اگر ماکولات کے قبیل سے ہے تو پھر دو حال سے
خالی نہیں یا تو دواء کے قبیل سے ہے یا نہیں اگر دواء کے قبیل سے ہے تو بلا ضرورت استعمال جائز نہیں ہے
اور اگر دواء کے قبیل سے نہیں ہے تو جمہور کے نزدیک استعمال جائز ہے حنفیہ شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ
۳۵۰/۲ اس کے اندر بھی حاجت کا ہونا ضروری ہے الفصل الثانی عن عوف بن مالک: سلب کے اندر
خمس امام احمد فرماتے ہیں نہیں لیا جا سکتا اور یہی امام شافعی کی ایک روایت ہے دوسری روایت ہے کہ لیا جا سکتا
یہی مذہب ہے مکحول سفیان ثوری اوزاعی کا ابن مسعود بھی یہی فرماتے ہیں۔ اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ

3999 اگر امام چاہے تو دے ممانعت نہیں ۔ امام مالک کی فروع میں ان کا مذہب نقل کیا گیا ہے کہ سلب خمس ہی میں سے ۳۵۰/۲
دیا جائیگا ۔ حافظ نے امام مالک کا ... مذہب نقل کیا ہے کہ اگر امام چاہے تو دے اور چاہے نہ دے یعنی
امام کو اختیار ہے ۔ حنفیہ کے نزدیک دو حال سے خالی نہیں یا تو امام اس کی صراحت کیا ہوگا کہ فلاں شخص السلب
94 یہ لا لخمس یا نہیں اگر کہا تو خمس لیا جائیگا ورنہ نہیں عن عبد اللہ بن مسعود ۔ ابو جہل کو دو انصاری ۴
بچے معاذ اور معوذ نے قتل کیا تھا لیکن جو کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اسکو حضرت ابن مسعود نے ختم کر دیا اور حضور نے
96 اگر اسکا سلب دیا تو آپ نے خوشی کے اندر اسکی سیف ان کو دیدی عن مجمع بن جاریۃ ۔ اس حدیث ۸
کے اندر غانمین کا عدد ... پندرہ سو بیان کیا گیا دیگر اندر روایات مختلف ہیں ۔ ۱۳۰۰ - ۱۴۰۰ - ۱۵۰۰ - ۱۶۰۰
یہ سب اقوال ہیں جن لوگوں نے ۱۳۰۰ کا ذکر کیا انہوں نے ... کا اعتبار کیا بعض نے ... کو ذکر کر کے
سو کو بیان کیا اور بعض نے ... کے مطابق ... چھوڑ کر جو دو کو بیان کر دیا ۔ بعض لوگوں نے بعد میں
جو غلام وغیرہ آئے تھے ان تمام کو شمار کر کے ... سو ذکر کر دیئے عن حبیب بن مسلمۃ ۔ ۱۲
اس حدیث پاک کے اندر ربع اور ثلث کے اندر فرق بیان کیا گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ جاتے وقت آپ کے ... تازہ
دم ہوتے تھے اس لئے اسوقت ربع دیتے اور آتے وقت مشقت زیادہ ہوتی تھی اور تھک جاتے تھے اسلئے
ثلث دیتے تھے دوسری وجہ یہ ہے کہ جاتے وقت خود ... کے اندر لشکر زیادہ ہوتا تھا اور دشمن کی امید ہوتی تھی
4010 اور آتے وقت دشمن کی امید نہیں ہوتی تھی اسلئے زیادہ دیتے تھے عن ابی موسی الاشعری ۔ اگر کوئی ۱۸
جنگ سے کوئی شخص غائب ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو مصلحت جنگ کی وجہ سے غائب ہے یا نہیں اگر مصلحت
کی وجہ سے غائب ہے تو اسکا حصہ غنیمت کے اندر لگے گا ... جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ
بدر کے اندر موجود نہیں تھے حضور کی صاحبزادی حضرت رقیہ بیمار تھیں انکے علاج وغیرہ کیلئے رکھا گیا تھا اور
ان کا حصہ لگایا تھا اور اگر کوئی شخص جنگ کے اندر مدد کیلئے بعد میں آتا ہے تو اگر اختتام جنگ سے پہلے
آیا تو سب کے نزدیک اسکو حصہ ملیگا اور اگر جنگ کے ختم ہونے کے بعد آیا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو غنیمت کا مال
یہاں سے منتقل ہو چکا یا نہیں اگر ہو چکا تو کچھ نہیں ملیگا اور اگر انتقال سے پہلے آگیا تو حضرات ... کے
کے نزدیک اسکو حصہ ملیگا کیونکہ ... جنگ ... نہیں کی لیکن ... جنگ کر ... ہیں ... شریک ...
... کے اندر اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس صورت میں حصہ نہیں ملیگا ۔ اب اس حدیث کے اندر
اصحاب سفینہ کو جو حصہ ملا باوجودیکہ وہ لوگ حاضر نہیں تھے یہ اس وجہ سے ملا کہ وہ لوگ انتقال غنیمت سے پہلے
حاضر ہو گئے تھے لہذا اب یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہوگی اور اگر یہ کہا جائے کہ انتقال غنیمت کے بعد یہ لوگ
آئے تو یہ حدیث ہمارے خلاف ہے اور اب جواب یہ ہوگا کہ حضور نے مجاہدین کو راضی کر لیا ہوگا ۔
... اس حدیث کی اسناد ابو داود کی طرف ... یہ حدیث متفق علیہ ہے عن عبد اللہ ۲۳
بن عمرو ۔ آپ نے ان کے عذر کو اسلئے قبول نہیں کیا کہ وہ قابل قبول نہ تھا ... عذر تھا اب اشکال
ہے کہ حضور نے وہ مال اس رجل کو کیسے دیدیا جبکہ وہ مسلمانوں کا مال تھا اسے لے لینا چاہئے تھا ۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ اسوقت تمام غانمین متفرق ہو چکے تھے تقسیم مشکل تھی جواب ... اس رجل کو تنبیہ کرنی مقصود تھی

ص ۳۵۰/۲۷
4013 عن عمرو بن شعیب: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غال (خیانت کرنے والا) کے مال کو جلا دیا جائیگا ۳۵۰/۲۷
یہی مذہب ہے حسن بصری، اسحاق بن راھویہ، امام احمد کا، البتہ ان لوگوں نے قرآن پاک اور حیوان کو مستثنیٰ کیا ہے
ص ۳۵۱/۲
4015 جمہور کے نزدیک اسکے مال کو جلایا نہیں جائیگا بلکہ اسکو تعزیر کی جائیگی۔ عن ابی سعید: اس حدیث ۳۵۱/۲
میں حضور نے شراء سے منع فرمایا کہ مال غنیمت کو تقسیم سے پہلے خرید و فروخت نہ کرو۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ غانمین
مال غنیمت کا احراز سے پہلے مالک ہو جاتے ہیں وہ اس مخالفت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ مالک
ہو گئے اور اپنی شئی مملوک کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن چونکہ اسکی مقدار مجہول ہے اسلئے منع فرمایا
اور جن لوگوں کے نزدیک احراز سے پہلے ملک ثابت نہیں ہوتی جیسے حنفیہ وغیرہ ان کے نزدیک ممانعت کی وجہ
ص ۳۵۱/۶
4018 ظاہر ہے کہ بیع من لا یملک ہے اور جہالت بھی ہے۔ عن ابن عباس: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا مال غنیمت کے اندر ایک حصہ خاص ہوتا تھا جسکو صفی کہا جاتا ہے اس حدیث کے اندر جس تلوار کا ذکر ہے یہی آپ کو
صفی کے اندر ملی تھی۔ جمہور کے نزدیک صفی کا آپ کیلئے ہونا ثابت ہے بعض لوگوں نے صفی کا انکار کیا اور استدلال کیا
اس حدیث سے جس کے اندر ہے کہ لا یحل لی من غنائمکم الخ۔ جمہور کا استدلال اسی حدیث سے ہے اور ایسے ہی اور بہت
سی احادیث سے صفی کا ہونا ثابت ہے جیسا کہ آگے آئیگا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صفی میں سے تھیں
ابو ثور فرماتے ہیں کہ ان کانت فللامام یعنی اگر صفی کا ہونا ثابت ہو جائے تو آجکل امام اور امیر المومنین کو بھی
وہ صفی ملے گی۔ محقق ابن قدامہ کہتے ہیں کہ ابو ثور اسکے اندر دو چیزوں میں جمہور کی مخالفت کی ایک تو
یہ کہ ان کانت مشکوک کیا جو بیان کیا حالانکہ جمہور کے نزدیک صفی بالیقین ثابت ہے اور دوسری مخالفت
4019 یہ کہ فللامام یعنی آجکل بھی امام کو ملے گی حالانکہ جمہور کے نزدیک یہ صرف آپ کیلئے خاص تھی اور کسی کیلئے
ص ۳۵۱/۸
صفی لینے کی اجازت نہیں ہے۔ عن رویفع: اس حدیث کے اندر مال غنیمت کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ۸
یہ حدیث بلا ضرورت یا بغیر شرکت کیلئے استعمال کرنے پر محمول ہے ورنہ جمہور نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی شخص کو ضرورت
ص ۳۵۱/۱۶
25 ہو تو وہ استعمال کر سکتا ہے اور بعد میں واپس کر دے۔ عن عمرو بن شعیب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶
کیلئے تین چیزیں مال غنیمت میں سے تھیں اول صفی جو ماقبل کے اندر ذکر کی گئی دوسرے خمس، تیسرے غنیمت کا حصہ
میں عام مسلمانوں کیساتھ شریک ہونا اور اخیر دو کے اندر کسی کا اختلاف نہیں ہے البتہ صفی آپکو ملے گا یا اول کے اندر
ص ۳۵۱/۲۷
28 اختلاف گذر گیا۔ الفصل الثالث عن عبد الرحمن بن عوف: اس حدیث پر اشکال یہ ہے کہ اسکے آخر ۲۷
میں جو بتایا گیا کہ آپ نے ابوجہل کا سلب ان دونوں انصاری بچوں میں سے ایک کو دیا حالانکہ ان دونوں کو دینا چاہئے
تھا کیونکہ دونوں نے قتل کیا تھا اسکا جواب مالکیہ نے دیا کہ حضور کو اختیار ہے کہ جسکو چاہیں وہ دیں اور
جمہور اسکا جواب دیتے ہیں کہ حضور نے یہ بھی جان لیا تھا کہ اسلحہ (زخم کاری) ان دونوں میں سے کس کا کاری ہے
ص ۳۵۲/۱۰
30 دیدی۔ عن سعد بن ابی وقاص: اس حدیث کے اندر حضور کا قول اوسلما نقل کیا ہے اسکو بعض نے بھی ۳۵۲/۱۰
پڑھا ہے تو ضبط کیا اور بعض نے او مسلما ہمزہ استفہام اور واو عاطفہ کیساتھ لیکن ملا علی قاری نے اس قول کو رد کر دیا
اور اول قول کا مطلب یہ بیان کیا کہ وہ اسکو مومن کہتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ بلکہ مسلم ان کیونکہ ایمان کا تعلق قلب
سے اور قلب کا حال تجھ کیا معلوم ہے مطلب ہے امام زہری فرماتے ہیں کہ یہاں ایمان سے عمل مراد ہے اور مطلب ہے

کو تو اسکو مومن کہہ رہا ہے حالانکہ یہ مسلمان بھی ہے یعنی تجھے مومن اور مسلمان دونوں کہنا چاہیے کیونکہ یہ حبیب ۳۵۲/۱۷
و سلام زبان سے پہچانا جاتا ہے اسی لیے یہ عمل بھی کرتا ہے عن ابی ھریرۃ ؓ (۳۵۲) فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام
حضرت یوشع علیہ السلام ہے اور ان کے لیے سورج تھما ہوا تھا قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے بھی دو دفعہ
سورج تھما ہوا ایک دفعہ یوم خندق میں اور ایک دفعہ شب معراج کے بعد اگلے روز اس قافلہ کے انتظار میں جو بیت المقدس

باب الجزیۃ (الفصل الاول) ۲۶

جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو ذمی کے ذمہ اس کی حفاظت خون کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صلح کے ساتھ مقرر ہو اس کے اندر کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ جتنی صلح سے متعین ہو جائے اور ایک وہ جزیہ جو عنوۃً مقرر کیا گیا ہو اس کی مقدار کے اندر اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ آدمی تین قسم کے ہیں غنی ۔ متوسط ۔ فقیر ۔ لہذا غنی پر ۴۸ درہم اور متوسط پر ۲۴ درہم اور فقیر پر ۱۲ درہم واجب ہونگے یہ تو دراہم کے اندر ہے اور دنانیر کے اندر مالدار پر چار دینار اور متوسط پر دو دینار اور فقیر پر ایک دینار واجب ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ امیر و فقیر پر ایک دینار واجب ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ سونے کے اندر چار دینار یا چالیس درہم واجب ہیں خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ امام احمد سے اس کے اندر تین روایتیں ہیں (۱) مثل امام شافعی کے مذہب کے (۲) مثل مذہب احناف (۳) امام کو اختیار ہے جتنا چاہے واجب کرے۔ امام شافعی وغیرہ کا استدلال حضرت معاذ کی حدیث سے ہے جو فصل ثانی کے اندر آرہی ہے کہ آپ نے ایک دینار لینے کو فرمایا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ وہ یمن کا واقعہ ہے اور وہ صلح کے ساتھ جزیہ مقرر ہوا تھا۔ امام مالک کا مستدل فصل ثالث کے اندر حضرت عمرؓ کا اثر ہے۔ ہمارا مستدل وہ روایت ہے جو کہ ابن ابی شیبہ نے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ نے اسی تفصیل کے ساتھ جزیہ مقرر کیا جو ہم نے اوپر بیان کی اس پر حضرت عثمان اور حضرت علی نے بھی عمل کیا ہے تو گویا اجماع سکوتی کے مثل ہوگیا حنابلہ اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو اجتہاد امام پر موقوف ہے جبھی تو حضرت عمرؓ نے مقرر فرمایا اور یہ تفصیل بیان کی دوسرا مسئلہ مختلف فیہ یہ ہے کہ کس کس پر جزیہ واجب ہے بعض (جمہور) کے نزدیک تمام مشرکین سے جزیہ لیا جائیگا سوائے مرتد کے ابن قاسم نے امام مالک سے نقل کیا ہے کہ الا القریش امام شافعی امام احمد کے نزدیک صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جائیگا خواہ اہل عرب ہوں یا اہل عجم ہوں اور خواہ مجوس ہوں امام صاحب کا یہی مذہب ہے کہ تمام اہل کتاب سے جزیہ لیا جائیگا خواہ اہل عجم ہوں یا عرب ہوں البتہ مجوس کے بارے میں دو روایت ہیں ایک یہ کہ لیا جائیگا اور ایک یہ کہ مجوس عرب سے نہیں لیا جائیگا مجوس عجم سے لیا جائیگا اول روایت کو صاحب درمختار نے راجح قرار دیا اور اسی کو اختیار کیا اور مرتد عربی سے حنفیہ کے نزدیک
35 جزیہ نہیں لیا جائیگا عن بجالۃ ؓ (۳۵۳) فرقوا بین کل ذی محرم من المجوس مجوس کے اندر دستور تھا کہ اگر کسی کی بیوی ۲۷
مر جاتی تو وہ اپنی بیٹی وغیرہ سے نکاح کر لیتا تھا اسی طرح اگر باپ مر گیا تو اس کا سب سے بڑا لڑکا اپنی ماں سے شادی کر لیتا تھا اسی طرح بہن سے بھائی شادی کر لیتا تھا آپ نے اس کو روکنے کا ان کو حکم دیا۔

37 الفصل الثانی عن ابن عباسؓ (۳۵۳) لا تصلح قبلتان فی ارض واحدۃ اھ قبلتان سے اہل ملل مراد ہیں ۳۵۳/۵
یعنی دو دین والے ایک زمین میں نہیں رہنے چاہئیں لہذا اگر کوئی مسلمان دار الحرب کے اندر ہو تو اس کو چاہئے

4037 کے وہاں اقامت نہ کرے۔ ولیس علی المسلم جزیۃ اگر کوئی ذمی مسلمان ہو جائے تو اس کے اندر اختلاف ہے کہ اسپر
جزیہ واجب ہے یا نہیں ائمہ ثلاثہ کے یہاں اسپر سے جزیہ ساقط ہو جائیگا خواہ حولان حول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو
امام شافعی کے نزدیک اگر حولان حول ہو گیا تو ساقط نہ ہوگا کیونکہ حولان کی وجہ سے وہ واجب ہو چکا اور اس حدیث
کا محمل امام شافعی نے یہ بیان کیا کہ یہ ابتداءً جزیہ مقرر کرنے سے منع فرمایا ہے علامہ ابو الولید باجی فرماتے ہیں کہ
اس حدیث کے اندر دو احتمال ہیں کہ ابتداء پر محمول ہو یا انتہاء پر محمول ہے ہم نے اسکو اپنے عموم پر رکھا ٣٥٣/١٠
4040 یعنی اسلام پر نہ ابتداءً جزیہ واجب ہوگا اور نہ انتہاءً واجب ہوگا عن عقبۃ بن عامر ؓ
قلنا انہم لیضیفونا الخ امام شافعی امام مالک کے نزدیک ضیافت جزیہ کی ایک جزء ہے اور ان کی ایک روایت کے اندر
ضیافت کی شرط امام کو لگانا مستحب ہے اور ایک روایت کے اندر وجوب منقول ہے احناف کے نزدیک جزیہ کا جزء نہیں ہے ٣٥٣/١٤

باب الصلح (الفصل الاول)

صلح بھی متعلق جہاد ہے کیونکہ اس کے ذریعہ بھی مسلمانوں کو قوت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے اور صلح اس
وقت جائز ہے جبکہ مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہنچے اور اسکا ثبوت قرآن پاک سے ہے وان جنحوا للسلم الخ
42 عن المسور بن مخرمۃ ؓ اس حدیث پاک کے اندر حضور کا مقولہ اکتب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ١٤
وارد ہوا ہے حضور نے حضرت علی کو خطاب کرتے فرمایا لیکن جب حضرت علی نے یہ لکھنے سے انکار فرمایا اب
یہ اشکال وارد ہوا کہ حضرت علی نے حضور کے امر کو کیسے رد فرمایا؟ اسکا جواب ہے کہ حضرت علی نے امر کو
امر کو حتمی نہیں سمجھا جسکی وجہ سے انکار فرمادیا اسکے بعد اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ حضور نے بذات خود
اپنا اسم گرامی لکھا یا کسی دوسرے نے لکھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ سے کتابت ثابت نہیں اور یہ آپکی امی
ہونے کے بھی خلاف ہے لہذا آپ نے نہیں لکھا بلکہ حضرت علی کو حکم دیا تھا کہ وہی لکھیں۔ قاضی ابو الولید باجی
اور ان کے شیخ ابو ذر ہروی اور علامہ ابو الفتح نیسابوری کہتے ہیں کہ آپ سے کتابت ثابت ہے۔
ابو جعفر سمنانی کہتے ہیں کہ معجزۃً آپ نے لکھا۔ لیکن اکثر کی رائے ہے کہ آپ سے کتابت ثابت نہیں ہے
دوسری بات حدیث سے معلوم ہوئی کہ یہ عہد ہوا تھا کہ جو آدمی ہمارا آئیگا اسکو واپس کر دیا جائیگا اسکے
اندر آپ نے عورتوں کو واپس نہیں کیا بعض لوگوں کے نزدیک تو یہ عورتیں عہد کے اندر داخل تھیں اور بعد میں
منسوخ ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے عورتیں اس عہد کے اندر داخل نہیں تھیں اسلئے آپ نے
رد نہیں کیا اور دونوں قول ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک ان کے مہر کو واپس نہیں کیا جائیگا فقط

47 الفصل الثانی عن المسور ؓ عیبۃ مکفوفۃ زنبیل کو کہتے ہیں اسکے دو مطلب بیان کئے گئے ٣٥٤/٢١
(١) جیسے زنبیل کے اندر شئی محفوظ رہتی ہے ایسے ہم اس عہد کی حفاظت کریں گے اور کوئی بات خلاف عہد
نہ کریں گے (٢) جیسے زنبیل کے اندر چیز محفوظ ہوتی ہے ایسے ہی یہ عہد ہمارے قلب کے اندر محفوظ رہیگا اب
ایک مسئلہ یہ ہے کہ صلح کتنی مدت تک کی جا سکتی ہے۔ اکثر علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ سے زیادہ
دس سال تک کی جائیگی دوسرا قول ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے بعض نے کہا کہ تین سال بعض نے
چار سال اور بعض نے دو سال تک بیان کیا حنفیہ مالکیہ کے نزدیک امام اگر چاہے تو دس سال سے زیادہ کو اختیار کر

4048 عن اُمیمہ بنت رقیقہ ص ۳۵۴/۲۲ اس حدیث پر اشکال ہے کہ آنحضورؐ سے مصافحہ کا سوال کیا تھا لیکن آپؐ نے جواب کچھ ۳۵۴/۲۲
اور دیا یعنی سوال تھا کسی فعل کے متعلق اور آپؐ نے جواب دیا قول کے متعلق اس کی کیا وجہ ہے؟ اسکا
جواب دیا گیا کہ ان کے سوال کے اندر دو چیزیں تھیں ایک یہ کہ ان سے قسمیں مصافحہ کیا جائے اور دوسرا
یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ کیا جائے آپؐ نے دونوں کا جواب جامع دیا کیونکہ اپنے جواب الکامل تھا آپؐ نے فرمایا کہ
تم جو الگ الگ کا سوال کر رہی ہو یہ نہیں بلکہ جو ایک عورت کو کہہ دیا تسلیم ہو گیا ہے لہذا الگ الگ بیعت کی
کوئی ضرورت نہیں رہ گئی یہ کہ تم نے جو فعل کا سوال کیا ہے یہ بھی نہیں ہو گا بلکہ میرا قول اس فعل کے قائم مقام ہے
اس حدیث کے اندر مصافحہ کے ذریعہ عورتوں کو بیعت کرنے کی نفی کی گئی بعض روایات کے اندر ہے کہ آپ کپڑے کے ذریعہ بیعت
فرماتے تھے اور بعض روایات کے اندر ہے کہ ایک برتن کے اندر پانی میں ہاتھ ڈال دیتے تھے اور دوسرے
اس کے اندر ہاتھ ڈالدیتی تھیں۔ اور بعض روایات کے اندر ہے کہ گفتار کے ذریعہ بیعت کرتے تھے یہ اخیر والا صحیح ہے

باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ص ۳۵۵

۳۵۵/۸

یہود ان بنی اسرائیل کو کہتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی کتاب ماننے والے ہیں یہ ماخوذ ہے ھاد یہود سے جسکے معنی لوٹنے کے
ہیں کیونکہ یہ بھی حق سے باطل (گوسالہ پرستی) کی طرف لوٹ گئے تھے بعض نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک
لڑکے کا نام یہودا تھا ان کی اولاد ہے بعض نے کہا کہ تہود سے ماخوذ ہے جسکے معنی حرکت کے ہیں یہ لوگ تورات
پڑھتے ہوئے حرکت کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ (انا ھدنا الیک) الخ یہ اسی کی طرف
منسوب ہے جزیرہ عرب یہ علاقہ اقصیٰ عدن سے لیکر الی ریف عراق تک طولاً اور جدہ سے لیکر اطراف شام تک عرضاً ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مصداق مکہ مدینہ یمامہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد حجاز شام سے جو علاقہ
شام کے درمیان کا علاقہ ہے اب مسئلہ سمجھ لو جس کے لئے یہ موقع ہے کہ اندر استیطان یعنی اقامت کی
غرض سے ٹھہرنا بالاتفاق ائمہ جائز نہیں۔ اب یہ کہ مرور اور دخول کی بھی اجازت ہے یا نہیں امام مالکؒ فرماتے
ہیں کہ مطلقا ان لوگوں کا دخول حرام ہے امام شافعیؒ کے نزدیک حجاز کے اندر اجازت نہیں دو ماہ کا ہے
امام صاحب کے نزدیک صرف دخول کے اندر کوئی مضائقہ نہیں حرم کے اندر دخول ہو سکتا ہے (امام صاحب کا مستدل
لا تقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا) ہے ہماری طرف سے جواب ہے کہ وہ منع بیان ہے اور عرض حج و عمرہ ہے
50 و ہیئت کی اجازت ہے چنانچہ ثقیف وغیرہ کو آپؐ نے مسجد کے اندر ٹھہرایا ہے **الفصل الاول** ۸
52 عن ابی ھریرۃ ص ۳۵۵ یہود کا اجلاء تین مرتبہ ہوا ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اور ایک مرتبہ حضرت ۱۲
کے زمانہ میں اور ایک مرتبہ اور ہوا ہے اور چوتھی مرتبہ قرب قیامت کے قریب ہوگا عن ابن عباس ص ۳۵۵/۱۴
قال ابن عباس وسکت عن الثالثۃ یہ ثالثہ یہ ہے کہ میری قبر کو وثن بنا کر عبادت نہ کرنا واللہ اعلم

۳۵۵/۲۷

باب الفیٔ ص ۳۵۵ (الفصل الاول)

الفیٔ یہ ماخوذ ہے فاء یفیء سے جسکے معنی رجوع کے ہیں کیونکہ یہ بھی واپس لوٹ کر آتا ہے اصطلاح کے اندر اس مال
کو کہتے ہیں جو بغیر ایجاف خیل کے حاصل کیا جائے امام شافعیؒ کے نزدیک اس کے اندر تخمیس ہے جمہور کے نزدیک خمس نہیں
55 بلکہ مسلمانوں کی ضروریات پر اسکو خرچ کیا جائیگا عن مالک بن اوس ص ۳۵۵/۲۷ یہاں اس حدیث کے اندر فرمایا گیا کہ ۲۷

ان اللہ قد خص رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیء اب اس شی کے مصداق کے اندر اختلاف ہے حضرات شافعیہ کے یہاں اس کی مراد
یہ ہے کہ اس مال فی کے پچیس حصے کئے جاتے تھے جن میں سے اکیس حصے حضور کے ہوں گے جو کہ اسکی مراد ہیں جمہور کے نزدیک
اس شی سے مراد مطلق تصرف ہے کیونکہ جمہور کے نزدیک مال فی تمام کا تمام امام کے اختیار میں ہوتا ہے اس کے
62 اندر حصے وغیرہ نہیں لگائے جائیں گے **الفصل الثانی** وعنہ قال (ص ۳۵۶) اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس سے ۳۵۶/۱۸
معلوم ہوتا ہے کہ حضور اپنے اہل کو ایک سال کا نفقہ پہلے ہی دے دیا کرتے تھے اور ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے
انتقال کے وقت ایک درع آپ کی رہن تھی اس رہن کی کیا وجہ تھی جب نفقہ پہلے ہی مل چکا ہے اسکا
جواب دیا کہ وہ نفقہ صرف ازواج کا ہوتا تھا اور جو مہمان وغیرہ آتے تھے ان کے لئے کوئی ضرورت ہوا کی
اور آپ اپنے لئے بھی نفقہ نہیں رکھتے تھے اسی لئے کسی یہودی کے پاس رہن کی ضرورت پیش آجایا کرتی تھی

کتاب الصید والذبائح ۳۵۷/۱

صید مصدر ہے صاد یصید صیدا سے ماخوذ ہے جسکے معنی شکار کرنے کے ہیں اسکا اطلاق مصدر کا بھی کے اندر بھی
ہوتا ہے اور بمعنی اسم بھی ہوتا ہے اس صورت میں اسکی جمع صیود آئیگی اور اول صورت کے اندر لا یثنی ولا یجمع
صید اصطلاح کے اندر کہتے ہیں حیوان متوحش غیر مملوک کو ذبح کے ذریعہ قبضہ میں کرنا **الفصل الاول**
64 **عن عدی بن حاتم** (ص ۳۵۷) کلب دو حال سے خالی نہیں یا معلم ہوگا یا غیر معلم۔ اگر غیر معلم ہے تو دو حال سے خالی ۲
نہیں یا تو وہ جو شکار لایا وہ زندہ ہوگا یا مرا ہوا ہوگا اگر مرگیا تو اسکا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر زندہ
ہے تو اسکو حلال کرکے کھانا جائز ہے اور اگر وہ کلب معلم ہے تو اسکا شکار حلال ہے اور کھانا جائز ہے
اور کلب معلم یہ ہے کہ جب اسکو چھوڑا جائے تو چلا جائے اور جب آواز دیکر بلایا جائے تو رک جائے اور تیسری
شرط یہ ہے کہ وہ خود اس شکار کو نہ کھائے امام مالک کے نزدیک ایک روایت میں تیسری شرط ہے اور ایک
روایت ہے کہ اس شرط کا ہونا ضروری نہیں ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک اور شرط بھی ہوگی وہ یہ کہ وہ کلب
اپنے دانت کے ذریعہ ویسے خون کو نکالدے ورنہ وہ موقوذہ کے اندر داخل ہوگا اور کھانا جائز نہ ہوگا
دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ ان تینوں یا چاروں شرطوں کا تعین حسب سابق ضروری ہے اسکو وہ معلم
کہا جائیگا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس شکار پر بسم اللہ پڑھی جائیگی یا نہیں اسکے اندر بھی اختلاف ہے
ائمہ ثلثہ فرماتے ہیں کہ ذبح وغیرہ کے وقت تسمیہ سنت ہے لہذا اگر کوئی ترک کر دے خواہ عمداً ہو یا
سہواً و نسیاناً ہو صورت کے اندر وہ جانور حلال ہے۔ ظاہریہ بالکل اسکے عکس کے قائل ہیں
یعنی ان لوگوں کے نزدیک اس جانور کی حلت کیلئے تسمیہ شرط ہے ورنہ وہ جانور حلال نہ ہوگا۔ مالکیہ اور
حنفیہ کے نزدیک اگر عمداً تسمیہ ترک کیا تو اسکا کھانا جائز نہیں اور وہ حرام ہے اور اگر سہواً و نسیاناً
ہے تو جائز ہے رفع عن امتی الخطأ والنسیان کے تحت۔ امام احمد کی ایک روایت ہے کہ اگر تسمیہ
کو عمداً چھوڑا تو اسکا شکار حلال ہے لیکن ذبح کے اندر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے دوسری روایت
امام احمد کی ہمارے موافق ہے اور تیسری روایت امام شافعی کے موافق ہے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر
وہ کلب اس جانور سے کھالے تو اب اس جانور کا کیا حکم ہے امام صاحب امام شافعی کا قول جدید

4064 امام احمد حسن بصری شعبی کے نزدیک اگر کھا لیا تو وہ شکار حلال نہیں اور کھانا جائز نہیں ہے اور امام مالک
کے نزدیک اسکا کھانا جائز ہے اور وہ حلال ہے امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ ہمارا استدلال پہلی حدیث
سے اور امام مالک کا استدلال حضرت ثعلبہ خشنی کی حدیث سے ہے اب ان دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہے
بعض لوگوں نے یہ جمع کیا کہ اگر اس کلب نے اس جانور کو پکڑ کر مار ڈالا فوراً کھا لیا تو وہ غیر معلم تھا اور اسکا
کھانا جائز نہیں ہے اور اگر بہت تاخیر کے بعد کھایا تو وہ معلم ہے اور اس جانور کا کھانا حلال ہے بعض
لوگوں نے یہ جمع کیا کہ جس روایت سے اس شکار کی حلت معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ باز وغیرہ کا شکار
اور جس سے حرمت معلوم ہوتی اس کے کلب کا شکار مراد ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ جو شکار آنکھوں سے
غائب ہو جائے اندر کئی دنوں بعد ملے تو اسکا کیا حکم ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک اگر اسکے جسم پر
نشانات اسکے اندر نہیں تو وہ حلال ہے اور کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر وہ اس شکار کے
اندر اس کی گردان رہا اور خود تلاش کیا تو اس کا کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام مالک کی ایک روایت ہے
کہ ایک رات گذرنے کے بعد کھانا حرام ہے دوسری روایت ہے کہ ایک رات گذرنے کے بعد بھی حلال
65 اور یہ تمام اختلافات اس وقت ہیں جبکہ اسکو میت ہونے کی حالت میں پکڑا ہو اور اگر زندہ پکڑا ہو تو وہ
ذبح کیا ہو تو حلال ورنہ اس کو کھانا جائز نہیں ہے ص ۳۵۷ وعنہ قال معراض بھاری تیر کو کہتے ہیں اور اس ۳۵۷/۶
حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی بھاری تیر پھینک کر مارا جس کی چوٹ سے وہ مر گیا تو اگر اسکے خون نکلا ہو
تو جائز ہے ورنہ وہ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس قسم کے ثقل کی وجہ سے مرا ہے اور یہ دلیل ہے حنفیہ کی
اس مسئلہ کی کہ بعض کے اندر تیر کا شرط یہ ہے کہ وہ [illegible] اسکے خون بھی نکالدے کیونکہ ذبح اس قسم کے
69 اندر خون کا نکالنا ہی ہوتا ہے یہ قید صحابہ میں بھی معتبر ہوگی ص ۳۵۷ عن عائشۃ اس حدیث سے ان لوگوں نے ۱۳
استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ تسمیہ [illegible] ہمارا جواب یہ ہے کہ یہاں تسمیہ کی بحث نہیں ہے
71 کہ [illegible] ص ۳۵۷ عن رافع بن خدیج اس مسئلہ کے اندر اتفاق ہے کہ ۱۸
سن وظفر کے علاوہ ہر دھار دار چیز سے ذبح جائز ہے سن اور ظفر کے اندر اختلاف ہے
امام شافعی کے نزدیک ظفر سن اور ہڈی وغیرہ سے ذبح جائز نہیں ہے [illegible]
سے ذبح جائز ہے ظفر اور سن [illegible] سے جائز نہیں ہے یہی مالکیہ کی ایک روایت ہے امام صاحب کے یہاں
(یعنی الآلۃ [illegible] ۱۲)
[illegible] جائز ہے بشرطیکہ منزوع ہو [illegible] یہی ایک روایت ہے تیسری روایت مالکیہ کی یہ ہے
مطلقاً جائز ہے اور اس حدیث سے جمہور کا نفی ہے یہ غیر منزوع [illegible] حبشہ کا ذکر ہے
اور ان لوگوں کی عادت یہ تھی کہ وہ غیر منزوع سے ذبح کرتے تھے [illegible] اس حدیث [illegible]
72 [illegible] ص ۳۵۷ عن کعب بن مالک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو جانور ۲۱
قریب الموت ہو اسکو ذبح کرکے حلال کیا جا سکتا ہے یہی [illegible] کا مذہب ہے [illegible]
اسکا کھانا جائز نہیں ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے یہی جمہور کا مذہب ہے
امام مالک کی ایک روایت جو مدونہ کے اندر ہے یہ ہے کہ جائز ہے ابن عبد الحکم نے امام مالک سے عدم جواز

4064 کی روایت نقل کی ہے عن ابن عمرؓ ص۳۵۷/۲۵ حضور نے اس حدیث میں اسراف سے منع فرمایا کہ آدمی بے وجہ کسی جانور کو ۳۵۷/۲۵
ذبح کرے کیونکہ یہ ذبح اضطراری کھانا نہ ہو اور اس کی اجازت اس وقت ہے جبکہ ذبح اختیاری ممکن نہ ہو
عن جابرؓ ص۳۵۷/۲۶ آدمی کے جسم سے کوئی عضو کاٹ لینا جائز نہیں اسی طرح جانور کا ایسی حالت میں کوئی چیز کاٹ کر کھانا
جائز نہیں بلا خلاف ہے اور یہ جو ابل کا اس کی علاوہ اعضاء کاٹنا ہے وہ مردار کے حکم میں ہے ۳۵۸/۶
82 کہ مستحب ہے حنفیہ کے ہاں مکروہ ہے کیونکہ تذکیہ اس کے اہل سے الفصل الثانی عن ابی العشراء ص۳۵۸/۶
ولو طعنت فی فخذھا لاجزأ عنک الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فخذ کا اندر اور دیگر مقامات سے جانور کا ذبح
کرنا جبکہ وہ جانور معقور ہو والانہ ہو تو اس کے تحریم ذبح اور یہ ہے کہ اور اس ذبح جائز نہیں ہے
تو یہ حدیث ظاہر کا خلاف ہے اسی وجہ سے بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا اور امام ترمذی
اسی طرح یزید بن ہارون وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے امام نسائی امام ابوداؤد وغیرہ نے
93 یہ توجیہ کی کہ وہ متوحش ہو اور اگر جانور بھی نہ ہو ایسی صورت میں بھی جائز ہے عن ابی سعید الخدریؓ ص۳۵۸/۲۵ ۲۵
اگر جانور ذبح کیا اور اس کے بطن سے بچہ نکلا تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تام الخلقت ہوگا یا نہیں اگر
غیر تام الخلقت ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر تام الخلقت ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے
بشرطیکہ وہ زندہ نہ ہو اور اگر زندہ ہے تو اس کو ذبح کیا جائیگا۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ حال سے خالی نہیں
یا تو اس کے بال نکل آئے یا نہیں اگر نکل آئے تو جائز ہے ورنہ نہیں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مستقل جانور ہے
اور اس کا ذبح الگ ہے امام شافعیؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ لیکن
علماء نے جواب دیا کہ یہ استدلال ہوگی تو صحیح ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کا اس کی جگہ رشتہ الاّ کا مطلب یہ ہے
کیونکہ ذکوۃ امہ میں مرفوع ہے ایک روایت میں منصوب ہے جو بنزع الخافض تو مطلب ہوگا
کہ جنین اپنی ماں کے ذبح کیا جاتا ہے یا اس کو ذبح کیا جائے دونوں جواب صحیح ہیں
دی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں بالکل ایک دوسرے کا عین ہوجاتے ہیں علیحدہ مستقل ۳۵۹/۸

باب ذکر الکلب

(الفصل الاول)

99 عن ابی ھریرۃؓ ص۳۵۹/۱۰ انتقص من اجرہ کل یوم قیراط الخ دوسری روایت میں ہے کہ قیراطان یعنی ۱۰/۱۰
ایک نماز جنازہ کے ثواب کا کہ اگر کوئی آدمی کسی کے دفن تک شریک ہو تو اس کو دو قیراط اور اگر صرف نماز جنازہ
میں شریک ہو تو ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور وہ ثواب ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور
کبھی کم ہو جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ قیراطان اور ایک قیراط کی روایت میں فرق ہوا
ہے بعض کہتے ہیں کہ دو قیراط ہیں کیونکہ بعض روایات میں کتا ذکر ہے اور دوسری روایت کا ذکر
اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے کہ ثواب کو اللہ زیادہ کرتا ہے
اور بعض روایات میں اس کی وجہ یہ ہے کہ دو قیراط کا ذکر ہے دونوں کو اس طرح جمع کیا ہے
بعض لوگوں نے یہ جمع کیا ہے کہ ایک قیراط پہلے بتایا گیا بعد میں زیادہ کر دیا گیا اور بعض لوگوں نے جمع یوں کیا
کہ مدینہ کے کتے کے اندر دو قیراط اور دیگر جگہ کا ایک قیراط ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

4099

ہوجاتی ہیں ایمان [illegible] حاصل ہو جاتا ہے مستقل ارادہ ہے

4100 عن جابرؓ آپ نے فرمایا کہ اسود بہیم کو قتل کرو کہ وہ شیطان ہوتا ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ شریر ہوتا ہے ٣٥٩/١١

اور دوسرا مطلب [illegible] شیطان [illegible] یا دوسرا مطلب یہ ہے کہ شیطان اس کی شکل میں شرارت کرتا ہے

باب ما یحل اکلہ وما یحرم ٣٥٩/١٩

(الفصل الاول)

56 عن ابی ثعلبةؓ [illegible] ایک حمار اہلی اور ایک حمار وحشی اس کا کھانا بالاتفاق جائز ہے اور ٢٢

حضورؐ سے ثابت ہے [illegible] علماء کا اختلاف ہے امام طحاوی نے جمہور سے عدم جواز نقل کیا ہے اور

امام مالک سے اس کے بارے میں تین روایتیں ہیں (۱) ممانعت مطلقاً (۲) جواز مطلقاً (۳) کراہت تحریمی

یہی اشہر الروایات ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز ہے وہ استدلال کرتے ہیں [illegible] ایسے ہی

حضرت خالد بن ابجر کی حدیث ہے وہ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور قحط سالی اور [illegible] اولاد کا ذکر کرتے ہوئے

اجازت طلب کی حمار وحشی کی آپ نے فرمایا کہ ان کا گوشت کھا لیا کرو جو لوگ عدم جواز کے قائل ہیں ان کا استدلال

اسی حدیث سے اور مختلف احادیث سے ہے اور اس حدیث ابجر کا جواب یہ ہے کہ یہ اضطرار پر محمول ہے

57 ~~[illegible]~~ عن جابرؓ [illegible] ٢٣

ہے کہ لحوم خیل کا کیا حکم ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک لحوم خیل حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے امام مالک کے

نزدیک مکروہ ہے بعض نے کراہت تحریمی اور بعض نے کراہت تنزیہی کہا ہے امام صاحب کی طرف رجوع فرمایا [illegible]

یہاں مکروہ ہے جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور جو لوگ عدم جواز کے قائل

ہیں وہ استدلال کرتے ہیں قرآن شریف کی آیت والخیل والبغال والحمیر سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی

غرض تخلیق زینت کو بیان کیا ایسے ہی [illegible] ایک حدیث آتی ہے [illegible]

اس کا جواب [illegible] فرمایا کہ وہ اول اسلام کا واقعہ ہے [illegible]

[illegible] امام صاحب [illegible] ایک روایت

59 [illegible] عن انسؓ [illegible] ٢٥

[illegible] بالاتفاق [illegible] جائز ہے [illegible] ابن ابی لیلیٰ اس کی کراہت کے قائل ہیں

10 عن ابن عمرؓ ضب [illegible] گوہ [illegible] اس کی خصوصیات [illegible] ٢٦

[illegible] اس کی عمر سات سو سال تک کی ہوتی ہے [illegible] پانی نہیں پیتا [illegible] چالیس دن

[illegible] ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے [illegible] اس کے دانت نہیں [illegible]

حلال ہے امام صاحب کے نزدیک اس کا گوشت حلال نہیں ہے ائمہ ثلاثہ کا استدلال اسی حدیث سے ہے

[illegible] جواب [illegible] اس حدیث کے اندر توقف کیا [illegible]

[illegible] ابن عباسؓ کی حدیث [illegible]

[illegible] حضورؐ کے دستر خوان پر [illegible]

ص۱۰/۵

کر جائز ہے جیسی تو آپ نے بشر قرآن پر آل ہے اور استدلال ایک حدیث سے ہے کہ حضور نے اسکے جاکھوں کو رنگنا
تو فرمایا کہ یہ قرآن ان جیسے ہے اور یہ معلوم ہوتا ہیں شاید یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے لہذا اسکو پینا کھانا
درست ہے ان لوگوں نے یہ اشکال کیا کہ اب اگر منسوخ ہے اسلئے تو الا اور یہ مسئل جاری نہیں ہوتا لہذا یہ کیسے
حکم منسوخ ہو سکتا ہے ہماری طرف سے جواب ہے کہ اسکا مقصد یہ ہے کہ وہ خبائث کی شکل میں ہوتا ہے تو الا
اور یہ مسئلہ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ان لوگوں کا جواب ابن عباس کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ جو جو
13 اس میں جب بھی بیمار ہو تو [illegible] ہے عن ابن ابی اوفی کنا نأکل معہ الجراد یعنی ہم لوگ آپ کے ساتھ ٣٦٠/٤
کھاتے تھے آپ نے منع نہیں فرمایا جراد کے حکم کے اندر اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز ہے کہ بہر کیف
اور مالک کے یہاں جائز ہے بشرطیکہ اسکا تذکیہ ہو گیا ہو اور وہ تذکیہ یہ ہے کہ اسکے سر کو کاٹا
دیا جائے اور بعض کے نزدیک تذکیہ یہ ہے کہ اسکو تیل کے اندر بھون دیا جائے قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ
جراد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جراد جو [illegible] ہوتا ہے اسکے کھانے کے اندر اختلاف نہیں ہے جائز ہے اور ایک
14 جراد کی دوسری قسم ہے جسکے اندر سفید وغیرہ ہوتا ہے اسکو کھانا جائز نہیں ہے عن جابر اس مسئلہ ١٢
کے اندر اتفاق ہے کہ مچھلی [illegible] حلال ہے اور اسکا کھانا جائز ہے لیکن سمک الطافی یعنی وہ مچھلی
جو پانی کے اوپر آ جائے تو اسکا کیا حکم ہے اکثرین کے نزدیک جائز ہے احناف کے نزدیک جائز نہیں
اکثرین کا استدلال اس حدیث سے ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غیر طافی پر محمول ہے
16 عن میمونة اگر کسی کھانے کے اندر کوئی جانور وغیرہ گر گیا تو اسکے حکم کے اندر اختلاف ہے ١١
اگر وہ کھانا خشک ہے تو بالاتفاق وہ کھانا پاک ہے اور اس جانور کو نکال دیا جائیگا اور جانبین سے کچھ حصہ
کو نکال پھینکے اور اگر وہ کھانا مائع کی شکل میں ہے تو جمہور کے نزدیک اسکا کھانا جائز نہیں ہے
اندر [illegible] امام زہری [illegible] جواز نقل کیا گیا ہے [illegible] وہ کھانا
مائع ہو یا غیر مائع اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غیر مائع
پر محمول ہے اور دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا القوھا وما حولھا اور ما حول غیر مائع کے اندر ہو سکتا ہے
مائع کے اندر نہیں ہو سکتا ہے مائع کی طرف تو یہ ہے کہ اگر اسکے اندر سے ہاتھ کے ذریعہ نکالا جائے
16 وہ جگہ فوراً پُر ہو جاتی ہے عن ابن عمر ذا الطفیتین اس سانپ کو کہتے ہیں کہ جسکی پشت پر
دو سیاہ خط ہوتے ہیں اور ابتر اس سانپ کو کہتے ہیں کہ جسکی دم کٹی ہوئی ہو آگے فرمایا یخطفان ١٣
البصر یہ مادہ کی جمع ہے یعنی [illegible] کے اندر [illegible] ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ [illegible]
18 [illegible] ہوگی کہ [illegible] کہتے [illegible] عن ابی السائب اس حدیث کا ١٦
اندر وارد ہوا کہ فحرجوا علیھا ثلاثا تحرج کا مطلب یہ ہے کہ اسکو قسم دیکر کہا جائیگا کہ یہاں سے چلے جاؤ
پس اگر وہ چلا گیا تو خیر ورنہ مار دیا جائیگا اور ثلاثا کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس تحریج کو تین مرتبہ کہا
جائیگا یا مطلب یہ ہے کہ یہ تحریج تین دن تک ہوگی دوسرا اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ یہ تحریج مدینہ
کے ساتھ خاص ہے یا عام بلاد کو شامل ہے علماء کے اسکے اندر دو قول ہیں بعض علماء فرماتے

4,118 جو سانپ بالکل سفید مثل چاندی کے ہوتا ہے اسکو قتل نہ کرو بلکہ وہ یقیناً جن ہوتا ہے اسکے مارنے کا کوئی
فائدہ نہیں ہے فانما ہو شیطان یعنی تین بار کہنے کے بعد اسکو قتل کر دو کیونکہ وہ مسلمان جن نہیں بلکہ شیطان ہے

19 ص ۳۶۱ عن ام شریک رضی اللہ عنہا الوزغ جمع اوزاغ - گرگٹ کو کہتے ہیں اسمیں اشکال ہے کہ آپ نے جو علت اسکے مارنے کی ۳۶۱ / ۱
بیان فرمائی کہ کان ینفخ علی ابراہیم یہ شرارت تو خاص اسی گرگٹ کی تھی اسکے عوض میں اب سب کو مارنا
کو ضم نہیں کیا جائیگا جبکہ قرآن میں ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری - اور اسکا یہی کہ اسکے بعد جو حدیث
ہے اسکے اندر نبی کا قصہ بھی اس اعتراض کی دلیل ہے کہ ایک نبی نے نمل کا قریہ جلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے
نکیر فرمائی اسکا جواب دیا گیا یہ حضور نے بطور مشابہت کے تشبیہ فرمایا بلکہ اسکی خبث باطنی کی طرف اشارہ

26 فرمایا الفصل الثانی عن ابن عمر ص ۳۶۲ - نہی عن اکل الجلالۃ الخ جلالہ کہتے ہیں جو جانور کثرت سے گندگی کھاتا ہو ۹
انکے متعلق فرماتے ہیں کہ اسکو تین روز باندھ دیا جائیگا جس سے معلوم ہو جائیگا کہ اب اسکے اندر کی بدبو
ختم ہو گئی - امام مالک کے نزدیک باندھنے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی کھانا جائز ہے اسکا اثر نہیں
رہ جاتا ہے حول سے کہ غسل سے ختم ہو گیا اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ خود اسکو اسی طرح چھوڑ دیا جائے
کھالیا جائے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسکو ذبح کرکے اس کے گوشت کو پاک کیا جائیگا

45 ص ۳۶۲ عن ابن عباس :- اس حدیث کے اندر نملہ کے مارنے سے ممانعت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسکے اندر منفعت ہے کہ اسکے ۳۶۲ / ۹
شہد وغیرہ نکلتا ہے اور ہدہد صرد کے اندر کوئی ضرر نہیں ہے اسلئے منع فرمایا کہ بے فائدہ جب کوئی نقصان
کسی کو نہیں پہنچاتا تو اسکو قتل سے کیا فائدہ - حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ ہدہد سے آپ نے اسلئے منع فرمایا
کہ وہ حضرت سلیمان کی دلیل تھا اور صرد سے اسلئے منع فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دلیل تھا
بیت اللہ کی طرف - اور نملہ کے اندر شفاء ہے اسلئے منع فرمایا دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اگر یہ جانور ایذاء
پہنچاتے ہیں تو ان کو قتل کرنا جائز ہے فقط واللہ اعلم -

باب العقیقۃ (الفصل الاول) ۳۶۲ / ۱۵

عقیقہ ماخوذ ہے عق یعق سے جسکے معنی کاٹنے کے ہیں کیونکہ اسکے بال وغیرہ بھی کاٹا جاتا ہے بعض
لوگوں نے کہا کہ عقیق ان بالوں کو کہتے ہیں جو اسکے سر پر ہوتے ہیں چونکہ وہ کاٹے جاتے ہیں اسلئے اسکو
عقیقہ کہتے ہیں - اسکے حکم کے اندر اختلاف ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے -
امام مالک کے نزدیک مستحب ہے - امام صاحب سے روایات مختلف ہیں ایک روایت یہ ہے کہ لیست بسنۃ
اب بعض نے اسکی تفسیر یہ کی کہ یہ بدعت ہے علامہ عینی نے اسکی تردید فرمائی اور فرمایا کہ اسکا مطلب یہ ہے
کہ سنت مؤکدہ نہیں ہے - ابن عابدین شامی نے اور علامہ انور شاہ کشمیری نے استحباب کی تصریح فرمائی ہے
علامہ عینی وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے - بعض نے امام صاحب سے جواز نقل کیا ہے یعنی اباحت - اہل ظواہر
کے نزدیک واجب ہے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں باب کی پہلی حدیث کے اندر فاھریقوا عنہ دما سے کہ یہ امر
وجوب کیلئے ہے - جمہور کا استدلال عدم وجوب کے اندر عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث ہے

49 ص ۳۶۳ عن سلمان :- واميطوا عنه الاذى الخ اذی سے مراد یا تو بال وغیرہ ہیں یا مطلق اذی مراد ہے - ۱۵

415

٣٦٢
عن عائشة: وحنکهم تحنیک کے معنی ہیں کھجور، چھوارہ وغیرہ بچہ کے منہ میں چبا کر ڈالا جانا یہ مستحب ہے ٣٦٢/١٧

51 عن اسماء: اول مولود سے مراد فی المہاجرین ہے ورنہ انصار کے اندر حضرت نعمان بن بشیر اول مولود فی الاسلام ہیں ١٨

52 الفصل الثانی عن ام کرز: اقروا الطیر اسکا مطلب یہ ہے کہ عرب کے اندر دستور تھا کہ جب کوئی کام کرنے ٢٠
جاتا تو وہ جانوروں کو اڑاتا تھا اور دیکھتا تھا کہ اگر وہ دائیں جانب اڑے تو یہ اس مقصود کا پیش خیمہ سمجھا
اور وہاں چلا جاتا تھا ورنہ اپنے کام سے رک جاتا تھا حضور نے اس کو منع فرما دیا اس مطلب کو امام شافعی نے
بیان فرمایا بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو اپنے گھونسلوں سے مت اڑاؤ اور ان کو تکلیف
نہ پہنچاؤ اول مطلب صحیح اور راجح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکے کی جانب سے عقیقہ کے اندر دو شاۃ
اور لڑکی کی جانب سے ایک شاۃ ہوگی اسی کو جمہور نے اختیار فرمایا ہے امام مالک سے منقول ہے کہ ان کے یہاں دونوں

53 جانب سے ایک ہے عن الحسن: الغلام مرتھن اسکا مطلب امام احمد نے بیان فرمایا کہ اگر بچہ کا عقیقہ ٢٣
ہو گیا تو سفارش کرے گا قیامت کے روز اور اگر عقیقہ نہیں کیا تو سفارش نہیں کرے گا۔ اب مسئلہ کہ عقیقہ
کب تک کیا جائیگا امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر ان سات ایام کے اندر نہیں کیا تو اب عقیقہ ختم ہے اور ائمہ
ثلاثہ فرماتے ہیں کہ ختم نہیں ہوگا بلکہ اسکے بعد بھی سات روز یا اس کے سات روز بعد غرضکہ ختم نہ ہوگا
اور کرنا چاہئے ائمہ نے ضعف فرمایا ہیں وفی روایۃ لا محمد والی داؤد ویدمی مکان ویسمی اگر بعض نے
اسکو غلط قرار دیا ہے لیکن ابن حزم ظاہری حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو راجح قرار دیا ہے چنانچہ قتادہ
اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک تدمیہ ہوگا یعنی اسکے سر پر خون ملا جائیگا اگر ائمہ کے نزدیک تدمیہ نہیں ہوگا

55 عن ابن عباس: بعض روایت کے اندر کبشا کبشا اور بعض کے اندر کبشین کا ذکر ہے بعض علماء نے اس ٣٦٣/١
کے اندر ایک جمع یہ کیا کہ ایک آپ نے یوم ولادت کے اندر ذبح فرمایا اور ایک ساتویں دن عقیقہ کے روز
ذبح فرمایا بعض لوگوں نے دوسرا جمع کیا کہ ایک آپ نے ذبح فرمایا ہوگا اور ایک کا حضرت علی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو

56 حکم دیا ہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ الخ: اس حدیث پاک کے اندر لا یحب اللہ العقوق کی علت ٣
راوی نے بیان کی کہ کانہ کرہ الاسم۔ شارح مشکوۃ حافظ فضل اللہ تورپشتی اس حدیث کی شرح کے ذیل
میں فرماتے ہیں کہ یہ علت بیان کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ عقوق کا اطلاق بہت سی احادیث کے اندر آچکا
ہے لہذا اب اس کی تاویل یہ کیجائیگی کہ اس رجل پر عقیقہ کا حکم مشتبہ ہوگیا تو اس نے حضور سے پوچھا تو
آپ نے اسکی توجہ اس طرف سے ہٹانا چاہتے فرمایا اور رغبت کو ختم کرنا چاہتے فرمایا کہ ان اللہ لا یحب العقوق۔
بعض لوگوں نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ اس نے حضور سے کہا ہوگا کہ آپ نے اس کا نام جو عقیقہ رکھا ہے یہ
مناسب نہیں کیونکہ یہ عقوق سے ہے اور اس کا معنی نافرمانی کے ہیں بچہ کیلئے ابتداء ہی میں ایسے نام سے
بدفالی لی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں عقیقہ اور چیز ہے اور عقوق اور چیز ہے لا یحب اللہ العقوق۔

57 عن ابی رافع: اذن فی اذن الحسن بن علی الخ صاحب شرح السنۃ نے عمر بن عبد العزیز سے نقل کیا کہ آپ دائیں ٥
کان کے اندر اذان اور بائیں کے اندر اقامت کہتے تھے تاکہ سب سے پہلے بچہ کے کان میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید پہنچے اور رسالت اور معاد
تذکرہ پہنچ جائے۔ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ اذان و اقامت یہ سمجھو کہ جنازہ کی نماز کیلئے ہیں گویا تنبیہ کیجاتی ہے ان
کو کہ وہ آخرت اور موت سے غافل نہ ہو کیونکہ جنازہ کی اذان ہو چکی اور اب نماز تیار ہے

كتاب الأطعمة (الفصل الاول)

4157 الاطعمہ طعام کی جمع ہے جو ہر وہ ماکولی ہے کا اثر اطراف میں ہو اسکی جمع افعال کی وزن پر آتی ہے جیسے ارغفہ ٣٦٣/٨
59 عن عمرو بن ابی سلمۃ :- اس حدیث پاک کے اندر حضور نے تین امر فرمائے اکثر حضرات کے نزدیک یہ اوامر ثلاثہ سنت ٦
کیلئے ہیں۔ ظاہریہ کے نزدیک تسمیہ یا امر وجوب کیلئے ہے امام احمد کی بھی روایت ہے علامہ شوکانی کا اسکی طرف میلان
ہے۔ جمہور کے نزدیک استحباب کیلئے کل بیمینک کے متعلق امام شافعی سے وجوب منقول ہے علامہ تقی الدین سبکی نے
66 اسی کو راجح قرار دیا ہے عن ابن عباس :- لا یمسح یدہ حتی یلعقہا او یلعقہا :- یعنی آپ اپنے ہاتھ ١٨
کو پہلے چاٹ لیتے تھے اور پھر صاف کرتے تھے ایک تو اپنی لطافت طبعی کی وجہ سے اور دوسرا اسکے اندر برکت ہے
اگر راوی کو شک ہے کہ یلعق مجرد ہے یا متعدی ہے او تنویع کیلئے ہے۔ بعض لوگوں نے یُلعِق باب افعال
سے اسکی تردید کردی لیکن امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو مطلب ہوگا کہ اپنے بچوں وغیرہ کسی کو
68 چٹوا دیتے تھے۔ بعض نے مطلب بیان کیا کہ خود اپنے آپ کو چٹوا دیتے تھے عن ابی جحیفۃ :- لا آکل متکئاً ٢٢
اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا دوسرا مطلب ہے کہ ایک جانب کی طرف مائل ہو کر نہیں کھاتا تیسرا
مطلب ہے کہ بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر نہیں کھاتا اور وجہ یہ ہے کہ یہ متکبرین کی عادت ہے نیز ایسی صورت میں زیادہ
کھایا جاتا ہے جس سے فوقیت کا اندیشہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اتکاء آپ کیلئے خاص تھا دوسروں کو
اجازت ہے لیکن امام بیہقی نے ان کا تعقب کیا اور کہا کہ جو ایک کیا ہے یہ بغیر عذر کی حالت کے اندر ہے عذر
69 عذر کی صورت میں عام اجازت ہے عن قتادۃ :- خوان میز کی شکل کا دستر خوان ہوتا تھا جیسے میز کی چار
ٹانگیں ہوتی تھیں ایسے ہی وہ بھی ہوتا تھا۔ سکرجہ مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ یہ سکورے کا معرب ہے چھوٹی
چھوٹی مٹی کی پیالیاں ہوتی ہیں کیونکہ ایسے چیزوں کے اندر متکبر لوگ کھاتے ہیں اور نیز ایک جگہ کے اندر
73 کھاتے تھے تو یہ ناکافی رہتے تھے اسلئے آپ نے فرمایا کہ میں ان کے اندر نہیں کھاتا ہوں وعنہ :- ان رجلاً کان ٣٦٤/٢
یاکل اکلاً کثیراً فاسلم الخ ان رجل کے نام کے اندر بہت اختلاف ہے (۱) ابو غزوان (۲) نضلہ بن نضلہ (۳) جہجاہ
غفاری (۴) نضلہ ابن عمرو غفاری (۵) ابو بصرہ غفاری (۶) ثمامہ بن اثال اسکے علاوہ اور بہت سے اقوال
ہیں۔ دیکھیں اشکال ہے کہ اطباء کہتے ہیں کہ انسان کے جسم کے اندر چھ آنت ہوتی ہیں اور اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ سات ہوتی ہیں اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ اس کے بیان تکثیر مقصود ہے جواب ۲ آپ نے معدہ کو شمار کر لیا
دوسرا اشکال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مومن کم کھاتا ہے حالانکہ واقعہ اسکے
خلاف بھی ہوتا ہے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ مومن سے مومن کامل مراد ہے جواب ۲ ابو عبیدہ معمر بن
مثنی اور امام طحاوی نے جواب دیا کہ یہ ایک کافر کے متعلق فرمایا قضیہ شرطیہ ہے جواب ۳ قضیہ مہملہ ہے
یعنی بعض کے اندر ہوتا ہے اور بعض میں نہیں جواب ۴ آپ نے اکثر کے اعتبار سے فرمایا جواب ۵ مومن کو ترغیب
80 دینی مقصود ہے کہ دنیا کی طرف رغبت کم ہونی چاہیے عن انس :- اس پر اشکال ہے کہ یہ ماقبل کے اندر ١٢
حدیث گزری کہ کل مما یلیک اور اس حدیث کے اندر چاروں طرف سے کھانا ثابت ہے اسکا جواب
یہ ہے کہ ماقبل والی حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب ایک ہی قسم کا کھانا کھایا جا رہا ہو اور جس کو ہر طرف سے کھانا ثابت
81 ہے اسکا محمل یہ ہے کہ جب انواع مختلف کا کھانا سامنے ہو عن عمرو بن امیۃ :- اس حدیث سے ١٤

4181 لحم کو سکین کے ساتھ قطع کر کے کھانا ثابت ہے اور فصل ثالث کی حدیث عائشہ کے اندر قطع لحم بالسکین
کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اسکا جواب دیا کہ حضرت عائشہ والی روایت کے اندر ابو معشر نجیح مسندی ایک راوی
ضعیف ہے چنانچہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے لیکن بعض نے ابن الجوزی کا تعاقب
کیا اور بعض نے تطبیق کی صورت اختیار کیا اور یہ تطبیق دی کہ اگر گوشت خوب پختہ ہو تو بغیر سکین
69 کے کھایا جائے اور اگر کچا ہو تو اجازت ہے ص ۳۶۴ / ۱۶ عن عائشة اس حدیث کے اندر حلواء سے مطلق ۳۶۴ / ۱۱
شیرینی مراد ہے اور دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ آپ کو عسل محبوب تھا اس لئے لیلۃ المعراج
کے اندر جب آپ کے سامنے شہد شراب دودھ پیش کیا گیا تو آپ نے اسی وقت دودھ کو اختیار
فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کو لبن پسند تھا اسکا جواب دیا کہ جب مطلق پسند کا معاملہ ہوتا تو لبن
پسند فرماتے اور میٹھی چیز ہونے کی بناء پر شہد کو پسند فرماتے اور پسند فرمانے کا مطلب یہ نہیں کہ ان اشیاء
88 کا اہتمام فرماتے بلکہ اشیاء کے اندر ان کو پسند فرماتے تھے ص ۳۶۴ / ۲۳ عن ابن عمر اس حدیث سے جو روٹی ۳۴
اور قرآن کی ممانعت ہے علامہ عثمانی نے بیان کیا کہ یہ اسوقت ہے جبکہ تنگی کی حالت ہو اور یہ حکم اوائل
ہے جب الحدیث کے اندر قلت تھی اب کوئی مضائقہ نہیں ہے ص ۳۶۵ / ۱۳ عن المقدام کیلوا الطعام الخ اس پر اعتراض
ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کے انتقال کے بعد ہمارے پاس جو غلہ تھا ہم نے اسکا کیل کیا جس کی وجہ
سے وہ جلد ہی ختم ہو گیا یعنی کیل کی وجہ سے بے برکتی ہوئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیل کی
وجہ سے برکت ہوتی ہے دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ یہاں کیل تو بیع و شراء کیلئے ہے اور اس حدیث
4200 کے اندر اکل کیلئے کیل تھا اسوجہ سے بے برکتی ہوئی ص ۳۶۵ الفصل الثانی عن ابی ایوب اس حدیث ۳۶۵ / ۱۸
سے معلوم ہوا کہ کھانا کے شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہئے امام نووی فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم پورا پڑھنا اولی ہے مطلق بسم اللہ سے امام غزالی فرماتے ہیں کہ اول لقمہ پر بسم اللہ اور ثانی لقمہ پر
بسم اللہ الرحمن اور ثالث لقمہ پر پوری بسم اللہ پڑھے علامہ فرماتے ہیں کہ پورا پڑھنے کی اصل حدیث
سے ثابت نہیں ہے صاحب عوف نے علامہ انور شاہ سے نقل کیا کہ حدیث سے صرف بسم اللہ ثابت ہے
اب یہ کہ اگر ایک بڑی جماعت بیٹھ کر کھانا کھا رہی ہے تو ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا ایک دو
کی تسمیہ کافی ہے بعض نے کہا کہ کافی ہے اور ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ ہر ایک کو بسم اللہ پڑھنا چاہئے کیونکہ
ایک حدیث سے معلوم ہوا کہ چند لوگ کھانا کھا رہے تھے بعد میں ایک آدمی نے بغیر بسم اللہ کے شروع
کر دیا مگر اس کے کھانے کے اندر بے برکتی ہوئی تو دیکھو ایک کے بسم اللہ نہ پڑھنے سے برکت ختم ہو گئی اس کا
جواب ملا علی قاری نے دیا کہ اگر ایک ساتھ تمام جماعت کھانا شروع کرے تو ایک دو کا پڑھنا کافی ہے
03 ص ۳۶۵ / ۲۲ عن امیة بن مخشی استقاء ما فی بطنه الخ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے قی کر دیا جو کھانا کھایا ۲۲
وہ دوسرے نے کھا لیا اور کھانے کے اندر برکت ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا کھانا اس نے کھایا تھا اس کی
قی کر دینے کے بعد اتنے کھانے کے اندر برکت ہوئی وہ بسم اللہ کی وجہ سے بغیر کھائے ہوئے ہو جائیگی
بعض لوگوں نے کہا کہ شیطان کے اکل کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ جمع کر کے اپنے پاس رکھتا ہے اور جب شخص

4225 بالشمر جو کھاتے ہے تو وہ واپس کر دیتا ہے **عن عائشة** البطیخ اسکے مصداق کے اندر اختلاف ہے بعض ٣٦٧/١
لوگوں نے کہا کہ اس سے بطیخ اخضر یعنی تربوز مراد ہے کیونکہ آپ نے بطیخ کو ٹھنڈا قرار دیا اور ٹھنڈا تربوز ہوتا
ہے خربوزہ نہیں ہوتا بلکہ وہ گرم ہوتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے خربوزہ کچا مراد ہے کیونکہ وہ ٹھنڈا
ہوتا ہے اور پکا گرم ہوتا ہے۔ مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ کچا مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ غیر معتاد ہے
بلکہ آپ نے پکا خربوزہ تناول فرمایا اور ٹھنڈے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اسکو کاٹ کر رکھ دیا
جاتا ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اس سے خربوزہ مراد ہے چنانچہ ایک روایت
کے اندر خربوزہ کی تصریح وارد ہے اور اگرچہ اسکو اطباء گرم بتلاتے ہیں لیکن حضور نے اسکو جب
ٹھنڈا قرار دیا تو وہ ٹھنڈا ہی ہے کیونکہ بعض اشیاء کے ٹھنڈا گرم ہونے کے اندر خود اطباء میں اختلاف ہے
ایک اعتراض ہوتا کہ ماقبل کے اندر ایک حدیث گذری کہ قران دو شی کے درمیان نہ کیا کرو اور یہاں آپ نے
رطب اور بطیخ کے اندر قران ہی فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث غیر مملوک چیزوں کے متعلق ہے اور یہاں یہ
دونوں چیزیں اپنی مملوک تھیں اور جواب یہ ہے کہ وہ نہی قلت الطعام کے زمانہ کی تھی اور یہ بعد کا واقعہ ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں کو ملا کر کھانا حرص کی دلیل ہے اسکا جواب دیا کہ ایک ہی نوع کو ملا کر کھانا
دلیل حرص ہے متعدد اشیاء اور مختلف انواع کی اشیاء کے اندر یہ دلیل حرص نہیں ہے۔ اسی لئے آپ نے
دونوں کو ملا کر تناول کیا یا حکیم ترمذی نے جواب یہ دیا کہ آپ کو خواہش ہوگی اور نفس کا حق بھی انسان پر
ہوتا ہے اسلئے تناول فرمایا یا جواب یہ کہ گھر کے اندر یہ دونوں اشیاء اکٹھی ہوں گی یا کسی مہمان کی وجہ سے آپ نے
منگائی ہوں گی تو خیروں کی ان میں کیتے آپ نے ~~کھایا~~ تناول فرمایا اور تیسری وجہ وہ بیان کی جو خود
26 حدیث پاک کے اندر ہے **عن سلمان** اس حدیث کے اندر الفراء کے مصداق کے اندر چند اقوال ہیں ٢
(۱) کار وحشی اس سے مراد ہے (۲) امام ترمذی نے اس حدیث کو باب لبس الفراء کے اندر ذکر فرمایا جس
معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پوستین مراد ہے علامہ سیوطی کی بھی یہی رائے ہے البتہ زنبورش زیادتی کی گئی
28 کی پوستین مراد ہے **الفصل الثالث عن المغيرة** ضفت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم اسکے ٢١
مطلب کے اندر کچھ اختلاف ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ ہم دونوں کسی شخص کے مہمان تھے
علامہ زین العرب شارح مصابیح فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ میں حضور کا مہمان تھا بعض لوگوں نے
اس مطلب کو ضعیف قرار دیا کیونکہ حدیث کے اندر وارد ہے مع النبی لیکن یہ لفظ صرف ابوداود کے اندر
ترمذی کے اندر نہیں ہے لہذا اگر ابوداود کی حدیث کو ترمذی کی طرف راجع کیا جاتا تو اب دونوں مطلب
صحیح ہو جاتے لیکن اب یہ کہ یہ ضیافت کس جگہ ہوئی بعض لوگوں نے کہا کہ ضباعہ بنت الزبیر کے گھر کے
اندر ہوئی اس صورت میں علامہ طیبی کا مطلب درست ہوگا اور بعض نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ
کے مکان کے اندر یہ ضیافت ہوئی اس صورت میں دونوں مطلب کے اندر یہ جمع ہو سکتا ہے کہ وہ
ایک اعتبار سے حضور کا گھر ہے لہذا طرف ایک کی ضیافت ہوئی اور اس اعتبار سے کہ وہ حضرت میمونہ
کا مکان ہے تو حضور اور حضرت مغیرہ دونوں کی ضیافت ہوئی و کان شاربہ وفاء تشاربہ کی تحریر

4236 حضرت مغیرہ کی طرف راجع ہے ملا علی قاری نے دو احتمال اور بیان فرمائے کہ حضرت بلال کی طرف راجع ہو
یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو اور اقصہ کا مطلب ہے کہ میں تم کو کاٹ کر تبرک کے طور پر دیدوں گا
ملا علی قاری نے اس مطلب کو رد کر دیا ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر وارد ہوا کہ شاربی وفاۃ
علی سواک اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ تم مسواک کر لو جب مونچھیں کم ہو جائیں گی تو میں کاٹ دوں گا اور
دوسرا مطلب ہے کہ مسواک پر رکھیں گے اور ہم کاٹ دیں گے چنانچہ ایک روایت کے اندر ہے فوضع السواک
39 تحت شاربہ یہ طیالسی اور بیہقی دونوں کی روایت کے اندر ہے عن انس ؓ سید ادامکم الملح ۳۶۸/۵
ایک حدیث کے اندر ہے سید ادامکم اللحم اب اعتراض یہ ہوگا کہ ملح کی سیادت لذت کے اعتبار سے ہے
اور لحم کی سیادت نفس لحم کے اعتبار سے ہے اور ایک جواب ہے کہ من سید ادامکم الخ

باب الضیافۃ (الفصل الاول) ۲۱

ضیافت کے معنی لغت کے اندر مائل ہونے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر اس کے معنی مہمان ہونے کے ہیں کیونکہ مہمان اہل
میزبان کی منزل کی طرف مائل ہوتا ہے اس کے حکم کے اندر اختلاف ہے لیث بن سعد کے نزدیک ایک واجب ہے
ایک دن ایک رات کی ضیافت ۔ امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے ۔ ائمہ ثلثہ کے یہاں سنت ہے واجب
43 نہیں ہے اسلام کے محاسن میں سے ہے عن ابی ہریرۃ اس حدیث سے وجوب پر استدلال کیا گیا ہے آگے ۱۱
فرماتے ہیں فلیقل خیراً او لیصمت یعنی اگر کلام کرے تو سوچ سمجھ کر کرے کہ اسکا انجام حسن ہے یا نہیں ہے
44 عن ابی شریح الکعبی والضیافۃ ثلثۃ ایام بعض لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کے بعد جو فرمایا کہ جائزتہ ۱۵
یوم ولیلۃ یہ ان تین دن کے اندر داخل ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں کا محل الگ الگ ہے یعنی اگر
کوئی شخص قیام کی نیت سے آئے تو تین روز تک اسکا اکرام کرنا ضروری ہے اور جائزتہ یوم ولیلۃ
کا محل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی دیر کیلئے آئے تو اسکی ضیافت یہ ہے کہ اسکے ساتھ کم از کم ایک
45 وقت کا توشہ ساتھ کر دے عن عقبۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میزبان اگر ضیافت کا ۱۷
حق ادا نہ کرے تو حق ضیافت خود وصول کر لینا چاہئے لیکن یہ جمہور کے مذہب کے خلاف ہے اسکا جواب
یہ ہے کہ یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جواب۲ اہل ذمہ اس حدیث کا محل ہیں جواب۳ امام ترمذی
فرماتے ہیں کہ مضطر اس حدیث کا محل ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ تاوان ادا کرے اور بعض نے کہا کہ ادا
کرنا ضروری نہیں ہے جواب۴ اس حدیث کا محمل ضرورت ہے یعنی ضرورت کے وقت لے لو اور بعد میں واپس کر دو
46 عن ابی ہریرۃ اس حدیث کے اندر جو واقعہ مذکور ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ابو الہیثم ابن التیہان ۲۰
کے مکان پر پیش آیا اور بعض روایات کے اندر ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر پیش آیا جمہور نے
جمع یہ کیا کہ تعدد پر محمول ہے اس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ لتسألن عن ھذا النعیم الخ اس
پر اشکال ہے کہ ایک دوسری روایت کے اندر ہے کہ تین چیزیں صرف حلال ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ سوال کی وجہ
گرفت ہو جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال تعذیب کیلئے مراد نہیں بلکہ سوال تعداد نعم کے
متعلق ہے بعض نے کہا کہ اسکا مطلب ہے کہ ان سے یہ پوچھا جائیگا کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا

باب الفصل الثانی صـ ٣٧٠

4246 یہ باب مصنف علیہ الرحمۃ نے بلا ترجمہ اسلئے ذکر کیا کہ اسکا تعلق ماقبل والے باب سے ہے اور اسی قسم کی احادیث ہیں ۳۷۰/۱۰
مگر چونکہ ان کے اندر مضطر کا حکم بیان کیا گیا ہے اسلئے یہ الگ باب کے تحت بیان فرمایا۔ مضطر کہتے
اکل میتہ اور اکل حرام اسوقت جائز ہے جبکہ اسکو اپنی جان یا کسی عضو کے تلف کا خوف ہو۔ اب یہ
کتنی مقدار کھانا درست ہے اسکے اندر اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک سد رمق کی مقدار جائز ہے یہی حضرت
امام شافعی حضرت امام احمد کا ایک قول ہے اور ان دونوں کا دوسرا قول یہ ہے کہ بقدر شبع کھانا جائز ہے۔ امام مالک
فرماتے ہیں کہ بقدر شبع جائز ہے اور توشہ کے لئے ساتھ لے لینا بھی جائز ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اسوقت
سے کم اور سد رمق کی مقدار سے زیادہ کھانے کی اجازت ہے۔ جو لوگ بقدر شبع کے قائل ہیں ان کا استدلال
باب کی پہلی حدیث سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ذلک وابی الجوع یعنی اسکے اندر بھوک کی بہت شدت ہوتا
ہوگا حالانکہ صبح و شام ایک پیالہ بقدر سد رمق کافی تھا لیکن آپ نے اسکو زیادہ کی اجازت دی۔ علامہ توربشتی
نے اسکا جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کیونکہ جو صبح و شام کا پیالہ ہوتا جماعت کیلئے ایک ہی ہوتا تو ہر ایک
ایک گھونٹ ہی مشکل سے کسی کو ملتا ہوگا اسلئے آپ نے اجازت دی ہے اسلئے ہم نہیں کہتے واللہ اعلم

باب الاشربۃ (الفصل الاول)

63 عن انس صـ ٣٧٠/١٥ اس حدیث کے اندر وارد ہوا کان یتنفس فی الشراب ثلاثا شراب مشروب کے معنی میں ہے اور ایک ۱۵
حدیث کے اندر آپ نے پانی کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا اور اس سے معلوم ہوا کہ آپ پانی میں سانس لیتے تھے اسکا
جواب دیا کہ یہاں پر مضاف محذوف ہے ای فی اثناء الشراب یعنی تنفس فرمایا ثلثا دوسری روایت کے
حکم دوسرا ہے حدیث پہلی یعنی اصل آپ کی عادت شریفہ تھی یعنی آپ ایک سانس میں نہیں پیتے تھے
بلکہ برتن کے اندر سانس لیتے دو یا تین مرتبہ اور آپ نے سانس کے اندر پیتے تھے جیسا کہ ایک
64 روایت کے اندر نفی اور ثلاث کی تصریح ہے عن ابن عباس صـ ٣٧٠/١٧ نہی فی السقاء مشکیزہ کے منہ سے پانی پینا منع ۱۷
ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک اندر پانی زیادہ ہوتا ہے جب زور سے آتا ہے تو اچھو لگ جاتا ہے جب معدہ پر پہنچے گا تو
اسکو تکلیف پہنچے گی (۲) اس مشکیزہ کا منہ چھوٹا اور کمزور ہوتا ہے جسکی وجہ سے پانی زیادہ لگ جائیگا
اور کپڑوں پر گر جائیگا (۳) اس منہ پر لعاب اور تھوک لگے گا جس سے دوسرے لوگ گھن کریں گے (۴) اسپر تھوک
کی وجہ سے اس مشکیزہ کا منہ خراب ہو جائیگا (۵) ممکن ہے کہ اسکے اندر کوئی موذی جانور ہو اور وہ
67 منہ میں چلا جائے یہ مختلف وجوہ ممانعت ہیں عن ابی ہریرۃ صـ ٣٧٠/١٩ اس حدیث قائم ہونے کی حالت میں شرب یا مارے ۱۹
نہی وارد ہوئی اسکے اندر روایات مختلف ہیں بعض سے نہی اور بعض سے اباحت معلوم ہوتی ہے اسکی وجہ
ہو گی کہ اسکے اندر اختلاف ہو گیا بعض کے نزدیک جواز کی روایات راجح ہیں اسکو ابو بکر اثرم نے اختیار کیا
بعض کہتے ہیں کہ ترجیح وغیرہ کچھ نہیں بلکہ جواز کی روایات نہی کی روایات کیلئے ناسخ ہیں۔ بعض لوگ
کہتے ہیں کہ نہی کی روایات جواز کی روایات کیلئے ناسخ ہیں یہ ابن حزم ظاہری کا طریقہ ہے لیکن اسکا
جواب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قیام کی حالت میں شرب ثابت ہے لہذا اباحت کی
روایت راجح ہوں گی۔ بعض نے دونوں احادیث کے اندر جمع کیا اور وہ یہ کہ نہی کی روایات نہی تنزیہی

4267 ص ۳۷۵

اور اباحت والی روایات اباحت مطلقہ پر محمول ہیں۔ ملا علی قاری کا رجحان اسی بات کی طرف ہے کہ اباحت والی
روایت کا محمل عام ترحم اور نہی والی روایت کا محمل مطلق عادی ہے اس جیسے کے اندر کلام ہے بعض
لوگ کہتے ہیں کہ ترحم اور وضو کا بچا ہوا پانی اس سے مستثنیٰ ہے ورنہ تمام عادی اسی نہی کے اندر داخل ہے
دیگر فرماتے ہیں محض نسبی وہی تشبیہ کا متعلق علامہ جوذی کا فرماتے ہیں کہ یہ قید اتفاقی ہے لہٰذا اتفاقی ہے اور
علامہ الطیبی رومی دیتے اندر داخل ہے امام نووی کا اتباع کرتا ہوں علامہ نووی کی یہی فرمایا ہے
70 علامہ فرماتے ہیں الشنی کے معنی ترک کے ہیں ص ۳۷۰ عن جابر اس حدیث کے اندر بات ہے کہ وہ لوگ کھڑا ۳۷۰/۲۴
پانی ہے جس پر رات گزر گئی ہو ڈھکے فرماتے ہیں والا کہ عمدا اس پر اعتراض ہوا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت کے
اندر ہے کہ لاتشربوا [illegible] کہ وہ نہی فرمائی اور کہا کہ آپ خود کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ
ابن ماجہ کی روایت ضعیف ہے جواب ۲ آپ نے جو نہی فرمائی ہے وہ نہی تنزیہی ہے اور یہاں بیان جواز
کیلئے کیا جواب ۳ نہی سے پہلے کا واقعہ اس حدیث کے اندر ہے یہیں آپ نے کھڑے ہو کر نفی فرمائی جواب ۴ یہ روایت
ضرورت پر محمول ہے اور اس حدیث کے اندر اللہ کی ضرورت کھڑے ہی ہے اور اس حدیث کے اندر ضرورت
یہ تھی کہ آپ کا بار بار پیاس لگتی تھی اور حاجت وضو ہونے کی صورت میں اسکی برو وہ کے اندر فرق انجانا
72 عن حذیفہ ص ۳۷۱ اور ذہب اور فضہ کے برتنوں کے اندر کھانا کھاتے ہیں۔ یہاں کا انداز میں یہ مکث کے نزدیک ۳۷۱/۲
جائز نہیں ہیں امام شافعی کا قول جدید ہے اور قول قدیم ہے کہ مکروہ ہے۔ داؤد ظاہری کے نزدیک کھانا پینا حرام
ہے پینا حرام ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ کھانا پینا جائز ہے اور اسکے علاوہ تمام استعمالات کا اس
دستور عمل میں اباحت لوس ہے۔ اور وجہ جمہور کی نزدیک مخالفت کی ہے کیونکہ اسکے اندر اسراف ہے
تشبہ بالجبابرہ ہے اور تکبر کی دلیل ہے دوسری چیز اس حدیث کے اندر ریشم حریر کا تذکرہ ہے
حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ عبد اللہ بن زبیر۔ حسن بصری۔ محمد بن سیرین دیگر حنابلہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور ایک
جماعت کی رائے اسکے برخلاف ہے کہ مطلق جائز ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک عورتوں کیلئے جائز ہے اور مردوں
73 کیلئے جائز نہیں ہے اسکے اندر تفصیل ہے مقبول کے اندر آگئی ص ۳۷۱ عن انس۔ اس حدیث کے اندر
راوی کا مصداق حضرت خالد بن الولید کو قرار دیا گیا ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت
75 خالد کو اجازت نہیں کہ سکتے الفصل الثانی ص ۳۷۲ عن ابن عمر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت ۱۰
ہو کر کھانا جائز ہے یہی جمہور کا مذہب ہے بعض لوگوں نے کھڑے ہو کر کھانے کا انکار کیا ہے امام غزالی
نے اس حدیث سے کہ بازار وغیرہ کے اندر کھانا جائز ہے علامہ نووی کہتے ہیں کہ اتنا عجوبہ ہے
نہیں ہے اس بازار کے اندر کھانا نہیں بعض ائمہ سے منقول ہے کہ عدالت ساقط ہو جاتی ہے ص ۳۷۱/۱۳ عن ابن عباس
یہ نہی کے اندر سانس لینے کی ممانعت اس وجہ سے کہ یہاں گرا ہوا وہ تو اس سانس کی گرمی ختم کر دیتی ہے
81 نیز دیگر گندگی گرتی تو لوگوں کو گھن محسوس ہوگی ص ۳۷۱/۱۹ عن ابن عمر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ۱۹
مشکیزہ کے منہ سے پانی تناول فرمایا اور اس کے پہلے ایک حدیث کے اندر نفی ہی الاوعیہ کی ممانعت وارد
ہوئی دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ نہی کا محمل بڑا مشکیزہ ہے اور غیر نہی روایت کا محمل چھوٹا مشکیزہ ہوگا

4281 بعض لوگوں نے جمع کیا کہ یہی حرام روایت نہی تنزیہی ہے اور جواز والی بیان جواز پر محمول ہیں فلا تعارض ۔ ۳۷۱/۲۷

باب النقیع والانبذة (الفصل الاول)

88 عن ابن عباس ص ۳۷۲ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نبیذ وغیرہ کو تین دن تک رکھ کر پیتے تھے اور اگلا ۳۷۲/۴
پہلے حضرت عائشہ کی حدیث ہے اس میں ہے کہ صبح بنائی جاتی تھی شام کو پیتے اور شام کو بنائی ہوئی صبح کو پیتے
کی بنائی ہوئی صبح کو پی لی تو دونوں میں تعارض ہوگا علامہ نووی نے جواب دیا کہ ایک دن کا
ہے تو اس کی نفی معلوم نہیں ہوتی جواب حضرت عائشہ کی حدیث گرمی پر محمول ہے کیونکہ گرمی میں اس میں اسکار
جلدی ہوتا ہے اس لئے ایک دن ایک رات رکھی جاتی تھی اور اس حدیث کا محمل سردی کا ہے

93 الفصل الثالث عن عبد اللہ ص ۳۷۲ اس حدیث سے حنفیہ کے اس مسئلہ پر استدلال کیا گیا کہ مفہوم مخالف ۱۳
معتبر نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جرّ احمر کے مفہوم مخالف سے استدلال کر کے جر ابیض کی اجازت نہیں پائی انکار کیا

باب تغطیة الاوانی ص ۳۷۳ کتاب اللباس (الفصل الاول) ۳۷۳/۱۰

لباس اسم ہے اگر یہ مصدر ہے تو اس کا مصدر بفتح اللام ہو تو اس کے معنی خلط ہو کے آتے ہیں
اور اگر بضم اللام ہو تو پہننے کے معنی میں ہوتا ہے ستر کا ڈھانکنا فرض ہے اور اوپر کی بعد لطف اسکا ذکر
4304 کا اندر تراشیب ہیں عن انس ص ۳۷۳ اس حدیث کے اندر احب الثیاب حبرة منقش چادر کو فرمایا گیا
اور شمائل ترمذی کی حدیث کے اندر احب الثیاب قمیص کو قرار دیا گیا دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ نقش
کے اعتبار سے حبرة اور رنگ وغیرہ کے اعتبار سے قمیص پسند فرماتے تھے اور ملا علی نے جواب دیا کہ من
05 احب الثیاب الخ عنہما ص ۳۷۳/۱۵ تقنیع جائز ہے اب یہ طیلسان جائز ہے یا نہیں ابن قیم نے اس کا ۱۵
انکار فرمایا اور کہا کہ اگر احادیث سے ثابت ہو جائے تو ضرورت پر محمول ہوگا اکثر ہیں کے نزدیک طیلسان جائز ہے
10 عن جابر ص ۳۷۳/۱۷ الرابع للشیطان الخ ہو ادوی فرماتے ہیں یہ حقیقی بالشیطان اس کا مطلب ہے ملا علی قاری فرماتے ۱۷
22 ہیں کہ اس کو اپنی حقیقی معنی میں رکھو کوئی تعارض نہیں ہے عن علی ص ۳۷۴ تشققہا حمرا بین النساء ۳۷۴/۱
بعض روایات کے اندر خمرا بین الفواطم وارد ہوا اس سے مراد حضرت فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ
بنت اسد اور حضرت فاطمہ بنت حمزہ ۔ فاطمہ بنت الولید فاطمہ بنت شیبہ یہ مصداق ہیں ۔
27 عن عبد اللہ بن عمرو ص ۳۷۴/۹ ثوب معصفر کا استعمال امام مالک اور شافعی کے ہاں غیر محرم کے لئے جائز ہے حنفیہ کے ۹۰
نزدیک مکروہ ہے آگے آپ نے فرمایا بل احرقہا ایک روایت کے اندر ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ میں اسے جلا دوں
تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جلانے کا حکم دیا تھا ۔ اب کسی نے کہا کہ یہ امر زجر کے لئے ہے اور بعض نے کہا کہ
یہ ابتداء اس سے معنی یعنی اعتداء عن المالک کے ہیں اور ~~چونکہ~~ دوسرا جواب یعنی جلانے کا ہی ہو سکتا ہے
33 الفصل الثانی عن ابی کبشة ص ۱۹ اس حدیث کے اندر کام اور بطحا کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے ۱۹
کام کی جمع ہے جس کے معنی ٹوپی کے ہیں اور بطحا جمع بطحاء کی المرفوع اور بطحاء کے معنی ہیں جس جگہ پانی
بطحا کی تفسیر کی ہے مکان المرتفع بعض لوگ کہتے ہیں کہ کام کُم کی جمع ہے آستین کے
معنی اور بطحا کے معنی واسعة کے ہیں علامہ عصام الدین اسفرائینی نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ یہ شیخ ابن حجر کی

اور دوسرا اس کا یہ ہے، اس سے استدلال کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ بیان کئے کہ اس میں چھوٹی چھوٹی بوٹیاں اور چھینٹ
تھے۔ کیونکہ امام ترمذی نے الحبرۃ کی تفسیر واسطے کی ہے نحو کی اس کا معنی بوٹی کے ہیں اس لئے دونوں کو ملا کر تفسیر
کرتا ہے حالانکہ یہی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں اوڑھنا بیچ و چوڑی کا کام ہے اور سوف ان گفتگو کا غیر توجیہ کی گئی
38 اس کا مطلب ہے کہ نہ زیادہ چھوٹی اور نہ زیادہ بڑی متوسط ہوں اور چھینٹ تھے۔ عن ابن عمر: معمول علامہ
عینی التلقین مسعودی ہے بعض لوگوں نے اس کی تشریح ایک بالشت بعض نصف پیٹھ تک اور بعض کمر تک بتلایا گیا ۳۷۴/۲۵
امام ابو داؤد نے حضور کے عمامہ کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک چھوٹا جو ساتھ ہاتھ کا تھا اور ایک بڑا جو بارہ ہاتھ کا تھا
40 ابو الفضل عراقی کہتے ہیں کہ اس کی اصل حدیث کے اندر نہیں ملی عن رکانۃ: اس حدیث کے دو مطلب ۲۷
بیان کئے گئے (۱) مسلمانوں کا طریقہ ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے اور کافر کا کرنا ایک پر اکتفا
کرتا ہے یعنی صرف عمامہ باندھتے ہیں (۲) بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ مسلمان کبھی عمامہ اور کبھی
ٹوپی اوڑھتے ہیں اور کافر صرف عمامہ باندھتے ہیں اول مطلب زیادہ صحیح ہے۔ ابن عساکر نے
53 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ ٹوپی پر عمامہ باندھتے تھے عن عبد اللہ بن عمرو ۳۷۵/۲۵
ثوب احمر کا لبس امام شافعی کے یہاں جائز ہے۔ حنفیہ کی ایک روایت جواز کی اور ایک استحباب کی ہے
55 عن ابی ریحانۃ: ان تمام امور سے ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ان کے اندر تغیر خلق اللہ ہے اور اس حدیث ۳۷۶/۱
کے اندر نتف سے مراد چہرہ کی رونق کو اکھاڑنا ہے اور یہ کہ ان بالوں کو سفید اکھاڑنا تاکہ بڑھاپا
معلوم نہ ہو کیا ہے اکثر علماء کے یہاں مکروہ ہے حنفیہ کا ایک قول عدم جواز کا اور ایک جواز کا لا بأس کا ہے
42 عن ابی سعید: اس حدیث کے اندر وارد ہوا سماہ باسمہ اس کا ایک مطلب ہے کہ جب کوئی نیا ۳۷۵/۳
کپڑا آتا تو آپ فرماتے رزقنی اللہ ھذا القمیص الحمد للہ الذی رزقنی یعنی اس کپڑے کا نام لیتے اور
پھر حمد فرماتے دوسرا مطلب ہے کہ پہلے جو کپڑے کے سلسلے میں اس کپڑے کا نام لیتے مثلاً اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ
اور بعض نے کہا کہ کما کسوتنیہ کی ضمیر کی بجائے اسم ظاہر مثلاً کما کسوتنی القمیص فرماتے تیسرا مطلب ہے کہ
جب کوئی کپڑا آتا تو آپ خود اس کا نام تجویز کرتے مثلاً القمیص وغیرہ ایک عمامہ کا نام آپ نے سحاب
تجویز فرمایا۔ چوتھا مطلب ہے کہ جس شئ کا کپڑا آتا اسی کی جنس سے اس کا نام رکھ دیتے مثلاً ثوب القطن
56 لیکن ان چاروں میں اول مطلب اور ثالث مطلب صحیح ہے باقی دو بعید ہیں عن علی: لبس القسی ۳۷۶/۲
قسی بعض نے کہا کہ یہ قز سے مشتق ہے ابریشم کو کہتے ہیں لیکن مسلم شریف کے اندر ہے کہ وہ لباس جو
شام سے لایا جاتا تھا اور ریشم اس کے اندر مخلوط ہوتا تھا یہی تفسیر امام بخاری نے بیان فرمائی ہے اور یہی مسئلہ
کے اندر اختلاف ہے کہ اس کپڑے کا جس کے اندر ریشم مخلوط ہو اس کا کیا حکم ہے اکثر علماء کے نزدیک
اگر اکثر اور غالب سوت ہے اور ریشم کم ہے تو جائز ہے اور اگر زیادہ ریشم ہے تو ناجائز ہے اور برابر
ہونے کے متعلق امام شافعی کی ایک روایت ہے کہ اس کا وزن کیا جائیگا اور ایک روایت ہے کہ دیکھنے
کے وقت اگر زیادہ معلوم ہو تو زیادہ ہے ورنہ نہیں۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس کا تانا ریشم کا
ہو اور بانا سوت کا ہو تو جائز ہے۔ اب یہ کہ حرب کی حالت کے اندر کیا حکم ہے شافعیہ کے یہاں

4356 جائز ہے امام احمد اور امام مالک کے یہاں مطلقاً ناجائز ہے۔ حنفیہ کے یہاں اگر علاوہ ان کے اور کچھ ہے
تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے اور لڑائی کے اندر امام مالک فرماتے ہیں کہ جائز نہیں ہے۔ امام احمد امام شافعی
کے نزدیک جائز ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو خالص ہوگا یا نہیں اگر خالص ہے تو ناجائز
اور اگر خالص نہیں ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو تانا ریشم کا ہوگا یا بانا ریشم کا ہوگا اول مطلقاً جائز ہے
اور ثانی صرف لڑائی کے اندر جائز ہے دلیل مجموعہ ہے میاثر ارجوان (ارجوان ارغوان) معرب ہے
ایک جگہ کا نام ہے اور میاثر میثرہ کی جمع ہے اسکی تین تفسیریں ہیں (۱) سرخ گدا ہوتا ہے (۲) سرخ
57 زین پوش ہوتی ہے (۳) گھوڑے کی زین ہوتی ہے عن معاویۃ (ص ۳۷۶/۶) نمار چیتے کی کھال کو کہتے ہیں اور ۳۷۶/۶
نمر کی جمع ہے اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے اندر ایک طبعی اثر ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ اس کے اندر بھی
کا اثر آ جائے اور بعض لوگوں نے کہا کہ میثرہ کی جمع ہے منقش چادر کو کہتے ہیں اور ممانعت اسراف کی
59 ہے اس کے اندر تکبر ہوتا ہے اول صورت کے اندر نہی تحریمی اور ثانی کے اندر نہی تنزیہی ہوگی عن ابی رمثۃ (ص ۳۷۶) ۸
ثوبان اخضران ۔ ثوب اخضر چونکہ حضور پہنتے تھے لہذا استحباب سے خالی نہیں ہے ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہ کلام
ثوب اخضر نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے اندر خطوط اخضر ہوتے تھے ارشاد فرمایا وشیب احمر اسماء طلب ملا علی قاری
نے بیان فرمایا کہ چہرے اور بال سرخی مائل ہوتے ہیں وہی اس کی مراد ہے لیکن ایک روایت کے
79 اندر بالحنا کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بڑھاپے کی وجہ سے احمر نہیں تھے **الفصل الثالث** ۳۷۷/۱۶

عن ابی رجاء (ص ۳۷۷) خز اس کی دو تفسیریں ہیں (۱) ایک جانور کا نام ہے اس کے صوف سے بنتا ہے (۲) کپڑے
کا نام ہے جو ریشم و صوف دونوں کا بنتا ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ آجکل خز کا استعمال جائز نہیں ہے

باب الخاتم (الفصل الثانی) ۳۷۷/۲۵

خاتم بکسر التاء و بفتح التاء دونوں طرح ہے ایسے خاتام ۔ خیتام ۔ ختم یہ سب اس کے اندر لغات ہیں ۔ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کے بعد ملوک کے پاس خط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان
لوگوں کے یہاں خط بغیر مہر کے معتبر نہیں ہے اس لیے آپ نے مہر بنوائی جو سونے کی تھی اور اس پر آپ نے نام
اس شکل سے لکھوایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی شکل کی صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھی بنوائی تو
حضور نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اس کے بعد چاندی کی انگوٹھی اس کی صورت یہ ہوئی صحابہ نے بھی اس
کی انگوٹھی بنوائی اس پر آپ نے منع فرمایا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حضور نے اس چاندی کی انگوٹھی
کو بھی پھینک دیا تھا لیکن دوسرے علماء نے کہا یہ نووی کو وہم ہوگیا ہے صرف سونے کی انگوٹھی
آپ نے پھینکی تھی ۔ ابن سید الناس یعمری نے بیان کیا کہ آپ نے ۶ھ کے اندر خاتم بنوائی اس کے
علاوہ دوسرے لوگوں نے ۷ھ کو بیان کیا ۔ حافظ نے ان دونوں کے اندر جمع فرمایا ہے کہ چونکہ آپ
ذیقعدہ ۶ھ کے اندر حدیبیہ سے واپس آئے تھے اور اسی وقت مشورہ ہوا تھا اور تیار ہونے میں ہو سکتا
ہے کہ ۷ھ شروع ہوگیا ہو لہذا بعض نے اواخر ۶ھ کو شمار کر کے ۶ھ کے اندر کہہ دیا اور بعض نے
اوائل ۷ھ کا خیال کر کے ۷ھ کہہ دیا ہے ۔ خاتم کے حکم کے اندر علماء کا اختلاف ہے دو

4375 ایک جماعت کے نزدیک صرف سلطان کے لئے جائز ہے۔ جمہور کے نزدیک تمام کو اجازت ہے لیکن بلا ضرورت
پہننا بہتر نہیں ہے۔ آپ نے جو حضور نے چاندی کی انگوٹھی پہننے سے دوسرے صحابہ کو کیوں منع فرمایا تھا اس کا
جواب ہے کہ التباس کی وجہ سے منع کیا تھا چنانچہ دیکھئے بعد خلفاء نے اور جناب نے انگوٹھی پہنی ہے۔ علامہ
سرخسی نے لکھا ہے کہ بہت کچھ خاتم کے ذریعہ مہر کا رواج [illegible] سے زمانہ جاہلیت کے ایک بادشاہ
کا نام ہے۔ آپ نے آپ کا نام نامی اس مہر پر سیدھا لکھا ہوا تھا یا الٹا۔ حافظ فرماتے ہیں کہ
الٹا لکھا ہوا تھا تاکہ اسکی مہر سیدھی چھپے اور بعض نے کہا کہ سیدھا لکھا ہوا تھا اور اسکی مہر کا چھاپ بھی
سیدھا واضح ہوتا تھا معجزۃً۔ اب یہ کہ کونسی انگلی اور ہاتھ کے اندر پہنی جائیگی حضور سے دونوں
روایات مروی ہیں البتہ ائمہ کے اندر اولویت میں اختلاف ہے امام شافعی کے نزدیک دائیں ہاتھ
کے اندر پہننا اولیٰ ہے اور امام مالک کے نزدیک بائیں کے اندر اولیٰ اور دائیں کے اندر مکروہ ہے حنفیہ کے
96 نزدیک دائیں میں اولیٰ ہے اور امام احمد کے ہاں بائیں کے اندر پہننا اولیٰ ہے عن ابو بریدۃ ص ٣٢٨/٢٠ ٣٢٨/٢٠
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذھب حریر کے علاوہ صاحب دیباج کی انگوٹھی پہننا بھی ناجائز ہے لیکن اس
مسئلہ کے اندر اختلاف ہے۔ اسی بات کے اندر اتفاق ہے کہ ذھب کی خاتم پہننا جائز نہیں اگرچہ
بعض سلف سے ثابت ہے مثلاً حضرت طلحہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت جابر بن سمرہ۔ حضرت
حذیفہ وغیرہ لیکن اب عدم جواز پر اجماع ہے۔ اور چاندی کی انگوٹھی کا پہننا بالاجماع جائز ہے اسکے
علاوہ کے اندر اختلاف ہے امام شافعی کے یہاں جائز ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے یہاں مکروہ ہے۔ ماقبل کے
98 اندر بھی مسئلہ گزر چکا ہے عن ابن مسعود ص ٣٢٨/٢٥ الرقی یہ رقیہ کی جمع ہے تعویذ کو کہتے ہیں یہاں وہ منتر مراد ہے ٢٥
جس کے اندر کلمات کفریہ یا جسکے معنی نامعلوم ہوں۔ عقد التمائم تمیمہ کی جمع ہے جسکے معنی تعویذ کے ہیں اس کا
معنی ہوا کہ تعویذ ڈالنا جائز نہیں ہے عن [illegible] پر ایک حدیث گزری جس سے جواز معلوم ہوتا ہے اب دونوں
کے اندر جمع یہ ہے کہ اسکی وہ تمائم مراد ہیں جو کلمات کفریہ پر مبنی ہوں یا جن کے معنی معلوم نہ ہوں اور ماقبل
کی حدیث کے اندر ایسی تعویذ کا جواز ہے جو قرآن و حدیث پر مشتمل ہو۔ ایک چیز حدیث پاک کے اندر بیان کی گئی
عزل ماء اسکے تین معنی بیان کئے گئے ہیں (۱) فرج سے ذکر کو خارج کرکے اراقہ منی کرنا (۲) حرّہ بیوی
سے بغیر اجازت کے اراقہ منی خارج قبل کرنا اول کا مطلب میں عموم و خصوص کا فرق ہے (۳)
اتیان فی الدبر مراد ہے فساد الصبی اسکا مطلب ہے کہ اپنے بچے کو ایک عورت دودھ پلا رہی ہے
اور تم نے جماع کر لیا اس کا بچے کی صحت پر اثر پڑیگا۔ غیر محرم [illegible] اسکے اندر دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ متعلق ہے
کل کے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اسکا تعلق اخیر سے ہے کیونکہ ان اشیاء اربعہ کے اندر تو خاتم ذھب
4400 بھی ہے حالانکہ وہ بالاجماع حرام ہے عن عبد الرحمن بن طرفہ ص ٣٢٩/٦ سونے کی انگوٹھی ناک کے استعمال کے اندر اختلاف ٣٢٩/٦
ائمہ ثلاثہ کے یہاں جائز ہے ایسے ہی صاحبین کے نزدیک جائز ہے امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے
OM ہمارے فتوی صاحبین کے مذہب پر ہے عن اسماء ص ٣٢٩/١٢ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو ذھب کا ١٢
استعمال جائز نہیں ہے حالانکہ ماقبل کے اندر بہت سی احادیث سے جواز معلوم ہو چکا دونوں میں تطبیق [illegible]

4402 جواب ۱: یہ ہے کہ علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ابتداء کا واقعہ ہے جواب ۲: اس حدیث کا محمل وہ ذہب ہے
جس کی زکوۃ ادا نہ کی جائیگی۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ جواب ہمارے مذہب پر صحیح ہو سکتا ہے
تمہارے مذہب پر صحیح نہیں ہے جواب ۳: یہ ہے کہ استعمال منع عنہ ہے جبکہ تکبر اور لوگوں کو دکھانے
کیلئے وہ استعمال کرے جیسا کہ اسکی بعد والی حدیث عن اخت حذیفہ سے معلوم ہوتا ہے ......

4406 **الفصل الثالث** عن مالک (ص ۳۷۹) زنار کرہ ... قاضی ابوالولید باجی فرماتے ہیں کہ اس کا مصداق اور متعلق تین ٣٧٩/٢٠
ہو سکتے ہیں (۱) اولیاء (۲) بچے (۳) دونوں ہو سکتے ہیں۔ اب رہا بچوں کو ذہب و فضہ و حریر پہنانے کا
کیا حکم ہے؟ مالکیہ کی دو روایتیں ہیں (۱) فضہ جائز ہے اور حریر و ذہب مکروہ ہے (۲) فضہ مکروہ ہے
اور حریر و ذہب حرام ہے امام شافعی کی تین روایات ہیں (۱) جائز ہے مطلقاً (۲) ناجائز ہے
(۳) سات سال سے قبل جائز ہے اسکے بعد حرام ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کل ما حرم لبسہ حرم الباسہ۔

باب الترجل ٣٨٠/١١

(الفصل الاول)

اس کے بعد باب یعنی باب الفال قابل تشریح نہیں ہے اسلئے ترک کر دیا گیا ہے۔ ترجل کے معنی بالوں کو
20 درست کرنا۔ کنگھا کرنا۔ عن ابی هریرة (ص ۳۸۰) فطرة اسلامی سنت قدیمہ کو کہتے ہیں جسپر انبیاء کرام ہمیشہ رہے ١٣
ہیں الختان امام احمد امام شافعی بعض مالکیہ اور ایک روایت حنفیہ کی یہ ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے۔ دوسری روایت
حنفیہ کی یہ ہے کہ سنت ہے اور یہی راجح ہے۔ امام مالک کی دوسری روایت ہے کہ واجب ہے عورتوں کیلئے۔
23 عن ابی هریرة (ص ۳۸۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہود کی مخالفت کی غرض سے خضاب کرنا چاہئے چنانچہ جمہور کے نزدیک ١٢
مستحب ہے لیکن سیاہ خضاب کے اندر علماء کے دو قول ہیں (۱) مکروہ ہے اسی کو امام صاحب امام مالک نے اختیار کیا
30 (۲) حرام ہے اسی کو امام احمد امام شافعی نے اختیار کیا عن ابن عمر (ص ۳۸۱) واصلہ اس عورت کو کہتے ہیں ٣٨١/١
جو کسی عورت کے بال میں دوسرے کے بال ملاتا ہے عرب کے اندر دستور تھا کیونکہ اسکے بال کے اندر زیادتی ہو جاتی
ہے جس سے حسن کی زیادتی ہوتی ہے حضور نے لعنت فرمائی ہے وصل کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے
امام مالک کے نزدیک ناجائز ہے مطلقاً۔ محقق ابن قدامہ نے امام احمد کی ایک روایت یہی نقل کی دوسری روایت
ان کی یہ ہے کہ بال کا وصل بال سے جائز نہیں اسکے ماسوی کا وصل جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ
مردے کے بال کا وصل جائز نہیں ہے اور اسکے علاوہ کے اندر اگر وہ ذات الزوج نہیں ہے تو ناجائز ہے اور اگر ذات الزوج
ہے تو اپنے زوج سے اجازت ضروری ہے۔ حضرت عائشہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وصل جائز ہے امام نووی
فرماتے ہیں کہ یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ وشم کا معنی گودنا کے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور استعمال تو حرام ہے

(الفصل الثانی)

31 عن عبداللہ بن مسعود (ص ۳۸۱) تنمص کہتے ہیں چمٹی کے ذریعہ بال کو چھانٹنا اس کے اندر امام نووی نے جواز ٢
نقل کیا ہے مثلاً اگر اسکو یعنی عورت کو اگر داڑھی نکل آئے اور کسی جگہ کے بال اگر وہ دور ہو تو جائز ہے
45 ابن قیم فرماتے ہیں کہ اجازت زوج کی ضرورت ہے وعنہ (ص ۳۸۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ داڑھی کے اندر ٢٢
اکثر خلال فرماتے تھے اور کنگھا کرتے تھے چنانچہ اسکی تفصیل شمائل کے اندر ایک حدیث گزری ہے کہ آپ نے وہاں پر
کنگھا وغیرہ اور آئینہ بھی ... حافظ ولی الدین عراقی اس کا جواب دیتے ہیں کہ ...

کے اندر تعارض نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے اندر تکثیر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر وقت سر پر اتنے ہی بال ہوں بلکہ اگر بعض
کے اندر چار زلفیں بھی آ رہی ہیں یعنی (کنگھا کرنا) تو اس سے تکثیر پائی گئی ہے اس جواب پر اشکال ہوا کہ ایک
روایت کے اندر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اور ہر دن کنگھا کیا کرتے تھے اسکا جواب حافظ
عراقی نے دیا کہ یہ ضعیف ہے اور غیر ثابت ہے لیکن یہ جواب اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ خود اسکے علاوہ اس
قسم کی حدیث اور بھی ہے لہذا یہ کہا جائیگا کہ یہی اس صورت ہے جبکہ تزئین مقصود ہو اور جو اندر اس وقت
ہے جبکہ ضرورت ہو و کثرۃ القناع القناع سے مراد وہ کپڑا ہے کہ جو آپ سر پر رکھتے تھے تاکہ
تیل وغیرہ اسی کو لگے اور دوسرے کپڑے وغیرہ کو نہ لگے اسکے علاوہ فرمایا کہ کان ثوبہ ثوب زیات - زیات تیلی
کو کہتے ہیں اس حدیث کو رد کرکے حافظ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے ایسے ہی دوسرے لوگوں نے اسکو منکر کہا
کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے اندر نعوذ باللہ من ذلک نظافت نہیں تھی اور کپڑے تیلیوں جیسے ہوا کرتے تھے
لیکن اسکا جواب جو کہ ذہبی نے محمل اس حدیث کا قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ حصہ
کپڑے کا جو آپ کے سر مبارک پر ہوا کرتا تھا وہ بالکل تیلی کے اندر ملوث ہوتا تھا اگرچہ اسکی مراد نہیں
60 عن عائشۃ ص ۳۸۲/۱۹ اس حدیث کے اندر ہے کانت له شعر فوق الجمۃ دون الوفرۃ ابوداؤد شریف کے اندر اسکا عکس ۳۸۲/۱۸
وارد ہوا کہ فوق الوفرۃ دون الجمۃ - حافظ ابو الفضل عراقی فرماتے ہیں کہ فوق کا استعمال محل اور مقدار
دونوں کے اعتبار سے ہے تو اس حدیث کے اندر دون الوفرۃ کا مطلب ہے مقدار کے اعتبار سے کم تھے وفرۃ
سے اور جس حدیث کے اندر فوق الوفرۃ ہے اسکا مطلب ہے کہ محل کے اعتبار سے اونچا تھا حافظ فرماتے ہیں کہ
جمع صحیح ہے لیکن سند دونوں روایتوں کا ایک ہے اب یہ ہے کہ حضور کے بال تین قسم کے تھے ایک وفرۃ جو کانوں تک
لٹکے ہوئے ہوتے تھے اور ایک جمۃ جو منکبین تک لٹکے ہوئے ہوتے تھے اور ایک درمیان ہوتے تھے لمہ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف دو ہی ہوتے تھے اسکا جواب ہے کہ آپ چونکہ بعض دفعہ بالوں کو کٹوا لیتے تھے
اور بعض دفعہ نہیں کٹواتے تھے تو راوی نے دونوں حالتوں کو بیان کیا جواب ۲ یہ ہے کہ جب آپ کنگھا فرما لیتے تھے
تو وہ نیچے کو ہو جاتے تھے اور جب نہیں کرتے تھے تو وہ اوپر کو رہا کرتے تھے تو راوی نے دونوں کو بیان کر دیا -
60 عن عائشۃ ص ۳۸۲/۱۹ :- اس حدیث پر اعتراض کیا گیا کہ جب آپ کے شانوں تک بالوں کا لٹکنا ثابت ہے تو آپ نے ۱۹
انکے بیچ میں کیوں اعتراض اور تکبر فرمایا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ [illegible] بعد اپنے بالوں پر تکبر اور تبختر کرتے تھے
عن ام ہانی ص ۳۸۲ :- اس حدیث میں تناقض ہے اشکال کیا کہ صفات طیب ہیں گے حضور کی طرف سے جواب یہ ہے کہ اگر
71 کسی کو خوشبو پسند نہ ہو تو اسکے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ اسکے لئے اللہ کی خوشبو قبیح ہو گی ہے عن ثوبان ص ۳۸۳/۱۰ اس حدیث ۳۸۳/۱۰
کے اندر ہے قلادۃ من عصب علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عصب سے اگر یمنی کپڑے مراد ہیں تو صحیح نہیں ہے جانتا کہ
اس سے کیا مراد ہے یعنی اس سے یمنی کپڑے مراد ہیں لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ یمنی کپڑوں کا قلادہ ہونا
سمجھ میں نہیں آتا - ابو موسی المدینی فرماتے ہیں کہ اس سے پٹھے مراد ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ہم نے اہل یمن
سے علاوہ عصب کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ایک جانور کا دانت ہوتا ہے اسکے موتی وغیرہ
نگینے بنتے ہیں اور پھر وہ ہار کے اندر لگائے جاتے ہیں فانحل الاشکال آگے فرماتے ہیں و سوارین من عاج

71 علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ علاج کہتے ہیں بچھو کی بیٹھ کی جھاڑ کو۔ علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ نہ معلوم کس چیز
نے خطابی کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ یہاں علاج کا معنی مشہور کو چھوڑ کر اتنا بعید معنی مراد لیتے ہیں حالانکہ
سنن ابی داؤد میں الفاظ ہیں کہ درمیان میں مشہور ہے کہ علاج سے تریاق مراد ہے گویا ہیں۔ یہ ضعیف کہتا ہے کہ علامہ خطابی
کا تفسیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ شافعی ہیں اور ان کے نزدیک علاج (تریاق) کی بیع جائز نہیں ہے اس لئے
دوسرا معنی مراد لیتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک جائز ہے چنانچہ علامہ جلال الدین زیلعی نے خود اس حدیث کا ذکر
کیا اور خود علامہ خطابی کی خبر لی ہے اور بیہقی بھی شافعی ہیں کوئی صورت نظر نہ آئی تو فرمانے لگے کہ اس حدیث کا
72 اسناد کلام ہے اور وہ یہ کہ محمد بن حمید راوی مجہول ہے (ص ۳۸۳/۱۶) **عن ابن عباس** اس حدیث کا اسناد وارد ہوا ۳۸۳/۱۶
فزعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہ مکحلۃ الخ زعم کا معنی ظن اور قول محقق دونوں کے آتے ہیں اب اگر زعم کی
ضمیر ابن عباس کی طرف راجع ہے تو زعم سے قول محقق مراد ہے اور اگر اس کی ضمیر امام ترمذی کے استاد محمد بن
حمید کی طرف راجع کریں تو زعم کا معنی ظن کا ہیں تو خود کلام ظاہر ہے کہ تام مشترک ہے دونوں احتمال نقل کر کے
یہ ضعیف کہتا ہے کہ اس کا فاعل حضرت عبد اللہ بن عباس ہیں اور یہ قول اس کے علاوہ ہے وہ باطل ہے
اور دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ روایت ترمذی کے علاوہ دوسری کتابوں میں صیغہ سے منقول ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی
74 اس کو ذکر کیا نقل کیا ہے غیر مستند ترمذی کے علاوہ اشکال (ص ۳۸۴/۲۲) **عن عائشۃ** اس حدیث سے دخول حمامات کا جواز ۲۲
ایک جواز ثابت ہوتا ہے اس کے اندر حضور سے احادیث مختلف ہیں اور سب ضعیف اور متکلم فیہ ہیں البتہ قدر مشترک
یہ ہے کہ ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول کی نفی جائز نہیں اور مردوں کے لئے جواز ہے۔ قاضی خان نے عورتوں کے
لئے جواز نقل کیا چند شرائط کیساتھ۔ سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام حمام کے اندر داخل ہوئے ہیں … حضور
کی ثابت ہے یا نہیں علامہ فقہاء کے نزدیک مشہور ہے کہ حضور حمام جحفہ کے اندر آپ نے دخول فرمایا لیکن یہ روایت
صحیح نہیں ہے حفاظ حدیث نے اس کا انکار کیا اور باطل قرار دیا ہے البتہ صحابہ کرام کا دخول حمام ثابت ہے۔
80 **الفصل الثالث عن عمار** (ص ۳۸۴) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے خضاب فرمایا اور آپ کا خضوب تھا اور بعض روایات ۳۸۴/۱۱
سے اندر معلوم ہوا کہ آپ نے خضاب نہیں لگایا دونوں کے اندر تعارض رفع کے چند صورتیں ہیں (۱) جس کے اندر نفی ہے
وہ اکثر کے اعتبار سے ہے اور اثبات احیانا کے اعتبار سے ہے (۲) بعض نے کہا کہ نفی قصدا ہے اور جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ خضاب کیا وہ اتفاقیہ ہو گیا (۳) نفی سر کے اعتبار سے ہے اور اثبات لحیہ کے اعتبار سے ہے
(۴) دراصل بات یہ ہے کہ آپ نے خضاب نہیں کیا لیکن خوشبو کی وجہ سے داڑھی کے بال سرخی مائل
ہو گئے تھے لوگوں نے اس کو خضاب سمجھ لیا لیکن یہ جواب محل کلام ہے کہ آپ کا خضاب ثابت ہے اور یہی قول محقق
ہے اگرچہ مداومت ثابت نہیں ہے۔ لیکن کبھی کرتے تھے اور کبھی ترک فرما دیتے تھے واللہ اعلم۔

89 ## باب التصاویر ۳۸۵/۶

(الفصل الاول)

تصویر مصدر ہے اور اس کا معنی بیان کیا گیا ہے تصویر اگر غیر جاندار کی ہو تو اس کا بنانا جائز ہے اور اگر
جاندار کی ہو تو بنانا ناجائز ہے اور تصویر کو اپنے پاس رکھنے کے اندر دو حال سے خالی نہیں
یا وہ تصویر ذی جسم ہے یا کسی کاغذ، کپڑے وغیرہ پر ہے اگر ذی جسم ہے تو قاضی ابن العربی مالکی نے اس کی حرمت

پر اجماع نقل کیا ہے حافظ نے لعب البناۃ (گڑیا) کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور اگر ذی جسم نہیں ہے تو ٣٨٥/٦
اس کے اندر ابن العربی نے چار قول نقل کیے ہیں (١) مطلقاً ممنوع ہے (اس پر) جمہور کا مذہب ہے (٢) مطلقاً
جائز ہے قاسم بن محمد جیسے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں (٣) اگر وہ مقطوع الراس متفرق الاجزاء
ہے تو جائز ہے ابن عبد البر اور ابن العربی نے اس کو اختیار کیا (٤) اگر وہ فرش اور پامال ہو مثلاً گدے
نیچے فرش کے ہو تو جائز ہے ۔ وہ یہ دیکھتے ہیں جو الگ سے ہوتی ہے اس کے اندر امام نووی کا رجحان عدم
کی طرف ہے یعنی یہ بھی ناجائز ہے قاضی عیاض مالکی نے فوٹو کو تحت اس کو خاص کیا ہے ۔

4489 عن ابی طلحۃ :- اس حدیث کے اندر لا تدخل الملائکۃ کے اندر ملائکہ سے (١) مطلق ملائکہ ہیں (٢) ٧
بعض نے کہا کہ اطلاق کی صورت میں حفظہ مستثنیٰ ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے استثناء کی ضرورت نہیں
کیونکہ وہ اس کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں وہ باہر بھی کر سکتے ہیں ۔ بعض لوگوں نے کہا کہ الملائکۃ سے رحمت کے
فرشتے مراد ہیں ۔ بعض کے نزدیک ملائکۃ الوحی مراد ہیں اس صورت کے اندر یہ مخصوص ہوگا حضور
کے زمانے تک چنانچہ ابن حبان نے یہی دعویٰ کیا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس دعویٰ کے اندر منفرد ہیں
ایک اعتراض وارد ہوا کہ اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ اس گھر کے اندر ملائکہ داخل نہیں ہوتے اور قرآن پاک کے
اندر حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا کہ من محاریب و تماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات الخ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ تماثیل وغیرہ حضرت سلیمان کے پاس تھیں اس کا جواب ١ یہ ہے کہ تماثیل سے مراد بے جان چیزیں مراد ہیں
جواب ٢ ان کی شریعت الگ ہے ہماری شریعت الگ ہے اب فیہ کلب سے مراد مطلق ہے یا خاص کتا مراد ہے
بعض نے مطلق کہا اور بعض نے کلب ماذون فی الاقتناء کو خاص کیا ہے عموم اور اطلاق کی طرف علامہ نووی اور
علامہ قرطبی وغیرہ مائل ہیں حافظ نے اسی کو راجح کہا ۔ قاضی عیاض مالکی ثانی قول یعنی خصوص کی طرف مائل ہیں
حضرات فقہاء کی عبارات بھی اسی کی مقتضی ہیں اب یہ کہ فرشتے کیوں داخل نہیں ہوتے اس کی کئی وجوہ ہیں
(١) وہ نجس العین ہے اور ملائکہ طاہر ہیں دونوں کا اجتماع نہیں ہوگا (٢) کلب اسود کے متعلق آیا ہے شیطان
ہے اور شیطان و ملک جمع نہیں ہوں گے (٣) وہ بھونکتا ہے بھونکنے کی وجہ سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے
اور ملائکہ ایسی جگہ نہیں جاتے جہاں اذیت کے اسباب موجود ہوں (٤) وہ کتے نجاست کھاتے ہیں
اور جس گھر کے اندر تصویر ہوتی ہے تو ملائکہ اسلئے نہیں جاتے کہ اس کے اندر مضاہاۃ خلق اللہ ہوتی ہے
90 اور یہ ممنوع ہے عن ابن عباس :- دیکھتے کہ کلب الحائط الکبیر یعنی بڑے باغ کی نگرانی کے لئے ... ٨
96 عن عبد اللہ بن مسعود :- اشد الناس عذابا الخ اس پر اعتراض ہے کہ قرآن سے معلوم ہوا کہ اشد الناس عذابا ٢٥
تو فرعون اور اس کے متبعین ہیں ادخلوا آل فرعون اشد العذاب تو یہ عذاب کا مستحق ہوگا جبکہ جو مومن بھی ہو جواب ١ یہ کہ
یہ مصور اس کے حق میں مراد ہے جو عبادت کے لئے تصاویر بنائے اور ایسا شخص کافر ہے جواب ٢ ان میں
4510 اشد ان ناس مراد ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر ایسے ہی وارد ہوا ہے جواب ٣ مضاہاۃ خلق اللہ
کیلئے جو تصویر بناتے ہیں وہ مراد ہیں **الفصل الثالث** عن علی :- الشطرنج ہو میسر الاعاجم الخ بعض ٣٨٧/٣
لوگوں کے نزدیک یہ عربی لفظ ہے تطریہ یا تطریۃ سے ماخوذ ہے کیونکہ ان کے معنی منعطف کے ہیں اور اس کے

4510 اندر بھی تصحیف اور تشبیہ ہوئی ہے یا استعارۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی چالاکی کے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ عراقی
لاکھ سے معرب ہے شعر ونہا سے یعنی رانج ختم ہو گیا ہے اس کی کمی سے آدمی خوش ہوتا ہیں یا معلوم ہوتا ہے سرخ رنگ
سے کیونکہ اس کے اندر سبز گیروں جیسا ہوتا ہیں یا ہوتا ہے شیشی رنگ سے کیونکہ اس کے اندر جو رنگ ہوتے ہیں
اسکے ثلث کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے امام شافعی سے جواز نقل کیا گیا ہے چند شروط کے ساتھ لیکن ابن قیم وغیرہ نے
کہ یہ نقل کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک مکروہ ہے امام ان سے منقول ہے کہ لا الاول علی تحریم۔ علامہ طیبی
یہ مشہور ہے کہ اسکو ابو بکر صولی شافعی نے ایجاد کیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے اندر ایک حکیم ابن صصہ
گزرا ہے اس نے ایجاد کیا ہے اس وقت جبکہ فارس کے اندر نرد کھیلا جا رہا تھا ٣٨٧/٩

کتاب الطب والرقی

ابن السید بطلیوسی فرماتے ہیں کہ الطب کے اندر طاء پر تینوں حرکات پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک علاج روحانی ہے
اور ایک جسمانی طب یعنی بیماریوں کو شامل ہے اول یعنی طب روحانی کا حضور سے ہیں اور ثانی حضور کا علم
نبوۃ۔ اور اسکا سبب نظر وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے رقیہ جمع ہے رقی۔ اور اس کا حکم گزر گیا۔ علاج ص ۳۸۷
14 کرنا مسنون ہے اور بعض اوقات واجب ہے اور ترک کے گناہ لازم آئیگا **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** ٩
انزال الشفاء انزال کے معنی کے اندر اختلاف ہے (۱) اسکی خبر دینا مراد ہے (۲) زمین کے اندر پیدا
کرنا مراد ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر وضع لہ دواء وارد ہوا ہے (۳) انزال البواسطہ ملائکہ مراد ہے ص ۳۸۷
15 ان تینوں مطالب کو ابن قیم نے بیان فرمایا **عن جابر**:- فاذا اصیب دواء الداء۔ دواء کے مرض تک ١٠
پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے مرض کی تعیین کی جائے اور اس کی تعداد معلوم کی جائے اور اس کے مقابل دوا تجویز کی
جائے جو مرض کی مقدار کے مطابق ہو اور موسم کی رعایت رکھی جائے تو اس صورت میں مرض سے صحت ہوگی
ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی بعض اغراض مراد ہیں کہ ان کی دواء ہے جس کے وہ شفاء پا جاتے ہیں ص ۳۸۷
16 **عن ابن عباس** الشفاء فی ثلاث ان تینوں کی تخصیص اغلب اور عام ہونے کی وجہ سے فرمائی اس حدیث ١١
کے اندر کی داغ دینے سے آپ نے منع فرمایا یہ ممانعت شفقت کے طور پر ہے اب اشکال ہوتا ہے کہ اس حدیث
کے اندر کی کے اندر شفاء کو آپ نے بیان کیا اسکے جواز کا ثبوت ہوا اور ص ۵۲ پر ایک حدیث ہے جس کے اندر ہے
کہ جنت کے اندر بلا حساب کے جو لوگ داخل ہوں گے وہ کی وغیرہ نہیں کراتے تھے جس سے عدم جواز معلوم ہوتا
دونوں کے اندر تعارض معلوم ہوتا ہے اسکا جواب ہے کہ اللہ ولے والی حدیث کا محمل یہ ہے کہ اہل عرب
اس کی کے اندر موثر ذاتی سمجھتے ہیں اور یہاں جواز محض سبب ہونے کے اعتبار سے ہے ص ۳۸۷
21 **عن ابی سعید** اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ عسل تو خود مسہل ہے لہذا استطلاق کے اندر یہ دوا ١٨
کیوں تجویز فرمائی یہ تو قاعدہ طبیہ کے خلاف ہے اسکا جواب علامہ خطابی نے دیا کہ یہ عین قاعدہ طب کے
موافق ہے کیونکہ بعض مرتبہ اسہال فضلہ معدہ کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے اندر افراغ المادہ علی الاطلاق ص ۳۸۷
25 ضروری ہے **عن عائشۃ** الحمی من فیح جہنم بعض نے اسکو حقیقت پر محمول کیا اور بعض نے کہا کہ تشبیہ مراد ہے ٢٧
ہے کہ جیسے اس کے اندر گرمی ہے اسی طرح بخار کے اندر ہوتی ہے فابردوھا بالماء بعض نے کہا کہ

4531 ص ۳۸۸ ماء زمزم مراد ہے اور بعض نے مطلق پانی اسکی مراد لیا ہے اب یہ کہ اس کے عام بخار مراد ہے یا خاص ہیں دونوں قول ٣/١١/٩
ہیں گرچہ ہر بخار کیلئے ہے یا خاص اس کا بخار کیلئے جو گرمی اور حرارت سے پیدا ہوا ہو **عن ابن عباس**
العین حق اس کا ... تمام محدثین اور علماء شراح کے نزدیک یہ ہے کہ نظر لگ جاتی ہے بعض صوفیاء
نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ عین سے تقدیر مراد ہے ای التقدیر حق لیکن اسکی علماء نے تردید کی ہے
کیونکہ آپ نے آگے فرمایا فلو کان شئی سابق القدر الخ تو اگر اس کے قدر مراد لیں تو تقدیر الشئی علی نفسہ لازم
آئیگا لہذا یہ مراد نہیں آگے فرماتے ہیں واذا استغسلتم فاغسلوا ~~...~~ یعنی اگر تمہاری نظر کسی کو
لگ جائے تو اگر جو نظر سے دفع کرنے کیلئے تمہارے غسل کا پانی مانگے تو اسکو دیدیا کرو بعض لوگوں نے اسکو
32 امر وجوبی اور بعض نے وجوب پر محمول کیا ہے ص ۳۸۸ **الفصل الثانی عن اسماء** حار جار الخ یعنی اجراء ١٩
سوار کا جامہ کے اندر ہے کہ جار جار دونوں حار کیے گئے ہیں اور ابن قیم نے ایک حار کیا ہے اور ایک یار کیا ہے
یعنی حار۔ یار سے بیان کیا ہے اول صورت کے اندر تاکید ہوگئی ہے اور ثانی صورت کے اندر یہی تاکید ہے اور
ثانیہ صورت کے اندر اشباع لفظی کے قبیل سے ہے جیسے ہم کہتے ہیں پانی والی۔ روٹی ووٹی
39 ص ۳۸۸ **عن ابی ھریرۃ** الدواء الخبیث اسکی تصدیق کے اندر اقوال مختلف ہیں۔ (۱) حرام شئی مراد ٢٣
(۲) نجس مراد ہے (۳) جو ایسی چیز جسکی طبیعت نفرت کرے (۴) سم زہر مراد ہے اسی کو ابن حجر نے راجح
قرار دیا ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر اسکی تفسیر یعنی السم وارد ہے حالانکہ فقہاء نے بیان کیا کہ اگر
45 محرمات کے اندر علاج متحقق ہو تو جائز ہے ص ۳۸۹ **عن عبد الرحمٰن** اس حدیث کے اندر ضفدع کے قتل سے نہی ٣٨٩/٤
فرمائی ہے ضفدع کے نزدیک جرثومہ کی وجہ سے ہے اور اسکا حکم بعض بلا فرماتے ہیں کیونکہ وہ تسبیح کرتے ہیں لیکن ان
52 لوگوں کی گفتگو یہ ہے کہ ایذا شدید ہوا ہیں ص ۳۸۹ **عن زینب** اس حدیث سے رقی کا شرک ہونا ثابت ١٢
ہوا حالانکہ رقیہ بہت سی احادیث سے جواز معلوم ہوا جواب یہ ہے کہ اگر ان کے اندر غیر اللہ سے شفا رکھے
54 تو یہ شرک ہے یا ان کے اندر غیر مفہوم المعنی کلام ہو یا کفریہ کلام ہو تو شرک ہے ص ۳۸۹ **عن عبد اللہ بن عمرو** اس حدیث ٢٢
کا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں کام ثابت ہیں ادنیٰ اور اعلیٰ ہیں جب آدمی ان کو کرے گا تو پھر دوسرے گناہ کام
کی پرواہ نہیں ہوگی۔ تریاق کا پینا اور ... غیر مناسب اس وجہ سے ہے کہ یہ سانپ کا گوشت
اور شراب وغیرہ سے تیار ہوتا ہے اور شعر کہنا بھی اصول قرار دیا گیا اسکی بحث آگے آئیگی
57 ص ۳۹۰ **عن عمران بن حصین** لا رقیۃ الا من عین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علاج وغیرہ صرف عین کی ٣٩٠/٢
وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ ہر مرض کا علاج جائز ہے علامہ خطابی اور علامہ بیہقی نے جواب۱ دیا کہ اولویت
کی نفی مقصود ہے جیسے لا فتی الا علی اور سیف الا ذو الفقار جواب۲ اجازت کی نفی مقصود ہے
یعنی کوئی مرض ایسا نہیں ہے جو رقیہ کا اوقات مجبور کرے سوائے ان دو مرض کے جواب۳ پہلے یہی حکم تھا اب
منسوخ ہو گیا اب اجازت ہوگی جواب۴ چونکہ یہ اصول الامراض ہیں عین کے اندر مادہ فاسدہ جیسے اس
حمہ کے اندر مادہ کا سمیہ ہوتا ہے تو ان کا نفی مقصود ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر ان دو کے علاوہ
61 ص ۳۹۰ اور دم کا بھی ذکر آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان دو کی تخصیص نہیں ہے **عن الشفاء** رقیۃ النملۃ ٧

4561 علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ذُباب ہے یعنی بچھو کا ڈنک۔ دیگر علماء فرماتے ہیں کہ ایک حکیم ہے جس کا
نام الزکی المزکی ہے اس نے تمام علماء کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ عرب کی عورتیں جو خرافات وغیرہ کیا کرتی
تھیں اس کو رقیۃ النملہ کہتے ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور نے ان کو خرافات کے سکھانے کا حکم دیا ہو
اب جواب یہ ہے کہ عرب کی عورتیں جو ایک رقیہ شعر کے ذریعہ کرتی تھیں وہ مراد ہے اور وہ اشعار یہ ہیں ؎
العروس تنتحل و تختضب و تکتحل و کل شئ تفتعل غیر ان لا تعصی الرجل اور ان اشعار
کا مطلب یہ ہے کہ عورت اور تو سب کچھ کر سکتی ہے جو چاہے پہنے، خضاب مہندی وغیرہ اور سرمہ لگائے کچھ بھی کرے
لیکن وہ اپنے شوہر کی نافرمانی نہیں کر سکتی تو حضور نے ان کو فرمایا کہ تو نے ان کو کتابت تو سکھا دی یہ اشعار
وغیرہ بھی سکھا دے کہ شوہر کی نافرمانی نہ کرنی چاہیئے اور حضرت حفصہ نے ایک مرتبہ نافرمانی یہ کی تھی کہ
آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے ختم کے بعد حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ آئیگا اور آپ نے
فرمایا کہ حضرت عائشہ سے اس بات کو مت کہنا لیکن انہوں نے کہہ دیا تھا تو آپ نے اس کی طرف اشارۃً فرمایا
دوسرا مطلب ملا علی قاری نے بیان کیا کہ حضور کے کہنے سے مراد یہ ہے کہ جیسے تو نے اس کو کتابت کی تعلیم دی اور ایک فضول سی
چیز سکھا دی تو اسے رقیہ بھی سکھا دے کیونکہ وہ اچھی چیز ہے یا دوسرا احتمال یہ ہے کہ دونوں کی تشبیہ ہو گی جیسے
کتابت سکھائی ہے اور وہ بیکار جانی ہے ایسے ہی رقیہ بھی سکھا دے وہ بھی بیکار جانی ہے۔ علامہ طیبی فرماتے
ہیں کہ رقیۃ النملہ ایک مستقل رقیہ ہے کوئی شعر وغیرہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ اوپر شعر وغیرہ مذکور ہیں چنانچہ ایک روایت
کے اندر صراحۃً موجود ہے کہ وہ رقیہ شفاء بنت عبد اللہ کیا کرتی تھیں وہ روایت بعینہ یہ ہے روی الخلال
ان الشفاء بنت عبد اللہ کانت ترقی فی الجاھلیۃ من النملۃ فلما ھاجرت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانت
قد بایعتہ بمکۃ قالت یا رسول اللہ انی کنت ارقی فی الجاھلیۃ من النملۃ وانی ارید ان اعرضھا علیک
فعرضتھا فقال ارقی صلبت حتی یعود من افواھھا ولا تضر احداً اللھم اکشف الباس رب الناس۔
قال ترقی بھا علی عود سبع مرات وتقصد مکاناً نظیفاً وتدلکہ علی حجر بخل خمر حاذق وتطلیہ علی النملۃ
تو اس روایت کے اندر صراحۃً ذکر کر دیا گیا کہ ان کا رقیہ کونسا تھا اور وہ کیا پڑھتی تھیں۔ ان اشعار
کا رقیہ کے اندر کہیں ذکر نہیں ہے۔ نملہ کہتے ہیں ان سرخ دانوں کو جو پہلو پر ہو جاتے ہیں
اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلو پر کچھ چیونٹی وغیرہ چل رہی ہے اسلیئے ان دانوں کو نملہ کہتے ہیں۔ اس حدیث
62 سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو کتابت جائز ہے اگرچہ بعض نے اس کے جواز کا انکار فرمایا ہے۔ قولہ ۳۹۰ عن ابی امامۃ ۳۹۰/۹
اس حدیث پاک کے اندر اس غسل کی جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جس کو نظر لگ گئی ہے تفصیل ہے جس کے اندر
داخلۃ الازار وارد ہوا ہے اس کا مصداق یا تو فرج ہے یا ازار کا اندر کا حصہ مراد ہے

باب الفال والطیرۃ (الفصل الاول) ۳۹۱/۲۲

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ فال کا استعمال مسرور کن یعنی خیر ہونے والی چیزوں کے اندر ہوتا ہے اور طیرہ
کا استعمال صرف شر اور برائی کے اندر ہوتا ہے لیکن حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ فال کا استعمال صرف خیر کے اندر اور طیرہ کا استعمال صرف شر کے اندر ہوتا ہے۔ طیرۃ بہ طیر وتطیر

4562

مشتق ہے کیونکہ اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ وہ جب کسی مقصد اور کام کیلئے جاتے تو جانور اور طائر پرندوں کو اڑاتے

تھے اگر وہ بائیں سے داہنی کی جانب اڑتے تو اسکو نیک فال سمجھ کر اپنے مقصد کو شروع کرتے اور اگر اس طرف

نہ جاتے تو اپنا مقصد روک دیتے تھے۔ فال جائز ہے اور طیرہ جائز نہیں ہے فال کا مطلب یہ ہے کہ انسان

66 کے ذہن کے اندر کوئی بات آگئی یا دیکھی کوئی بات سن لی اور اسکو وہ پسند آگئی اور وہ اس سے خوش ہو گیا ۳۹۱/۲۲

اور طیرہ کہتے ہیں کہ اسکو خبیث کے پیش آجانے کی وجہ سے اپنے مقصد کو ترک کر دے۔ ۳۹۱/۲۲ وعنه قال

اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ اس کے اول اور آخر کے اندر تعارض ہے جملہ ثانیہ فر من المجذوم

جواب۱ دیے آپ نے پہلے تو فرمایا کہ عدوی کچھ نہیں ہوتا یعنی یہ عقیدہ کہ فلاں شخص کا اثر میری طرف پہنچ گیا حالانکہ

اللہ آپ نے آگے مجذوم سے دور بھاگنے کا امر فرمایا تو یہ امر اسلیے نہیں ہے کہ اسکا جذام تم تک پہنچ جائیگا

بلکہ نفی اسلیے ہے کہ تم جب اسکے پاس بیٹھو گے اور قوت کرو گے تو اسکا ... عقیدہ ہو گا اسلیے تم اس سے دور رہو

جواب۲ دیے جو ایک کا محل الگ الگ ہے اول جملہ کا تعلق اعلی قسم کے متوکلین سے ہے اور ثانی کا تعلق

ضعیف الاعتقاد لوگوں سے ہے جواب۳ دیے لا عدوی کی نفی طبعی اور حقیقی کی نفی ہے اور دوسرے جملہ سے جو دور رہنے

سے عدوی کا ثبوت ہوا یہ تسبب ہے یعنی حقیقتاً عدوی وغیرہ کچھ نہیں ہے لیکن کسی چیز کی عادت کے

تابع ہو کر پہنچ جاتا ہے تو اس طرح سے جواب۴ دیے اول کی نفی عوام کے اعتبار سے ہے اور ثانی کے اندر جو بھاگنے کو

فرمایا وہ اسلیے کہ عقیدہ کے اندر کسی قسم کی خرابی لازم نہ آئے تمام ... لوگوں کا ... دونوں احادیث

کے اندر جمع کیا ہے ... ایک جماعت کہتی ہے کہ جن سے عدوی کی نفی ہے وہ راجح ہیں ... اور بعض کہتے

ہیں کہ ثبوت کی روایات راجح ہیں اور ناسخ ہیں نفی کیلئے چنانچہ آپ نے پہلے لا عدوی کے ذریعہ نفی کر دی تھی لیکن

بعد میں دوسری حدیث سے اسکی نفی کو ختم کر دیا لیکن ... ترجیح کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے جبکہ

دونوں کے اندر جمع ناممکن ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے ولا ھامة اسکی تعریف کے اندر اختلاف ہے (۱) اگر کسی

شخص کو کسی نے قتل کر دیا اور اسکا قصاص نہیں لیا گیا تو اہل عرب کا زعم تھا کہ اس مقتول کی روح اور ہڈیاں

کسی حیوان کی جسم کے اندر ہوتی ہیں اور کہتی ہیں اسقونی اسقونی (۲) ھامہ کہتے ہیں اُلّو کو

تو جہاں وہ بولتا تھا تو اہل عرب سمجھتے کہ یہاں کوئی مصیبت بلا وغیرہ نازل ہو گی آپ نے اس زعم کو ختم

کر دیا جو اسوقت ہے جبکہ ھامہ کو بغیر تشدید کے پڑھا جاتا ہے اور اگر ھامّہ بالتشدید ہے تو زہریلے

جانور اس سے مراد ہوں گے اور ... حیّہ (سانپ) اسکا مصداق ہو گا اور مطلب یہ ہے کہ تم لوگ

اسکو مار دیا کرو یہ سوچکر اسکو مت چھوڑو کہ ... یہ انتقام لیگا ولا صفر اسکے معانی کئی

مشہور ہیں (۱) پیٹ کے اندر ایک کیڑا ہوتا ہے جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے ... آپ نے ... کی نفی کی

(۲) ایک بیماری پیٹ کے اندر ہوتی ہے جسکی وجہ سے بعض اوقات آدمی مر جاتا ہے اس زعم کو ختم فرمایا (۳) بعض

اہل عرب ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے اسلیے ... آپ نے فرمایا کہ لا صفر (۴) ... جاتا

تو آپ نے عقیدہ کو باطل کر دیا ... ماہ صفر ... ماہ محرم ... حلال ... ہو گا نقل

... رضی اللہ عنہ ... اس حدیث کے اندر تو مجذوم سے فرار کا حکم ہے اور ایک حدیث کے اندر

4577 نقل کیا ہے اور حضرت جابر کی اور یہ ہے کہ آپ نے ایک مجذوم کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا ہے اسکا ۲
جواب دیا گیا کہ حضرت جابر کی حدیث ناسخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے حضرت عمر بن الخطاب سے بھی منقول ہے اور قاضی
ص ۳۹۱
79 عیاض مالکی نے عیسی بن دینار سے بھی نقل کیا ہے وعنه لا نوء یعنی بارش کے نجوم کا داخل ہونا بارش ہونے کا ۳۹۱/۲۷
ص ۳۹۲
80 اعتقاد کرنا جائز نہیں ہے عن جابر والغول یہ عرب کا عقیدہ تھا کہ یعنی جنات اور ۳۹۲/۱
شیاطین مختلف شکلوں کے اندر ہوتے ہیں اور لوگوں کو راستے سے گمراہ کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ الغول کچھ نہیں ہاں کا ہن شیاطین انا
ص ۳۹۲
83 اور ہلاک کرنا کچھ نہیں ہے سب اللہ کے قبضہ میں ہے **الفصل الثانی عن قطن** : العیافة کے معنی ہیں کہ ۵
پرندوں کو اڑا کر ان کی رفتار دیکھ کر اور ان سے فال لینا الطرق کے معنی ہیں سنگریزے مارنا بعض لوگ
نے کہا کہ اس سے علم خط یعنی رمل مراد ہے یعنی زمین پر لکیریں کھینچ کر وہ لوگ احوال معلوم کیا کرتے تھے من الجبت اس کے
ص ۳۹۲
84 مراد یا تو جادو ہے یا کہانت مراد ہے یا کل ما عبد من دون اللہ سب مراد ہے **عن عبد اللہ بن مسعود** ۶
الطیرة شرک ان کی عبادت کی غرض سے یہ ... الشارب الطرتی اسکو جہاں چلاتے اسی پر چلتے اور یہاں جو مخفی
ہے جانوروں کی رفتار دیکھ کر چلتا ہے کہ اگر وہ دائیں طرف چلے تو خود بھی چلیں ورنہ نہیں تو اس نے اشیاء سے ان
جانوروں کو عبودیت کے اندر شریک کر لیا (۲) ان کے بائیں طرف چلنے کو اپنے نفع ضرر کا سبب سمجھتے تھے تو ان
جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ میں شریک کر لیا ۔ ۔ ۔ مراد ہوا ولکن اللہ یذھبہ بالتوکل
ابو القاسم اصبہانی کی رائے ہے کہ یہ ٹکڑا مرفوع ہے اور ما منا الا ولکن الخ حضرت کا قول ہے اور اپنی
امت کی کسی فرد کو ... جو مراد لے رہے ہیں ۔ امام بخاری سلیمان بن حرب ۔ امام ترمذی کی رائے ہے کہ یہ جملہ
مدرج ہے اور ما منا الا ولکن یہ خود ابن مسعود کہہ رہے ہیں حضور اکرم اس کے اندر داخل نہیں ہیں ۔
ص ۳۹۲
86 **عن سعد بن مالک** نفی الفرس والدار کے اندر طیرة ہوتا ہے بعض لوگوں نے اسکو قضیہ شرطیہ پر محمول ۱۰
کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ استثنا کے قبیل سے ہیں ابن قیم کا رجحان اسی طرف ہے کہ آپ نے طیرة کی نفی کی ہے
لیکن ان تین کو مستثنی کر دیا کیونکہ ان کے اندر طیرة ہوتا ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر وارد ہے کہ حضور
چند لوگوں کو ایک گھر سے منتقل فرمایا تھا نہ ذروھا ذمیمة لیکن دوسرے فریق نے اسکا جواب دیا کہ آپ نے
ص ۳۹۳
88 ان کو یہ اس لئے کہا تھا تاکہ عقیدہ کے اندر فساد پیدا نہ ہو **عن بریدة** اس حدیث پر اشکال ہے ۱۳
جبکہ اب تک تمام احادیث کے اندر طیرة کی نفی فرمائی گئی ہے اور یہاں حضور کسی شخص کے نام کی اچھی
اثر لیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ طیرة ہوتا ہے اسکا جواب دیا کہ طیرة کی نفی ماقبل کے اندر گذر چکی
کہ اور خبیث کے پیش آنے کی وجہ سے مقصود کو ترک کر دینا اور یہاں یہ بات نہیں ہے کہ آپ اپنے
ص ۳۹۳
90 مقصود کو ترک کر دیں بلکہ ایک طبعی اثر آپ کے چہرہ پر ہوجاتا تھا **عن یحیی بن عبد اللہ** ۱۸
فان من القرف التلف ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طیرة ثابت ہے لیکن اسکا ایک جواب تو یہ ہے کہ
آپ نے طب کے اعتبار سے کہا کیونکہ وہ طیرة کا قائل تھا اب اشکال ہوا کہ طب بھی تو صحابی ہے اور
ان کو طیرة کے ثبوت اور حقیقت ہونے کا خیال کیوں کر لیا اسکا جواب شریف جرجانی اور مولانا عبد الحق
نے دیا کہ یہ جواب اس طب کے اعتبار سے ہے یعنی زمین کے اندر جو مرض اثر ہوتا ہے کسی جگہ بھی ہے
تو دوسری جگہ پر اثر ہوتا ہے اس لئے اسکو چھوڑنے کا حکم دیا ۔

4592

باب الکھانۃ (الفصل الاول)

الکھانۃ ھو الدعوی تعلم الامور الآتیۃ وعلمھا بالامارات من السائل او من عند نفسہ عن معاویۃ بن ... فمن وافق ۳۹۲/۲۳
خطہ فذاک ۔ اس سے مراد یعنی ایک نبی جن کا نام حضرت دانیال اور بعض نے حضرت ادریس بتلایا ہے اور یہی مشہور ہے وہ خط کے ذریعہ
علوم حاصل کرتے تھے تو جو خط ان کے خط کے موافق ہو گیا وہ صحیح ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے خط کی
95 مطابقت اور موافقت ضروری ہے اور یہ ہو نہیں سکتی لہذا اس کو کرنے سے کیا فائدہ ہے عن حفصۃ و من ۳۹۳/۵
اتی عرافاً اس عراف کے مصداق میں اختلاف ہے (۱) اس سے کاہن مراد ہے (۲) طبیب مراد ہے (۳) منجم مراد ہے
(۴) حافظ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مراد ہے جو مغیبات کے محل کا پتہ دینے کے ذریعے جاننے کا دعوی کرے امام نووی فرماتے
ہیں کہ عراف من جملۃ الکہان ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ باب الکھانۃ کے اندر عراف کا ذکر کیوں کیا گیا ہے
اربعین لیلۃ اگر اس سے تصدیق مراد ہے تو یہ عدم قبول علی سبیل ... اور اگر اس سے تکفیر مراد ہے تو یہ بھی صحیح ہے اور قبول
98 صلوۃ کی نفی اس لئے کی گئی ہے کہ یہ اہم العبادات ہے الفصل الثانی عن ابن عباس ؓ اس حدیث سے ۱۳
معلوم ہوا کہ علم نجوم کا حکم علم سحر کی مثل ہے ہمارے علماء نے بیان کیا کہ اگر عقائد کے فساد کی طرف وہ علم لے جائے
تو علم سحر کا حکم اور اس کا ایک ہے اور اگر علم نجوم نماز کے اوقات کے معلوم کرنے کے لئے سیکھا ہے تو جائز ہے

باب الرؤیا (الفصل الاول) ۳۹۴/۱

رؤیا خواب کے اندر استعمال ہوتا ہے اور رؤیت غیر خواب کے اندر مستعمل ہے رؤیا کی حقیقت کے اندر لوگوں کے
مختلف اقوال ہیں ۔ اطباء کی رائے میں خواب کا مدار اخلاط پر ہے اگر کسی پر خلط صفرا کا غلبہ ہے تو اس کے
اعتبار سے وہ خواب دیکھے گا کہ اس نے آگ دیکھی بلندی کی طرف اڑنا اور چلنا پھرنا اس قسم کے خواب ہوں گے
اور اگر خلط بلغم کا غلبہ ہے تو اس کے اعتبار سے خواب نظر آئیں گے کسی پانی کے اندر تیر رہا ہے غسل کر رہا ہے
وغیرہ وغیرہ ۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ خواب کے اندر جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ عالم بالا کے اندر ہوتی ہیں اور
بعض مرتبہ واقعہ کے مطابق ہوتی ہیں تو وہ خواب واقعی ہو جاتا ہے ورنہ وہ خواب واقع نہیں ہوتا ۔ شیراز کا
اصل حق یہ ہے کہ نہ طبیعت کا غلبہ ہے ... اور نہ یہ اضغاث احلام کے قبیل سے ہے بلکہ اللہ تعالی
4706 رائی کے قلب کے اندر اعتقادات ڈال دیتا ہے ... عن ابی ھریرۃ ؓ لم یبق من النبوۃ ۱۱
الا المبشرات اس جملہ کے اندر دو چیزیں بتائیں ایک یہ کہ لم یبق الخ کا کیا مطلب ہے اور ایک مبشرات سے کیا مراد ہے ۔ امام
نووی فرماتے ہیں کہ مبشرات کی قید اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ خواب کے اندر جیسا کہ بشارتیں اور خوشخبری ملتی
ہے ایسے ہی بعض خواب کے اندر منذرات ڈرانے والی تنبیہات بھی ہوتی ہیں ۔ من النبوۃ بعض نے اس کو حقیقت
پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ نبوۃ کے جیسے مختلف حصے اور شعبے ہیں الہام کا ایک حصہ یہ خواب باقی رہ گیا ہے
اس پر اشکال ہوا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لانبی بعدی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوۃ باقی رہے گی اس کا جواب دیا کہ
جزء کے باقی رہنے سے لازم نہیں آتا کہ کل بھی باقی رہے بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ جزء اپنی حقیقت پر محمول
نہیں ہے بلکہ اس کو علم غیب کے اعتبار سے جزء قرار دیا گیا ہے یعنی جیسے علم نبوۃ کے اندر علم غیب کا پتہ چلتا ہے
ایسے ہی خواب کے اندر غیب کا پتہ چلتا ہے اور بعض نے کہا کہ نبوۃ کے معنی خبر دینے کے ہیں جب اس کو نبوۃ کے اندر ...
08 جزء مل جاتا ہے ایسے ہی خواب کے اندر بعد والے حالات کا علم ہو جاتا ہے عن النبی ﷺ اس حدیث ۱۳

کے اندر رویاء صالحہ کو نبوۃ کا چھیالیسواں جزء قرار دیا گیا ہے اسکی وجہ علماء نے یہ بیان کی کہ آپ کی نبوۃ کے اوائل
مبارکہ تیئیس برس اور چھ ماہ آپ نے بشارات دیکھیں ہیں تو تیئیس کا دگنا چھیالیس ہوتا ہے اس اعتبار سے اسکو
چھیالیسواں جزء قرار دیا ہے لیکن یہ توجیہ ضعیف اسلئے حدیث کے اندر چالیس کا عدد دوسری احادیث میں وارد ہے اس اعتبار سے
۰۹ بہت زیادہ مختلف ہیں عن ابی ھریرۃ ؓ (ص ۳۹۴) خواب کے اندر آنحضرت کی زیارت کے متعلق قاضی عیاض مالکی فرماتے ۳۹۴ / ۱۴
ہیں کہ اگر کسی نے آپ کو آپ کی صورۃ اصلیہ کے اندر دیکھا تو یقیناً حقیقۃً آپ کو دیکھا اور اگر صورۃ اصلیہ کے اندر نہیں
دیکھا تو ہو بہو آپ کو بعینہ نہیں دیکھا بلکہ آپ کی مثال دیکھی ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ آپ کو جس کسی شخص نے صورت
کے اندر بھی دیکھا ہو اسنے آپ ہی کو دیکھا ہے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کے کلام کے اندر
کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ قاضی عیاض کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنی صورۃ اصلیہ کے اندر نہیں
دیکھا تو ایسا خواب قابل تعبیر ہے اور جس خواب کے اندر صورۃ اصلیہ کی زیارت ہوئی وہ خواب قابل تعبیر نہیں ہے
ہمارے علماء کرام نے بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص نے آپ کو کوئی امر کرتے ہوئے خواب کے اندر دیکھا تو اگر وہ امر قرآن
و حدیث کے موافق ہے تو اسپر عمل کیا جائیگا ورنہ عمل نہیں کیا جائیگا اسلئے کہ حدیث کے اندر ہے فقد رآنی الحق
اسکا مطلب ہے کہ اسنے آنحضرت علیہ السلام کو نہیں دیکھا اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسنے سچا خواب
۱۱ دیکھا اسکی تعبیر معلوم کرلی جاتی ہے عن ابی ھریرۃ ؓ (ص ۳۹۴) فسیرانی فی الیقظۃ الخ اسکا مطلب ۱ یہ ہے کہ جو میرے زمانہ ۱۶
کے اندر جسنے مجھکو خواب میں دیکھا تو وہ مجھکو یقظہ کی حالت کے اندر دیکھیگا مطلب ۲ یہ ہے کہ جسنے مجھکو خواب کے
اندر دیکھا تو وہ مجھکو آخرت کے اندر یقظہ کی حالت میں دیکھیگا اسپر اشکال ہے کہ پھر خواب دیکھنے والے
کی خصوصیت کیا ہوئی وہاں تو تمام لوگ مسلمان آپ کی زیارت کریں گے لہذا اب صوفیاء کرام نے اسکا
مطلب ۳ بیان کیا کہ جسنے خواب کے اندر میری زیارت کی ہے اسکے اندر صلاحیت ہوگی کہ وہ جاگتے ہی
میری زیارت کرسکے چنانچہ بہت سے اکابر کے متعلق دیکھا گیا اور سنا گیا ہے کہ ان کو حالت یقظہ کے اندر حضور کی زیارت
ہوئی ہے اسپر حافظ نے اشکال کیا کہ اس مطلب کی صورت کے اندر تو روئیت کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا اور اسکا
کا مطلب ہے صحبت کا سلسلہ ہمیشہ رہیگا حالانکہ اجماع ہے اسبات پر کہ صحبت کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے
اسکا جواب دیا گیا کہ صحبت کیلئے حضور کا دنیا کے اندر موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں وہ صورت پیش نہیں آئی ہے
مطلب ۴ یہ ہے کہ یہ کلام تشبیہ پر مبنی ہے یعنی خواب کے اندر دیکھنا ثواب اور فخر کے اعتبار سے ایسا ہے جیسے
زندگی کے اندر زیارت کرلی — ولا یتمثل الشیطان بی الخ کیونکہ شیطان مظہر ضلالت ہے اور حضور مظہر ہدایت کامل
ہے لہذا دونوں متضاد چیزوں کا اجتماع کیسے ہوگا علماء نے بیان کیا کہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صورت شیطان بنا
۱۴ لے کیونکہ ہدایت حقیقیہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے ضلالت بھی اسکی متعلق ہے عن ابی ھریرۃ ؓ (ص ۳۹۵) اذا اقترب ۲۳
الزمان الخ اس اقتراب زمان کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب رات دن اسطرح ہوں یعنی موسم ربیع کے اندر
اسپر اشکال ہوا کہ موسم کی رؤیا کی تعبیر لگائی ہے اس صورت کے اندر سب برابر ہیں لہذا اب جواب ۲
یہ ہوگا کہ اسسے قرب قیامت مراد ہے کیونکہ اس وقت مسلمان زیادہ پریشان ہونگے تو انکے پریشانی کی
25 ازالہ کیلئے بشارات اور صحیح خواب نظر آئینگے (ص ۳۹۶) الفصل الثالث عن سمرۃ بن جندب انھا یبعثانی الخ اسکا ۳۹۶ / ۲۶

4625

(ب) بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا محل یہ ہے کہ آپ ایک قبر پر تشریف لے جا رہے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کسی چیز پر مار ۳۹۶/۲۶
رہا ہے تو حضور نے اس وقت یہ فرمایا کہ اس کو مت مار اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی (مضروب)
کی صورت پر پیدا کیا یعنی ان کی صورۃ شکل انسانی کی طرح تھی پس اس کی صورۃ کا اکرام کا تقاضہ ہے
کہ اس چہرے پر مت مار۔ آگے حدیث شریف کے اندر فرمایا کہ طولہ ستون ذراعا اب یہاں اس ذراع
سے کس شخص کا ذراع مراد ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے آدم علیہ السلام کا ذراع مراد ہے۔ دوسرے علماء کی
رائے یہ ہے کہ اس سے ذراع معروف مراد ہے ابو الحسن سندی نے اسی کو راجح قرار دیا ہے دو وجہ سے اول
یہ کہ اگر آدم علیہ السلام کا ذراع مراد لیں تو مقصود تعریف ہے اس کی صورت میں کچھ نہیں ہو جاتی کیونکہ
آدم کے ذراع کا حجم کو علم نہیں ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے ذراع مراد لینے سے آدم علیہ السلام کی قباحت
لازم آئیگی کیونکہ جب آدمی کا طول ذراع سے زیادہ تو چار ذراع کا ہوتا ہے اور یہاں ان کا
طول ان کے ذراع سے ساٹھ ذراع زیادہ کا ہے اور یہ تقبیح اور بدشکل ہونے کی علامت ہے نعوذ باللہ من

مذاہب فقہاء السلام علیکم سلام کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک سنت ہے بعض مالکیہ کے نزدیک
واجب ہے اگر سلام کرنے والا ایک ہے تو سنت عین ہے اور اگر بہت سے لوگ ہیں تو سنت کفایہ ہے اور جن لوگوں کو کیا
اگر وہ ایک ہے تو جواب دینا فرض عین ہے اور اگر چند آدمی ہیں تو ائمہ ثلاثہ (اور بعض) کے نزدیک ایک کا جواب دینا
کافی ہے امام ابو یوسف سے نقل کیا گیا ہے کہ ہر ایک کو جواب دینا ضروری ہے علامہ شوکانی اس مذہب کو جمہور
کی طرف منسوب کیا ہے لیکن حافظ نے صرف امام ابو یوسف سے اس مذہب کو نقل کیا ہے امام ابو یوسف
کا مستدل یہ حدیث ہے کیونکہ یہاں وارد ہوا فقالوا السلام علیک ورحمۃ اللہ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نے
جواب دیا ہے ہمارا مستدل اسی باب کے اندر آگے ایک حدیث ہے جس کے اندر تھوڑا ہے اور اس حدیث کے
مفہوم پر اعتذار کرنے والی حدیث کا منطوق راجح ہوگا۔ سلام کا صیغہ افضل طریقہ ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اور اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور پھر صرف السلام علیکم ہے مذہب یہ ہے کہ کیا اور زیادتی اور الفاظ میں
کی طرف سے جائز ہے اب یہ کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر زیادتی بھی جائز ہے یا نہیں علماء کی رائے کہ
زیادتی نہ کرنا چاہیے اور بعض کہتے ہیں کہ ومغفرتہ کی زیادتی جائز ہے کیونکہ ایک روایت کے اندر وارد ہوا ہے
ابن قیم کی رائے ہے کہ ~~[illegible]~~ اس قسم کی روایات ضعیف ہیں لہذا زیادتی
جائز نہیں ہے حافظ نے ان تمام روایات کو جمع کیا اور اس پر رد کیا کہ اگرچہ یہ روایات ضعیف ہیں لیکن
کثرۃ کی وجہ سے قوت کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں لہذا زیادتی ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت ابن عمر سے ماورائے کا
کا اضافہ ثابت ہے لیکن اس کا جواب دوسرے فریق نے یہ دیا کہ یہ سلام کے اندر زیادتی نہیں بلکہ بطور دعا کے ہے

فلم یزل الخلق ینقص من بعدہ سے استدلال کیا ابن قیم نے المنار المنیف کے اندر اور حافظ ابن کثیر اور علامہ
سیوطی وغیرہ نے کہ عوج بن عنق کا قصہ غلط ہے اب اس پر اشکال وارد ہوا کہ اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے بعد سے آج تک لوگ قد کے اعتبار سے کم ہوتے چلے آ رہے ہیں حالانکہ قوم عاد اور
قوم ثمود کے مکانات اور آثار ہماری نسبت کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں یہ اعتراض حافظ نے کیا اور جواب یہ دیا

4625 اعتراض وارد ہوا کہ اسکا پہلے فصل اول کے آخر کے اندر جو قصہ ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خواب اذان کا
تھا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کو اٹھایا اور پوچھا گیا اسکا جواب ہوا کہ یہاں اٹھانے سے
مراد بیدار کرنا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خواب اور منام کے اندر یہ ہے کہ کہا کہ اٹھو اور چلو رجل طویل دیکھ
طول حسی اور طول معنوی دونوں مراد ہو سکتے ہیں فقلت لھما ھذا ما ھو قالا لی انطلق الخ ہے یہ اعتراض ہوا کہ ان کا
مشار الیہ رجل طویل اور ولدان ہیں ہذا اس لئے ذوی العقول ہونے کا تقاضہ یہ تھا کہ بجائے ما ھذا کے من ھذا
کہتے اسکا جواب یہ ہے علی پر ہوا کہ چونکہ وہ نہایت طویل تھے تو طول کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شئ ہے
رجل ہے یا غیر رجل اسلئے ما کہا یا جواب۲ یہ ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں مقولہ کا حذف کیا گیا ہے
اور یہ طرز سطحی کا جواب ہے اعتراض کیا کہ ان کا یہ کہنا کہ رجل و انسان ہونے کا پتہ نہیں چلا ہو تو یہ
کہا کہ یہ عقلاً ہے کہ ان کا جو ابر کے پیچھے رکھ کر آپ نے فرمایا کہ میں طویل الروضۃ رجل طویل لہذا اب یہ جواب
خلاف ہے دیکھا کر حدیث شریف کے اندر وارد ہوا شطر من خلقھم کاحسن ما انت الخ اسکا کیا مطلب یہ بیان
کیا گیا کہ بعض ان کے اندر اچھے اور خوبصورت تھے اور بعض خراب اور سیاہ تھے لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے
بلکہ دوسرا مطلب جو اسکا بیان کیا گیا ہے وہ صحیح ہے وہ یہ کہ ایک ہی آدمی کا بعض حصہ سیاہ اور بعض
4627 حصہ سفید تھا عن ابی سعید: اصدق الرؤیا بالاسحار الخ وہ وقت سکون و اطمینان کا ہوتا ہے معدہ ۳۹۷/۱۴
اور ہضم وغیرہ کے اندر خرابی وغیرہ نہیں رہتی کیونکہ ہضم ہو چکا ہوتا ہے اور طبیعت پرسکون ہوتی ہے

کتاب الآداب باب السلام ۳۹۷/۱۵

ادب کے معنی لغت کے اندر بلانے کے ہیں اور اصطلاح کے اندر علماء کی مختلف تعبیرات ہیں سب سے بہتر قول
یہ ہے کہ استعمال ما یحمد قولاً وفعلاً (۲) الاخذ بمکارم الاخلاق (۳) الوقوف مع المستحسنات والاعراض
عن المستقبحات (۴) بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم و کرم اور لفظ سلام اسم ہے اسماء الحسنیٰ میں سے

28 **الفصل الاول عن ابی ہریرۃ** خلق اللہ آدم علی صورتہ الخ اس کے مطلب کے اندر علماء کے مختلف اقوال ہیں ۳۵
(۱) جو لوگ اصحاب التفویض کہلاتے ہیں وہ ان قسم کے الفاظ کے متعلق فرماتے ہیں کہ لا ندری ما ذا المراد بہ
(۲) جو لوگ اصحاب التاویل کہلاتے ہیں ان کے اندر پھر اقوال مختلف ہیں (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ
صورتہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہیں اور صورۃ سے صفت مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے صورۃ المسئلۃ کذا
ای صفتہ کذا۔ تو اب مطلب ہوگا کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت پر پیدا کیا کہ جیسا کہ خود
اللہ رب العزت سمیع علیم بصیر ہے ویسے ہی آدم علیہ السلام کو بھی بصیر سمیع حی متکلم عالم قادر بنایا
(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ صورۃ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریفاً ہے جیسے بیت اللہ کے اندر
(۳) اگر ضمیر کا مرجع خود انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو مطلب ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی صورت پر پیدا
کیا یعنی ان کی ابتداء آفرینش اور انتہاء میں کچھ فرق نہیں تھا یہ نہیں تھا کہ پہلے نطفہ ہوں پھر علقہ
پھر مضغہ ہوں پھر عظام ہوں پھر ان پر لحم کو چڑھایا جائے بلکہ ایک ہی صورت پر پیدائش ہے اس سے
دہریوں کی نفی ہو گئی کہ ان کے نزدیک پیدائش اور صورت وغیرہ طبیعت کے تابع ہیں کہ سب کچھ وہی کرتا ہے

ص ۳۹۷

4630 عن ابی هریرة: ولیشمتہ اذا عطس الخ تشمیت کے معنی کسی کے غم و رنج پر دشمن کا خوش ہونا اور باب تفعیل کا ۳۹۷/۲۱
خاصہ سلب ماخذ ہے لہٰذا دشمن کی خوشی کو سلب کرنا تشمیت کے معنی ہوں گے اور اس دعا یرحمک اللہ کے ذریعہ دشمن
کی خوشی کو سلب کیا جاتا ہے لہٰذا اسکو تشمیت کہتے ہیں۔ اس کے حکم میں بھی اختلاف ہے ظاہریہ اور بعض مالکیہ کے
نزدیک فرض ہے۔ حنفیہ، حنابلہ کے یہاں فرض علی الکفایہ ہے اور اسی کو ابن رشد نے راجح قرار دیا ہے

ص ۳۹۷

31 وعنہ: ولا تومنوا الخ یہ یا تو نہی کا صیغہ ہے یا نفی کا۔ اول احتمال غلط ہے کیونکہ آپ سے نہی (صادر) نہیں ۲۴
ہو سکتی لہٰذا نفی کا صیغہ ہے اور نون کو آخر سے ازدواج اور تخفیف کی وجہ سے ساقط کر دیا گیا کیونکہ اس کے بعد
حتی تومنوا اور تحابوا تھا اور اسکے علاوہ بھی تحابوا کے اندر محبت کو ایمان کی غایۃ اور مدار قرار دیا یہ ایمان کامل

ص ۳۹۷

32 کی غایۃ ہے وعنہ قال: یسلم الراکب علی الماشی الخ یہاں پر ایک سوال ہے کہ اس حدیث کے اندر جو بیان ۲۵
کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ راکب ماشی کو سلام کرے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ قلیل کثیر کو سلام کریں تو اگر کسی مقام
پر راکب کثیر ہوں اور ماشی قلیل ہوں تو اول جملہ کا تقاضہ ہے کہ راکب کو سلام کرنا چاہئے اور دوسرے جملہ کا تقاضہ ہے
کہ ماشی کو سلام کرنا چاہئے کیونکہ وہ قلیل ہیں لہٰذا ایسی صورت کے اندر کیا ہوگا؟ علماء نے جواب دیا کہ یہاں
تقابل جہتین کی وجہ سے جو ایک سے ثابت کرتے ہو دوسرا اس کا الٹا ہے کہ راکب ماشی سے افضل ہے لہٰذا مفضول
افضل کو سلام کرے یعنی ماشی کو چاہئے کہ جو اپنے سے افضل یعنی راکب کو سلام کرے اسکا جواب دیا
گیا کہ وہ چونکہ عالی ہے تو اگر اسکو سلام پہلے کریں گے تو تکبر کا اندیشہ ہے۔ اور اگر قاعد اور قائم
کے اندر قائم کثیر ہوں یا قلیل ہوں قاعد کو سلام کریں گے کیونکہ قاعد صاحب خانہ کے حکم میں ہے لہٰذا

ص ۳۹۸

35 اسکے اندر دو جہتیں ہیں ایک مسلم علیہ بننے کی۔ عن ابی هریرة: اس حدیث کے اندر اہل کتاب کو ابتداء ۳۹۸/۱
بالسلام سے ممانعت وارد ہے یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے۔ علقمہ، ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ ضرورت کی وجہ
ابتداء جائز ہے دیگر علماء نے یہی بیان کیا کہ اگر ان سے ضرر کا خوف ہو تو سلام کر لینا چاہئے

ص ۳۹۸

عن ابن عمر: اس حدیث سے معلوم ہوا اہل کتاب کے سلام کے جواب میں صرف وعلیک کہنا چاہئے اور بعض روایت ۲
کے اندر وعلیکم ہے کہ جمع کا صیغہ و علیکم واو کے ساتھ ہے اور ایک روایت کے اندر واو نہیں ہے اور بعض کے
اندر وعلیکم بغیر واو کے ہے۔ خطابی فرماتے ہیں کہ واو نہ ہونا اولی ہے کیونکہ واو تشریک کیلئے ہوتا ہے تو
لازم آئیگا کہ ہم بھی اس بددعا کے اندر شریک ہیں۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ واو کا ہونا اولی ہے کیونکہ موت
کے اندر تو ہم شریک ہیں لہٰذا اس کے اندر کوئی نقصان نہیں ہے۔ بعض علماء نے جواب دیا کہ واو تشریک کیلئے نہیں ہے
لہٰذا اسکے ہونے کے اندر کوئی نقصان نہیں ہے۔ علامہ نووی اور شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ لانے اور نہ لانے کے اندر کوئی حرج نہیں ہے

ص ۳۹۸

40 عن ابی سعید: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے حضور کے امر کا امتثال نہیں کیا اور کیا کیا ۱۳
جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے قرینہ وغیرہ سے یہ سمجھ لیا کہ آپ کا امر استحباب کیلئے نہیں ہے

الفصل الثانی

ص ۳۹۸

46 عن ابی امامة: اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس کے اندر آپ نے ابتداء بالسلام کرنے والوں کو افضل قرار ۲۶
دیا ہے اسکا تقاضہ ہے کہ راکب، ماشی، قلیل، کثیر کسی کی رعایت نہیں کی جانی چاہئے بلکہ جو بھی ابتداء کرے اس
کو افضلیت حاصل ہوگی اور اس سے پہلے جو ضابطہ بیان کیا گیا وہ اس کے خلاف ہے جواب دیا کہ مقصود اسکی ترغیب ہے

ص ٣٩٩

4647 عن جریرؓ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ نے عورتوں کو سلام کیا، اس مسئلہ کے اندر علماء نے لکھا ہے کہ جوان ٣٩٩/١
عورتوں کو سلام کرنا مکروہ ہے اور ان پر جواب واجب نہیں ہے۔ قاضی خان اور صاحب ہدایہ یہی فرماتے ہیں کہ جبکہ فتنہ
کا خوف ہو۔ ابن الملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے جو جواز معلوم ہوا یہ حضورؐ کے لئے خاص ہے کیونکہ آپ
فتنہ سے محفوظ تھے اور اب مسئلہ یہ ہے کہ بڑھیا عورت کو سلام کرنا جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے

ص ٣٩٩

49 عن عمرو بن شعیب الخ:۔ اگر سلام زبان سے کیا جائے تو بلا اختلاف جائز ہے اور سلام زبان اور اشارہ ٢
دونوں سے اولیٰ ہے اور صرف اشارہ سے سلام جائز نہیں ہے البتہ اگر سلام کرنے والا دور ہو تو اسکو چاہئے
کہ وہ زبان سے سلام کرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کر دے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سلام کر رہا ہے دیگر بعض
فرماتے ہیں اسناده ضعيف ملا علی قاری شرح مشکوۃ کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ شاید اسکے ضعف کی وجہ
یہ ہے کہ یہ روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے اور اس سند کے اندر ایک صورت میں انقطاع
اور ایک صورت کے اندر ارسال ہے اس وجہ سے اسکو ضعیف کہدیا گیا ہوگا لیکن علامہ سیوطی نے اس حدیث کو
جامع صغیر کے اندر ابن عمر سے مسنداً نقل کیا ہے لہذا اب اشکال مندفع ہوگیا لیکن واضح رہے کہ ترمذی
کے اندر یہ ~~حدیث~~ حدیث بروایت ابن لہیعۃ مروی ہے اور وہ راوی ضعیف ہے لہذا اسناد کی
ضعف کی وجہ یہ ہے چنانچہ علامہ نووی نے شرح مہذب کے اندر اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔۔۔

ص ٣٩٩

58 عن زید بن ثابت:۔ ضع القلم علی اذنک آپؐ نے قلم علی الاذن کا حکم اسلئے دیا کہ قلم کو دوام محفوظ ١٦
کے قلم سے مناسبت لفظی حاصل ہے اور کان محسوس کرنے کا ذریعہ ہے تو باتیں کان کے اندر اسکے ذریعہ سے ایسی گیا

ص ٣٩٩

59 وعنہ قال:۔ اس حدیث کے دو ٹکڑے ہیں اول سے معلوم ہوا کہ آپ نے سریانی زبان کے سیکھنے کا امر ٢١
فرمایا اور ثانی کے اندر آپ نے کتابت کا امر فرمایا دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اسکا جواب علامہ عینی علامہ قسطلانی
اور حافظ ابن حجرؒ نے یہ دیا کہ کتاب یہود سے کتابت مراد ہے اور جب کتابت سیکھ لی تو گویا ان کی زبان بھی
سیکھ لی اب اعتراض ہوگا کہ مشہور یہ ہے کہ ان کی زبان عبرانی تھی اور اس حدیث کے اندر سریانی کا
ذکر ہے اسکا جواب دیا کہ دونوں سیکھ لی ہوں گی اب ایک مسئلہ سنئے:۔ اگر کسی حاکم وامیر کے پاس
کوئی خط ایسی زبان کے اندر لکھا ہوا آئے جس سے وہ واقف نہیں ہے اور غیر سے ترجمہ کرائے تو کیا اس ترجمہ کی
صحت پر شہادت تامہ ضروری ہے یا ایک آدمی کی شہادت کافی ہے امام بخاری ابن المنذر کا مشہور قول یہ ہے
اور امام احمد اور امام صاحب کے نزدیک بھی ایک شاہد کافی ہے امام شافعی کے نزدیک شاہدین کا ہونا ضروری ہے
یہی امام احمد کا مشہور قول ہے اس روایت کے اندر نصف شہر ہے ایک روایت کے اندر نصف عشر ہے اور
دیگر کے اندر سترہ ایام ہیں یہی راجح ہے علامہ کے نزدیک لہذا النصف عشر سے سترہ مراد ہوگا اور جہاں
نصف عشر ہے وہاں پر کہا جائیگا کہ کسر کے اندر دو دن کو حذف کرکے نصف شہر فرمادیا گیا الفصل

62 الثالث عن ابی ھریرۃ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا اسلام کے جواب کے اندر علیک السلام کہنا چاہئے ٣٠٠/١
اور مسلم کی حدیث کے اندر گذر چکا کہ فرشتوں نے سلام کا جواب السلام علیک دیا تو اب دونوں
[illegible] علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جیسے چاہے جواب دیدے مشہور طریقہ وعلیکم السلام ہے

4662 کیونکہ سلام اللہ کے اسم مبارک میں سے ہے لہذا کلام کے شروع میں اور آخر میں بھی یہ لفظ آئے ہیں وہ نقصو ختنا
ایک جماعت اس کے معنی و مطلب بیان کرنے سے سکوت کیا اور دوسرے گروہ نے تاویل کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
وصف جمال اور وصف کمال دونوں کی طرف اشارہ ہو گیا ہے مطلب یہ کہ دائیں ہاتھ کی سمت
مطلب کے اندر مختلف اقوال ہیں (۱) دونوں کو یمین کہا کیونکہ یمین کے معنی لغت کے اندر قوۃ اور جارحہ دونوں میں
تو یہاں اشارہ کیا کہ یہ سے مراد جارحہ نہیں بلکہ قوۃ اور وصف مراد ہے کیونکہ جب یہ جارحہ کے معنی میں ہے
دائیں یمین کا کے مقابل شمال ہوتا ہے اور یہاں دونوں یمین ہے معلوم ہوا کہ اس کا جارحہ مراد نہیں ہے
(۲) یمین کے معنی قوۃ کے ہیں اور یمین کا مقابل شمال ہے تو وہم ہوتا ہے کہ شمال کے اندر بہ نسبت یمین
کے قوۃ کم ہے تو یہاں دونوں کو یمین کہکر بتلایا کہ کسی یک میں کوئی نقص نہیں ہے (۳) یمین سے
مراد نعمت ہے یعنی اللہ کی نعمتیں ہر جگہ پر خوب ہیں (۴) یہ بتانا ہے کہ دو صفت مراد ہیں ایک جود اور
ایک کرم۔ یا ایک احسان اور ایک فضل اس حدیث کے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس سال اور
واضح رہے کہ شروع کتاب کے اندر ایک حدیث میں گزرا کہ ساٹھ سال کی عمر ان کی تھی علامہ علی قاری نے جمع
فرمایا کہ اول چالیس تھی پھر اس پر اضافہ کر کے ساٹھ کر دی گئی اس پر اور اضافہ کی درخواست کی گئی تھی

باب الاستئذان (الفصل الاول) ٢٠/٢١

استئذان کتاب جسکے سے شروع ہے استیناس سے تعمیم کے اندر استیذان کے معنی میں ہے

67 عن ابی سعید اس حدیث پاک پر اشکال وارد ہوا کہ جب ابو موسیٰ نے اجازت طلب کی تو حضرت عمر نے توقف ٢٢
کیوں فرمایا؟ جواب یہ ہے کہ امور خلافت کے اندر مشغول تھے پس یہ نہ چلا اس جواب پر اشکال ہوا کہ ان کی
آواز تو حضرت عمر نے سن لی تھی لہذا اپنے پاس بلانا کیا مطلب ہے؟ اسکا جواب دیا گیا کہ چونکہ آنحضرت کام
میں مشغول تھے اور آواز سن لینے کے بعد یہ سوچا کہ اس کام سے فارغ ہو جاؤں پھر ان کی طرف مشغول ہوں گا لیکن
یہ سوال و جواب اس حدیث کے اندر نہیں دیا کیونکہ حضرت عمر نے فرمایا کہ یا مشغول ہیں ان تا قیناد
دیں ہے اسبات کی کہ حضرت ان کا نام نہ سنا اور ان کے آنے کا علم ہوا دوسرے حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ
اذا استاذن احدکم ثلثا الخ ان تین مرتبہ استیذان کی وجہ علماء نے بیان فرمائی کہ اول مرتبہ تو وہ مجاز کیا گیا اور
ثانی مرتبہ پردہ وغیرہ کر لیگا تیاری کر لیگا اور تیسری مرتبہ کے اندر اجازت دیدیگا اقم علیہ البینۃ اس پر اشکال
ہے کہ الصحابۃ کلہم عدول کے تحت ان سے بینہ کیوں طلب فرمایا اسکا جواب دیا کہ اسلئے کہ لوگوں کو انکی حضور کی
طرف کسی بات کو غلط منسوب کرنے کی جرأت نہ ہو جائے اس لئے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں بینہ کو تہمت
کی وجہ سے طلب نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس لئے کہ دوسرے لوگوں کو جرأت نہ ہو جائے کہ جو چاہیں کریں اس سے
بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ خبر واحد کا اعتبار نہیں ہے اسکا جواب علامہ طیبی وغیرہ نے دیا کہ یہاں تو
انکی بات خبر واحد ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں ہوئی بلکہ احتیاط عمل اور الدین کے سد باب کیلئے ایسا کیا
گیا نیز اگر حضرت ابو سعید نے ملکر شہادت دیدی تب بھی وہ خبر واحد ہی ہے خبر مشہور نہیں بن سکتی لہذا
70 آپکا استدلال صحیح نہیں ہے عن ابی ھریرۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو قاصد بناکر ٢٠١/١

11670 بھیجا اور وہ لوگوں کو بلا کر لا یا تو ان لوگوں کو اجازت جدید طلب کرنی پڑیگی اور اس کا جواب فصل ثانی کی ایک حدیث خود
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو اسکا قاصد کے ساتھ آنا خود اذن ہے
یعنی جدید استیذان کی ضرورت نہیں ہے اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اسکا جواب ۱ یہ ہے جو صاحب مرقات نے دیا کہ
جس حدیث کے اندر جدید اجازت کا ذکر نہیں ہے اسکے اندر نفی بھی نہیں ہے لہذا دوبارہ اجازت طلب کرنا مستحب ہے
جواب ۲ یہ ہے جو شراح نے دیا کہ دونوں کا محل الگ الگ ہے اول حدیث کا محل تو یہ ہے کہ اگر قاصد کے بعد آئے تو جدید
61 اجازت کی ضرورت ہے اور اگر قاصد سے پہلے یا قاصد کے ساتھ آئے تو ضرورت نہیں ہے **الفصل الثانی عن**

ص ۴۰۲
کلدة بن حنبل :- بحث بلیغ اس حدیث کے اندر بلیغ وارد ہوا اور یہ کلمہ کا واقعہ ہے لیکن یہ راوی اس ۳۰۱/۳
وارد ہوا اور بعض کے اندر وجدایہ وارد کیا تو ہے اب یہ معلوم ہوا کہ اس حدیث کے اندر او فاصلہ اور واو
معنی میں ہے ایک مسئلہ ہے کہ استیذان پہلے ہونا چاہیے یا سلام پہلے ہو کر استیذان ہو اس حدیث کے اندر
حضور کے ارشاد گرامی فقل السلام علیکم أأدخل الخ سے معلوم ہوا کہ سلام پہلے اور استیذان بعد میں ہو یہی
مذہب اکثرین شافعیہ - ابن قیم کا ہے امام طحاوی نے اسی مشکل کے اندر اسی مذہب کو راجح قرار دیا ہے
جس سے معلوم ہوا کہ احناف کا مسلک بھی یہی ہے - علامہ ماوردی شافعی فرماتے ہیں کہ پہلے استیذان اور اس کے
بعد سلام کرے تیسرا مذہب یہ نقل کیا گیا ہے کہ اگر مستاذن کی نظر صاحب خانہ پر پہلے پڑے تو سلام پہلے
اور پھر استیذان کرے اور اگر نظر نہ پڑے تو پہلے اجازت طلب کرے پھر سلام کرے علامہ ابن قیم نے ان دو

ص ۴۰۴
74 اخیر کے مذہب کو ضعیف قرار دیا ہے **الفصل الثالث عن عطاء** :- قرآن شریف کے اندر ۱۱
ارشاد ہے کہ یا ایھا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الخ اس آیت کے اندر اختلاف ہے کہ یہ منسوخ ہے
یا باقی ہے ایک جماعت کے نزدیک اسکا حکم باقی ہے دوسری جماعت کہتی ہے کہ منسوخ ہے تیسری جماعت کے
نزدیک عورتوں کیلئے حکم ہے اور مردوں کے بارے میں منسوخ ہے چوتھی جماعت اسکا عکس کہتی ہے پانچویں
جماعت جس کے اندر حضرت ابن عباس بھی ہیں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ گھروں کے اندر پردہ
وغیرہ نہیں ہوتا تھا اب تو پردہ وغیرہ ہو گئے جس سے پتہ چلتا ہے اب استیذان کی ضرورت نہیں ہے

باب المصافحة والمعانقة

۳۰۱/۱۸

مصافحہ کی تفسیر علماء نے کی ہے کہ صفحة الید کو صفحة الید کے ساتھ ملانا اور یہ اسم جنس ہے لہذا قلیل وکثیر
سب پر صادق آئیگا لہذا معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ اور دو ہاتھ دونوں طرح مصافحہ جائز ہے لیکن افضل تو
یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے - آج کل غیر مقلدین کا مسلک پر اصرار ہے کہ ایک ہاتھ سے ہی مصافحہ
ہونا چاہیے اور حنفیہ کا اصرار ہے کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہیے حالانکہ ان میں کوئی ایک کے متعلق
حدیث کے اندر ضروری ہونے کی تصریح نہیں وارد ہوئی اگر ضروری ہے بھی تو وہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ہے کیونکہ
آج کل نصاریٰ اور یہود کا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور ہم کو حکم ہے اس بات کا ان کی مخالفت
کریں اب یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ اگر کسی طور وہی السنة کو وہ لوگ اختیار کریں تو ہم اسکو ترک چھوڑ دیں گے
مثلاً اگر پانچوں نمازیں - قرآن شریف کی تلاوت وغیرہ اگر یہود ونصاریٰ کرنے لگیں تو اسکا مطلب یہ

4674 ہیں ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں یہ استدلال صحیح اس وجہ سے نہیں ہے کہ یہ تو اس وقت ہے جبکہ شریعت کے
اندر کوئی دوسری صورت نہ ہو اور یہاں شارع علیہ السلام نے دوسری صورت بیان کر دی ہے فلا استدلال اور
مصافحہ کے موجدین اہل یمن ہیں۔ معانقہ: یعنی گردن سے ملانا یہ امرد اور عورت اور ایسی ہی جگہ جہاں شہوت
سے کرنا جائز نہیں ہے البتہ محبت کے اندر ہو تو جائز ہے مستحب ہے جیسے معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے
ص۲۰۱
78 الفصل الاول عن ابی ھریرۃ: علامہ نووی نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ تقبیل ولد واجب ہے ٢٠١/١٩
ص۲۰۱
80 ملا علی قاری نے اعتراض کیا کہ شیخ کا استدلال واضح نہیں ہے الفصل الثانی عن انس: حنظلہ سدوسی ٢٦
ایک راوی ہے جو ضعیف ہے لیکن امام ترمذی نے اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے اس کے اندر انحناء سے منع
فرمایا گیا ہے اور یہ قسم قرات میں کہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ انحناء رکوع کا سبب ہو جاتا ہے کہ اب تو انحناء ار گیا
ص۲۰۲
81 اور پھر سجدہ کرنا شروع کر الگیا اور پھر کوئی تک یہ اشیاء مفضی ہوں گی عن ابی امامۃ: اس حدیث کے
اندر جس چیز کو تمام عیادۃ قرار دیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مریض کو گرانی نہ ہو اور موقع و محل بھی ہو
تمام تحیات جمع اس وجہ سے لائے کہ اس کی انواع مختلف ہیں تحیہ سلام۔ تحیہ ملاقات۔ تحیہ ماتم وغیرہ تو بتلا دیا
ص۲۰۲
82 کہ ہر ایک نوع کی تمامیت مصافحہ سے ہے عن عائشۃ: اس حدیث کے اندر جس واقعہ کا تذکرہ ہے یہ ٢٠٢/٣
کسی غزوہ سے واپسی کا ہے اور روایۃ عاریاً یجر ثوبہ کا ایک مطلب علماء نے یہ بیان کیا کہ اتنا زیادہ حضور کو کبھی
عریاں نہیں دیکھا لیکن یہ مطلب ایسا ہی ہے بلکہ دوسرا مطلب صحیح ہے وہ یہ کہ حضور نے کبھی اس طرح کسی کا استقبال نہیں کیا
ص۲۰۲
84 عن عکرمۃ: حضرت عکرمہ مسلمۃ الفتح میں سے ہیں اور فتح مکہ کے بعد آپ نے فرما دیا تھا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح لہذا ٩
اس حدیث کے اندر حضور کا ان کو یہ فرمانا کہ مرحبا بالراکب المہاجر کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب ١ یہ دیا کہ
مہاجر سے مہاجر الی المدینہ مراد نہیں ہے بلکہ الی اللہ ورسولہ مراد ہے۔ دوسرا علماء نے جواب ٢ کی طرف اشارہ کیا کہ
یہ حضرت عکرمہ اپنے باپ ابوجہل کی وجہ سے حضور سے سخت عداوت رکھتے تھے تو جب فتح مکہ ہوا تو یہ یمن بھاگ
گئے تھے تو اس کے بعد وہاں سے ان کو بلا لیا گیا تو اس اعتبار سے مہاجر کہا کیونکہ یمن اس وقت تک فتح نہیں
ص۲۰۲
86 ہوا تھا وہ دار الحرب تھا تو وہاں سے ان کا آنا ہجرت شمار ہوگا عن جعفر بن ابی طالب: اس میں اشکال ١٤
یہ ہے کہ فتح خیبر سے اسلام کی خوب مدد ہوئی اور ترقی ہوئی تو اس سے آپ کو خوش ہونا چاہیے تھا اس کو زیادہ
حضرت جعفر کے آنے پر کیسے خوش ہوئے اس کا جواب یہ کہ خیبر کے فتح کے وقت تو یہود وغیرہ کی بیت سے وصول کیا
اس کو جدید مسلمان ہوتے بخلاف حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں اور افضل ہیں یہ
حدیث الاسلام ہے اس لئے خوش ہوئے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے چچا زاد بھائی ہیں اہل بیت میں سے ہیں
ص۲۰۲
88 اور ممکن ہے کہ یہ آپ ان کی دل کو خوش کرنے کیلئے فرما دیا ہو عن زارع: اس حدیث سے تقبیل ید اور ١٩
رجل ثابت ہوئی جمہور کے نزدیک جائز ہے امام مالک کے نزدیک جائز نہیں ہے علامہ نووی فرماتے ہیں اگر کسی عالم وغیرہ
ص۲۰۲
89 اور بزرگی کی وجہ سے تقبیل جائز ہے اور کسی دنیاوی غرض کے تحت جائز نہیں ہے عن عائشۃ: اس ٢١
حدیث کے اندر حضرت عائشہ نے حضرت فاطمہ کے متعلق فرمایا کہ اشبہ سمتاً ودلاً تھیں حضور کے۔ اور ایک روایت
کے اندر حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ اشبہ سمتاً ودلاً حضور کے حضرت ابن مسعود تھے اور امام مالک حضرت عمر کے متعلق

یہی فرماتے ہیں کہ ثمانی رشید انا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستاً و دلاً اب ان آخر دونوں کے اندر جمع علامہ نووی
یہ کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ کا قول امام مالک سے راجح اور معتبر ہوگا دوسرے لوگوں نے کہا کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ضرورت
نہیں ہے بلکہ حضرت حذیفہ کا قول ابن مسعود کے متعلق حضرت عمر کے انتقال کے بعد ہوگا لہذا ان دونوں کے اندر کوئی تعارض
نہیں رہا اور اب ان دونوں اور حضرت عائشہ کی اس حدیث کے اندر جمع یہ ہے کہ یہ نسبت کے اعتبار سے ہے اور ۲۰۲/۲۴

ص ۲۰۲

90 حضرت حذیفہ کا قول رجال کے اعتبار سے ہے عن البراء قال ۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب
وغیرہ حضرت ابوبکر کے گھر کے اندر کیسے بیٹھ گئے اس کا جواب شراح نے دیا ہے کہ یہ واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے
مصنف فرماتے ہیں کہ رواہ […] ابوداؤد حالانکہ حضرت شیخ مدظلہ فرماتے ہیں کہ رواہ البخاری کے بعد ضعیف کہا ہے
کیا بخاری کے صفحہ ۵۵۷ پر یہ حدیث موجود ہے دوسری بات قابل تنبیہ یہ ہے کہ حدیث کے جملہ اول عاقدوا المدینۃ
کے نیچے بین السطور میں لکھا ہے کہ من غزوۃ یہ غلط ہے یہ واقعہ تب کا ہے جب آپ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ آئے

باب القیام (الفصل الاول) ۲۰۳/۶

اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر کوئی بڑا آدمی آئے تو اس کے اعزاز کے اندر کھڑا ہونے کا کیا حکم ہے؟ بعض حضرات
کے نزدیک جائز ہے اور باب کی پہلی حدیث حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے اس سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا
تھا کہ قوموا الی سیدکم دوسری جماعت کے نزدیک قیام جائز نہیں ہے اور استدلال کرتے ہیں حضرت معاویہ کی حدیث سے
کہ آپ نے وعید فرمائی ہے علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ ابوسعید خدری کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے فرمایا
قوموا الی سیدکم تو اگر اعزاز کے لئے ہوتا تو لسیدکم فرماتے اور آپ نے الی سیدکم فرمایا یہ دلیل ہے اعزاز کے لئے
نہیں تھا بلکہ ان کے اکحل کے اندر چوٹ لگ گئی تھی تو مدد کے لئے آپ نے فرمایا قوموا الی سیدکم ۔ ایک جماعت کہتی ہے
کہ اگر حاکم اپنے محل ولایت کے اندر آئے تو قیام ہونا چاہئے تاکہ اس کا رعب رہے اور اس کے اوامر کا انفاذ ہو
اور اس کے علاوہ کے اندر قیام جائز نہیں ہے ۔ دراصل قیام کی چند صورتیں ہیں (۱) ایک آدمی بیٹھا ہوا ہو اور دوسرا
شخص کھڑا ہو جیسا کہ عجم میں ہوتا ہے اس کے سامنے قیام کرے (۲) ایک شخص ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے لوگ
قیام کریں جب وہ آئے تو یہ دونوں صورتیں حرام ہیں (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ ہم کھڑے نہیں ہوں گے تو اس کے
دل کے اندر تکبر پیدا ہو جائے گا تو یہ مکروہ ہے اب ان کے علاوہ اگر کوئی اور صورت پیش آجائے مثلاً
حاکم محل ولایت کے اندر آئے ۔ استاد شاگردوں کے پاس سے گذرے ۔ کوئی پیر اپنے مریدوں کے حلقہ پر
سے گذرے اور ان تینوں صورتوں کے علاوہ کوئی شکل ہو تو جائز ہے ۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو
مبارکباد دینے کے لئے کھڑا ہو تو یہ مستحب ہے مگر یہ قیام اکرام کے لئے ہونا چاہئے اعظام کے لئے نہ ہو یعنی ایک شخص کو
اور اس کے اندر کوئی قابل عظمت شئی نہیں ہے تو محض اس کو بڑا بنانے کے لئے قیام نہ کرنا چاہئے ۔ اب یہاں پر
ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ حضور سے زیادہ کون مکرم و معظم ہے ۔ ہادی و مرشد و استاد و معلم ہے اس کے باوجود
حضرات صحابہ کرام ان کے لئے قیام نہیں فرماتے تھے اس کی کیا وجہ ہے جواب یہ ہے کہ حضور اکرم نے منع فرما دیا
تھا کیونکہ خوف تھا کہ یہ لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں اور کہیں بدعت کا ظہور ہو ۔ ثابت ہوتا ہے کہ

ص ۲۰۳

96 اور گھر میں بیٹھے جانے عن ابی ہریرۃ ۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ اگر ایک شخص اپنی جگہ پر سے اٹھ کر ۱۱

ص۳۸۹ 4697

کہ کام کیلئے چلا گیا اور دوسرا شخص اسکی جگہ پر بیٹھ گیا تو کیا اس رجل اول کے بعد اس دوسرے شخص کو اس جگہ سے

اٹھانا ضروری ہے یا نہیں ایک جماعت کے نزدیک واجب ہے بعض کے نزدیک واجب نہیں ہے البتہ اٹھانا چاہیے۔ ص۴۰۳

4702 الفصل الثانی عن ابی الدرداءؓ :- اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حافیاً چلے ہیں ۲۱

باب الجلوس والنوم والمشی (الفصل الاول) ص۴۰۴ ۲

4708 عن عباد بن تمیم :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور مستلقیاً لیٹے ہیں اور اسکے بعد والی دونوں حدیثوں کے ۵

اندر استلقاء کی نفی کر دی گئی ہے اسکا جواب ۱ ابن بطال نے دیا کہ جزء نہی منسوخ ہے یہی علامہ خطابی نے رحمہ اللہ نقل کی

جواب ۲ :- جس حدیث کے اندر ثبوت ہے وہ اس بات کو بیان کرنے کیلئے ہے کہ یہ جو استلقاء کی نہی کی ہے یہ نہی تحریمی

نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ اسکے اندر کشف عورت کا خوف ہے اس جواب کو علامہ خطابی نے اختیار کیا اور بیان کیا اور

علامہ بغوی اور ابو بکر بیہقی نے اسکو اختیار کیا ہے اور جمہور کے نزدیک یہی جواب مختار ہے جواب ۳ :- ملا علی قاری

فرماتے ہیں کہ استلقاء کے اندر دو چیزیں ہیں ایک قدم کو قدم پر رکھنا اور ایک رجل کو رجل پر رکھنا اور ثانی

سے ہی کشف عورت ہوتا ہے لہذا یہی منع ہے اور اول سے کشف عورت نہیں ہے لہذا وہ جائز ہے الفصل

12 الثانی عن جابرؓ :- اس حدیث سے استدلال کیا گیا کہ اتکاء علی الیسار مندوب ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ص۴۰۴ ۱۲

یہ ترتیب پر استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کا تکیہ لگانا اتفاقاً تھا ورنہ آپ کی عادت شریفہ داہنی طرف تکیہ

18 لگانے کی تھی عن ابی ھریرۃؓ :- اس حدیث کے اندر اضطجاع علی البطن سے ممانعت وارد ہوئی ہے خطیب ص۴۰۴ ۲۱

بغدادی نے تاریخ بغداد کے اندر ایک روایت نقل کی ہے کہ ایسی صورت کے اندر شیطان اسکے لواطت کرتا ہے

19 عن یعیش بن طخفۃ :- اس پر اشکال ہے کہ جب ان رجل کے سینے کے اندر درد تھا تو حضور نے کیوں ص۴۰۴ ۲۲

منع فرمایا اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ آپ تقاء کے اعلی درجہ کی تعلیم دی جواب ۲ آپ کو معلوم نہ ہو گا کہ درد ہے۔

22 عن حذیفۃؓ :- ملعون علی لسان الخ اسکے اندر لعنت کی علماء نے مختلف وجوہ بیان فرمائی ہیں (۱) اسکے ص۴۰۴ ۲۷

اندر تخطی رقاب ہوتی ہے اور یہ امر منہی عنہ ہے (۲) ایک کی طرف پشت ہوگی تو دوسرا دو جانب سے منع کر دیگا

(۳) علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ اسکا مشبہ لوگ مراد ہیں کیونکہ وہ مجلس کے درمیان میں ہوتے ہیں۔

25 (۴) بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو تکبر کی وجہ سے درمیان کے اندر بیٹھے عن ابی ھریرۃؓ :- ص۴۰۵ ۳

اس حدیث کے آخر میں فرمایا گیا کہ فانہ مجلس الشیطان یا تو یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے یا مسیء فرمایا کہ اس سے

شیطان راضی ہوتا ہے کیونکہ جب آدمی سایہ اور دھوپ کے اندر بیٹھتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے عبادات کے

30 اندر کوتاہی ہوتی ہے اور یہ شیطان کا عین مقصود ہے الفصل الثالث عن عمرو بن الشرید :- ص۴۰۵ ۱۳

مغضوب علیہم سے مراد یا تو یہود و نصاری مراد ہیں یا متکبرین و جابرین مراد ہیں کیونکہ وہ بھی مغضوب علیہم ہیں

33 # باب العطاس والتثاؤب (الفصل الاول) ص۴۰۵ ۱۷

وعنہ قال :- اس حدیث پاک کے اندر عاطس کو حکم دیا گیا کہ وہ یرحمک اللہ کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے ص۴۰۵ ۲۱

ابن بطال فرماتے ہیں کہ جمہور کا یہی مذہب ہے امام اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ اسکے جواب میں یغفر اللہ لکم کہنا چاہیے

امام مالک اور امام شافعی کے یہاں دونوں کا اختیار ہے کہ خواہ یرحمک اللہ اور خواہ یہدیکم اللہ کہے اس کو امام طحاوی کے

ص ٢٠٥ م ٢٧

4735 افتیار کیا ہے **عن ابی موسیٰ** اس حدیث کے اندر آپ نے فرمایا کہ الرجل مزکوم اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو ٢٠٥/٢٥
زکام وغیرہ ہو تو اس کی چھینک پر یرحمک اللہ نہ کہنا چاہیے۔ اس پر اشکال ہے کہ زکام والا تو بیمار ہے اور وہ
زیادہ محتاج دعاء کا ہے اور وہ بطریق اولیٰ دعاء کا مستحق ہے جواب دیا کہ یہاں دعاء مطلوب ہے یعنی یہ کہ اس
کے لیے دعاء صحت کی جائیگی۔ اس روایت کے اندر دوسری مرتبہ میں الرجل مزکوم وارد ہوا لیکن اکثر روایات کے

ص ٢٠٦

37 اندر تیسری مرتبہ میں الرجل مزکوم وارد ہوا ہے **عن ابی سعید** اس حدیث کے اندر یہ ادب سکھایا گیا ہے ٢٠٦/٢
کہ تثاؤب کے وقت ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لینا چاہیے اور دخول شیطان سے حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور

ص ٢٠٦ م

39 تمثیل بھی کیا ہو سکتا ہے **الفصل الثانی عن ابی ایوب** اس حدیث کے اندر دعاء میں وارد ہوا ٥
کہ یصلح بالکم بال کے معنی ہیں … حال، عیش، قلب ملا علی قاری صاحب نے یہ نقل

ص ٢٠٦ م

41 کرتے ہیں کہ اول معنی راجح ہیں **عن هلال بن یساف** اس حدیث کے اندر سلام میں وارد ہوا کہ علیک ٩
اور یہ کہ آپ نے یہ لفظ کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اشارہ فرمایا کہ جیسے یہاں پر تیری ماں کا ذکر
کرنا غیر مناسب ہے ایسے ہی تیرا اس موقعہ سلام کرنا ہے جواب ماں کے ذکر سے اشارہ فرمایا کہ گویا تجھکو تیری ماں
نے ابھی جنا ہے کہ بالکل جاہل مسلم ہو … جواب … ماں کی تربیت نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے

باب الضحک

(الفصل الاول) ٢٠٦/٢٠

ضحک کہتے ہیں ما کان مسموعاً له و لم یکن مسموعاً لجیرانه اور قہقہہ کہتے ہیں ~~…~~ ما کان مسموعاً له و لجیرانه

ص ٢٠٦ م

45 اور تبسم کہتے ہیں ما لم یکن مسموعاً **عن عائشۃ** حتی اری منه لہواته اس سے اشارہ کیا کہ کھلکھلا کر منہ پھاڑ کر ٢٠
آپ ہنستے نہیں تھے اور اسکے ایک حدیث گزری ہے کہ آپ نے ضحک فرمایا جس کی وجہ سے آپ کے نواجذ ظاہر
ہو گئے اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہوگیا اسکا ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر اکثر کے
اعتبار سے فرمایا اور اسکی پہلی حدیث کے اندر کا … ہے کا تذکرہ ہے دوسرا جواب دیا کہ … خوشی کا
اپنے علم کا اعتبار سے فرمایا اور ہو سکتا ہے کہ اندر آپ کا ضحک … ہوا تھا تیسرا جواب یہ ہے کہ ظہور

ص ٢٠٦ م

48 ایک باب سے … دونوں حدیث کے اندر تعارض نہیں **الفصل الثانی عن عبد اللہ بن الحارث** ٢٥
ما رأيت احدا اكثر … اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور ملاقات … کی طرف اشارہ فرمایا گیا
دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف تبسم فرمایا کرتے تھے بخلاف اور صحابہ کرام
کے کہ وہ تبسم کیا تو ضحک اور قہقہہ بھی کر دیا کرتے تھے لیکن حضور ایسا نہیں فرماتے تھے۔

باب الاسامی

(الفصل الاول) ٢٠٧/٢

واسامی اسم کی جمع ہے اور اسکی اصل کے اندر علماء کا اختلاف ہے کوفیین کے نزدیک اسکی اصل وسم تھی
واو کو الف سے بدلدیا اور وسم کے معنی علامت کے ہیں چونکہ یہ بھی اپنے مسمی پر علامت ہوتی ہے بصریین کہتے
کہ اسکی اصل سمو تھی جسکے معنی بلندی کے ہیں قلب مکانی ہوا اور واو کو الف سے بدل دیا اور دلیل کے اندر
پیش کرتے ہیں کہ اسکی جمع اسماء آتی ہے اگر یہ دراصل وسم ہوتا تو اسکی جمع اوسام آتی اس کے اندر
بھی اختلاف ہے کہ اسم عین مسمی ہوتا ہے یا غیر مسمی یا نہ عین اور نہ غیر علماء کے تین اسی قول ہیں۔

علم کا اطلاق شئ معین پر ہوتا ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو مدح و ذم کے معنی پر دال ہوگا یا نہیں ٣٠٧/٢
اگر ہے تو اسکو لقب کہتے ہیں جیسے محی الدین، جمال الدین وغیرہ اور اگر مدح و ذم پر دال نہیں ہے تو وہ
دو حال سے خالی نہیں یا تو اسکے شروع میں اب یا ابن ہوگا یا نہیں ہے اگر ہے تو کنیت ورنہ اسم ہوگا
4750 اور یہاں اسامی کے اندر اسم، کنیت، لقب وغیرہ سب داخل ہیں (ص ٣٠٧) **عن انس** ۔ اس حدیث ٣٠٧/٤
اور اسکے بعد والی حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ آپ کی کنیت رکھنے کی ۔ اب اس نہی کے اندر اختلاف ہے
امام شافعی اور ظاہریہ کا مذہب ہے کہ یہ نہی مطلق ہے ۔ جمہور سلف و خلف کا یہ مذہب ہے کہ یہ نہی حضور کے
زمانے تک مختص ہے اسی مذہب کو درمختار اور حضرت گنگوہی نے علامہ عینی حنفی سے نقل کیا ۔ ابن جریر
طبری کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے ایک جماعت کے نزدیک کنیت رکھنا مطلقاً ناجائز ہے بعض کے نزدیک
حضور کے زمانے میں مطلقاً ناجائز ہے اور حضور کے زمانے کے بعد کنیت اور اسم دونوں جائز ہے بعض کے نزدیک
52 جمع کرنا جائز ہے ابن حبان کا یہی قول ہے (ص ٣٠٧) **عن ابن عمر** ۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمان ٦
اور عبد اللہ سب سے پسندیدہ نام ہیں کیونکہ حق کے اندر عبدیت کا اظہار ہے حضرت ابن مسعود
مروی ہے کہ اذا سمیتم فعبّدوا ۔ اب یہ کہ ان دونوں کی تخصیص حدیث کے اندر کیوں کی گئی اسکا جواب ہے کہ قرآن کے
54 اندر عبدیت کی اضافت انہی دونوں کی طرف ہے (ص ٣٠٧) **عن جابر** ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے ان ١٠
اسماء مذکورہ سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن سکوت کیا جانا اس کے بعد جو سمرۃ بن جندب کی
حدیث گذری اسکے اندر ان اسماء کی صراحۃً نفی فرمائی گئی ہے لہذا ان دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اب اسکا
ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ حضور کے آثار سے یہ سمجھا کہ آپ منع کرنا چاہتے تھے لیکن منع نہیں فرمایا
دوسرا مطلب ملا علی قاری نے یہ بیان فرمایا کہ آپ نے پہلے نہی تنزیہی فرمائی تھی اور بعد میں نہی تحریمی کا ارادہ
57 فرمایا لیکن پھر نہی تحریمی نہیں فرمائی (ص ٣٠٧) **عن ابن عباس** ۔ اس حدیث کے اندر علت بیان کی گئی ہے کہ برہ کا ١٦
نکرہ ان یقال خرج من عند برۃ اور اسکے پہلی حدیث کے اندر علت بیان کی گئی کہ اپنے نفسوں کا تزکیہ
مت کرو دونوں علل الگ الگ ہیں لہذا اب جواب دیا جائیگا کہ علل کے اندر تدافع نہیں ہوتا بلکہ ایک
60 شئ کی مختلف علت ہو سکتی ہیں (ص ٣٠٧) **عن ابی ھریرۃ** ولکن لیقل سیدی الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ٢١
سیدی کہنا جائز ہے اور آئندہ ایک حدیث آرہی ہے جس کے اندر آپ نے منع فرمایا کہ سیدی مت کہو
63 اسکا جواب دیا کہ اپنے مولی پر سید کا اطلاق جائز ہے دوسرے پر جائز نہیں ہے (ص ٣٠٧) **عن ابی ھریرۃ** ٢٦
اس حدیث پاک کے اندر عنب کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ کرم کے معنی شریف کے ہیں اور شراب
اسکی طرف ہر شخص کا میلان ہوتا ہے تو عنب کی طرف لوگوں کا میلان ہوگا اور پھر اسکے بعد اسکے
نتیجہ میں میلان ہوگا یعنی شراب کی طرف اسلیے منع فرمادیا دوسرے کی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ
67 عنب کو کرم کہنا نہیں بلکہ قلب مومن مکرم ہے اسکا نام کرم ہونا چاہیئے (ص ٣٠٨) **الفصل الثانی عن مسروق** ٣٠٨/٨
71 الاجدع شیطان اسکا ایک مطلب ہے کہ اسم من اسماء الشیطان اور دوسرا مطلب ہے کہ شیطان من الشیاطین
(ص ٣٠٨) **عن عائشۃ** اس حدیث سے جمع بین الاسم والکنیۃ ثابت ہوا لیکن اسکا جواب ہے کہ اس حدیث کو حافظ ذہبی نے منکر کہا ١٥

4775 عن البشیر بن میمون اس حدیث پاک کے اندر عاصی ۔ عزیز ۔ عتلہ ۔ شیطان ۔ حکم ۔ غراب ۔ حباب ۲۰۸/۲۰
شہاب کے نام کو حضور نے بدل دیا اور جو نام ان کے بدلے میں رکھا وہ علی ترتیب اللف والنشر حسب ذیل ہیں
ص ۲۰۹
82 مطیع بن الاسود ۔ عبد الرحمن ۔ عتبہ ۔ عبد اللہ ۔ عبد اللہ ۔ مسلم ۔ عبد اللہ عن ابی وهب ۲۰۹/۵
تسموا باسماء الانبیاء الخ جمہور کا یہی مذہب ہے کہ انبیاء کرام کے نام رکھا جا سکتا ہے ۔ حضرت عمر سے کراہت
منقول ہے لیکن اس کی وجہ بیان کی گئی ہے چونکہ ایک دوسرے کو اس میں گالی وغیرہ دیتے ہیں تو اس سے بے ادبی
ہوتی ہے اسلیے حضرت عمر نے مکروہ کہا اصدقہا حارث وھمام یہ دونوں اصدق اس وجہ سے ہیں کہ حارث
حرث بمعنی کھیتی سے مشتق ہے کھیتی کرنا کا معنی ہے ہر شخص دنیا یا آخرت کی کھیتی کرتا ہے اور ھمام کے معنی قصد کرنے
والے کے ہیں اور ہر شخص کسی نہ کسی شئی کا قصد رکھتا ہے کوئی شخص اس سے خالی نہیں ہے اسلیے یہ اصدق ہیں

باب البیان والشعر ۲۰۹/۷

(الفصل الاول)

بیان مصدر ہے اظہار مافی الضمیر کے معنی ہیں اور شعر کہتے ہیں کلام موزون ومقفی کو اور بعض نے اس کی تعریف
میں اس قید کا زیادتی کی ہے کہ المقصود بالقصد یہ ماخوذ شعور سے ہے علم باریک کو کہتے ہیں اسکے اندر
باریکی بیان کی جاتی ہے ۔ اب انشاد شعر کا حکم سنیے ۔ امام احمد اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اور
عمرو بن شعیب عن ابیہ ۔ حسن بصری ۔ نخعی ۔ مسروق کے نزدیک جائز نہیں ہے ۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ حضور نے حضرت
حسان بن ثابت کو فرمایا کہ اھجھم ۔ ایسے ہی کعب بن زہیر نے حضور کے سامنے قصیدہ طویلہ پڑھا اس سے بھی
ص ۲۰۹
83 جواز کا ثبوت ہوا ایسے ہی حضرات صحابہ کرام ۔ حضرت علی حضرت فاطمہ وغیرہ کے شعر ثابت ہیں عن ابن عمر ۸
ان من البیان لسحرا الخ اس کلام کا علماء نے دو مطلب بیان فرمائے ہیں (۱) اس کے بیان کی مذمت مقصود ہے
کہ جیسے سحر ایک مذموم شئی ہے ایسے ہی بیان بھی ہے (۲) اس کے بیان کی تعریف مقصود ہے کہ بعض بیان ایسے زود
ص ۲۰۹
88 اثر ہوتے ہیں جیسے سحر عن جندب اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے شعر پڑھا ۱۵
حالانکہ قرآن پاک کہتا ہے وما علمناہ الشعر وما ینبغی له اس سے معلوم ہوا کہ آپ شعر نہیں کہہ سکتے اس کے علماء نے
مختلف جواب دیے ہیں جواب ۱ یہ حضور نے بطریق شعر نہیں پڑھا بلکہ بطریق نثر آپ نے پڑھا تھا لیکن یہ
جواب یا عقلا ونقلا صحیح نہیں ہے جواب ۲ یہ شعر آپ کا نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے کا ہے جواب ۳ یہ آپ نے
رجز پڑھا تھا اور رجز شعر نہیں ہے لیکن یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ رجز من انواع الشعر ہے جواب ۴ یہ
اچانک بلا قصد کے آپ سے یہ شعر صادر ہوا اور یہاں وزن مقصود نہیں تھا اور شعر کی تعریف میں قصد قافیہ کا ہونا
ضروری ہے جواب ۵ یہ ایک دو شعر سے آدمی شاعر نہیں ہوتا ۔ بعض روایات کے اندر آپ کا ایک اور شعر منقول ہے
انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب اس پر بھی یہی اشکال اور جوابات ہیں ان میں ایک جواب یہ ہے کہ
کسی دوسرے شخص نے حضور کی تعریف کی تھی کہ انت ابن عبد المطلب انت النبی لا کذب تو حضور نے اس کو انا کے صیغہ
فرما دیا دوسرے یہ کہ انا کی بجائے انت فرمایا دوسرا اشکال اس شعر پر یہ ہے کہ اس کے اندر حضور نے فخر فرمایا ہے حالانکہ
دوسری جگہ فخر کرنے سے منع فرمایا اس کا جواب ۱ یہ فخر نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنی تعریف کروائی تھی کہ میں وہی نبی ہوں
دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں فخر کفار کے مقابلہ میں ہے تیسرا اشکال یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام تو عبد اللہ ہے

4788 بہذا عبد المطلب کی طرف آپ نے نسبت کی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد عبد اللہ کا انتقال
جوانی کے اندر ہی ہو گیا تھا اور حضرت کے دادا عبد المطلب زیادہ مشہور تھے اسلئے ان کی طرف نسبت کر دی
بزاروں نے جوانی نے ابو اللیث سمرقندی نے خوش شعر کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کو شعر پسند نہیں تھا بلکہ کبھی کبھی بطور تمثیل کے اشعار پڑھا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپ نے یہ شعر پڑھا
و یاتیک بالاخبار من لم تزود لیکن اس کو یوں کر کے پڑھا کہ و یاتیک من لم تزود بالاخبار حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور یہ شعر ایسے نہیں ہے بلکہ دوسری طرح ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر اور
94 اس میں کیا فرق ہے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ صدق اللہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ **عن ابی ہریرۃ** ٢٠٩/٢٧
لان یمتلی جوف رجل الخ اس کے اندر اختلاف ہے کہ جوف سے کیا مراد ہے بعض لوگوں نے اس کو حقیقی معنی پر
رکھا کہ جیسے پیٹ کا پیپ ہو جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر کے اندر مشغول ہو اور بعض لوگوں نے کہا کہ
مراد قلب ہے اور قلب کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس پر پیپ کا اثر ہو جاتا ہے تو آدمی فوراً مر جاتا ہے
تو گویا ہلاکت سے کنایہ ہے کہ اس کا ہلاک ہو جانا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر کو اپنا شعار بنائے لیکن
اول معنی راجح ہیں کیونکہ ایک روایت کے اندر ہے کہ حلق سے لیکر مثانہ تک پیپ ہو جائے اس صورت
کے اندر اس کا پیٹ مراد ہو گا اس حدیث سے بعض لوگوں نے شعر کے عدم جواز پر استدلال کیا لیکن دوسرے
فریق نے چند اجوبہ دیئے ہیں (۱) اس حدیث کے اندر شعر سے فحش اور لغو شعر مراد ہے (۲) وہ شعر
مراد ہے جسکے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو ہو (۳) امام ابو عبید فرماتے ہیں کہ یہ میرے
نزدیک مراد نہیں کیونکہ پیٹ بھرنا اس صورت کے اندر قید نہیں ہے بلکہ ایک مرتبہ بھی کافی ہے اس لیے یہ
اور خود جواب دیتے ہیں کہ آدمی پر شعر کا غلبہ ہو اس سے وہ شعر مراد ہے اس صورت کے اندر صلوٰۃ
96 وصوم سے آدمی غافل ہو جاتا ہے علامہ عینی نے بھی اسی کو اختیار کیا **الفصل الثانی عن ابی امامۃ** ٢٤٥/٢
اس حدیث پاک کے اندر بیان کو نفاق کا ایک شعبہ قرار دیا ہے اور اس کے پہلے ایک حدیث گزری ان من
البیان لسحرا اس کے اندر ایک صورت میں بیان کی تعریف ہے اس اعتبار سے اس حدیث کے اندر اور
اس حدیث کے اندر تعارض ہو گیا ہے جواب ۱ یہ ہے کہ یہاں بیان سے مراد بیان مالا یجوز ہے
جواب ۲ یہ ہے کہ ایسا بیان مراد ہے جس کے اندر تکلف ہو جواب ۳ یہ بیان سے مراد بیان فی صفۃ الباری
ہے کیونکہ وہ شخص جو علم کلام سے ناواقف ہے اور وہ صفات باری کو بیان کرنا شروع کر دے کہ ید اللہ کے
معنی یہ ہیں اور استواء کے معنی یہ ہیں وغیر ذلک جواب ۴ اس بیان سے مراد المجاہرۃ بما یستحی منہ
ایسی چیز کو بیان کرنا جس سے شرم آتی ہو جواب ۵ اس سے وہ بیان مراد ہے جس کا مورد کوئی حقیقت نہ ہو
4806 **الفصل الثالث عن انس** حادی کہتے ہیں حدی خواں کو اور حدی ایک خاص شعر ہوتا ہے جو اونٹ ٢٥
کو چلاتے وقت پڑھتے تھے جس کی وجہ سے تھکے ہوئے اونٹ جھوم اٹھتے تھے اور خوب تیزی سے
چلتے تھے تو حضور کے حدی خواں جن کا نام انجشہ تھا حضور نے ان کو منع فرما دیا کہ تم اتنی تیزی سے
نہ چلو کیونکہ ہودج کے اندر عورتیں ہیں جو مثل شیشہ کے ہیں ٹوٹ جائیں گی اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ

لا تکلف القواریر — اس میں ایک مسئلہ معلوم ہوا کہ ارشاد ہوا اور کنایہ کرنا جائز ہے۔ اب حُدی پڑھنے کا حکم سنیئے اور
جمہور کے نزدیک جائز ہے اور اس کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ بعض حنابلہ کا قول ہے کہ جائز نہیں ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ
٥٩ یہ ہو مجموعہ بالا احادیث عن ابی سعید ص٤١١ خذوا الشیطان اس کو حضور نے شیطان چند وجوہ سے کہا ہو (۱) ممکن ٣١١/٢
کہ یہ وہ لوگ تھے کافر ہو (۲) اشعار کا اس پر غلبہ ہو اور تمام حقوق الشرعیہ سے بے خبر ہو (۳) ایسے اشعار پڑھ رہا ہوگا جس
١٠ کے اندر حضور کی ہجو تھی (۴) کوئی ایسے شعر پڑھ رہا ہوگا جس کے اندر فحش وغیرہ ہو۔ عن جابر ص٤١١ الغناء ینبت النفاق ٢
غناء بمقصود آلات اور ممنوعہ دونوں طرح ہوتا ہے۔ اول صورت کے اندر اس کا مالا بدا ہوگا اور ثانی صورت
کے اندر اس کی تخفیف مراد ہے۔ ابن مسعود سے دونوں جگہ جہاں ذکر کیا تو غناء کا مقابلہ ہے جو دلیل ہے اس بات
کی کہ دونوں میں تقسیم الکلام ہے یعنی غناء کی تخفیف مراد ہے تنقیص کا حکم ہے جیسا کہ ان احادیث میں۔ امام مالک کے نزدیک
مکروہ ہے اور امام صاحب اور احمد دونوں جگہ اس کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔

باب حفظ اللسان والغيبة والشتم ٣١١/٩

حفظ اللسان کے اندر حفظ مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہے۔ غیبت کے معنی ہیں پیٹھ پیچھے کلام کرنا جس سے اللہ ناخوش ہو
١٦ اور یہ لفظ اغتیاب سے موجود ہے۔ شتم کے معنی گندی اور گالی وغیرہ دینا۔ الفصل الاول عن عبد اللہ ص٤١١ ١٣
کے اندر فرمایا ہے کہ قتاله کفر اس کے اندر علماء کی مختلف توجیہات ہیں (۱) یہ تشدید پر مبنی ہے ورنہ اس کے
قتل سے خود کافر نہیں ہوگا (۲) وہ شخص مراد ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے پھر اس نے قتل کیا اس صورت
کے اندر وہ قاتل کافر ہے (۳) ایسے شخص کے لیے ہے جو قتل کرے اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہے تو گویا اسلام کی عداوت
اور دشمنی کی وجہ سے اس نے قتل کیا ہے لہذا اس صورت کے اندر بھی وہ کافر ہے (۴) یعنی اس کی مراد یہ ہے
کہ جو شخص اپنا پیشہ مسلمانوں کو قتل و غارت کرنا ہے اور اس کبیرہ گناہ کا وہ مرتکب رہیگا تو اس کا
١٥ قلب گناہ کبیرہ کی وجہ سے تاریک ہو جائیگا اور پھر یہ شخص اس کا کافر ہوگا۔ عن ابن عمر ص٤١١ — فقد باء ١٥
بہا احدہما الخ یعنی قائل اور مقتول میں سے ایک کی طرف وہ لوٹے گا اگر اول یعنی مقتول کافر ہے تو اس کا کفر
لوٹ جائیگا اور اگر وہ مقتول مسلمان ہے تو پھر یہ مقتول قائل کی طرف لوٹے گا اب اشکال ہوا کہ اس سے
معلوم ہوا کہ یا کافر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کے علماء نے چند جواب دیئے ہیں
جواب (۱) یہ محمول ہے یعنی جو مسلمان کو قتل کرنے کو حلال سمجھے (۲) فقد باء بہا کا مطلب یہ ہے کہ اس کی
فقد باء بمعصیۃ ذلک یعنی وہ گنہگار ہو کر لوٹے گا (۳) یہ خوارج پر ہے یہ حدیث محمول ہے یہ جواب
امام مالک سے منقول ہے اس کی بعض لوگوں نے تضعیف کی ہے کہ خوارج کی تکفیر جمہور کے نزدیک نہیں اور اسی پر ہے کہ
اہل قبلہ کی تفسیق تو جائز ہے لیکن تکفیر جائز نہیں ہے لیکن یہ اشکال کرنے والے خوارج کی تضعیف صحیح نہیں
کیونکہ خوارج کے اندر بھی دو فرقے ہیں ایک فرقہ اور ایک شاخ ہیں قرماطیہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ
حضرت عائشہ حضرت ابو طلحہ وغیرہ کو نعوذ باللہ کافر کہتا تھا ایسے لوگوں کا کفر یقینی ہے
(۴) مطلب یہ ہے کہ جب تم نے اس کو کافر کہا تو اگر وہ مسلمان ہے تو وہ کلمہ تمہاری طرف واپس ہو جائیگا کیونکہ
١٩ تم بھی اس کی مثل ہو گئے بالا الا کہ میں۔ عن ابی هريرة ص٤١١ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ الابتعین ... ٢١

4819 آپ نے اسوقت فرمایا جبکہ آپ کا گزر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا اور وہ ایک اپنے غلام کو لعنت اور ملامت ۲۱۱/۲۲
20 کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لعنت کرنا مناسب نہیں ہے عن ابی الدرداء ۔ اللعانین لا یکونون شہداء
اسکی علماء نے مختلف مطالب بیان کئے ہیں (۱) جب امت محمدیہ کو گواہی دینے کیلئے پیش کیا جائیگا تو ان میں
جو لوگ لعنت کرنے والے ہونگے ان کو اسمیں شریک نہیں کیا جائیگا (۲) لعانین کی شہادت دنیا کے اندر معتبر
21 نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ مرتکب کبیرہ ہیں (۳) ایسے لوگوں کو درجہ شہادت حاصل نہ ہوگا عن ابی ھریرۃ ۔ ۲۳
فھو اھلکھم اگر یہ مرفوع ہے تو مبتدا کی خبر ہے یعنی اسکی تکبر کی وجہ سے لوگوں کو ھلک الناس سے تعبیر کیا تو لوگ
وبال اسپر آئیگا اور خود سب سے زیادہ ہلاکت کے اندر ہوگا اور اگر ماضی کا صیغہ ہے تو باب افعال کبھی نسبت
بیان کرنے کیلئے آتا ہے تو مطلب ہوگا کہ اسنے لوگوں کو ہلاکت کی طرف منسوب کیا ہے علماء نے بیان کیا
کہ جو یہ شخص جسنے ھلک الناس کہا یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ تکبر کی وجہ سے کہتا ہے یا تحسر کی وجہ
22 اول صورت میں اسپر آنیکا وبال ہے اور ثانی صورت کے اندر وبال نہیں ہے وعنہ ۔ یأتی ھولاء بوجہ ۲۴
وھولاء بوجہ الخ اس کے مصداق میں تین قول ہیں (۱) اس سے منافقین مراد ہیں (۲) تمام مراد ہے کیونکہ یہ معروف
ایک جگہ جا کر کچھ کہتے ہیں اور دوسرا لا کر اسکے موافق بات کرتے ہیں (۳) اس سے مراد دنیا کرنے والا مراد ہے
لیکن یہ مطلب بعید ہے حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اس سے مراۃ الاعمال مراد ہے لیکن چونکہ آپ نے فرمایا کہ
ھولاء بوجہ وھولاء بوجہ تو اس وجہ سے مراۃ مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بات اسکے اندر نہیں بلکہ وہ ایک جگہ
24 ھولاء بوجہ اسکے اندر پایا جاتا ہے عن عبد اللہ بن مسعود ۔ حتی یکتب عند اللہ الخ اسکے اندر ۲۷
اشکال ہے کہ جو تو پہلے ہی لوح محفوظ کے اندر صدیق لکھا ہوا ہوتا ہے لہذا اس کا کیا مطلب ہے؟ اسکا جواب
دیا کہ یہاں مراد اشتہار فیما بین الملائکۃ ہے یعنی وہ فرشتوں کے درمیان مشہور ہوتا ہے اور پھر وہاں
26 اسکی شہرت آسمان دنیا کی طرف اور پھر عام مخلوق کی ہوجاتی ہے عن المقداد بن الاسود ۔ ۲۱۲/۲
مداحین کہتے ہیں تعریف کرنے والے کو حضور نے مٹی ڈالنے کو کیوں فرمایا؟ اسکی چند وجوہ ہیں (۱) مداحین
عام طور سے جھوٹے ہوتے ہیں (۲) مبالغہ کرتے ہیں (۳) اسکے اندر دوسرے کی تنقیص لازم آتی ہے (۴) خود
ممدوح کے اندر رذیلہ کے پیدا ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے فاحثوا فی وجوھھم التراب الخ اس کے اندر بھی
علماء کے مختلف اقوال ہیں (۱) واقعۃً ان کے منہ میں تراب ڈالدی جائے (۲) تراب سے مال مراد ہے کہ ان
کو مال دیدیا جائے (۳) مال قلیل کی طرف اشارہ ہے کہ تھوڑا سا مال دیدو (۴) اشارہ ہے کہ ان کو کچھ بھی نہ دیا
جائے کیونکہ عام طور سے نہ ملنے کی صورت میں کہا جاتا ہے کہ خاک دیا (۵) اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ ایسے موقع
پر کہا کرتے تھے بفیک التراب (۶) یہ مداح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ممدوح کے اعتبار سے ہے کہ اسکو
چاہیئے کہ جو اسکی تعریف سے اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے بلکہ مٹی اپنے سر میں ڈالے اور غور کرے کہ میں اسکا
29 پیدا ہوا ہوں اور اسی کی طرف لوٹوں گا خود تکبر ختم ہوجائیگا عن عائشۃ ۔ ان رجلا استاذن ۱۳
اس رجل کے نام میں دو قول ہیں (۱) عیینہ بن حصن (۲) مخرمہ بن نوفل اسکے آپ نے فرمایا بئس اخو العشیرۃ
جب آپ نے اسیلئے فرمایا کہ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا اور آپ کے انتقال کے بعد مرتد ہوگیا تھا اور پھر شراب پینے کی وجہ سے قتال کیا اور

ص ۴۱۲

4830 ہو سکتی ہوگی لیکن حدیث مذبذب رہا عن ابی ھریرۃ :- الا المجاھرون استثناء صحیح نہیں ہے کیونکہ سب ہونا ہے ۴۱۲/۱۷

اور یہاں خروج ہے اسکا جواب ہے کہ یہاں عبارت محذوف ہے اور یہ استثناء تو خروج ہے اور یہ حدیث مرفوع ہوتا ہے

اور عبارت یہ ہے لایغتاب احد الا المجاھرون الخ اور ایک روایت کے اندر الا المجاھرین حالت نفی کے اندر ہے

ص ۴۱۲

32 الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ :- الا اجوفان الفم والفرج عامۃ تمام روایات کے اندر ایسے ہی واقع ہوا ۴۱۲/۱۰

علامہ سہروردی نے عوارف المعارف کے اندر ایک روایت نقل کی ہے اسکے اندر اجوفان کی تفسیر البطن والفرج

کیساتھ کی گئی ہے اسکے علاوہ شیخ نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ دنیا کی خوبی پر غم آتا اور ان کی اشیاء فانیہ سے

ص ۴۱۳

38 خوش ہونا اس سے مراد ہے عن ابی سعید :- اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ استقامت کا مدار لسان پر ہے ۴۱۳/۷

حالانکہ اسکے بعد شروح کی کتب کے اندر ایک حدیث گزر رہی ہے کہ ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا

فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب تو اس سے معلوم ہوا کہ استقامت اور عدم استقامت کا مدار قلب پر ہے اسکا

ص ۴۱۴

53 جواب علامہ طیبی نے دیا کہ زبان اثر القلب ہے عن عائشۃ :- لو مزجت بھا البحر لمزجتہ اس پر اشکال ہے ۴۱۴/۲

کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ممزوج بحر ہے حالانکہ ممزوج تو کلمہ ہے نہ کہ بحر لہذا علامہ توربشتی نے جواب دیا کہ

عبارت اصل میں یہ تھی لو مزجت بالبحر لمزجتہ ۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ مصابیح کے اندر اور ابو داؤد شریف کے

اندر لو مزج بھا البحر الخ وارد ہوا ہے لہذا معلوم ہوا کہ حدیث ایسے ہی ہے لہذا دوسری توجیہ کی طرف احتیاج ہے

وہ یہ کہ مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ باب القلب ہے (۲) ایک شی جب دوسری سے ملتی ہے تو

ص ۴۱۴

59 دوسری شی بھی اس سے ملیگی لہذا جو ایک ممزوج ہے الفصل الثالث عن انس :- اس حدیث پاک کا منشاء ۱۵

کی تعریف پر حوادث کے ختم ہونگے کو بیان کیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی تعریف سے دین اور اہل دین کی مذمت لازم آتی ہے

ص ۴۱۴

60 عن ابی امامۃ :- اس حدیث پر اشکال ہے کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ بہت سے آدمیوں کے اندر خیانت یا ۱۶

کذب پایا جاتا ہے ایک جواب دیا گیا کہ یکجا دونوں صفتوں کی نفی کی ہے ایک ممکن ہے لیکن یہ جواب بھی واقعہ کے

خلاف ہے لہذا جواب یہ ہوگا کہ اس سے مومن کامل مراد ہے کہ اسکی فطرت ان دونوں رزیلوں سے پاک ہے ۔ ۔ ۔

ص ۴۱۴

63 عن ابن مسعود :- ان الشیطان لیتمثل الخ شیطان سے مراد شیطان الجن والانس دونوں مراد ہو سکتے ہیں ۲۰

فیحدثہم بالحدیث کے اندر بھی دونوں احتمال ہیں کہ حدیث سے حضور کی حدیث مراد ہو یا لوگوں کا کلام مراد ہو اظہر یہ ہے کہ اس سے

شیطان الجن اور حدیث سے لوگوں کا کلام مراد ہے اور اگر اس سے شیطان الانس مراد ہے اور حدیث سے حدیث نبوی

تو مطلب یہ نکلیگا کہ وہ بزرگوں کی شکل میں آکر جھوٹی حدیث بیان کریگا امام مسلم کی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان

کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ اس سے حدیث نبوی مراد ہے علامہ نووی نے اسکی شرح میں بیان فرماتے ہیں کہ مجاہیل

ص ۴۱۴/۲۵

64 احادیث نہ لینی چاہیے عن عمران بن حصین :- مقام الرجل بالصمت بیہقی کی کبری میں صمت کے بجائے صف وارد ہے ۲۵

ص ۴۱۵/۱۲

65 دارمی اور مستدرک کے اندر بھی الیاس کی ہے عن ابن عباس :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ گیا امام اوزاعی نے ۴۱۵/۱۲

ص ۴۱۵/۲۰

66 تھوڑی سے یہی نقل کیا گیا ہے جمہور کے نزدیک قضاء وغیرہ کچھ نہیں ہے روزہ اندر فاسد ہوگا عن انس :- اس حدیث سے معلوم ہوا ۲۵

غیبت سے توبہ یہ ہے کہ اس مغتاب کیلئے مغفرت کی دعا کرے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ توبہ کے تین رکن ہیں ایک یہ کہ

آئندہ کبھی نہ کروں گا دوم اس کبیرہ کو ترک کرتا تیسرے یہ کہ اس پر نادم ہو لیکن یہ حقوق اللہ کے اندر ہے اور حقوق العباد کے

4866 کے اندر استقلال اور استبداد کی اہم الصحبۃ رأی جیکا استقلال ضروری ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے
اول مسلک ان کا زیادہ ظاہر اور راجح ہے حنفیہ کے نزدیک اگر ستحاب کی نیت کی جب پہنچ گئی تو اسکی نیت معتبر نہ ہوگی ۳۱۶/۱

باب الوعد (الفصل الثانی)

وعدہ کرنے کے وقت اگر اسکے دل میں پورا کرنے کا ارادہ ہے مگر بعد میں پورا نہ کر سکے تو گنہگار نہ ہوگا اور اگر
اسی وقت سے پورا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو گنہگار ہوگا جمہور کے نزدیک وعدہ کا پورا کرنا مستحسن ہے عمر بن
عبد العزیز سے وجوب نقل کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ان کی مراد وجوب سے وجوب اخلاقی ہو ابن مسعود کی روایت
طبرانی کے اندر ہے کہ العدة دین ص۴۱۶ عن عبد اللہ بن ابی الحمساء اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ آپ نے
قبل البعثت بیعت فرمائی ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ بعد البعثۃ ثابت ہے یا نہیں علامہ سندھی نے دونوں قول ذکر کئے ہیں
82 ص۴۱۶ عن عبد اللہ بن عامر اس حدیث پر اشکال ہے کہ حضور اجنبیہ کے گھر کے اندر کیسے داخل ہو گئے ۸
اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ اجنبیات سے خلوت کر سکتے ہیں اگرچہ دوسرے بعض علماء نے
اسی جواب کو رد کر دیا جواب ۲ قبل الاحتجاب یہ واقعہ ہے جواب ۳ ممکن ہے کہ دوسرے لوگ وہاں موجود ہوں ۳۲۶/۱۷

باب المزاح

مزاح کہتے ہیں یہ لفظ بفتح المیم اور بضم المیم ہے یعنی وہ اسم ہے خوش طبعی کی باتیں کرنے کو اگر اس سے لوگوں کو اذیت
پہنچے تو ممنوع ہے اور ویسے ایک مقدار تک جائز ہے مبالغہ کرنا جائز نہیں ہے اور حضور لوگوں سے مزاح ہوتا
تھا تاکہ لوگوں کو انشراح ہو اور کسی قسم کا حجاب اور دین کے سوال کرنے میں نہ ہو ۳۱۷/۱۴

باب المفاخرة والعصبیة (الفصل الاول)

مفاخرة کے معنی ہیں تمدح بالخصال کے اور عصبیۃ کے معنی ہیں اپنوں کی حمایت کرنا خواہ سبب حمایت ہو یا نہ ہو
93 ص۴۱۷ عن ابی هریرة حضور سے پوچھا گیا کہ لوگ نسب کے اعتبار سے مکرم کون ہیں اس لئے آپ نے فرمایا انسب کے ۲۴
اعتبار سے مکرم ہونا کوئی شئ نہیں ہے بلکہ اصل شئ حسب کا اعتبار ہے اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں جب
اسکی بھی صحابہ نے نفی کی تو آپ نے سمجھا کہ شاید یہ لوگ حسب و نسب دونوں کے اعتبار سے مکرم کو پوچھتے ہیں
تو پھر آپ نے اسکا جواب دیا لیکن اسکی بھی لوگوں نے نفی کر دی تو پھر آپ سمجھے اور آپ نے جواب دیا کہ حسب
نسب کے اکرم وہ شخص ہے جو زمانہ جاہلیت کے اندر اشرف تھا اور پھر وہ اسلام لے آیا اور تفقہ
95 فی الدین حاصل کیا ص۴۱۷ عن البراء بن عازب اس حدیث پاک کے اندر جو شعر ذکر ہے اسکے متعلق باب ... میں ۱۹
بھی کچھ تفصیل گذر چکی ہے ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ آپ نے فخر فرمایا اس شعر کے اندر حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فخر سے منع فرمایا ہے
اسکا جواب دیا کہ یہاں فخر کی دو قسمیں ہیں ایک مفاخرة محمودہ ایک مذمومہ ۔ مفاخرة مذمومہ تو یہ ہے کہ
مسلمانوں کے مقابلے میں بڑائی جتائے اور ایک محمودہ ہے جو کفار کے مقابلے میں ہو اور یہاں یہی
مفاخرة مراد ہے بعض لوگوں نے اس حدیث پر اشکال کیا کہ آپ نے اپنے دادا مشرک پر فخر فرمایا حالانکہ
ایک دوسری حدیث کے اندر اس کی ممانعت ہے جواب ہے کہ اس مسئلہ کے اندر تو خود علماء کا اختلاف ہے
کہ آپ کے دادا مشرک تھے یا مسلمان علامہ سیوطی کی رائے ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے اندر مشرک بالکل نہیں ہے

لہذا ان کے قول کی بناء پر تو اعتراض ہی ختم ہے اور نیز یہاں آپ کے مخاطب کفار ہیں اور ان کو سمجھانا مقصود ہے
اسلام اور شرک کی بحث نہیں ہے ص۴۱۷ **عن انس** ؓ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور سے
افضل ہیں حالانکہ دوسری احادیث کے اندر تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کا ذکر ہے کہ
انا سید ولد آدم وغیرہ وغیرہ لہذا دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اسکا جواب یہ ہے کہ آپ کو اپنے مرتبہ کا
علم نہیں ہوا تھا اس وقت کا یہ ارشاد ہے جواب ۲ یہ ہے کہ آپ نے تواضعاً فرمایا ہے **الفصل الثانی** ص۴۱۸ **عن مطرف**
اس حدیث سے غیر مقلدین نے استدلال کیا کہ سید کا اطلاق حضور پر بھی جائز نہیں ہے لیکن اسکا جواب یہ ہے کہ
اکثر احادیث کے اندر حضور نے اپنے آپ کو سید سے تعبیر فرمایا ہے لہذا اگر باب ترجیح اختیار کریں گے تو وہی روایات
راجح ہوں گی اور اگر باب جمع اختیار کریں گے تو پھر جمع یہ ہوگا کہ اس حدیث کے اندر ممانعت اس وجہ سے ہے
کہ لوگ کہیں مبالغہ نہ کرنے لگیں ص۴۱۸ **عن الحسن** ؓ اس حدیث کے اندر فرمایا کہ الحسب المال اور مشکوٰۃ ص۴۳۰
پر ایک حدیث آرہی ہے کہ لا حسب کحسن الخلق اس سے معلوم ہوا کہ حسن خلق ہی کے اندر حسب منحصر ہے اور اس حدیث
کے اندر مال اور حسب کو معرف باللام ذکر کر کے الحصر بیان فرمایا دونوں کے اندر تعارض ہو گیا اب
جواب یہ ہے کہ حضور نے مال کو حسب قرار دیا وہ اہل دنیا کے اعتبار سے ہے اور اہل دین کے نزدیک حسب
حسن اخلاق کے اندر ہے چنانچہ اور جو حدیث میں ہے تو دوسری ہے کہ الحسب الدین اسکا مطلب بھی یہی ہے کیونکہ
مکارم اخلاق دین کا ایک جزو اعظم ہے آقائے نامدار کا ارشاد ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔

باب البر والصلة

(الفصل الاول)

ص۴۱۸
عن ابی ہریرۃ ؓ اس حدیث کے اندر قال رجل کے متعلق حافظ فرماتے ہیں کہ یہ معاویہ بن حیدہ قشیری ہیں اس
پر دیگر لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ معاویہ بن جاہمہ ہیں لیکن حافظ نے کوئی تحقیق نہیں کیا کہ
ابن حیدہ کا نام ذکر نہیں کیا لہذا ان پر اعتراض غلط ہے البتہ جو شواہد اور دلائل ابن حیدہ کے ثبوت
پر ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاویہ ابن جاہمہ نہیں ہیں لہذا حافظ کا قول راجح ہے حافظ نے کہا کہ
نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ باپ کے مال وغیرہ کے اعتبار سے مقدم ہے ص۴۱۸ ۲۴ **عن اسماء بنت ابی بکر**
وہی راغبۃ اسکے مصداق میں چند قول ہیں (۱) راغبۃ فی الاسلام (۲) راغبۃ عن الاسلام اور ہے
(۳) راغبۃ فی مالی ۔ محققین کے نزدیک اول معنی مراد نہیں ہیں کیونکہ ایک روایت کے اندر راغمۃ وارد ہوا
جسکے معنی کراہت کے ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی صلہ رحمی واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں
ص۴۱۹ **عن عمرو بن العاص** ؓ ان آل ابی فلان الخ اس فلان کے مصداق میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) حکم بن
العاص مراد ہے (۲) عمرو بن العاص (۳) ابولہب مراد ہے (۴) ابن الحرب والی بات ہی ان ہے کہ اس سے مراد
ابو طالب ہیں چنانچہ بعض روایات سے اسکی قریب قریب معلوم ہوتا ہے اگرچہ بعض نے اس قول کی
تردید کی ہے لیکن ان کی تردید صحیح نہیں ہے ص۴۱۹ **وعن انس** ؓ وینسأ لہ فی اثرہ النساء یعنی کسی کی
تاخیر کرنے کے ہیں اور اثر سے مراد اجل ہے یعنی اسکی موت کے اندر تاخیر کی جائیگی تو بالفاظ دیگر لفظوں میں
یہ ہوا کہ اسکی عمر کے اندر زیادتی ہو جائیگی اسپر اشکال ہے کہ یہ مطلب یا تو قرآن کے خلاف ہے کیونکہ

قرآن کہتا ہے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون اب علماء نے اس کی مختلف توجیہات دی
ہیں (۱) زیادتی عمر سے مراد برکت ہے یعنی آدمی جو کام ایک ماہ کے اندر کرتا ہے وہ ایک ہفتہ
کے اندر کر لے گا (۲) اس کا واقعۃً زیادتی عمر مراد ہے اور آیت کریمہ کا محل کچھ اور ہے اور اس حدیث کا
محل کچھ اور ہے قرآن کا محل تو علم الٰہی ہے اور اس حدیث کا محل علم ملائکہ ہے مثلاً ملائکہ کو بتلا دیا گیا
کہ اگر یہ فلاں نیک کام کرے گا تو عمر کے اندر برکت ہوگی ورنہ نہیں پس یہ علم ہے ملائکہ کا لیکن اللہ تعالیٰ کا علم
اس سے بڑھ کر ہے کہ یہ شخص نیک کام نہیں کرے گا یا نیک کام کرے گا جیسا کہ یہی دونوں محل قرآن کی
دو آیات جو متعارض آیات کے ہیں ایک اذا جاء اجلہم لا یستاخرون الخ اور ایک یمحو اللہ ما یشاء ویثبت الخ
اور حنفیہ اور اشاعرہ کے اندر بھی اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک تقدیر کے اندر تبدیل و تغیر ہوتا ہے اور اشاعرہ
کے نزدیک نہیں ہوتا لیکن درحقیقت یہ اصولی اختلاف بھی لفظی ہے مرجع و مآل دونوں کا ایک ہے یہ تمام اس وقت
ہے جبکہ اس کی زیادتی فی العمر یا برکت فی العمر مراد ہو بعض لوگوں نے اس کی مراد لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذریت صالحہ
نصیب فرمائیں گے اور بعض نے کہا کہ اس کا ذکر خیر مراد ہے عن ابی ہریرۃ خلق اللہ الخلق اس کے بعد اس کے
اندر تین قول ہیں (۱) انواع مخلوق مراد ہے (۲) خلق سموات والارض مراد ہے (۳) قدر اولاً مخلوق
مراد ہے کہ جب اللہ کو عالم ذر کے اندر پیدا فرمایا قالت ھذا مقام العائذ بعض لوگوں کے نزدیک بلسان حال ہے
اور بعض کے نزدیک حقیقۃً بزبان قال ہے اس پر یہ کہا کہ یہی اقرب ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اس نے ملک کی زبانی
یہ پیغام بھیجا بعض لوگوں نے کہا کہ کلام وغیرہ وہاں کچھ نہ تھا بلکہ محض تشبیہ و تمثیل اس کا مقصود ہے
۲۱۹ الفصل الثانی عن ثوبان لا یزید فی العمر الا البر الخ اس پر اشکال ہے کہ طبرانی وغیرہ کے اندر روایت
ہے کہ ان الرزق لا تنقصہ المعصیۃ ولا تزیدہ الحسنۃ الخ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی نہیں ہوگی تو دونوں کے
اندر تعارض ہو گیا ہے جواب (۱) یہ ہے کہ طبرانی کی روایت میں مطلق معصیۃ مراد ہے اور اس حدیث کے اندر
ماں باپ کی معصیت مراد ہے لہذا اگر کوئی شخص ماں باپ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی عمر کے اندر کمی زیادتی کا
فرق ہوتا ہے اور ان کے علاوہ کی معصیت سے فرق نہیں پڑتا جواب (۲) رزق سے محروم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حلال
رزق سے محروم ہو جاتا ہے جواب (۳) رزق وغیرہ کے اندر برکت نہیں ہوتی جواب (۴) وجوہ خیر کے اندر ان کو کامل
نہیں کر سکتا ۴۲۱ عن عبد اللہ بن اوفی لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیہم قاطع رحم اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک آدمی
بھی کسی قوم کے اندر قاطع رحم ہو تو اس کے وبال کے اندر تمام قوم رحمت سے محروم ہو جاتی ہے حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ ولا تزر
وازرۃ وزر اخری الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو مواخذہ میں نہیں پکڑا جائے گا اس کا جواب دیا کہ
جو لوگ اس کے علاوہ ہیں چونکہ وہ اس کو اس فعل بد سے نہیں روکتے لہذا وہ بھی معصیت کے اندر شریک ہو گئے
اور حدیث پاک کے اندر رحمت سے مطلق رحمت اور بارش دونوں مراد ہو سکتی ہیں ۴۲۰ عن ابی ہریرۃ تعلموا من انسابکم
اس حدیث سے علم نسب کی تعلیم کی ترغیب دی گئی ہے اور ایک حدیث کے اندر اس کے معارض وارد ہوا ہے کہ
علم النسب علم لا ینفع وجہالۃ لا تضر اس کو ابن عبد البر اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے اس کا جواب ہے کہ جس
نسب معلوم ہو اس سے ابھارنا کثیر مراد ہے یعنی اتنا علم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس کے صاحبزادے ہیں

آپ کے رنگ اور حالات کا تصور اہمیت جاننا واجبات میں سے ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا
اور مجھے معلوم نہیں کہ آپ کس رنگ کے تھے وغیرہ وغیرہ تو ایسا شخص کافر اور قابل گردن زدنی ہے

4931 ص۲۲۰ **عن ابی الطفیل** اذا اقبلت اراقة الخ اس کا اکثر نسخوں کے نزدیک حضرت حلیمہ سعدیہ مراد ہیں اور اس صورت ۲۴/۱۷
کے اندر یہ معلوم ہوا کہ ان کی عمر کافی ہوئی ہے علامہ دمیاطی نے لکھا ہے کہ ان کی صحبت اور اسلام حضور
ثابت نہیں ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اراقة سے مراد حضرت شیماء حضور کی رضاعی بہن اور حضرت حلیمہ کی
لڑکی مراد ہیں لیکن حافظ مغلطای۔ حافظ ابن حجر اور دوسرے بعض مشائخ کے نزدیک ان کا اسلام ثابت ہے
چنانچہ حافظ مغلطای نے ایک رسالہ تحریر فرمایا "التحفة الجسیمة فی اسلام سیدتنا حلیمة" **الفصل الثالث**

38 ص۲۲۱ **عن ابن عمر** رضی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توسل بالاعمال الصالحة جائز ہے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ ۲۹
بیع فضول جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے اس حدیث پر باب منعقد کیا "باب بیع الفضولی" اب بیع فضولی کے
اندر ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام صاحب امام مالک امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور اصیل کی اجازت پر موقوف
ہے امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں۔ شراء فضولی کے اندر بھی
اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک جائز ہے امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے حنفیہ سے عدم جواز نقل کیا گیا ہے لیکن
حنفیہ کے مسلک کے اندر تفصیل ہے ص۲۲۱ **وعنه** رضی اس کے اندر ایک راوی لیث ہے جو کہ ابن عطاء ہیں اور یہ حدیث موضوع ہے

باب الشفقة والرحمة على الخلق ۳۲۱/۲۱

(الفصل الاول)

50 ص۲۲۲ **عن انس** رضی ... جاریہ کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عام ہے بیٹی اور غیر بیٹی سب کو شامل ہے ۲۶
اور اگر بیٹی تھا واو ... بھی مراد ہو سکتا ہے کہ وہ ذات الزوج ہو جائیں

51 ص۲۲۲ **عن ابی هریرة** رضی اس کے اندر اخیر میں ہے واحسبه قال بعض کے طرف سے معلوم ہوا کہ یہ حضور کا مقولہ ہے لیکن ۲۷
60 یہ عبداللہ بن مسلمہ القعنبی کا مقولہ ہے چنانچہ ایک روایت کے اندر ہے قال القعنبی ص۲۲۳ **عن عیاض بن حمار** رضی ۳۲۲/۱۶
اس حدیث پاک کے اندر آٹھ آدمیوں کا ذکر ہے ان میں سے تین اہل جنت اور پانچ اہل نار ہیں ان پانچوں میں سے اول
کے متعلق حضور فرماتے ہیں کہ الذی لا زبر له ای لا عقل له اس پر علامہ توربشتی نے اعتراض کیا کہ جب عقل نہیں
وہ تو مکلف ہی نہیں ہے لہٰذا اس کو اہل نار سے کیوں قرار دیا گیا حالانکہ جواب دیتے ہیں کہ لا زبر سے مراد ہے کہ
لا تعفف له یعنی وہ بری بات اور برے کام سے نہیں رکتا ہو گا چنانچہ فرماتے ہیں کہ الذین هم فیکم تبعا الخ
اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ اول رجل کے بعد افراد میں داخل ہے یا اس کا تتمہ دوسرا آدمی مراد ہے جمہور کے نزدیک
65 تو اول کے اندر ہی داخل ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک الگ ہے ص۲۲۳ **عن عبد اللہ بن مسعود** رضی اس حدیث کے اندر منع ۲۶
فرمایا گیا اس بات سے کہ ایک شخص دو آدمیوں کے ساتھ ہو تو دو آپس میں سرگوشی شروع کر دیں اس لئے کہ
تیسرے ساتھی کو جو الگ رہ گیا رنج ہوگا اور سمجھے گا کہ نہ معلوم میرے قتل کی سازش کر رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں
فرمایا اب اس کے اندر اشکال ہے کہ اس کا متعلق نہی ہے یا یہ نہی حضور کے زمانہ تک خاص ہے بعض کے نزدیک
یہ حکم خاص حضور کے زمانہ تک تھا اور چونکہ اس وقت منافقت کا زور تھا اور اب یہ ختم ہو گیا اور جمہور کے نزدیک
72 یہ حکم اب بھی باقی ہے کیونکہ اس کے اندر ایذاء مسلم ہے **الفصل الثانی** ص۲۲۳ **عن ابی موسیٰ** رضی الخالی فیه الخ اس کا ۳۲۳/۹

4872 غلو فی اللفظ مراد ہے کہ خوب دکھا دکھا کر پڑھتا اور سناتا ہے بعض کے نزدیک غلو فی المعانی مراد ہے یعنی اس کے

74 احکام پر عمل نہیں کرتا یا غلو فی القراءۃ مراد ہے عن ابی امامۃ (ص ۲۲۳) :۔ اس حدیث کے اندر مسیح سے مراد ۲۲۳/۱۲

یا حقیقی معنی ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ کنایہ ہو شفقت سے اور اس صورت کے اندر بکل شعرۃ

92 سے مراد یہ ہوگا کہ کنایہ ہے بہ اشارہ نیکیوں کے الفصل الثالث عن ابی ھریرۃ (ص ۲۲۵) :۔ اس حدیث سے استدلال ۲۲۴/۲۵

کیا گیا ہے کہ اختلاط اولیٰ ہے اس کے اندر اختلاف ہے کہ عزلت اولیٰ ہے یا اختلاط اکثر کے نزدیک اختلاط

اولیٰ ہے اور اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ صوفیاء حضرات کے نزدیک عزلت اولیٰ ہے علامہ شہاب الدین

5000 سہروردی فرماتے ہیں کہ یہاں حضورؐ نے اس کی حیثیت اور خلقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے عن عقبۃ (ص ۲۲۵)

بن عامر :۔ اول خصمین یوم القیامۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے پڑوسی کا مقدمہ پیش ہوگا اور کسی بعد ۲۲۵/۱۵

ایک حدیث کے اندر گزرا کہ دماء کا حساب ہوگا جواب یہ ہے کہ یہاں حقوق کے اعتبار سے فرمایا اور دماء کے اندر حقوق کے اعتبار سے فرمایا

باب الحب فی اللہ ومن اللہ (الفصل الاول) ۲۲۵/۱۸

حب کی حقیقی تعریفیں کی گئی ہیں قاضی بیضاوی مالکی فرماتے ہیں کہ ان تمام کا صحیح دعاء ہوا ایک تعریف کی گئی ہے اور وہ میل النفس الی ما تشتہی۔ محبت کبھی ظاہری صورت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی کمالات باطنی کی بناء پر ہوتی ہے اور کبھی احسانات کی وجہ سے ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ تمام اسباب ثلاثہ بوجہ اتم واکمل پائے جاتے ہیں۔ محبت کی تین قسمیں ہیں محبت الٰہی، محبت روحانی، محبت طبعی اول کا مطلب یہ ہے مثال اس کی محبت فرمانے لگتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کچھ منافع کی چیزیں پیدا فرماتے ہیں اور کفار کا قتل فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ محبت روحانی یہ ہے کہ ملائکہ اس کی محبت کرنے لگتے ہیں کہ اس کے لیے مغفرت کی دعاء صحت وعافیت اور خیر کی دعائیں استغفار وغیرہ وغیرہ کی محبت طبعی وہ محبت جو اس کی میں لوگوں کے درمیان ہوتی ہے علامہ ابن قیم نے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آخر میں فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کی محبت دل کے اندر اسی سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ قلب اللہ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔ صاحب مصنف عبد الحق فرماتے ہیں باب الحب فی اللہ ای فی ذات اللہ ای بوجہ اللہ یعنی اللہ کے لیے محبت کرنا اپنی کسی غرض کے لیے محبت نہ کرنا اور والحب من اللہ اللہ کی طرف سے محبت کا پیدا ہونا یعنی گویا یہ پہلا نتیجہ کے درجہ میں ہے کہ پہلے اللہ کے لیے محبت کرتا ہے اور پھر

5002 دوسرا پہلا ثمرہ کے درجہ میں ہے یعنی اس کی محبت منجانب اللہ کی وجہ سے یہ ثمرہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی محبت

فرمانے لگتے ہیں عن عائشۃ (ص ۲۲۵) :۔ اس حدیث کے اندر دو مطلب بیان کیے (۱) دنیا کے اندر جتنی ۱۹

ارواح ہیں ان میں بعض کے اندر صفت خیر ہے اور بعض کے اندر صفت شر ہے جو خیر والی ہیں وہ خیر کی طرف اور جو شر والی ہیں وہ شر کی طرف مائل ہو جاتی ہیں (۲) اس کا تعلق عالم ارواح سے ہے یعنی جن ارواح کا تعلق دوسری ارواح سے عالم ذر کے اندر رہا ہے دنیا کے اندر بھی وہ اپنے تعلق کیا تو موجود ہیں اور یہ ابتدائی منزل ہے ورنہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان پہلے اختلاف تھا

06 پھر اتفاق ہو جاتا ہے اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے وعنہ (ص ۲۲۵/۲۸) قال لا تصاحب الا مؤمنا الخ اس کے مصداق ۲۲۵

506 میں چند قول ہیں (۱) اپنا سایہ مراد ہو (۲) محل کا سایہ مراد ہو (۳) جنت کا سایہ مراد ہو اور دوسرا احتمال
کہ یہ تشبیہ و تمثیل ہے جنت کا واقعی ہے لہذا جنت کا سایہ وسیع مراد لینا صحیح نہیں ہے (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ
11 ظل سے مراد سایہ وغیرہ نہیں بلکہ کنفِ فضل و کرم مراد ہے **الفصل الثانی عن معاذ** ص۴۲۶ یغبطھم النبیون ۴۲۶/۹
غبطہ کرتے ہیں یعنی مثل تمنی الغیر ۔ اب اشکال یہ ہوگا کہ انبیاء کرام امت سے باتفاق علماء افضل ہیں لہذا
اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مفضول کی کسی شئی پر غبطہ کیوں کرسکتے ہیں اس کا جواب یہ دیا گیا کہ بسا اوقات
مفضول کو ایسی شئی دی جاتی ہے جس کی تمنی افضل بھی کرتا ہے مثلاً ایک شخص کے پاس تاج ہے اور ایک دوسرا
شخص جو غریب ہے تاج وغیرہ اس کے پاس کچھ نہیں مگر ایک گلاب کا پھول ہے اب تاج والا اس کا افضل ہے لیکن
وہ تمنی کرتا ہے کہ یہ خوبصورت پھول مجھ کو بھی مل جاتا جواب ۲ مقصود ان کا غبطہ کرنے کو بیان کرنا نہیں بلکہ
مقصود مکین شئی کے حسن و جمال کو بیان کرنا ہے یعنی اس کی اتنی صلاحیت ہوگی کہ اس پر غبطہ کیا جاسکے
18 جواب ۳ یہ جملہ علی سبیل الفرض والتقدیر ہے **عن ابی سعید** ص۴۲۶ لا تصاحب الا مؤمنا ای مصاحبت مومن ۲۶
کی قید سے یہ سمجھ میں آیا کہ مصاحبت کافر جائز نہیں ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مصاحب ملاقات اور ہمنشینی سے دوست
کا اثر جلدی آتا ہے حضرت علی کا شعر ہے ع **وللقلب على القلب دليل حين يلقاه** ولا يأكل طعامك
19 کھانا کھانے سے طعام نوافل محبت مراد ہے ۔ اور ایک ہوتا ہے طعام حاجت اس کی اجازت ہے **عن ابی ہریرۃ** ص۴۲۷ ۴۲۷/۱
مصنف نے اس کی تخریج پر اکتفا اور اسی لئے باندھا کہ علامہ قزوینی اس حدیث کو موضوعات میں شمار
کر دیا حالانکہ یہ حدیث صحیح حسن ہے **الفصل الثالث عن ابی ذر** ص۴۲۷ اس حدیث کے اندر افضل الاعمال الحب ۵
فی اللہ کو قرار دیا حالانکہ مشہور تو یہ ہے کہ سب سے افضل نماز اور روزہ زکوۃ حج وغیرہ ہے اس کا جواب ۱ یہ کہ
جمیع اوامر کے امتثال اور نواہی کے اجتناب کے مجموعہ کو سب سے افضل ہے وہ حب فی اللہ کے اندر ہے ۔
جواب ۲ : یہ کہ جب آدمی اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے تو اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب خود ان
23 ہوگی **عن اسماء** ص۴۲۷ یہ حدیث باب الاذکار سے مناسبت رکھتی ہے لیکن اس کو اس باب میں اس لئے ذکر ۲
کیا کہ فی الجملہ اس باب کے ساتھ بھی مناسبت ہے وہ یہ کہ محب کو دیکھ کر محبوب یاد آتا ہے تو وہ ذکر کرے گا اللہ کہ شخص
چونکہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو یہی باب الحب فی اللہ والبغض فی اللہ سے مناسبت ہوگی

باب ما ینھی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات (الفصل الاول) ۴۲۷/۲۱

تھاجر کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں اور تقاطع کے معنی بھی قطع رحمی کے ہیں اور اتباع عورات میں عورت
27 سے ستر مراد ہے یا مطلق ستر اور عیب وغیرہ مراد ہے **عن ابی ایوب** ص۴۲۷ اس حدیث کے اندر فوق ثلاث ۴۲
سے استدلال کیا کہ تین دن تک جائز ہے یہی مذہب جمہور کا ہے جن کے اندر حنفیہ بھی ہیں اس پر اشکال
کیا کہ حنفیہ کے نزدیک تو مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے لہذا یہ معنی صحیح نہیں ہیں لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ
اگر تین دن کی قید نہ لگائیں تو اس صورت کے اندر لازم آئیگا کہ ایک گھڑی بھی ہجران جائز نہیں ہے
حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اسی لئے تین دن کی تحدید کر دی نیز ایسی صورت کے اندر غصہ بھی تین دن میں
ٹھنڈا ہوتا ہے دوسرا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام سے ہجرت ختم ہوجاتی ہے یعنی

5027 جمہور کا مذہب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ بغض مسلمان سے ختم نہیں ہوتی بلکہ جس حالت کے اندر پہلے تھا ایسی ہی حالت ۴۲۷/۲۲
30 کی طرف لوٹ آتا ہے تو اس کا حکم ہے عن ابی ھریرۃ ... ولا تجسسوا ولا تحسسوا ۔ بعض علماء کے نزدیک تجسس اور
تحسس دونوں ایک ہی معنی کے اندر فرق نہیں ہے ۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحسس کہتے ہیں اپنے لیے تعلق جاننے کو
دوسروں کے عیبوں اور تجسس عام ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ تجسس کا تعلق اوف شر کے ہے اور ثانی کا تعلق عام ہے
لا تناجشوا اس کے تین مطلب بیان کیے گئے ہیں (۱) تفریق بعث والارو (۲) شر فتنہ اور اپنی اپنا بکوا
بیت سمجھو (۳) تعلق سلع کے وقت ثمن بیع کے اندر اضافہ نہ کرو ۔ یہاں اول معنی الراجح ہیں لا تنافسوا
غبطہ نہ کرو ۔ حسد نہ کرو اس معنی کو حدیث نے مجید قرار دیا ہے کیونکہ و لا تحاسدوا تو اس کے بعد خود حدیث
33 کے اندر وارد ہے الفصل الثانی عن اسماء اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین جگہ کذب جائز ہے علامہ ۴۲۸/۱
شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ یہاں حقیقی کذب مراد نہیں ہے بلکہ توریہ مراد ہے کیونکہ کذب ناجائز ہے
جب کہ حدیث کے اندر آتا ہے کہ کذب ابراہیم ثلاث کذبات تو وہاں کذب سے توریہ مراد ہے اسی معنی پر
دیگر محدثین ۔ اور علامہ الحصکفی نے اسکو محمول کیا ہے اسکے برخلاف دوسرے حضرات کے نزدیک اسکے حقیقی
معنی یہاں مراد ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک حقیقی کذب جائز ہے اسی طرف حضرت گنگوہی کا رجحان ہے
34 عن عائشۃ فقد باء بہا الخ اتقہ کی ضمیر اگر مسلم کی طرف راجع ہے تو مطلب ہے کہ اسکا گناہ ہجران کا جو ۱۰
مفاسد اسکی جانب سے ابتداء بالسلام کی وجہ سے ختم ہو جائیگا اور اگر اسکی ضمیر مسلم علیہ کی طرف راجع ہے
38 تو مطلب ہوگا کہ ابتدا گناہ کیا تھا اس کا گناہ بھی ختم ہو جائیگا عن ابی الدرداء اس حدیث ۱۷
کے اندر اصلاح ذات البین کو نماز ۔ روزہ ۔ زکوۃ وغیرہ سے افضل قرار دیا ہے حالانکہ نماز وغیرہ سب سے
افضل ہے اسکا جواب ۱ علامہ اشرف شارح مصابیح کہتے ہیں کہ یہاں نماز ۔ روزہ ۔ زکوۃ سے نوافل مراد
جواب ۲ ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اگر اصلاح ذات البین کے بغیر فساد وغیرہ سفک دماء کا اندیشہ
40 ہو تو ایسی صورت کے اندر اصلاح ذات البین نماز روزہ سے بڑھ جائیگا عن ابی ھریرۃ فان الحسد 21
یاکل الحسنات الخ اس حدیث سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ معاصی سے حسنات کا خاتمہ ہو جاتا ہے لیکن جمہور
کے نزدیک حبط عمل صرف کفر سے ہے اور اس حدیث کا جواب ۱ یہ ہے کہ یہاں حبط سے مراد یہ ہے کہ جب وہ غیبت
کرتا ہے تو اسکی وجہ سے محتاب کے نامہ اعمال کے اندر اس غیبت کرنے والے کی حسنات لکھ دیئے جاتے ہیں
یہی حبط سے مراد ہے جواب ۲ حسنات اصلیہ کا حبط نہیں ہوتا بلکہ حسنات مضاعف کا حبط ہوتا ہے
جواب ۳ ۔ اسکا محل اس وقت ہے جبکہ حاسد محسود میں تقدیر الٰہی پر اعتراض کرے
47 کیونکہ اسکے اندر عدم الایمان بالقدر ہے لہذا وہ کافر ہے عن المستورد من اکل برجل مسلم اکلۃ ۴۲۹/۲
کسی معروف اور مجہول دونوں کا صیغہ ہو سکتا ہے اگر معروف کا صیغہ ہو تو مطلب ہوگا کہ جس کسی شخص نے دوسرے کو
ذلت کا جوڑا اوڑھا کے اندر یعنی یا ثواب دلا ان مسلمانوں کے اندر پہنائے گا اور مکمل فعلہ ذلت کا بھی
عزت کا جوڑا اوڑھا ہو ۔ اور اگر مجہول کا صیغہ ہے تو مطلب ہے کہ جو شخص کسی دوسرے رجل کی وجہ سے جوڑا پہنایا
گیا مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے پاس اسکو ذلیل کرنے تو وہ اس کے کہنے کی وجہ سے ذلیل کیا گیا ہے لہذا اسی

باب الحذر والتأنی فی الامور (الفصل الاول)

ص ۲۲۹

5053 عن ابی ہریرۃ لا یلدغ المومن الخ یلدغ مجہول اور معروف دونوں کا صیغہ ہو سکتا ہے اگر اول مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ مومن ۲۲۹/۲۰
کے اندر اگر کوئی سوراخ میں ایک مرتبہ دھوکہ کھا لیتا ہے تو پھر دوبارہ نہیں کھا سکتا ہے اور اگر امر کا صیغہ ہے تو مطلب
کہ امور دین و دنیا کے اندر اگر ایک مرتبہ دھوکہ کھا چکا تو دوسری مرتبہ نہ کھائے علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ اس
... کا صیغہ مراد لینا زیادہ راجح ہے کیونکہ جب حضور کے سامنے ابو عزہ جمحی کو لایا گیا تو آپ نے اسکو چھوڑ دیا
کہ وہ آئندہ گالیاں وغیرہ اور حضور کے خلاف کوئی شعر وغیرہ نہیں کہے گا لیکن اس نے پھر دوبارہ اسی قسم کے
اشعار و اقوال حضور اور مسلمانوں کی شان میں کہے اور پھر وہ حضور کے پاس لایا گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضور اسکو چھوڑ
دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان دو مرتبہ دھوکہ نہیں کھا سکتا ہے اگر اول مرتبہ میں چھوڑ دیا تو اس وقت دھوکہ
نہیں کھا سکتا اور آپ نے اس کی گردن کٹوا دی تو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ امر کا صیغہ ہے علامہ طیبی وغیرہ کی رائے
... یہ امر کا صیغہ ہے اور آپ نے تجربہ کار ہو گا اگر اپنے نفس کے ... ان کی تجربہ کاری کے ... خطاب کیا ہوگا

ص ۲۳۰

55 الفصل الثانی عن سہل ... العجلۃ من الشیطان ... مطلق عجلت کی مذمت کی گئی ہے لیکن دوسری روایت کے اندر ... ۲۳
کا استثناء ہے چنانچہ حضرت حاتم ... فرماتے ہیں کہ ... پانچ اشیاء مستثنیٰ ہیں (۱) اطعام الطعام (۲) تجہیز

ص ۲۳۰

60 المیت (۳) انکاح البکر (۴) اداء الدین (۵) توبہ کرنا ... اور ... کے اندر عجلت مسنون ہے عن ابن عباس ۲۳۰/۷
... اس حدیث کے اندر ... ایک روایت کے اندر چوبیس وارد ہوا اور ایک روایت کے اندر چھیالیس وارد ہوا
... کا جواب ہے کہ ان سے مقصود بیان کثرت ہے ... موقوف علی علم النبوۃ اس حدیث کے اندر وارد ہوا
الاقتصاد اس کے معنی توسط کے ہیں علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ ایک اقتصاد اور توسط بین المذموم والمحمود ہوتا
جیسے ... ظلم کے درمیان اور بخل وسخاوت کے درمیان ہو اور ایک توسط محمود محض ہوتا ہے جو افراط و تفریط

ص ۲۳۰

61 کے درمیان ہوتا ہے ... توسط مراد ہے عن جابر ثم التفت فہی امانۃ الخ اس کا مطلب ہیں ۸
... کہ کوئی شخص ایک بات کہے اور پھر وہ چلا جائے تو اسکی غیبت کے اندر وہ بات کسی اور شخص سے بیان ...
... کہ ایک شخص ... سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی گفتگو کو دوسرے

ص ۲۳۱

سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے ... الفصل الثالث عن ابی ہریرۃ اس حدیث ... ۱۲

باب الرفق والحیاء وحسن الخلق (الفصل الاول)

ص ۲۳۱

68 عن عائشۃ ویعطی علی الرفق الخ اسکے دو مطلب ہیں (۱) یعنی رفق کے اندر اسکو زیادہ ثواب ملتا ہے (۲) رفق کرنے ۲۳۱/۱

ص ۲۳۱

71 ... کے ... کام ... طریقہ انجام پاتے ہیں عن عمران بن حصین اس حدیث پر اعتراض ہوا کہ حدیث کے اندر ۷
حیاء بہتر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا ... بعض مرتبہ اس کی وجہ سے حقوق کا نقصان ہوتا ہے ...
علم ... حیاء صحیح نہیں ہے ... جواب ... علم وغیرہ کے اندر حیاء نہیں ہے بلکہ ... حیاء

ص ۲۳۱

72 در حقیقت جبن ہے کیونکہ حیاء کہتے ہیں ... کرنے ... سے ... عن ابن مسعود ۸
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الخ اسکے مطلب کے اندر تین قول ہیں (۱) یہ ... جملہ خبریہ کے حکم میں
(۲) یہ امر تہدید کے ہے (۳) اگر کوئی بات ایسی ہو کہ جسکے کرنے سے شرم آتی ہو تو مت کرو اور اگر ایسی بات

ص ۲۳۱

80 نہ ہو تو کر لو الفصل الثانی عن حارثۃ الجواظ اسکی تفسیر (۱) خود حدیث کے اندر ہے کہ الذی جمع ومنع ۲۰

۲۳۲ (۲) متکبر (۳) نہایت موٹا تازہ) خوب چیخنے والا ایسے ہی جعظری کے اندر ایک تفسیر ہے کہ بدخلق - موٹا، منتفخ الجسم 5080

ص ۳۳۵

۵ عن ابی ھریرۃ المؤمن غر کریم الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن بہت بھولا بھالا ہوتا ہے اور ایک حدیث کے اندر ہے 85
المؤمن لا یخدع ولا یخدع اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوب سمجھدار ہوتا ہے دونوں کے اندر تعارض ہوگیا جواب۱ یہ ہے کہ اس
حدیث الباب کا محل امور دنیاویہ ہیں اور لا یخدع کا محل امور شرعیہ و ما یتعلق بہا ہیں جواب۲ لا یخدع سے جو سمجھداری
سمجھ میں آتی ہے یہ فطرت کے اعتبار سے ہے اور حدیث الباب کا مطلب ہے کہ سمجھداری کے باوجود وہ دنیاوی
امور کے اندر صرف نظر کر لیتا ہے جواب۳ - ابن الجوزی وغیرہ نے اس حدیث کی تضعیف کر دی ہے

ص ۳۳۶

۲۱ عن مالک بلغہ لاتمم حسن الاخلاق اہل عرب کے اندر شریعت ابراہیمی کا اثر یعنی حیاء موجود تھی لیکن اب آخر کے 96
اندر اسکا زوال ہو گیا تھا تو حضور ﷺ اس کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اسکی تکمیل کیلئے دنیا میں تشریف لایا ہوں
یہ وجہ بعثت ہو گئی بیان کی - جمہور حضرات کے اندر حکیم ترمذی اور چند محققین حدیث ہیں وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے اندر
۲۲ جتنے انبیاء کرام تشریف لائے ہیں ان کی تعلیمات کے اندر جو کمی رہ گئی تھی حضور اسکو تمام کرنے کیلئے تشریف لائے تھے 98

ص ۳۳۶

عن جعفر حدثنا ان مى ما فتان اگر یہ خصوصی طور پر حضور کیلئے ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر عمومی
طور پر حضور نے فرمایا تو پھر یہ کہا جائیگا کہ محدثہ امت بقیہ دوسری امم سے زیادہ اور بھی ہوئی ہے

ص ۳۳۶

۲۴ عن عائشۃ اس حدیث پر اشکال ہے کہ آپ ﷺ نے اخلاق کی تحسین کی دعا فرمائی جو تقاضی ہے اس بات کو 99
کہ آپ کے اندر اخلاق کی تحسین میں کمی ہے حالانکہ دوسری حدیث کے اندر آپ ﷺ نے فرمایا ہے حسن الاخلاق کی تکمیل
کیلئے آیا ہوں اس کا تقاضہ ہے کہ آپ اس کے اندر کامل ہوں لہذا اب دونوں کے اندر تعارض ہوگیا پہلا اشکال

۲۳۳

ص ۳۳۷

۱ جواب۱ یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے امت کو تعلیم کی جواب۲ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ثبات علی حسن الاخلاق کی دعا کی ہے وعنہ 5102
اس حدیث پر اشکال ہے کہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیھم من سبیل لہذا حضرت ابوبکر
صدیق اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہیں تو حضور ﷺ نے ان سے مواخذہ کیوں فرمایا اسکے علماء نے مختلف جواب
دیئے ہیں جواب۱ یہ ہے کہ یہ مواخذہ نہیں بلکہ تنبیہ ہے جواب۲ آیت کریمہ کے اندر سبیل سے مراد گناہ کی نفی ہے حکم
اور گناہ جو ہونا ہے لازم نہیں آتا کہ ان کا فعل خلاف اولیٰ ہو جواب۳ چونکہ حضور کی موجودگی میں انہوں نے جرأت کی جائز
اس پر حضور ﷺ نے مواخذہ فرمایا ہے اب ایک دوسرا اشکال ہے کہ نسائی وغیرہ کی روایات کے اندر ہے کہ ایک مرتبہ حضور
ﷺ کی ازواج نے حضرت فاطمہ کو بھیجا کہ وہ جا کر حضرت عائشہ کے بارے میں آپ ﷺ سے عدل کا سوال کریں تو حضور
ان سے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو وہ چلی گئیں اسکے بعد حضرت زینب آئیں اور
انہوں نے بھی حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت عائشہ کو برا بھلا کہا اس پر حضرت عائشہ نے جواب دیا
اور دینے کا بدلہ لے لیا تو اس وقت حضور ﷺ نے سکوت فرمایا تو یہاں مواخذہ کیوں نہیں فرمایا؟
جواب۱ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا مقام کچھ اور ہے اور حضرت عائشہ کا مقام دیگر ہے جواب۲ حضرت عائشہ نے
حاصل اجازت لے لی تھی بعد حضرت ابوبکر نے کسی قسم کی اجازت نہیں لی تھی جواب۳ حضرت ابوبکر کا معاملہ ہی مستقل
الگ تھا اور یہاں ازواج کا معاملہ تھا اور حضور ﷺ ان میں آ سکتا تھا لہذا خود جواب دیا جواب۴ حضرت زینب
کا اعتراض دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور ان کو دفعیہ اعتراض الحق اور واجب تھا اسلئے جواب دیا

باب الغضب والکبر
(الفصل الاول)

الغضب اسکی تفسیر کی گئی ہے غلیان دم القلب عند الانتقام اور الکبر کہتے ہیں تعاظم کو اور تکبر او رواج کا ٣٣٣/٨
ایک یہ کہ آدمی کے اندر وہ صفات نہ ہوں جن پر وہ تکبر کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ صفات اس ذات کے اندر
موجود ہوں جن پر وہ تکبر کرتا ہے اول عام طور سے انسان کے اندر ہوتا ہے اور ثانی خدا ہی کے لائق ہے
5104 عن ابی ہریرۃ ان رجلا اسکے مصداق کے اندر چار قول ہیں (۱) حضرت ابن عمر (۲) جاریہ بن قدامہ (۳) ٩
سفیان بن عبد اللہ ثقفی (۴) حضرت ابو الدرداء ۔ ممکن ہے کہ ان چاروں نے سوال کیا ہو قال لا تغضب الخ اسکے
دو مطلب علماء نے بیان کئے ہیں (۱) اسباب غضب کو اختیار مت کرو (۲) مقتضائے غضب پر عمل نہ کرو
56 کیونکہ نفس غضب ایک طبیعت ہے جسکا ختم کرنا محال ہے عن ابن مسعود اس حدیث پر اشکال ہے ١٢
کہ مسلمان جنت کے اندر یقیناً جائیگا خواہ کتنا ہی زبردست گنہگار ہو لہذا حضور نے اس جملہ کا کیا
مطلب ہے کہ جسکے دل کے اندر ذرا سا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جواب ۱ دخول اول کی نفی ہے جواب ۲
تکبر عن الایمان مراد ہے مطلق تکبر اس کی مراد نہیں ہے جواب ۳ جنت کے اندر اس حالت میں وہ داخل نہ ہوگا کہ تکبر وغیرہ
رذائل سب کچھ ختم ہو جائیگا جواب ۴ یہ فیصلہ شرعاً یہی حکم ہے اگر اسکو بدلہ دیا گیا تو یہی جاتا ہے۔
فقال رجل ان اسکے مصداق میں بھی چند قول ہیں سواد بن عمرو ۔ مالک بن مرارہ ۔ ریحانہ ۔ خریم بن فاتک
عبد اللہ بن عمرو بن العاص ۔ آگے فرمایا کہ ان اللہ جمیل اسکے مطالب بھی متعدد بیان کئے گئے ہیں (۱) ای المجمل (۲) ای
مالک النور والبہجۃ (۳) جمیل الافعال بکم (۴) ای جلیل ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر جمیل کا
اطلاق جائز ہے اسکے اندر اختلاف ہے کہ جن اسماء کا ذکر احادیث کے اندر ہے ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز
ہے یا نہیں ایک قول ہے کہ جائز نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اگر اس نام سے عظمت شان کے اندر فرق نہ آئے تو اطلاق
جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے وعنہ اس حدیث کو احادیث صفات میں شمار کیا ہے اور ایک فریق میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ١٦
کی صفات اور متشابہات بیان کیا کہ جیسے ازار و رداء وغیرہ اپنی جگہ پر لازم ہیں ایسے ہی اللہ کی صفات لازم ذاتی ہیں

باب الامر بالمعروف
(الفصل الاول) ٣٣٦/٥

اس باب کے پہلے باب الظلم گذرا لیکن اسکے اندر ماقبل ذکر ہو چکا ہے تو کوئی حدیث نہیں تھی اسلئے دوسرا باب شروع
کیا گیا ہے لفظ المعروف شریعت کے اندر ایک عام لفظ ہے کہ اسکے اندر تمام وہ امور داخل ہیں جنکا شریعت نے
حکم دیا ہے اب یہ کہ مصنف نے امر بالمعروف کا باب باندھا لیکن نہی عن المنکر کا باب منعقد نہیں کیا اسکی دو وجہ ہیں
(۱) جب آدمی امر بالمعروف کرتا ہے تو اسکے لئے نہی عن المنکر لازم ہے لہذا جب ملزوم ذکر کر دیا تو لازم خود بخود ہو گیا
(۲) یہ حسن باب الاکتفاء ہے ۔ جمہور اہل سنت کے نزدیک امر بالمعروف نہی عن المنکر واجب ہے اگرچہ روافض
نے اسکے وجوب کا انکار کر دیا لیکن انکا اختلاف اعتبار کے لائق نہیں ہے ۔ یہ فرض کفایہ ہے اور بعض اوقات کے
اندر فرض عین ہے اب یہ مسئلہ کہ کیا ہر ایک پر امر بالمعروف واجب ہے یا مطلق واجب ہے بعض کے نزدیک مطلق
واجب ہے اور یہ مسئلہ کے اندر پیش کرتے ہیں افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر ۔ ایک دوسری جماعت کے
نزدیک امر بالمعروف مقید ہے اس شرط کے ساتھ کہ امر کرنے والا نہی کرنے والے کو ضرر نہ پہنچے اسکی تعریف بھی ہے

صـ ۲۳۶

5137 عن ابی سعید الخدری کی اس حدیث کے اندر امر بالمعروف کے تین درجوں کا ذکر ہے جو حضور کے نزدیک ثابت ہیں اور ۲۳۶/۶

ہر ایک کے لیے ان تینوں کا اشارہ ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ ترتیب جو شخص کے لیے ہیں کہ ہاتھ سے روکے

الگ الگ ہے اول مرتبہ امراء کے لیے ثانی علماء کا ہے اور ثالث عوام الناس کو لوگوں کو ہے اسکی تاویل یہ

ہوگی کہ یہ تین فریضے الگ الگ ہیں ایک ایک کے ذمہ ہے ایک مرتبہ خاص ہے علامہ نے بیان فرمایا کہ

اگر امر بالمعروف کرنے والا اس شی کو جس کا امر کرتا ہے اس کے متعلق کچھ علم رکھتا ہے تو ہر شخص کے لیے آدمی

بننا جائز ہے اور اگر ان امور کے متعلق اسکو کچھ علم نہ ہو اور وہ امور دقیق ہوں تو ان کے لیے خواص کا

آدمی بالمعروف ہونا ضروری ہے ذلک اضعف الایمان ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اضعف ثمرۃ الایمان ۸

صـ ۲۳۶
عن النعمان بن بشیر اس حدیث کے اندر جو تشبیہ دی گئی ہے وہ حقیقی ہے کیونکہ حضور نے تشبیہ کے اندر دو

38 رشیاء ذکر کی ہیں ایک جو تشبیہ کے اندر ہونی چاہیے چاہیے جو تشبیہ کے اندر مداھن اور واقع فی الحدود ۱۳

صـ ۲۳۶
39 دونوں الگ الگ ہیں بلکہ ایک ہی حکم کے اندر ہے عن اسامۃ بن زید اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

امر بالمعروف کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ خود بھی پہلے اس معروف پر عمل کرے یہی ایک جماعت کی رائے ہے

لیکن محققین کے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ معروف پر خود عمل کرنا اور دوسرے کو اسکا امر کرنا دونوں

صـ ۲۳۶
41 الگ الگ فریضے ہیں الفصل الثانی عن العرس بن عمیرۃ اس کے متعلق امام غزالی فرماتے ہیں کہ ۱۹

یہ اتفاقاً وہاں چلا جانا مراد ہے اور اگر قصداً تماشہ دیکھنے کے طور پر چلا گیا تو وہ بھی اس کے اندر داخل

ہوگا کیونکہ یہ ممنوع اور منھی عنہ ہے حضور کا ارشاد ہے لا تقفن عند رجل یقتل ظلماً اگرچہ اس حدیث کو

صـ ۲۳۶
42 ضعیف قرار دیا گیا مگر شواہد موجود ہیں جن کی وجہ سے قوت آگئی ہے عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۲۲

اس حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم

سے سمجھ میں آتا تھا کہ آدمی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور خود گمراہی سے بچتا رہے بس یہ اسکے لیے

کافی ہے اسکو امر بالمعروف کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو حضور نے فرمایا کہ یہ آخر زمانہ پر محمول ہے کہ ایسا وقت

آئیگا کہ اس وقت اپنے ہی حفاظت ضروری ہوگی امر بالمعروف ضروری نہیں ہوگا ورنہ ہر وقت امر بالمعروف

کا ہے ۔ یا یہ آیت محمول ہے امر بالمعروف کرنے کے بعد یعنی تم نے جب دیکھ کر امر بالمعروف کر دیا تو

اگر وہ اس کے بعد عمل نہ کرے تو تم پر کوئی ضرر نہیں ہے کہ اسکو مجبور کرو بلکہ بس خود اپنی حفاظت کرو

تو فکر آیت سے جو امر بالمعروف ضروری نہیں ہونا مفہوم ہو رہا تھا اسکا محمل آخر زمانہ ہے یا امر بالمعروف کرنے کے بعد ہے

صـ ۲۳۷
45 عن ابی سعید ۔ والا عذر الی بن عمر المجاہد اس کا مقصود ایسے عذر کرنے کی مذمت کو بیان کرنا ہے (۲) قاضی ۲۳۷/۴

عیاض مالکی رحمۃ اللہ کا دوسرا مطلب یہ نقل فرمایا کہ معصیت کو ایسے عذر کرنے سے فوراً یا گیا ہے لیکن اول

مطلب راجح ہے کیونکہ اسکو ملا علی قاری نے صحیح قرار دیا ہے ۔ آگے حلیۃ عرصہ کا مطلب جو آپ نے بیان فرمایا کہ ولیتمکن

بالارض دیکھ مطلب یہ ہے کہ زمین میں بیٹھ جائے کیونکہ زمین کے اندر تو اطمینان ہے تو اسکا اثر کچھ آئیگا

(۳) دوسرا مطلب یہ کہ سجدہ کے اندر گر جائے امام غزالی نے اسکو بیان فرمایا اس حدیث کا مدار علی بن زید

صـ ۲۳۸
46 بن جدعان پر ہے اور وہ ضعیف ہے عن ابی البختری لن یھلک الناس حتی یعذروا الخ اسکا ایک مطلب ہے ۲۳۸/۳

کہ ان لوگوں کے گناہ زیادہ ہو جائیں (۲) باب افعال کا خاصہ سلب ماخذ ہے تو مطلب ہے کہ ہلاک نہ ہوگا کہ ان کا عذر سلب ہو جائے

کتاب الرقاق

(الفصل الاول)

٣٣٩/٩ حضرات محدثین کا دستور ہے کہ وہ ایسی احادیث کو جو قلب کے اندر رقت پیدا کرنے والی ہوتی ہیں کسی ایک مستقل باب
کے اندر ذکر فرماتے ہیں اور یہ مصنف نے اس کا نام کتاب الرقاق جمع ہے رقیقہ کی اور بعض نے رقیق کی کتاب الرقاق
٩ کتاب کو اس کو موسوم کرتے ہیں اور یہ صفت ہے موصوف محذوف کی ای احادیث الرقاق اور رقاق رقیق کے معنی
5155 میں ہے ای احادیث الرقیق۔ ص ۴۳۹ عن ابن عباس اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے اندر ایسے بہت کم ہوتے ہیں
کہ صحت اور غنی دونوں جمع ہو جاتی ہیں اگر آدمی غنی ہوتا ہے تو صحت اس کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ مریض وغیرہ رہتا ہے
اور اگر کوئی شخص تندرست ہوتا ہے تو عام طور سے غریب اور نادار ہوتا ہے لہذا اگر کسی کے اندر دونوں نعمتیں
جمع ہو جائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ ایسی صورت کے اندر مغبوط ہوگا یعنی اس قابل
ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر غبطہ کریں اور اگر وہ خدا کا شکرگزار نہ ہوا تو وہ مغبون اور خسارہ کے اندر ہوگا۔
ص ۴۳۹
56 عن جابر بجدی اسک میت اس کی تین تفسیر ہیں (۱) الذی مس اذناہ (۲) صغیر الاذنین (۳) مقطوع الاذنین ١٣
ص ۴۳۹
60 عن ابی ہریرۃ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ مومن عام طور سے دنیا کے اندر بلایا ١٥
اور مصیبت کے اندر مبتلا رہتا ہے بخلاف کافر کے کہ وہ راحت و آرام کے اندر رہتا ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ
مومن دنیا سے جلدی سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے جیسے قیدی جیل خانہ سے جلدی نکلنا چاہتا ہے بخلاف کافر
کے کہ وہ دنیا کے اندر رہنے کا اسباب اور سامان تیار کرتا رہتا ہے اب اس پر اشکال ہوا کہ بعض مسلمان
مالدار اور غنی ہوتے ہیں اور کافر نہایت غریب اور مصیبت کے اندر ہوتے ہیں تو یہ حدیث کے خلاف ہوگیا؟
اس کا جواب دیا کہ پہلی حدیث کا ایک اور تیسرا مطلب ہے اس کو اعتراض نہیں ہوگا وہ یہ کہ دنیا کا سامان
آخرت کی نعمتوں اور سامان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے قیدخانہ کا سامان غیر قیدخانہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے
ص ۴۳۹
61 وعنہ قال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے حریص کو عبد الدینار اور عبد الدرہم کہا ہے کیوں کہا ٢٠
کیونکہ جیسے عبد اپنے مولی کی مرضیات کی تحصیل اور اس کو راضی رکھنے کی حرص رکھتا ہے اور طلب رکھتا ہے
ایسے ہی وہ شخص دنیا کی طلب رکھتا ہے تعس اس کی تفسیر مختلف ہیں (۱) خیبت خسر ان شقاوت
ہلاکت عثر علی وجہہ منہ کے بل گرنا بعض لوگوں نے انتکس کو بھی تعس کا ہم معنی قرار دیا ہے اور بعض نے
فرق کیا کہ تعس کے معنی منہ کے بل گرنا اور انتکس کے معنی سر کے بل گرنا۔ قاضی عیاض [illegible] بعض [illegible] سے انتقش
نقل کیا بالشین المعجمہ اور یہ کہ حضور کی جانب سے دعا ہے [illegible] کے نزدیک صحیح انتکس ہے [illegible] طوبی کے بعد
طوبی حافظ زکی الدین منذری نے علماء سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف ہیں (۱) جنت کا نام ہے (۲) کسی درخت کا
نام ہے (۳) خوشی [illegible] ان کان فی الحراسۃ کان فی الحراسۃ پر شرط و جزا ایک [illegible]
اس کا جواب دیا جزا کے اندر ایک لفظ محذوف ہے ای کان فی ثواب الحراسۃ جواب [illegible] تعظیم بیان کرنا
ص ۴۴۰
61 [illegible] الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ اس حدیث کے اندر فرمایا کہ احسن الی جارک [illegible] مومن ہونا ٣٢٠/٢١
اس کی سمجھ میں [illegible] جواب [illegible] کامل مراد ہے جواب [illegible] مسلمان
ص ۴۴۰
73 مراد ہے عن جابر لا تعدل بالرعۃ [illegible] کا صیغہ [illegible] [illegible] ٢٧
اندر عبادت ثابت حاصل ہوگا ورع کی تعریف [illegible] ترک التسرع الی تناول اعراض الدنیا [illegible]

5173 ترتیب میں اول واجب ہے جو بے گناہ حرام سے بچا جائے یہ عوام و خواص کرتے ہیں دوسرا مندوب ہے کہ مشتبہات سے احتراز کیا جائے ۳۴۱/۲
74 یہ متوسطین کرتے ہیں اور سوم مباحات سے احتراز کیا جائے یہ خواص کرتے ہیں **عن عمرو بن میمون** عن رجل الخ
شیخ جیلی غنیۃ الطالبین کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رجل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن تتبع و تلاش کے ۷
76 کسی اور جگہ اس کی سند نہیں مل سکی **وعنہ قال** الا ذاکر اللہ الخ اس پر اشکال ہے کہ یہ استثناء کلام موجب کے
اندر واقع ہے اور جو ایسا استثناء منصوب ہوتا ہے لہٰذا اس کا رفع کی کیا وجہ ہے جواب یہ ہے کہ یہاں عبارت
محذوف ہے لا یجمع الا ذاکر اللہ اور یہ کلام منفی ہے لہٰذا مرفوع ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ نسخوں کے یہاں منصوب کے دو طریقے
ہیں ایک یہ کہ اسکے ساتھ الف علامت نصب لکھا جاتا ہے اور بعض جگہ یہ ہے کہ اس الف کو ترک کر دیتے ہیں لہٰذا
یہاں حقیقۃً وہ منصوب ہے لیکن الف کو ترک کر دیا ہے ابوداؤد کی یہی ابواب الجمعۃ کے اندر ایک حدیث حضرت جابر کی گزری
جس کے اندر جو مرفوعات منصوبات کی جگہ میں تھے اور دلیل اس کے منصوب ہونے کی ابو داؤد شریف کی روایت ہے و سوا القا...
78 منصوبا گزری ہیں اسی طرح دوسری احادیث تا آخر ایک ہے **عن ابن مسعود** لا تتخذوا الضیعۃ الخ ضیعۃ کے معنی پیشہ اور ۱۱
صناعت کے ہیں اور دوسرے معنی ہیں زمین کھیتی باغات وغیرہ مراد ہیں اس پر اشکال ہوا کہ حضور نے سامان وغیرہ رکھنے کی
نفی فرمادی حالانکہ تمدن کیلئے تھوڑا بہت سامان ضروری ہے اس کا جواب ہے کہ یہاں توغل کی نفی کی گئی ہے۔
82 **عن خباب** فی ہذا التراب الخ اس کے مصداق کے اندر اختلاف ہے (۱) بدن مراد ہے (۲) مکانات مراد ہیں یہی ۱۸
راجح ہیں کیونکہ ابن ماجہ کے اندر فی ہذا التراب کے بعد او قال فی البناء وارد ہوا ہے۔ ملا علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی
فرماتے ہیں کہ اس کا حاجت سے زیادہ جو بنا ہو وہ مراد ہے۔ حکیم ترمذی نوادر الاصول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے
مطلقاً بناء مراد ہے اول قول کی تائید اس کے بعد والی حدیث سے ہوتی ہے جس کے اندر قبہ صحابی پر آپ نے نکیر فرمائی ہے
26 **عن عثمان** جلف یہ مفرد اور جمع دونوں ہو سکتا ہے روٹی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اور ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ ۳۴۲/۲
92 روٹی بغیر سالن کے ہے برتن کو کہتے ہیں یہاں ظرف بول کر مظروف مراد ہے **عن المقدام** اس حدیث سے معلوم ۲۰
ہوا کہ کھانے پینے کے وقت آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے بطن کو تین حصوں پر منقسم کرے
(۱) ایک ثلث کے اندر کھانا دوسرے کے اندر پانی تیسرے کے اندر سانس لینے کیلئے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ قلت میں
ایک فرق ہے وہ کہتا ہے کہ اگر دو کو گر کھانا چاہئے اور پانی اپنی جگہ خود کر لے گا اور سانس لینے کی جگہ
نہیں ہے آسکے پانی آئے اب اس حدیث پر ایک اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پینے کی ایک مقدار خاص ہے اور
ایک حدیث ہے ایک سفر کے اندر کہ پانی کم ہو گیا تو حضور نے ایک برتن پانی میں منگا کر اپنی انگلیاں اس کے اندر ڈالیں حضرت
جابر فرماتے ہیں کہ ان انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا اور میں نے انتہا خوب پانی پیا تو دونوں کے اندر تعارض ہو گیا
اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر اعتدال کا حکم بیان کیا گیا ہے اور حضرت جابر کی روایت مادہ متبرک ہے
دوسرے یہ کہ اس حدیث سے تقلیل الطعام کی طرف اشارہ ہے اور ایک حدیث کے اندر ہے کہ تعشوا ولو بکف حشف
یعنی صبح شام کی ضرور کرو خواہ ادنیٰ کھجوروں کی مٹھی سے ہو تو اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ کھانا کھاؤ تو دونوں کے
عموم کے اندر تعارض ہے جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر تو قلت سے مراد ہے کہ بقدر کفاف کھاؤ اور دوسری حدیث
کے اندر اکثار اور زیادتی کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے جس کی بنا پر تعارض ثابت کر دیا جواب یہ ہے وہ حدیث موضوع ہے

5197 عن ابن مسعود اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن پانچ کا سوال ہوگا اور ص۵۲ میں ایک حدیث ہے ۲۴۳/۶
کہ ستر ہزار آدمی بغیر حساب و سوال کے جنت کے اندر جائیں گے اس کا جواب ابوالعباس قرطبی نے دیا کہ اس حدیث
کا عموم سے وہ حدیث خاص ہے اور ایسے ہی وہ لوگ جو بغیر حساب کے جنت کے اندر جائیں گے خارج ہیں

5202 **الفصل الثالث عن ابی امامة** اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک دو درہم کا چھوڑنا بھی سبب ۲۰
عذاب ہے حالانکہ شریعت کے اندر اتنی مقدار معفو ہے جواب دیا کہ یہ دونوں رجل اہل صفہ میں سے شمار ہوتے
تھے اور یہ لوگ فقراء کہلاتے تھے تو انہوں نے ایسا کیا کہ ظاہر فقر دکھلایا اور باطن کے اندر [illegible] چھپا رکھا
27 اسلئے آپ نے یہ وعید بیان کی **عن معاذ بن جبل** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] کے وقت اگر بڑا ۲۴۵/۲۶
نیچے اور چھوٹا اوپر ہو تو کوئی نقصان نہیں ہے اور حضور نے چہرہ اس لیے پھیر دیا کہ جزع فزع زیادہ نہ کریں [illegible]

باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۹

فقر فقدان سے ماخوذ ہے کہ کہتے ہیں کہ ہڈی کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اب ایک مسئلہ سمجھئے کہ فقر
افضل ہے یا غنی اس بات کے اندر اتفاق ہے کہ فقیر اگر صابر نہ ہو اور جزع فزع ہو تو وہ افضل نہیں اور اگر
غنی کے اندر شکر اور صبر نہ ہو تو وہ افضل نہیں ہے اب وہ غنی شاکر اور فقیر صابر [illegible] کون افضل ہے
ایک جماعت کی رائے ہے کہ فقیر صابر افضل ہے اور ان کے استدلال اس باب کی جملہ احادیث ہیں اور دوسری
جماعت کے نزدیک غنی شاکر افضل ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ جس کے اندر ہے کہ فقراء مہاجرین
نے آکر عرض کیا کہ حضور یہ مالدار لوگ ہم سے بڑھ جائیں گے اور ہم پیچھے رہ جائیں گے تو حضور نے ان کو تسبیح وغیرہ
کی تعلیم دی انہوں نے دوبارہ آکر عرض کیا کہ اس کی تعلیم تو ان اغنیاء نے سن لی اور وہ بھی اس پر عمل کرنے
لگے آپ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ایسے ہی ایک حدیث کے اندر کعب بن مالک سے آپ نے فرمایا
کہ امسک علیک بعض مالک اور اس قسم کی روایات متعددہ سے غنی کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ایک
روایت کے اندر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ مال و درہم اس وقت نفع دیگا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ
مالداری اور فقیری کا معیار علیحدہ قائم نہیں ہو سکتا بلکہ صحابہ کرام اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
سیرۃ مبارکہ کو دیکھیں گے کہ انہوں نے فقر کے اندر زندگی بسر کی یا غنی کے اندر ان حضرات نے فقر کے اندر بسر کی
لہذا فقر افضل ہے لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ سیر اور تاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ
اکثر صحابہ مالدار تھے۔ علامہ ابوالعباس قرطبی فرماتے ہیں کہ نہ غنی افضل ہے اور نہ فقر بلکہ کفاف افضل ہے
لیکن یہ قدر صحیح ہمارے بحث سے خارج ہے کیونکہ غنی اور فقر کے اندر بحث ہے اور یہ تیسرا درجہ ہے [illegible]
31 کے نزدیک فقیر صابر افضل ہے **الفصل الاول عن ابی ھریرۃ** لو اقسم علی اللہ لابرہ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ۱۰
یہ قسم کھاتا ہے کہ فلاں کام ہوگا تو اللہ توفیق دیتے ہیں (۲) قسم کھاتے ہوں گے کہ تم کو تمہارے جلال کی قسم کہ یہ کام [illegible]
35 (۳) حقیقۃ قسم مراد نہیں ہے بلکہ [illegible] **عن عبد اللہ بن عمرو** اس حدیث کے اندر اربعین خریفا ۱۸
اور دوسری حدیث کے اندر پانچ سو کا ذکر ہے لہذا یہ فقراء کے اختلاف پر مبنی ہے اب یہ کہ یہ اپنے عموم کی وجہ سے
ان انبیاء کو بھی شامل ہے کہ جو مالدار اور غنی تھے اس کا جواب ہے کہ وہ اس سے مستثنی ہیں۔ فقط واللہ اعلم

5239 عن انس۔ علمنا یہودی واخذ منہ شعیرا الخ۔ یہ یہودی بنو ظفر کا رہنے والا تھا ابو الشحم اس کا نام ہے اور ۲۴۷/۲
حضور نے تیس ۳۰ صاع اس سے شعیر لیا تھا کسی روایت کے اندر بیس ۲۰ ہے حافظ نے جمع کیا کہ بیس سے زیادہ اور
تیس ۳۰ سے کم تھا آگے فرماتے ہیں لقد سمعتہ یقول الخ علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت قتادہ کا مقولہ ہے
اور سمعتہ کا مرجع ان کے استاذ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں ان کی طرف سے حافظ فرماتے ہیں کہ یہ مقولہ حضرت
انس کا ہے اس ضمیر کا مرجع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں علامہ عینی نے حافظ کے قول کی تردید کرتے ہوئے علامہ
کرمانی کے قول کو راجح قرار دیا کیونکہ حضور سے ایسا مقولہ بعید ہے۔ لیکن یہ تردید صحیح نہیں ہے بلکہ جو بات حافظ
نے فرمائی وہ صحیح ہے اور دلیل اس کی مسند احمد کی روایت ہے جس کے اندر صراحۃً ہے کہ سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول مرارا والذی نفس محمد بیدہ ما اصبح عند آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاع بر الخ حافظ سندی
41 نے اسی مطلب کو راجح قرار دیا ہے عن ابی ھریرۃ رایت سبعین من اصحاب الصفۃ الخ صفہ اس چبوترہ ۹
کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی کے اندر بنا ہوا ہے اور جس پر وہ فقراء صحابہ کرام رہتے تھے جن کا کوئی مسکن و ملجا سوائے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں تھا ان کی تعداد کے اندر علماء نے مختلف قول نقل کئے ہیں اس کے اندر ستر سے
بعض لوگوں نے چار سو ۴۰۰ نقل کیا۔ بیر معونہ کے اندر ستر صحابہ قتل کر دیئے گئے تھے وہ اصحاب صفہ میں تھے اور ان
ستر کے علاوہ تھے جن کا ذکر اس حدیث کے اندر ہے۔ بعض نے کہا کہ چار سو تک ان کا عدد پہنچتا ہے
44 الفصل الثانی عن انس۔ علامہ ابن الجوزی اور علامہ قزوینی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے ۱۶
حافظ علاء الدین کیکلدی نے قزوینی پر رد کیا اور اس حدیث کو ثابت قرار دیا ہے ایسے ہی دوسرے علماء نے
جن میں علامہ جلال الدین سیوطی بھی ہیں علامہ ابن الجوزی کا تعاقب کیا اور کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے
جن لوگوں نے اس حدیث کا انکار کر دیا اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر فقر کا سوال
کیا گیا ہے حالانکہ ایک حدیث کے اندر ہے کہ کاد الفقر ان یکون کفرا لہذا حضور فقر کا سوال کیسے کر سکتے تھے
لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مسکنت سے مراد مسکنت قلبی جس کو تواضع کہتے ہیں وہ مراد ہے اب
ایک تنبیہ سن لیجئے وہ یہ کہ السنۃ پر عام طور سے یہ مشہور ہے کہ الفقر فخری حدیث ہے حالانکہ یہ حدیث کچھ نہیں
ابن تیمیہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ثابت لا یوجد فی کتب المسلمین حافظ وغیرہ نے بھی اس کو کذب قرار دیا
53 عن انس۔ اس حدیث کے اندر علماء کا بہت اختلاف ہے اور کوئی محل اس کا معلوم نہیں ہو سکا اس کے اندر ایک ۲۳۱/۷
واقعہ کا ذکر ہے اور اس کی مدۃ ثلثون یوم ولیلۃ بیان کی گئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے اس واقعہ کے
اندر ایسی تکلیف اور مشقت پہنچائی گئی کہ شاید کسی کو نہ پہنچائی گئی ہو اور حضور کے ساتھ بلال بھی تھے بعض
لوگوں نے کہا کہ اس ہجرۃ الی المدینہ کا واقعہ مراد ہے کیونکہ اس وقت اہل مکہ نے آپ کو تکالیف پہنچائیں لیکن
اس پر اشکال ہے کہ وہاں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ پورے سفر کے اندر کوئی ساتھ ہی نہ تھا
لہذا حضرت بلال کا ذکر کیسے ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ مکہ کے قیام کے زمانہ میں کبھی کبھی آپ طائف
کی طرف جاتے اور وہاں کے لوگ سردار عبد کلال سے اپنی حمایت طلب کی لیکن اس کمبخت خبیث نے
آپ کے پیچھے بچوں کو لگا دیا وہ آپ کو گالیاں دیتے اور پتھر پھینکتے وغیرہ خوب مارتے جس سے آپ کی ایڑیاں ...

5253 خون آلود ہوگئی اور آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ تھے جو آپ کی حفاظت کرتے تھے اس کے بعد آپ واپس آتے ہوئے
ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اگر حکم دیں تو میں دونوں
پہاڑوں کو ملا کر اس بستی کے لوگوں کو کچل دوں آپ نے منع فرمایا ارشاد ہوا ان کی اولاد میں کوئی اللہ کا نام لیوا
پیدا ہو جائے گا تو یہ مکمل واقعہ ہے بعض لوگوں نے یہ اڑا دیا اب اس پر اشکال ہے کہ اس کے اندر حضرت زید ساتھ تھے
حضرت بلال کہاں تھے اور حدیث کے اندر بلال کا ذکر ہے لہذا واقعہ سے تو مطابقت کہاں ہوا - اب اس کے اندر توجیہات
شروع ہو گئیں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس واقعہ کے اندر حضرت زید بن حارثہ ہوں اور حضرت بلال بھی
ہوں لیکن ایک کے ذکر پر اکتفا کر لیا ہو۔ بعض لوگوں نے دوسرے احتمالات میں ایک یہ بیان کیا کہ اس حدیث کے
اندر تصحیف ہوگئی ہے بلال کو عیال کی جگہ لکھ دیا اور اصل عیال کا ذکر ہے اور مکہ کے اندر ہی کوئی واقعہ پیش آیا
ہوگا لیکن اس حدیث کے اندر اختلاف کثیر ہے کیا مراد ہے تین تین راتوں میں اس کی تیس ہی دن رات ہیں یا تین دن
چنانچہ ایک روایت کے اندر تین دن ہے اور جو تیس دن کہتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اس کا پورا ماہ مراد نہیں
54 بلکہ نصف ماہ مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ پورا ماہ مراد ہے عن ابی طلحۃ: فرفعنا عن بطوننا عن حجر حجر ۳۴۸/۱۱
اس پر اشکال ہے کہ قاعدہ نحویہ ہے کہ ایک جنس کے دو حروف جار ایک فعل کے متعلق نہیں ہو سکتے لہذا اس عبارت کی
اصل کیا ہے؟ اس کا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ یہاں رفعنا کے اندر تضمین ہو کر کشفنا کے معنی میں ہے اور عن بطوننا کا
متعلق ہے اور عن حجر کا متعلق کشفنا کا مصدر کشفا ہے ای کشفنا عن بطوننا کشفا عن حجر حجر۔ اس سے
معلوم ہوا کہ بھوک کے وقت یہ لوگ پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے اس قسم کی جملہ احادیث کا ابن حبان نے انکار
کر دیا اور استدلال کرتے ہیں صحیح بخاری و مسلم کی روایت سے انی اطعم ویسقینی الخ لہذا جب آپ کو آپ کے
رب کھلاتے پلاتے رہتے ہیں تو بھوک کی وجہ سے شدہ حجر کا کیا مطلب ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ آپ کا اور
بھی تو صحیحین کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ شدت جوع کی وجہ سے نکلے
اور آپ حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے اور جلد واقعہ بن گیا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو بھی
بھوک لگتی ہے۔ ابن حبان نے اپنے مذہب کی بنا پر حدیث کی توجیہ یہ کی کہ یہ حجر بالراء المہملہ نہیں ہے
بلکہ بالزاء المعجمہ ہے حجز کہتے ہیں کمر کو لہذا حدیث کا مطلب ہے کہ آپ کمر پر پٹکہ باندھتے تھے لیکن یہ سب
توجیہات غلط اور بے دلیل ہیں اب یہ کہ پتھر بھوک کے اندر کیوں لگایا جاتا ہے اس کی علماء نے چند وجوہ بیان کی
(۱) خلو شکم کی وجہ سے کمر کی ہڈی جھک جاتی ہے سیدھا رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں (۲) معدہ کے اندر خالی رہنے کی
وجہ سے حرارہ پیدا ہو جاتی ہے اور پتھر کے اندر ایک قسم کی برودت ہوتی ہے تو اس سے اس کی حرارت ختم ہو جاتی ہے
57 (۳) عرب کے اندر ایک خاص پتھر ہوتا تھا جو بھوک کے روکنے میں دخیل ہوتا تھا

الفصل الثالث

عن ابی عبدالرحمن ان کا نام عبداللہ بن یزید ہے اور سلیمان سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۱۹

64 عن انس حبب الی الطیب والنساء الخ بعض علماء نے یہ اسلوب نقل کیا کہ ۳۴۹/۹
حبب الی من دنیاکم ثلاث الخ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ میں اس لفظ ثلاث کی زیادتی پر کسی جگہ واقف
نہ ہو سکا سوائے احیاء العلوم کے کہ اس کے اندر دو جگہ حضرت امام غزالی نے اس زیادتی کو روایت کیا ہے

534 ١٣

اور علامہ زمخشری نے ایک جگہ کشاف میں اسکو روایت کیا ہے۔ عبد ضعیف کہتا ہے کہ امام غزالی نے دو جگہ نہیں بلکہ
تین جگہ اس روایت کو نقل کیا ہے ایسے ہی زمخشری کے علاوہ امام راغب۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی نے
بھی اس روایت کو مع ثلث کی زیادتی کے نقل کیا ہے۔ اب یہ کہ روایتی حیثیت سے بھی یہ ثابت ہے
یا نہیں عام جمہور محدثین کے نزدیک یہ زیادتی ثابت نہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اس صورت کے اندر
ثلث میں چونکہ نماز داخل ہے لہذا لازم آئیگا کہ نماز بھی دنیا میں سے ہو جیسے عورتیں اور خوشبو۔ لیکن
اگر اس زیادتی کو ثابت مان لیا جائے تو پھر علماء نے اسکے اندر مختلف توجیہات کی ہیں (۱) من دنیاکم
میں لفظ من فی کے معنی میں ہے یعنی [struck through] تو مطلب ہے کہ دنیا میں مجھے تین چیزیں
محبوب ہیں (۲) من کو اصلی معنی کے اندر رکھا جائے اور نماز اس صورت کے اندر دنیا میں سے ہوگی اس اعتبار
سے کہ وہ دنیا کے اندر واقع ہوتی ہے (۳) یہاں پر ثلاث میں سے دو افراد کا ذکر ہے ایک النساء اور ایک
طیب اور تیسرا امر محذوف ہے نماز ان میں سے نہیں ہے چنانچہ نماز کے متعلق حضور نے عنوان بدل دیا
اور فرمایا وجعلت قرة عینی الخ اس سے معلوم ہوا کہ یہ الگ ہے اب یہ کہ وہ امر ثالث کیا ہے اسکے اندر
علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ طعام ہے جیسا کہ اسکے لیے حضرت عائشہ کی حدیث کا اشارہ گزرا اور
دوسرا قول یہ کہ وہ خیل ہے جیسا کہ نسائی کی ایک روایت کے اندر ہے لیکن صحیح یہی ہے یہ زیادتی ثابت
ہی نہیں ہے کہ محتاج توجیہ ہو۔ اب یہ کہ حضور کو نساء کیوں پسند تھیں اسکی علماء نے چند وجوہات بیان کی ہیں
چند وجوہات مندرجہ ذیل ہیں (۱) ان عورتوں کی فروج کی تحصین رہے (۲) تاکہ ان عورتوں کی اولاد اسکی
کیونکہ اکثر ان میں بیوہ تھیں (۳) قبائل عرب سے ایک رشتہ قائم رہے (۴) تعداد زیادہ ہوں
(۵) اخلاق طیبہ لوگوں کی طرف منتقل ہوں (۶) [illegible] میں سے ہے کہ مرسلین کی اتباع آپ کو حکم ہے فبهداهم
اقتده (۷) امت کے اندر اضافہ ہو (۸) ان عورتوں کے ذریعے دوسروں تک تعلیمات پہنچیں اور خوشبو
سے محبت بھی دس بارہ وجوہ سے ہے (۱) خود آپ ذاتی طور پر طیب تھے اور خوشبو بھی طیب ہے (۲) اس سے دماغ
کے اندر قوت ملتی ہے (۳) فرشتے آپکے پاس آتے تھے اور ان کو بھی خوشبو پسند ہے (۴) شیطان اسکی وجہ
سے بھاگتا ہے۔ و آگے آپنے فرمایا وجعلت قرة عینی الخ قرة یا قر بمعنی سکون سے ماخوذ ہے یا قر بمعنی برودت
سے ماخوذ ہے فی الصلوة اسکے مصداق کے اندر اختلاف ہے ابو بکر فورک فرماتے ہیں کہ اسکا حقیقی مصداق بھی
مراد ہے یعنی ہم درخواست کرتے ہیں اللہ تعالی سے کہ وہ اپنے محبوب پر اسکی شایان شان رحمت نازل فرمائے
اب جو رحمت اللہ تعالی اپنے خاص حبیب پر نازل فرمائینگے وہ یقیناً اس قابل ہوگی کہ اس سے آنکھوں اور دلوں کو ٹھنڈک
حاصل ہو اور بعض لوگوں نے اسکے صلوٰة معروفہ مراد لی ہے یعنی آپکو اس سے ایسا سرور ملتا کہ پھر آپ دنیا سے کوئی تعلق [illegible]

باب الامل والحرص (الفصل الاول)

٣٣٩ / ٢٠ / ٣٥٠ / ۵

74 حدیث ۵ عن ابن عمر ببعض جسدی ایک روایت کے اندر منکبی وارد ہوا اسکے معنی ہیں کہ ابن عمر کے بعض جسم سے منکب مراد ہے
اور کانک غریب او عابر سبیل کے اندر او شک کیلئے نہیں ہے بلکہ تنویع اور ترقی کیلئے ہے بل کے معنی میں ہے یعنی اول
دنیا کے اندر ایسے رہنا چاہیے کہ گویا کہ وہ یہاں مسافر کی طرح دوسری جگہ چلا جائیگا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ سمجھے

5273 چاہیے کہ مسافر تو ایک دو دن قیام کا ارادہ بھی کرتا ہے مگر یہاں تو راستہ طے کرنے والے کے مانند ہونے کی حیثیت سے فرمایا کہ
رواہ البخاری یہ صحیح بخاری کی روایت ہے امام احمد کی مسند، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی نے اسے اور دوسرے الفاظ ترمذی نے بھی
76 الفصل الثانی عن ابن عباس (صـ ۲۵۰ س) کان یحب الفال … یعنی نیک فال … آپ پسند فرماتے تھے اور بدشگونی … ۲۵۰/۹
ہے بیہقی علامہ اشرف نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ آپ بات … استعمال کرتے تھے ملا علی قاری نے اس کی توجیہ کو غلط قرار دیا ہے
چنانچہ ایک روایت کے اندر آتا ہے … ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم … اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند کے اندر اس
79 کو نقل کیا ہے لیکن اس حدیث کے اندر ایک راوی حسین بن قیس نامی ضعیف ہے عن ابی هريرة (صـ ۲۵۰ ۱۵) اس حدیث کا مطلب ۱۵
کہ ظاہر طور سے میری امت کے لوگوں کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان رہے گی۔ بعض لوگوں نے اس کا مطلب بیان کیا کہ
تھا عمر اور … ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے عجیب … خلفاء الرسول کی عمر تھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے

باب استحباب المال والعمر للطاعة

(۱) الفصل الاول ۲۵۰/۲۲

عن سعد (صـ ۲۵۰ ۲۲) اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ غنی افضل ہے فقیر سے اور کہتے ہیں کہ اس حدیث
کے اندر غنی سے یا تو مال کا غنی مراد ہے یا قلب کا اول صورت کے اندر تو استدلال ظاہر ہے اور ثانی صورت کے اندر … عموم
86 کی وجہ سے غنی مال کو بھی شامل ہوگا الفصل الثانی عن عبید بن خالد (صـ ۲۵۱) آخی بین رجلین یہ دونوں آدمی قبیلہ ۲۵۱/۱
قریش کے اندر ایک بطن ہے جس کا نام بہز ہے اسی طرف منسوب ہے اس روایت کے اندر ایک ہفتہ کا ذکر ہے بعض کے
اندر چالیس دن … اور مسند احمد کے اندر ایک سال کا ذکر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی اگر شہید ہو جائے
اور دوسرا اس کے بعد اعمال کرتا رہے تو اس کا درجہ بڑھ جائیگا حالانکہ شہید کی فضیلت اتنی بیان کی گئی ہے کہ جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بڑا عظیم درجہ ہے ایک روایت کے اندر ہے کہ جہاد ایک ساعت کا روزوں … قیام سے افضل ہے ایک
روایت کے اندر ہے کہ اسلام اور ہجرت سے بھی افضل ہے۔ اب اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ایک مسئلہ معلوم ہوگیا ہے کہ شہید سے بعض مرتبہ غیر شہید کا درجہ بڑھ جاتا ہے اس میں کوئی اشکال
نہیں لیکن یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہوگا کہ نیت پر مدار ہے کہ اخلاص ایک کے اندر ہوگا اور دوسرے کے اندر نہیں
تیسرا جواب امام طحاوی نے دیا کہ دونوں ساتھ آئے مسلمان ہوئے ساتھ رہے علم حاصل کیا اور پھر دونوں ایک
ساتھ جہاد کے اندر چلے گئے وہاں جا کر ایک شہید ہوگیا تو اس کا … درجہ … اس کا درجہ بڑھ گیا لیکن یہ دوسرا
بھی شہادت کی خواہش رکھتا تھا اور پھر … اس نے … اور اعمال کئے اس حدیث کے اندر … نیۃ المومن خیر من عملہ
81 بنیۃ شہادت اور پھر اعمال کی وجہ سے اس کا درجہ بڑھا فرمایا گیا عن ابی کبشة (صـ ۲۵۱ ۵) فہذا ۵
باخبث المنازل اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی نیت کرے تو … ہوگا حالانکہ باب الوسوسہ کے اندر حدیث
گزر چکی ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل او تتکلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مواخذہ نہیں ہے
دونوں کے اندر تعارض ہوگیا … علامہ ابن الملک جواب دیتے ہیں کہ ایک عمل نفسانی اور ایک عمل
قولی … ہے … جو قول … پر مواخذہ ہے … لیکن یہ جواب
صحیح نہیں ہے … جواب یہ ہے کہ باب الوسوسہ کی حدیث میں ما وسوست سے مراد وہ وسوسہ ہے جو …
میں ہے اور اس حدیث کے اندر عزم کے درجہ میں ہے اور عزم … معصیت پر اکثر … کے نزدیک گرفت ہے

5287 رہ گیا امام شافعی کا مذہب گو زیادہ نہیں ہے اور بہتر ہے اور امام شافعی کا اختلاف ان اعمال کے اندر
ہے جن کا تعلق اعضاء سے ہے بہر حال وہ اعمال اور اعتقادات جن کا تعلق قلب سے ہے وہ ان میں برابر ہیں اور امام ابن بریہ
5291 الفصل الثالث عن سفیان صفحہ ۲۵۱ الحلال لا یحتمل السرف الخ اس کا ایک مطلب ملا علی قاری نے یہ بیان کیا کہ حلال مال ضرورت سے زیادہ ۲۵۱/۲۰
ہوتا ہی نہیں کہ جس کے اندر اسراف کیا جائے دوسرا مطلب یہ ہے کہ حلال مال کو اسراف کے اندر خرچ نہ کرنا چاہئے ملا علی قاری نے
ان دونوں مطلبوں کو رد کیا اور کہا کہ یہاں تیسرا مطلب مراد ہے وہ یہ کہ حلال مال کے اندر فطرۃً یہ ہے کہ وہ اسراف
5292 کے اندر خرچ نہیں ہوتا۔ عن ابن عباس صفحہ ۲۵۱ سطر ۲۳ آیت کریمہ اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر الخ کے اندر نعمرکم میں عمر کی مقدار ۲۳
حدیث کے اندر ساٹھ سال بیان کی گئی ہے لیکن اس کے اندر علماء کے چند قول ہیں (۱) امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ
اس سے سترہ سال مراد ہے (۲) قتادہ فرماتے ہیں کہ اٹھارہ سال مراد ہے (۳) وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ
بیس سال مراد ہے (۴) مسروق فرماتے ہیں کہ چالیس سال مراد ہے (۵) ابن عباس کی ایک روایت ہے کہ چھیالیس
سال مراد ہیں (۶) دوسری روایت ساٹھ سال کی ہے (۷) ایک روایت کے اندر ساٹھ اور ستر کے درمیان تردد کیا
بیان کیا گیا ہے (۸) ایک روایت کے اندر ساٹھ اور ستر کے درمیان کی مدۃ کا ذکر ہے ان میں صحیح ساٹھ والی روایت ہے
یہی اکثر احادیث کے اندر وارد ہے حافظ ابن کثیر۔ حافظ قسطلانی وغیرہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے آیت کے
آخر میں ہے وجاءکم النذیر اس نذیر کے مصداق میں بھی کئی قول ہیں (۱) بڑھاپا مراد ہے (۲) حضرت عکرمہ اور
زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں (۳) موت مراد ہے (۴) قرآن کریم مراد ہے ۲۵۲/۷

باب التوکل والصبر

(الفصل الاول)

علامہ ابن الملک توکل کی تعریف کرتے ہیں کہ یقین کیا جائے اس بات کا کہ اس کو کوئی نفع نہیں پہنچے گا مگر جو اس کے
مقدر میں لکھ دیا گیا۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ اپنی قوت سے الگ ہو جائے اور خدا پر اعتماد کرے اس کے
علاوہ مختلف تعبیرات ہیں اور ایک کا مرجع دوسرے کی طرف ہے صبر کے معنی حبس کے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں اول
صبر علی الطاعۃ دوم صبر عن المعصیۃ سوم صبر علی المصیبۃ۔ اول کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جس کا حکم دیا ہے
اسی پر نفس کو چلائے اور دوسری قسم کا مطلب ہے کہ اگر معصیت کی طرف طبیعت چلے تو انکار کر دے اور اس کی طرف
نہ چلے اور تیسرے کا مطلب ہے کہ اگر کوئی مصیبت آئے تو پھر اگر شریعت کے تقاضے کے خلاف عمل اور کلام نہ کرے
96 وعنہ صفحہ ۲۵۳ رہط کا اطلاق دس اور اس سے زیادہ پر آتا ہے دسع ھولاء سبعون الفا اس کے اندر دو احتمال ۹
احتمال ہیں یہ ان ہی میں سے ہوں یا یہ ان جماعات کثیرہ کے علاوہ میں سے ہوں عکاشہ بتخفیف الکاف و تشدیدہ
دونوں طرح ہے آگے آپ نے فرمایا کہ سبقک بھا عکاشۃ آپ نے دوسرے شخص کے لئے کیوں دعا نہیں فرمائی اسکی
چند وجہ ہیں (۱) اس خوف سے نہیں کی کہ اگر ان کے لئے کر دیتے تو یہ سلسلہ ان ہی کے لئے چلتا (۲) وہ اہلیت
نہیں رکھتے تھے اور یہ بطور حسن ادب کے نہیں فرمایا کہ ان کی دل شکنی ہوتی (۳) وہ رجل منافق تھا اس لئے آپ نے
ان کے لئے دعا نہیں کی لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ سوال کرنے والے حضرت سعد بن عبادہ ہیں لہذا منافق
98 کہنا صحیح نہیں ہے (۴) آپ کو وحی کے ذریعہ منع کر دیا گیا ہو۔ عن ابی ھریرۃ صفحہ ۲۵۲ سطر ۱۹ فان لو تفتح عمل الشیطان ۱۸
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ لو کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ وہ عمل شیطان ہے حالانکہ اس کی بعض

احادیث کے اندر حضور نے لفظ تو کو استعمال فرمایا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر اسکے مدخول کو یقینی تسلیم ۲۵۲ / ۱۱

کیا جائے تو منفی ہلنہ ہے اور اگر تحسیر ہی کی وجہ سے کیا جائے تو جائز ہے کیونکہ یقین کی صورت میں

5300 تقدیر کیساتھ تعارض لازم آئیگا الفصل الثانی عن ابن مسعود ص۲۵۲ / ۲۳ واجملوا فی الطلب الخ اسکا ایک مطلب ۲۳

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول کے اندر بیان فرمایا کہ طلب کرتے وقت خیر کی نیت کرے صرف خیر اشت ۔ ذکوۃ وغیرہ

ابن امیر حاج حلبی التقریر والتحبیر کے اندر اسکا ایک مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ مال کی طلب کیلئے

اسباب مشروعہ کو اختیار کرے اور دوسرا مطلب یہ بیان کیا کہ طلب کے اندر حرص اور مبالغہ نہ کرے

الفصل الثالث عن جابر ص۲۵۳ / ۱۱ اس حدیث کے اندر جس غزوہ کا ذکر ہے یہ غزوہ ذات الرقاع ہے اور جس ۲۵۳ / ۱۱

رجل نے آپ کی تلوار اٹھائی تھی اسکے نام کے اندر چند قول ہیں (۱) غورث بن الحارث (۲) غویرث (۳) اور

بعض نے غورث بالعین المہملہ بیان کیا اور بعض روایت کے اندر دعثور ہے

باب الریاء والسمعۃ

(الفصل الاول) ۲۵۴ / ۱۰

14 عن ابی ھریرۃ ص۲۵۴ / ۱ امام ابوبکر بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ جو آجکل السنہ پر مشہور ہے کہ ان اللہ لا ینظر ۱۰

الی صورکم والی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم یہ حدیث بے اصل اور غیر ثابت ہے عن جندب ص۲۵۴ / ۲۳ اس نام

کے نیچے بین السطور میں ان کا نام ابوذر غفاری لکھ دیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں جندب سے مراد جندب بن عبداللہ البجلی

مراد ہیں اور ابوذر غفاری کا نام جندب بن جنادہ یا برید بن جنادہ ہے من سمّع سمّع اللہ تسمیع بمعنی تشہیر اور تسمیع کے

ہیں اور یہاں اسکے معنی کے اندر چند قول ہیں (۱) اگر کوئی شخص اپنے فضائل بیان کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کو

اسکے معایب پر بھی مطلع کر دیتا ہے (۲) ایک آدمی کہتا ہے میں نے فلاں فلاں کام کئے ہیں اور اپنی بڑائی جتلانے

لگے اور حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو حقیقت حال پر مطلع کرائیگا (۳) ایسی شخص کو قیامت

کے اندر اللہ اسکو رسوا کریگا (۴) ایسے شخص کو اسکی بڑائی چاہنے کا بدلہ دنیا ہی کے اندر مل جائیگا

22 اور وہ یہ کہ لوگ اسکو بڑا کہنے لگیں گے اور آخرت میں اسکو کوئی ثواب نہیں ملیگا الفصل الثانی عن ابی ھریرۃ ص۲۵۴ / ۲۳ ۲۳

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے اچھے اعمال کو کوئی دیکھے تو یہ آدمی اسپر خوش ہو سکتا ہے جائز ہے لیکن یعنی

اعتبار سے ریاء اور سمعۃ کے اندر داخل ہے اسکا جواب یہ دیا کہ اسکو خوشی اس وجہ سے ہوئی کہ لوگ اسکے

حال حسن پر مطلع ہوئے اور اعمال اور برے حال پر کوئی مطلع نہیں ہوا شیخ عبدالقادر جیلانی حکیم ترمذی نے اسکا

جواب یہ دیا کہ وہ خوشی اس وجہ سے ہوئی کہ لوگ اسکے حال حسن کو دیکھکر خود بھی نیک کام کریں گے۔

23 الفصل الثالث وعنہ ص۲۵۵ / ۲۵ اس حدیث کے اندر شہوۃ خفیہ سے مراد کیا ہے اسکے اندر کئی قول ہیں۔ ۲۵۵ / ۲۵

(۱) عورتوں کی شہوۃ مراد ہے (۲) مطلق معصیت مراد ہے (۳) ایک کسی عورت پر نظر پڑی اور پھر جب نظر کو

ہٹالی تو اسکے بعد دل کے اندر اسکو یاد کرتا رہے گی (۴) ذوات المحارم پر نظر کرنا مراد ہے واللہ اعلم

باب البکاء والخوف

(الفصل الاول) ۲۵۶

39 عن ابی ھریرۃ ص۲۵۶ / ۱۲ لو تعلمون ما اعلم الخ اس ما اعلم سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات انتقام صفات غضب اور عقاب ۱۳

40 وغیرہ مراد ہیں عن ام العلاء ص۲۵۶ / ۱۵ لا ادری وانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یفعل بی ولا بکم الخ اسکے معنی اور مطلب

5340 اور کمال کے ساتھ اعتراف ہے (۱) علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ ایک عورت نے حضرت عثمان

سے کہا کہ تم جنتی ہو اور تم کو مبارک ہو۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ تو دوسری حدیث ہے اس کا استدلال کا

دفعیہ نہیں ہو سکتا اور اشکال یہ ہے کہ قرآن کے اندر ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک الخ اس سے معلوم ہوا کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آخرت کے اندر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں ہے تمام اگلے پچھلے گناہ

دنیا کے اندر ہی معاف کر دیئے گئے ہیں اور یہاں آپ نے فرمایا کہ لا ادری ما یفعل بی لہذا علامہ طیبی کا جواب صحیح ہے

دوسرا جواب علامہ برماوی علامہ زرکشی علامہ کرمانی نے دیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ یہی آیت

مذکورہ ہے علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ نسخ ثابت نہیں ہے کیونکہ ناسخ مؤخر اور منسوخ مقدم ہے اور یہاں معلوم نہیں کہ

کونسی مقدم مؤخر ہے اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ حدیث تو باب الاخبار سے ہے اور نسخ اخبار کے اندر

داخل نہیں ہوتا۔ عبد ضعیف کہتا ہے کہ یہاں کچھ توضیح اور تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ یہ حدیث آیت کریمہ

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کے تحت آپ نے بیان فرمائی تھی اور اس کے بعد آیت کریمہ

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر نازل ہوئی اور یہ قطعی و یقینی بات ہے کہ یہ آیت کریمہ اول آیت کے بعد نازل

ہوئی ہے لہذا اس کو ناسخ ہی کہنا واجب ہوگا۔ اب یہ کہنا کہ اخبار کے اندر نسخ داخل نہیں ہوتا اس کو

علامہ سندی فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ نیز آیت کریمہ کے اندر حکم بھی مذکور ہے وہ یہ کہ ہم کو خبر کر

دے رہے ہیں پھر دوسری آیت کے اندر خبر دینا حکم ہے لہذا اس حکم کے اندر نسخ ہو سکتا ہے نیز جواب علامہ

نے یہ دیا کہ لا ادری ما یفعل بی کا مطلب ہے کہ میں علی التفصیل نہیں جانتا یعنی دنیا کے احوال کی تفصیل مجھ کو نہیں

ص ۴۵۷

47 جانتا کہ میں کل کیا کروں گا کیا کھاؤں گا مطلب میں علم غیب نہیں جانتا **الفصل الثانی عن ابی ذر** ۔۔۔ اطت السماء ۳۵۷/۵

اطیط کے معنی آواز کے ہیں جیسا کہ پالان چلتے وقت چرچر کرتا ہے اسی طرح آسمان کے اندر اطیط یا تو ملائکہ کے

ازدحام کی وجہ سے یا انہ بعد العرش کے خوف کی بناء پر ہوتا ہے اس کو حدیث کے اندر فرمایا کہ یا لیتنی کنت

شجرۃ اس کے موقوف اور مرفوع ہونے کے اندر علماء کے دو قول ہیں۔ قاضی عیاض مالکی کتاب الشفاء کے اندر

تحریر فرماتے ہیں کہ یہ موقوفاً صحیح ہے اگر مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ حضور تو مامون اور مغفور تھے

ص ۴۵۷

50 اس کی تمنا کی کیا ضرورت تھی **عن عائشۃ** ۔۔۔ حضرت عائشہ نے اس آیت کے متعلق سوال اس لئے ۱۴

کیا کہ حضرت عائشہ کی قراءۃ والذین یاتون ما اتوا ۔۔۔ علامہ ... کا ترجمہ ہے کہ وہ لوگ جو کچھ بھی کرتے رہے ہیں

ص ۴۵۷

52 اسلئے سوال فرمایا **عن ابی سعید** ۔۔۔ حتی تختلف اضلاعہ یا تو اپنی حقیقت پر محمول ہے یا شدۃ عذاب ۱۹

ص ۴۵۸

53 کنایہ ہے **عن ابی جحیفۃ** ۔۔۔ قد شبت ابن مردویہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس کے اندر ہے قد شبت قبل المشیب ۳۵۸/۳

اس حدیث پر اعتراض ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بوڑھے ہو گئے تھے اور ترمذی کی ایک روایت کے اندر ہے

کہ آپ کی داڑھی کے چودہ بال سفید ہوئے تھے ایسے ہی ایک اور روایت کے اندر ہے کہ بیس بال بھی سفید نہ تھے

دونوں کے اندر تعارض ہو گیا۔ ملا علی قاری نے جواب دیا کہ اس حدیث کے اندر قد شبت کا مطلب یہ ہے کہ

آپ بوڑھے ہو چلے یعنی ابتداء اور آغاز بڑھاپے کا ہو گیا ہے۔ علامہ بغوی نے شرح السنۃ کے اندر نقل

کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور اس نے سوال کیا کہ سورۂ ہود کی کس چیز نے آپ کو بوڑھا

5353 کر دیا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر مجھ کو حکم دیا گیا ہے فاستقم کا اور اس کے اندر اتنی طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
امر کے مطابق استقامت اختیار کریں۔ دوسرے علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سورۂ ہود وغیرہ کے اندر چونکہ
آخرت کے احوال اور ہولناک مناظر کا تذکرہ ہے اس لئے آپ پر بڑھاپا آگیا۔ واخواتھا اس کی تفسیر دوسری حدیث
کے اندر اس کے بعد ابن عباس والی میں موجود ہے کہ سورۂ واقعہ۔ مرسلات۔ عم یتساءلون۔ اذا الشمس کورت ہیں
طیبی نے اندر الحاقۃ کی بھی زیادتی ہے اس کے علاوہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ الھٰکم التکاثر۔ القارعۃ

ص ۲۵۸

55 سأل سائل۔ اقتربت الساعۃ وغیرہ ان کے اندر داخل ہیں۔ **الفصل الثالث** عن النبی ؐ۔ ہی ادق فی اعینکم ۲۵۸/۶
ادق کے معنی یا تو الطف کے ہیں یعنی یا چاہئے تم کو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں اور بعض کے نزدیک اہون کے معنی میں ہے
یعنی تم لوگ ان اعمال کو کچھ اہم نہیں سمجھتے اور کوئی حیثیت نہیں تمہارے نزدیک حالانکہ یہ ہلاک کر دینے والے ہیں اور اس
مطلب کی تائید اس کے بعد والی حدیث سے ہوتی ہے جس کے اندر ہے ایاک و محقرات الذنوب۔ اور یہ تنبیہ اس لئے
کی گئی ہے کہ عامۃً لوگ بڑے گناہوں کو تو ڈرتے ہیں اور بچتے ہیں لیکن چھوٹے گناہ کی پرواہ نہیں کرتا نیز جیسا کہ

ص ۲۵۸

59 حدیث کے اندر چھوٹے گناہوں پر تنبیہ کر دی گئی تو بڑے گناہوں سے بطریق اولیٰ بچنا معلوم ہو گیا۔ عن ابی ھریرۃ ۱۶
اس کے اندر آپ نے قصد فی الفقر والغنی کا حکم دیا اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ توسط رکھو یعنی کفاف کو اختیار کرے
اور دوسرا مطلب ہے کہ اگر کوئی غنی ہے تو اس کو اپنے اوپر اکثر نادار فقر نہ کرنی چاہئے اور اگر فقیر ہے تو لوگوں کے
سامنے تذلل اور تنزجر اختیار نہ کرنا چاہئے اب یہ کہ آپ نے اجمال کے اندر فرمایا کہ امرنی بتسع اور جب ان کی
تفصیل بیان کی تو ایک امر زیر بیان کیا اجمال اور تفصیل کے اندر تطابق نہیں ہے جواب ۱ یہ کہ امر بالمعروف امر زائد
ہے جیسا کہ عام طور سے بعد میں ہو جاتا ہے مزید کسی امر کو ذکر فرمایا ہیں جواب ۲ حضور نے پہلے دو ایک امر کو مستقل بیان
فرمایا اور اس کے بعد ایک امر جامع کو بیان فرمایا کیونکہ معروف شریعت کے اندر وہ امر جامع ہے جو جملہ امور خیر کو شامل ہے ۲۵۸/۲۲

باب تغیر الناس (الفصل الاول)

ص ۲۵۸

60 عن ابن عمرؓ — علامہ تورپشتی نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا کہ لوگ سارے کے سارے استعداد کے ۲۳
ہونے کے اندر برابر ہیں ایک بھی قابل نہیں جیسے کوئی سو اونٹ ہوں اور ان میں ایک بھی سواری کے لائق نہ ہو۔
دوسرا مطلب اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کی وجہ سے تمام لوگ برابر ہیں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ ایسا آخر زمانے کے اندر ہوگا اور بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر زمانے کے اندر ایسا ہی ہوتا ہے
کیونکہ جہلاء اور عوام۔ علماء سے بہت زیادہ ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

72 ## باب الانذار والتحذیر (الفصل الاول) ۲۵۹/۲۶

ص ۲۶۰

عن ابن عباسؓ — فقال ابو لھب تبًّا اس کو ابو لہب کیوں کہتے ہیں بعض نے کہا کہ اس کا لڑکا لہب تھا اور بعض نے کہا
کہ اس کے وجنتین (گال) نہایت سرخ تھے اس لئے کہتے تھے اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ کفار کو ان کی کنیت
کہنا تو خطاب جائز ہے لیکن جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس حدیث کا جواب ۱ یہ ہے کہ وہ کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور تھا
جواب ۲ اس کا نام اصلی عبد العزیٰ تھا اور یہ شرکیہ قبیح نام ہے اس لئے نام کو قرآن پاک اور احادیث کے اندر ذکر نہیں کیا گیا
جواب ۳ کنیت ہر جگہ تعظیم کیلئے نہیں ہوتی اس لئے کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر تعظیم کیلئے ہو بھی تو یہاں تعظیم کیلئے نہیں ہے

5374 الفصل الثانی عن ابی موسیٰ: ـ لیس علیھا عذاب فی الآخرۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کو عذاب نہیں دیا ۳۶۰/۲۱
جائیگا حالانکہ بیسیوں آیات اور احادیث اسکے خلاف ہیں لہذا تعارض ہے وغیرہ ـ پہلا جواب[۱] یہ ہے کہ یہ حدیث حضرات
صحابہ کرام کیساتھ مخصوص ہے کذا فی التعلیق ـ جواب[۲] اس حدیث کا مصداق امت محمدیہ کے وہ افراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقے پر گامزن ہیں ـ جواب[۳] اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو کبائر کا ارتکاب نہیں کرتے فقط واللہ اعلم ـ

کتاب الفتن ۳۶۱/۸

(الفصل الاول)

فتن فتنہ کی جمع ہے اسکے معنی ہیں اختبار اور امتحان کے ہیں اسکے بعد اسکا اطلاق اس شئی پر ہونے لگا جو
اختبار کے بعد ظاہر ہو پھر جو مصیبت ہو اسکا اطلاق ہونے لگا ـ شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں کہ مصنف
نے یہ اخیر کی کتاب منعقد کی ہے اور اسکے اندر مناقب کو بھی ذکر کردیا حالانکہ فتن سے مناقب کا کوئی تعلق نہیں ہے

ص۴۶۱

5380 وعنہ ۱۱: ـ تعرض الفتن الخ عرض کے معنی پیش کرنا ـ دکھانا ـ کرید ینا ہے اسمیں تینوں میں سے ہر ایک مراد ہوسکتا ہے ۱۱
کالحصیر عودا عودا اسکے ضبط کے اندر اختلاف ہے (۱) بعض نے عودا بضم العین وسکون الواو ضبط کیا اور اس صورت
میں مطلب ہے کہ فتنے ایسے طرح پیش کئے جائینگے جیسے چٹائی کی لکڑیاں اوپر نیچے ہوتی ہیں اور لکڑیوں سے مراد
وہ ہے جس سے وہ بُنا ہوا اور چٹائی بنی جاتی ہے تو جیسے وہ نباتات کثیر ہوتی ہیں ایسے ہی فتنے بھی بہت ہونگے
(۲) عَوداً بفتحتین مصدر ہے عاد کے معنی میں یعنی لوٹ لوٹ کر فتنے آئینگے (۳) عُوذاً بضم العین اور
بالذال المعجمہ مصدر ہوگا اور مطلب ہوگا کہ پناہ چاہتے ہیں پناہ چاہنا ان میں پہلی صورت مشہور اور مختار ہے
فلا تضرہ فتنۃ یعنی جیسے کوئی چکنی چیز ہوتی ہے اس پر کوئی شئی جمتی نہیں اور چکنا ہونے کی وجہ سے ڈھل جاتی ہے
ایسے ہی قلب پر اسکا اثر نہ ہوگا ـ مرباداً اسکو محمراً کے وزن پر مُرْبَدًا ضبط کیا ہے اور تیسرا ضبط مربئداً

ص۴۶۲

81 مجنبئاً کے وزن پر ہے راکھ ملا ہونے کے معنی میں ہے وعنہ ۱۵: ـ ان الامانۃ نزلت الخ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ۱۵
انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال الخ اس آیت کے اندر امانت کی تفسیر کے اندر اختلاف ہے
(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ہی الفرائض التی امر بھا ونہی عنھا (۲) حسن بصری
فرماتے ہیں کہ ہی الدین والدین کلہ امانۃ (۳) مقاتل فرماتے ہیں کہ ہی الطاعۃ (۴) اسکا مصداق تکالیف
ہیں (۵) وہ عہد جو اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں سے لیا ہے ـ شارح مسلم شریف صاحب التحریر فرماتے ہیں کہ حدیث
پاک کے اندر امانت سے مراد وہی امانت ہے جس کا ذکر آیۃ کریمہ کے اندر ہے فرماتے ہیں کہ ایمان کے ذریعہ انسان
کے اندر اتنی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ اوامر کا امتثال کرے اور نواہی سے اجتناب کرے تمام محققین کے
نزدیک اس کا ایمان ہی مراد ہے ـ مثل اثر الوکت اس وکت کے اندر بھی اختلاف ہے (۱) علامہ ہروی کہتے ہیں کہ
اس سے اثر الیسیر مراد ہے (۲) سواد یسیر مراد ہے (۳) وہ لون مراد ہے جو اصلی شئی کے لون سے مخالف ہو
مثل اثر المجل مجل بکسر المیم وسکون الجیم اور بفتحتین دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے چھالے کو کہتے ہیں اور حاصل اسکا
یہ ہے کہ قلوب لیاقت و نباہت حسنہ سے معلوم ہونگے لیکن ان کی حقیقت کچھ نہ ہوگی جیسے چھالا پھولا ہوا معلوم ہوتا ہے

ص۴۶۳

82 لیکن اسکے اندر کوئی حقیقت نہیں ہوتا ہے ـ وعنہ ۲۱: ـ فھل بعد ھذا الخیر من شر الخ اس شر سے مراد حضرت ۲۱
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے کا فتنہ مراد ہے وھل بعد ذالک الشر من خیر اس خیر سے مراد (۱) وہ صلح ہے جو حضرت

5384 حسن بن علی اور حضرت امیر معاویہ کا درمیانی صلح تھی اور بعض نے (۲) کہا کہ اس سے مراد وہ خیر ہے جو حضرت عمر بن ۴۶۲/۶
عبد العزیز کی خلافت میں ظہور پذیر ہوئی وخنہ ص ۴۶۲: القاعد فیہا خیر من القائم الخ حضرت ملا علی قاری نے اسکی
وجہ یہ بیان کی ہے کہ قاعد فتنے سے بعید ہے بہ نسبت قائم کے کیونکہ قاعد نہ مشاہدہ کر سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے
اور قائم اگرچہ نہ سنے لیکن مشاہدہ بوجہ قیام کے کر سکتا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ قاعد سے مراد وہ شخص ہے
جو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور اس کے اندر شرکت نہ کرے اور قائم کا مصداق یہ ہے کہ جو فی الجملہ شرکت
کرے لیکن قول اول صحیح ہے کیونکہ تمام صورت کے اندر جب قائم سے مراد وہ شخص ہے جو فی الجملہ شرکت کرے تو
آگے ماشی سے مراد وہ شخص ہوگا جو پوری پوری شرکت کرے اور ایسے شخص کے اندر خیر بالکل نہیں ہو سکتی
85 لہذا آگے آپ کا فرمانا کہ والماشی فیہا خیر من الساعی کہنا بالکل غلط ہوگا ص ۴۶۳ ۱۰: الی بکرۃ: یعمد الی سیفہ فیدق ۱۰
اسکی معنی کے اندر مختلف قول ہیں (۱) یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے کہ اسکو چاہیے کہ وہ اپنی تلوار کو توڑ دے۔
(۲) یہ کنایہ ہے ترک قتال سے اب یہ کہ ایسے وقت کے اندر کیا کرنا چاہیے اسکے اندر صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہیں
ایک جماعت جن میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوبکرہ وغیرہ ہیں ان تمام کے نزدیک ایسے وقت کے اندر آدمی کو چاہیے کہ
گھر میں رہے اور گوشہ نشین ہو جائے یا کسی دوسری جگہ چلا جائے اور دوسری جماعت کے نزدیک اسکو چاہیے کہ اہل حق کو تلاش
کرے اور اہل باطل کی سرکوبی کرے۔ لیکن علماء نے بیان کیا کہ اگر ایسا وقت آجائے کہ حق و باطل کے اندر اشتباہ
89 نہ رہے تو ایسے وقت میں بھاگنے کی جگہ پہاڑ کی چوٹی پر یکسوئی میں چلا جائے ص ۴۶۲ ۲۱: یتقارب الزمان (۱) اسکا یہ ۲۱
مطلب ہے کہ جہالت عداوت وغیرہ کے اندر لوگ برابر ہیں سب کے اندر خیر و فضیلت کی خصلتیں ختم ہو جائیں گی اس مطلب
کو امام طحاوی وغیرہ نے بیان کیا (۲) لیل و نہار برابر ہونگے (۳) امام مہدی کا زمانہ مراد ہے (۴) مطلب یہ ہے کہ
زمانہ گھٹتا چلا جائیگا حتی کہ ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر ہو گا جیسا کہ ایک حدیث اسی مضمون کی ص ۴۷۲ پر آئی ہے
92 عن الزبیر بن عدی ص ۴۶۴ ۲۶: لایاتی زمان الا الذی بعدہ اشر منہ الخ: یہ مطلق کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اسکے بعد جو زمانہ آئیگا وہ ۲۶
اشر ہوگا کیونکہ اسکے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا ہے اور وہ اشر نہیں بلکہ خیر تھا اور ایسے ہی
حضرت امام مہدی کا زمانہ جو آخر میں آئیگا وہ بھی خیر ہوگا لہذا یہ کہا جائیگا کہ اس حدیث کے اندر حکم اکثری ہے
95 الفصل الثانی عن سفینۃ ص ۴۶۴ ۶: اس حدیث پاک کے اندر حضرت علی کی خلافت کی مدت چھ سال بیان کی گئی ہے ۴۶۳/۶
اسمیں ساڑھے پانچ سال حضرت علی کے اور چھ ماہ حضرت حسن بن علی کی خلافت کے ہیں اس حدیث پر
اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ خلافت تیس ۳۰ سال رہیگی اور اسکے اندر صرف خلفاء چار ہوتے ہیں حالانکہ
حضور فرماتے ہیں کہ لا یزال الدین عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارہ خلفاء تک
دین نہایت عزت و بلندی کیساتھ رہیگا دونوں کے اندر تعارض ہو گیا جواب قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ اس
حدیث کے اندر خلافت سے مراد خلافت نبوۃ ہے جو صرف چار ۴ خلفاء کے پاس رہی اور دوسری حدیث کے اندر
خلافت سے مراد خلافت نبوۃ نہیں ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اسکی بعض علماء نے تضعیف کی ہے لیکن امام احمد اور دیگر
علماء نے اس حدیث کی تقویت کی ہے اب دو مسئلے الگ ہیں ایک یہ کہ خلفاء اربعہ کے اندر ترتیب ہے
یا نہیں اور دوسرا یہ کہ ان کے درمیان تفضیل ترتیب کے موافق ہے یا اسکے خلاف ہے اول مسئلہ

اندر جمہور کا اتفاق ہے کہ ترتیب ان حضرات کے مابین ایسے ہی ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان
اور پھر حضرت علی خلیفہ ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے مسئلے کے اندر اختلاف ہے کہ آیا افضل ان میں کون ہے
محمد بن یحییٰ نے حضرت امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر
سکوت کرتے ہیں اور اگر کوئی حضرت علی کو افضل کہے تو لم اُعَنِّف لیکن دوسرے علماء نے اکثر اور جمہور کا مذہب تفضیل
کے اندر یعنی وہ نقل کیا جو ترتیب خلافت کے اندر ہے ص۴۶۳ عن حذیفۃ ... ایکون بعد ہذا الخیر شر الخ
قتادہ بن سیف فرماتے ہیں کہ اس کا شر سے مراد فتنہ ارتداد ہے یہی رائے حضرت شاہ ولی اللہ کی ہے اسپر حضرت اقدس
مولانا گنگوہی نے اشکال فرمایا کہ یہ مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ آگے فرماتے ہیں تکون امارۃ علی اقذاء اور ارتداد کے
فتنہ مراد لینے کی صورت میں اس سے مراد حضرت صدیق اکبر کی خلافت ہوگی اور وہ علی اقذاء نہیں تھی بلکہ خالص
صاف ستھری تھی لہذا یہ کہا جائے گا کہ بعد السیف کے اندر تشبیہ ہے اور اس سے مراد ... متصل ہے حاصل کلام یہ کہ
اس سے مراد حضرت عثمان کا قتل ہے اور قتال سے جیسا کہ علی قاری فرماتے ہیں کہ اس شر سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے
ساتھ لڑائی مراد ہے اور اس صورت میں امارۃ علی اقذاء سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت ہے کیونکہ
اس مسئلے کے اندر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجتہادی غلطی ہوگئی تھی اور ان کے
کے اندر بعض حضرات صحابہ ہو گئے وہ بھی ان کے اندر داخل ہیں آگے فرماتے ہیں کہ ہدنۃ علی دخن سے مراد وہ صلح ہے
جو حضرت حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے وہ
تمام باتیں مراد ہیں جو حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان ہوئی تھیں آگے فتنۃ عمیاء صماء سے مراد وہ فتنہ ہے
حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کے درمیان ہوا یا اس سے حجاج بن یوسف ثقفی افسق ہذہ الامۃ
5396 کا فتنہ مراد ہے ص۴۶۳ عن ابی ذر ... یبلغ البیت العبد الخ اس کے علامہ طیبی تین مطالب بیان فرماتے ہیں (۱) جو ۴۶۳/۱۸
لوگ آباد گھر والے ہیں وہ سب مر جائیں گے اور گھر خالی رہیں گے حتی کہ ایک غلام اس گھر کی حفاظت کرے گا
(۲) گھر اتنے سستے ہو جائیں گے کہ ایک غلام کے عوض میں گھر مل جائیگا (۳) فتنہ کے اندر لوگ اس قدر مبتلا ہوں گے کہ
دفن میت سے غافل ہو جائیں گے دفن میت سے اول دو مطلب غلط اور تیسرا مطلب صحیح ہے کیونکہ آگے فرماتے ہیں کہ حتی انہ
یباع القبر بالعبد اس سے معلوم ہوگا کہ اول کے دونوں مطلب غلط ہیں اس حدیث سے لوگوں نے استدلال کیا ہے نباش کا
قطع ید ہوگا کیونکہ اس حدیث کے اندر قبر پر بیت کا اطلاق کیا ہے لہذا جیسے بیت کے اندر سرقہ قطع ہے اسی طرح
یہی قبر کا سرقہ ہے ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں اطلاق قبر پر بیت کا اطلاق تشبیہاً ہے آگے فرماتے ہیں کہ
تغمر الدماء احجار الزیت احجار زیت مقام زوراء کے اندر ہے اور دوسرا احتمال علامہ الاکمل یہ ہے حرہ
کے قریب ہے بعض علماء کے نزدیک یہاں احجار زیت سے حرہ (واقم) مراد ہے کیونکہ فتنہ حرہ جو مسلم بن عقبہ نے یزید بن
معاویہ کے زمانہ میں اسی جگہ برپا کیا عام طور پر گھر لوٹے گئے اور عورتوں سے زنا کیا گیا شراب وغیرہ خوب
پیا گیا وغیرہ وغیرہ اور بعض کے نزدیک احجار زیت مراد ہیں جو مقام زوراء کے اندر ہیں کیونکہ محمد الموصوف بالنفس الزکیہ
5401 کو اسی مقام پر قتل کیا گیا ص۴۶۴ عن عبد اللہ بن عمر ستکون فتنۃ تستنظف العرب استنظاف کے معنی استیصال کے ۴۶۴/۱۳
ہیں اور اس فتنہ سے مراد حضرت علی حضرت معاویہ کا فتنہ ہے لیکن اس کا تعلق ... حضرت عمر بن عبد العزیز

5401 فرماتے ہیں کہ تلک دماء طہر اللہ منہا سیوفنا فلا نلوث بہا السنتنا ۔ آگے چلکر حدیث میں وارد ہوا کہ قتلاھا
فی النار [illegible] ہوا کہ دونوں حضرات مجتہد تھے اور جو حدیث میں ہے دونوں دوزخ میں [illegible]
میں ہیں تو اس سے [illegible] کا کیا مطلب ہوا ؟ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا کہ ان لوگوں کا [illegible]
جماعت ان لوگوں کی تھی جو اپنی نفسانی اغراض کے تحت [illegible] جماعت کا تعلق [illegible]
[illegible] حقیقی معنی [illegible] کہ ایسے واقعے [illegible]
آگے فرمایا ہے اللسان فیہا اشد من وقع السیف الخ اس کے دو مطلب ہیں :- (۱) ان لوگوں کی غیبت [illegible]
وہ مسلمان حضرات تھے (۲) ان حضرات کو طعن و تشنیع سے ذکر کرے حضرات صحابہ کرام مجتہد تھے عن عبد اللہ
فتنۃ الاحلاس [illegible] یہ کنایہ ہوتا ہے لزوم سے یعنی اس فتنہ کا اثر [illegible] ہوگا [illegible]
وہ فتنہ مراد ہے جو [illegible] حضرت عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ۔ حضرت [illegible]
مراد ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے چلا ثم فتنۃ السراء آ [illegible] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ
اس سے مختار بن ابی عبید ثقفی کا فتنہ مراد ہے ۔ یا ابو مسلم اصفہانی کا خروج مراد ہے آگے چلکر [illegible] رجل کے
متعلق فرمایا کہ یزعم انہ منی ولیس منی یہ ان کا یعنی ابو مسلم اصفہانی نے جو حاکم [illegible] تھا جس کا نام [illegible] تھا
وہ اس کو مراد ہے ثم فتنۃ الدھیماء یہ دھیم بمعنی تاریکی سے مشتق ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس ۳۶۳/۲۷
5406 فتنہ چنگیزی مراد ہے جو [illegible] خلفاء ابن عباس کا [illegible] عن ثوبان [illegible] حتی تلحق قبائل
من امتی [illegible] یہ اشارہ ہے ارتداد کے فتنہ کی طرف جو حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں ہوا ممکن ہے آگے
[illegible] واقع ہو کذابون ثلثون بعض روایات میں قریب من ثلثین وارد ہوا ہے [illegible]
[illegible] ان روایات میں جمع [illegible]
[illegible] ثلثین [illegible]
[illegible]
[illegible]
جواب [illegible]
56 عن عبد اللہ بن مسعود [illegible] تدور رحی الاسلام لخمس و ثلثین [illegible] ۳۶۵/۲
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خمس و ثلثین [illegible]
[illegible] عثمان [illegible]
[illegible] ابن کثیر [illegible] آگے چلکر [illegible]
[illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible]

ہوئی بلکہ اجمالاً ہوئی تھی اس لئے آپ نے شک کیا تو اسکو بیان فرمایا۔ علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ خمس و ثلٰثین سے
مقتل عثمان کی طرف اور ست و ثلٰثین سے جنگ جمل کی طرف اور سبع و ثلٰثین سے جنگ صفین کی طرف اشارہ ہے
حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہاں راوی کو شک ہے اور راوی کو یہ شک واقع ہوا ورنہ صرف ایک ہی مقصود ہے
ابن الاثیر مقتل عثمان کی طرف جو ۳۵ھ میں واقع ہوا اور بعض کے نزدیک ۳۶ھ میں ہوا۔ حافظ ابن الاثیر جزری فرماتے
ہیں کہ ان تمام سے مراد استقامت اسلام ہے اور حضور نے ارشاد گرامی اپنی وفات سے پانچ سال قبل فرمایا تھا
اور آپ کی وفات کے تیس سال بعد تک اسلام مستقیم رہا اور نہایت مکمل رہا اور اگر ان خمس و ثلٰثین سے
سنین ہجریہ مراد ہیں تو یہ مقتل عثمان کی طرف اشارہ ہے دیگر حدیث کے الفاظ اور ہو ایقم لہم سبعین عاماً علامہ خطابی
فرماتے ہیں کہ اس سے بنو امیہ کے زمانہ خلافت کے اختتام کی طرف اشارہ ہے اسی مطلب کو خطیب بغدادی اور امام
بیہقی نے بیان کیا اس پر اشکال کیا گیا کہ یہ معاملہ بنی عباس کا ہے کیونکہ بنو امیہ کی خلافت کا اختتام علامہ
توربشتی کے قول کے مطابق نوے سال کے اندر اور حافظ کے نزدیک نوے سال سے زیادہ تک ان کی خلافت باقی
رہی ہے اب یہ کہ سبعین عاماً ان خمس و ثلٰثین کے اندر شامل ہیں یا ان سے علیحدہ ہیں شاہ ولی اللہ صاحب
فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ سے حضرت معاویہ تک کا زمانہ اس کے اندر داخل ہے اور مقصود گزشتہ ہے حافظ فرماتے ہیں
کہ یہاں یہ سبعین عام ان کے علاوہ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ان پینتیس ۳۵ سال کے بعد جو ستر سال آئیں گے ان کے اندر
اندر اعمال ہی ختم ہو جائیں گے لیکن یہ جواب اس حدیث کے اعتبار سے صحیح ہے کیونکہ یہاں معاملہ مخفی واضح ہوا ہے
لیکن ترمذی وغیرہ کے اندر حضور نے اسکے بعد فرمایا مما بقی الخ۔ یہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسکے مطابق اگر یہ
اس تاویل کے بعد یہ لفظ ختم ہو جائیگا۔

ص ۲۷۵

5409 الفصل الثالث عن ابن المسیب اس حدیث پر اشکال ہے کہ یہاں فتنہ اول سے مقتل عثمان مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ ٣٦٥/١١
آگے فرماتے ہیں کہ اصحاب بدر ان کے بعد مر گئے حالانکہ اس فتنہ کے تو پانچ چھ سال بعد تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ زندہ
اور وہ اصحاب بدر میں سے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلب یہ ہے کہ فتنہ عثمان واقع ہوا اور اسکے بعد نہیں
باقی رہا اصحاب بدر تا آنکہ فتنہ ثانیہ واقع ہوا اور فتنہ ثالثہ سے مراد ابو حمزہ کا خروج ہے

باب الملاحم ١٢

(الفصل الاول)

ملاحم ملحمۃ کی جمع ہے اس سے لڑائی مراد ہے بعض نے کہا کہ یہ لحم سے مشتق ہے جس کے معنی گوشت کے ہیں اور مراد
یہاں جنگ ہے بعض نے کہا اس سے مراد واقعہ عظیم اور بعض کے نزدیک موضع جنگ مراد ہے عن ابی هريرة الخ ص ۲۷۵
فئتان عظیمتان اس سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جماعت مراد ہے دعواهما واحدة یعنی جیسے ایک جماعت کا دعویٰ الخ
ہے اسی طرح دوسری جماعت کا بھی یکثر فیکم المال اس کے اندر اختلاف ہے کہ یہ کونسے زمانہ کے
اندر ہوگا (۱) اس سے حضرت امیر معاویہ کا زمانہ مراد ہے اس پر اشکال ہوا کہ اسکا عدی بن حاتم نے انکار کر دیا ہے
(۲) ابن بطال فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایسا ہوگا امام بخاری نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے
ابن التین (۳) علامہ ابن التین فرماتے ہیں کہ کثرت مال حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگا جب وہ نازل ہونگے
(۴) دوسرے علماء جن میں حضرت امام بیہقی بھی ہیں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہو چکا

5415 وعنہ: ص۴۶۵ نعالہم الشعر اس کے حقیقی معنی مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے بڑے ۴۶۶/۵

بال لٹکائیں گے جو جوتی تک پہنچیں گے ۔ وعنہ: ص۴۶۶ حتی یخرج رجل من قحطان یہ ایک رجل کا نام ہے جس کا نسب نامہ

کا پتہ ہے یسوق الناس بعصاہ اس سے مراد وہ اس کی سختی کی طرف کہ وہ اپنے ماتحتوں کو اور رعیت

سے ایسے ہانکے گا جیسے چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہے ۔ اور ممکن ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہوں ۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ

اس رجل کا نام جہجاہ ہوگا لیکن اس پر اشکال ہے کہ اس کا تعلق مسلم ہوا کہ یہ رجل ہے اور اس حدیث کے

اندر موالی کا تذکرہ ہے لہذا اس پر محل صحیح نہیں لگتا ۔ وعنہ: ص۴۶۶ الذی فی الاعجمی یہ فرماتے ہیں شعر جن کا لباس ۸

اس کا مطلب کچھ لوگ کہتے ہیں ۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد پشمینہ کی جگہ ہے اور بعض یہ فرماتے تھا عن ابی ہریرۃ:

ص۴۶۶ [illegible] یہ حدیث کے معنی ہیں کہ تحقیق اور تدقیق کی وجہ سے ہلاک فرمایا ہے اور دیگر فرماتے ہیں کہ وہ معنی الحسب فحدثہ

بعض نے کہا کہ بعض وجوہ سے جائز ہے اس لئے کہ اس کی مناسبت ما قبل سے کیا ہے بعض لوگوں نے جواب دیا کہ یہ دونوں

روایات کی طرف سے [illegible] یہ حضور کے قول میں داخل ہے نہیں ہے بلکہ مناسبت کی طرف سے ہے اور اگر مناسبت

طلب کی جائے تو یہ کہ پہلے فرمایا وغیرہ کا تذکرہ فرمایا اور اس کا طلب کرنا واجب وغیرہ کے ذکر میں تابع ہے اس لئے

ذکر کر دیا ۔ عن عوف: ص۴۶۶ یہ دونوں ایک جہاد کا نام ہے جو جالوت کے اندر ہوا تھا اس کے یہاں طاعون عمواس مراد ہے

ثم فتنۃ اس سے قتل عثمان مراد ہے یا الا فتنۃ سے مراد ہے ثم ھدنۃ الخ اس کی تفصیل علامہ فرماتے ہیں کہ یہ رومی ہوں گے

22 عن عبد اللہ بن مسعود: ص۴۶۷ حتی لا یقسم میراث اس تقسیم میراث کے نہ ہونے کی دو وجہ بیان فرمائی ہیں (۱) تقسیم یعنی بارہ ۴۶۷/۱

ہوں گے جس کی وجہ سے میراث [illegible] کا کوئی مستحق نہیں ہوگا (۲) مال بہت کثرت سے ہوگا کوئی لینے والا نہیں ہوگا (۳) میراث

کی تقسیم علم فرائض پر موقوف ہے اور علم فرائض کا کوئی اس وقت جاننے والا نہیں ہوگا (۴) اس کی تقسیم شریعت اسلامیہ کے قوانین پر

موقوف ہے اور اس وقت یہ نہیں ہوں گے ان میں اول مطلب اولیٰ ہے ولا یفرح بغنیمۃ اس کے مطلب کے اندر بھی اقوال ہیں

(۱) علماء نے فرمایا کی وجہ سے غنیمت نہیں دیں گے (۲) خیانت کریں گے (۳) کوئی اور ایسی شکل اختیار کریں گے تو خوشی

کا اسباب ہی ختم ہو جائیں گے ۔ فتنۃ شرط المسلمون شرطۃ شرطۃ کے معنی اشتراط کے ہیں یعنی وہ لوگ مسلمانوں کے

مقابلہ میں تیار ہوں گے شرطۃ سے مراد یا تو شرط ہے یا جماعت من المسلمین اور دیگر فرماتے ہیں جیسی ان الہاکہ

اس کے مطلب میں (۱) یعنی وہ موتی پر کہ جب تنہا رہے گا تو ان کی بدبو اور نہایت تعفن کی وجہ سے آگے نہ جا سکے گا

اور یہیں گر کر مر جائے گا (۲) کثرۃ موتی کی وجہ سے وہ پرندہ اس جگہ پہنچ گیا وہ موتی جمع ہیں اس کے اول کو طے نہیں

23 کر سکے گا ۔ عن ابی ہریرۃ: ص۴۶۷ ھل سمعتم بمدینۃ اس سے مراد قسطنطنیہ ہے یا اس کے علاوہ دوسرا شہر مراد ہے اور یہی ۱۳

راجح ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ لڑائی کے ذریعہ فتح ہوا

24 الفصل الثانی عن معاذ بن جبل: ص۴۶۷ اس حدیث پر اشکال ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ کے فتح ہونے کے بعد ہی ۱۹

فوراً خروج دجال ہوگا حالانکہ اس کے پہلے ایک حدیث ہے کہ ابھی تو اس کو فتح کریں گے تو اس کے خروج کی خبر لگ جائے گی

اور وہ فتح بعد میں ہوگی تو اس سے معلوم ہوا کہ اس فتح کے کافی بعد خروج ہوگا لہذا اب دونوں حدیثوں کا جواب

29 یہ ہے کہ یہاں جو بعدیۃ سمجھ میں آتی ہے یہ تراخی زمانی ہے تو یہ بعدیۃ مستقل ہی ہے ۔ عن عبد اللہ بن عمرو: ص۴۶۸ ۴۶۸/۴

لا یستخرج کنز الکعبۃ الا [illegible] اس سے وہ کنز مراد ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نذر کر کے جمع کیا تھا اس کا اندر دو کرتے تھے (۲) جو

محلہ پر بیٹھے ہیں کہ دمشق ایک بڑا شہر اور خزانہ ہے جو وہاں موجود ہے علامہ نے لکھا ہے کہ قریب تھا کہ فتح ہوگا
علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جب قرآن کو اٹھا لیا جائیگا تب ہوگا سہ اشکال وارد ہوا کہ خود ذوالسویقتین کا کعبہ کو ڈھانا
یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرم شریف ~~[illegible]~~ تو آتش سے اور حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ ذوالسویقتین اس کو
ڈھا کر ختم کر دیگا جواب یہ ہے کہ اس تعمیر کو (اس آیت سے خارج ہیں) دوسرا اشکال یہ ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک روایت کے اندر کہ یاجوج و ماجوج کے بعد بھی حج کیا جائیگا اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت
باقی رہیگا اور ایک روایت سے معلوم ہوا کہ ختم ہو جائیگا اسکا جواب دیا کہ اس روایت کے اندر حج کرنے کا مطلب
یہ ہے کہ بقاء بیت اللہ کا حج ختم ہو جائیگا تیسرا اشکال ہے کہ ایک روایت کے اندر ہے کہ اس خزانہ کو امام
مہدی علیہ السلام نکالیں گے اور اس سے معلوم ہوا کہ ذوالسویقتین نکالیں گے جواب یہ ہے کہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے
دوسرا جواب ہے کہ پہلے تک جو جمع ہے اسکو ذوالسویقتین نکالیگا اور اسکے بعد جو جمع ہوگا اسکو امام مہدی
5430 نکالیں گے عن رجل (ص ۶۸/۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حبشہ اور ترک سے قتال نہ کرو اور یہ خلاف ہے آیت ۳۶۸/۶
کریمہ واقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم کے اب دونوں کے اندر تعارض ہو گیا جواب ۱ یہ ہے کہ یہ آیت اس حدیث
کیلئے تخصیص ہے جواب ۲ یہ ہے کہ یہ اس حدیث کیلئے ناسخ ہے - اور اگر حدیث باقی کو ثابت مانا جائے تو
آپ نے ان دونوں سے قتال کرنے سے منع فرمایا کہ حبشہ اور عرب کے اندر نہایت ہی گرم ہے تو ان سے قتال کے اندر
زیادہ مشقت ہے اور ترک کے اندر نہایت سردی اور عرب گرم ملک ہے تو قتال مشکل ہے لیکن ان دونوں
33 میں سے اگر کوئی عرب پر تغلب کرنا چاہے تو مسلم تو جواب دیا جائیگا اور ایسے وقت میں قتال ضروری ہوگا
عن انس (ص ۶۸/۱۵) ۱۴ھ کے اندر بصرہ آباد ہوا اور اسکے چھ ماہ بعد کوفہ آباد ہوا ۱۵

37 ## باب اشراط الساعۃ ۳۶۹/۷

(الفصل الاول)

عن انس (ص ۶۹/۷) یرفع العلم اسکے علماء نے چند مطلب بیان کئے ہیں (۱) رفع علم یعنی علماء سے ہوگا یعنی علماء ختم ہو جائیں گے ۷
(۲) اسکے مطلق علم مراد نہیں بلکہ علم علماء کا علم اسکا ارادہ ہے کہ وہ علم تو باقی رہیگا لیکن اسکے طالب علم ختم ہوں گے
(۳) چونکہ اس زمانہ کے اندر عورتیں کثیر ہوں گی اور وہ علم سے محروم ہوں گی ہیں اسلئے علم ختم ہو جائیگا اور اسکے بعد جو
آپ نے جو فرمایا کہ ویکثر الجہل اسکی بھی مختلف وجوہ ہیں مثلاً علماء کا ختم ہونا - عورتوں کی کثرت - اور نسیان کا واقع ہونا
خمسین امراۃ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک شخص کے پاس پچاس بیویاں ہوں گی بلکہ مطلب ہے کہ اگر عورتیں اور مرد کی اندر نسبت
42 قائم کی جائے تو ایک رجل کے مقابلے میں پچاس عورتیں ہوں گی عن ابی ھریرۃ (ص ۶۹/۱۲) یحسر الفرات عن کنز من ذھب فمن حضرہ فلا یاخذ منہ شیئا علامہ ۱۲
ابن الملک فرماتے ہیں کہ آپ نے لینے سے منع اسلئے فرمایا کہ اسکے اندر تمام مسلمین کا حق ہے (۲) حرص اس زمانہ میں
45 زیادہ ہوگی جسکی وجہ سے قتال کا اندیشہ ہے وعنہ (ص ۶۹/۲۴) ولیس بہ الدین الا البلاء یعنی لوگ اسوقت موت کی ۲۴
تمنا کریں گے دین کی وجہ سے تمنا نہیں کریں گے اور دوسرا مطلب بعض نے یہ بیان کیا کہ دین سے مراد عادۃ ہے کہ عادۃ
46 کی بناء پر وہ تمنا کریگا لیکن یہ مطلب ضعیف ہے وعنہ (ص ۶۹/۲۶) علامہ ابو الشامہ نے بیان کیا کہ ۶۵۴ھ میں ۲۶
(الفصل الثانی) یہ آگ نکلی تھی اور اسکے بعد جو حضرت انس کی حدیث میں آگ کا ذکر ہے وہ قیامت کے قریب واقع ہوگا
عن عبد اللہ بن حوالۃ (ص ۷۰/۲) یقع الجہد یفتح الجیم مشقت الجہد الجیم طاقت کے معنی میں ہے اور بعض نے اسکا معنی بیان کیا

5453 ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ دونوں معنی کے اندر دونوں لغت مستعمل ہیں۔ رواہ ضعیف کی اصل میں بیان کیا ۴۷۰/۲۴
(ص ۴۷۰) ہے اور اسکو امام احمد۔ ابوداود۔ حاکم۔ بیہقی وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے عن ام سلمۃ المہدی
من عترتی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی حضور کی اولاد میں سے ہیں اور ایک روایت کے اندر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے
چچا حضرت عباس کی اولاد میں سے ہوں گے اسکا جواب دیا کہ وہ روایت ضعیف ہے۔ دوسرا اشکال ہوا کہ ابن ماجہ
حاکم۔ اور خطیب بغدادی نے حضرت انس سے نقل کیا کہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے
کہ اس حدیث کی وجہ سے اکثر نے ان احادیث کا انکار کر دیا جسکے اندر امام مہدی کا ذکر ہے آگے جاکر فرماتے
ہیں کہ یہ حدیث انس ضعیف ہے حافظ ذہبی نے اسکو منکر قرار دیا ہے۔ حاکم ابو عبداللہ صاحب مستدرک اور
حافظ عسقلانی۔ حافظ منذری نے اسپر کلام کیا کبھی اسکو ضعیف اور کبھی اسکو مرسل کہتے ہیں اس حدیث کی
سند کے اندر محمد بن خالد جندی مجہول ہے اسلئے قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں ۴۷۱/۲
56 (ص ۴۷۱) کہ یہ حدیث ثابت ہے اسکا مطلب ہے کہ لا مہدی کاملاً الا عیسیٰ بن مریم۔ [illegible] عن ام سلمۃ
ابدال بدل کی جمع ہے ایک جماعت اولیاء پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جسکے اندر ستر آدمی ہوتے ہیں ان میں
چالیس شام کے اندر اور تیس اطراف عالم کے اندر ہوتے ہیں اور ان کو ابدال (۱) اس وجہ سے کہتے ہیں کہ
جب ان میں کوئی مرجاتا ہے تو دوسرا ان کے بدلے میں آجاتا ہے (۲) جب کہیں جاتے ہیں تو [illegible] اپنی جگہ ایک
صورۃ مثالیہ بنادیتے ہیں (۳) اپنی سیئات کو حسنات سے بدلتے ہیں (۴) اخلاق حسنہ سے اخلاق
58 سیئہ کو بدل دیتے ہیں (ص ۴۷۱) عن علی یقال له منصور الخ اس سے مراد خلیفہ منصور عباسی ہیں۔ بعض کہتے ۱۴
ہیں کہ اس سے ابو منصور ماتریدی مراد ہیں بعض کہتے ہیں کہ اسکا مصداق حضرت خضر علیہ السلام ہیں خواجہ عبیداللہ
احرار سمرقندی سے ملا علی قاری نے نقل کیا کہ اس سے حضرت خضر مراد ہیں کما مکنت قریش اسپر اعتراض ہے کہ حضور کو
قریش نے تمکین کہاں دی بلکہ آپ کو تو مکہ سے نکال دیا تھا اسکا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ اس سے افراد مراد ہے
وجب علی کل مومن نصرہ الخ اس کے فاعل کا مرجع حارث۔ یا منصور ہے اور ممکن ہے کہ حضرت امام مہدی کی
60 ذات مراد ہے کیونکہ منصور کلام سے سمجھ میں آتا ہے (ص ۴۷۱) الفصل الثالث عن ابی قتادۃ الآیات بعد المائتین ۱۹
اسکے اندر اختلاف ہے کہ اس مائتین کی ابتدا کب سے ہے بعض کے نزدیک نبوۃ سے اور بعض کے نزدیک ہجرۃ
سے اور بعض کہتے ہیں کہ جب اسلام کا قیام ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا مطلب ہے کہ قیامت کے قریب دو سو سال
قبل ان آیات کا ظہور ہوگا ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا کیونکہ ان کے زمانہ میں اس کو چھ سو سال
کے قریب گزر چکے تھے اور کوئی آیات میں سے واقع نہیں ہوئی لیکن موضوع اس وجہ سے قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے
کہ اس سے مراد مطلق حوادث ہوں اور بعد المائتین کا مطلب ہو کہ قیامت سے پہلے دو سو سال کے اندر یہ علامات ہوں گی
61 (ص ۴۷۱) عن ثوبان فان فیہا خلیفۃ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے مہدی عباسی مراد ہیں ۲۰
کیونکہ ان کی ابتدا ان کی طرف سے صادر ہوگی جو اسی خلیفۃ اللہ ہونے کا مطلب ہے۔ حافظ ابن کثیر نے گویا انکار کیا
فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ فقط

باب العلامات بین یدی الساعة وذکر الدجال

اس باب پر اشکال وارد ہوا کہ اس کے قبل جو باب مذکور ہوا اس کے اندر بھی علامات قیامت کو بیان کیا گیا ہے پھر دوبارہ اس باب کو منعقد کرنا تکرار محض ہے اس کا جواب دیا گیا کہ یہ باب اعم ہے اس بات سے کہ اس کے اندر قرب قیامت کی علامات کو بیان کیا جائے جیسا کہ [illegible] یا مطلق علامات کو خواہ وہ قرب قیامت کی ہوں یا نہ ہوں اور اس باب کے اندر خاص ان علامات کا ذکر ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوں گی۔ دجال یہ مشتق ہے دجل سے اس کے معنی خلط کرنے کے ہیں چونکہ وہ حق و باطل کے درمیان خلط کرے گا (۲) اس کے معنی تغطیہ کے ہیں اور وہ بھی حق و باطل پر تغطیہ کرے گا۔ بعض لوگوں کے نزدیک وہ انسانوں میں سے نہیں بلکہ شیاطین میں سے ہوگا لیکن جمہور کے نزدیک وہ ایک انسان ہوگا انسانوں میں سے اور اکثر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے ایسے ہی اختلاف ہے کہ وہ پیدا ہو چکا یا قیامت کے قریب ہوگا اس کے اندر بھی دو قول ہیں ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیدا ہو چکا اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ ایک غصہ کی وجہ سے نکلے گا اور اصفہان کے اندر ایک بستی یہودیہ ہے اس سے نکلے گا۔ دجال کے متعلق ایک باب آئے گا باب قصة ابن صیاد اس کے اندر اختلاف ہے کہ دجال اور ابن صیاد دونوں ایک ہیں یا الگ الگ ہیں۔ حضرت عمر، ابن عمر، جابر وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ دوسرے علماء کے نزدیک دونوں الگ ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت عمر کا اس وقت تک تھا جب تک کہ ان کو یہ تحقیق نہ ہوا کہ دونوں الگ ہیں اور جب معلوم ہو گیا تو اس قول سے رجوع کر لیا اور یہ مسلم ہے کہ وہ دجال من الدجاجلہ ہے۔ اب یہ کہ بعض روایت کے اندر ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا اس کے اندر بھی کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ یہودی فاسق بھی ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ۔ قرآن پاک کے اندر دجال کا ذکر نہیں ہے لیکن ضمناً اشارہ ہے حضرت عیسیٰ کے متعلق قرآن میں ہے کہ لیؤمنن بہ قبل موتہ اور حضرت عیسیٰ کا نزول صرف دجال کے قتل کے لئے ہوگا

الفصل الاول

ص۴۷۲ عن حذیفة :- اس حدیث پاک کے اندر عشر آیات میں سے ایک دخان ہے علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ یوم تاتی السماء بدخان مبین کے اندر جو دخان ہے وہی یہاں مراد ہے اب یہ آیت کریمہ کے اندر کونسا دخان مراد ہے اس کے اندر اختلاف ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس سے وہ قحط سالی مراد ہے جو مکہ کے اندر واقع ہوئی تھی اور کفار کو ان کی آنکھوں کے سامنے دھواں دکھتا تھا۔ جمہور کے نزدیک اس سے وہ دخان مراد ہے جو قیامت کے قریب ہوگا دوسری آیت عشر آیات میں سے دابة ہے امام احمد، ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تخرج الدابة معہا عصی موسیٰ وخاتم سلیمان اور عصی موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ مسلمانوں کی پیشانی پر ایک نشان لگا دے گا جس سے وہ مسلمان ہونا ظاہر ہوگا اور خاتم سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا اس کے موضع خروج میں حافظ ابن کثیر نے مختلف قول نقل کئے ہیں (۱) صفا کے اندر ایک کھائی درہ ہے وہاں سے خروج ہوگا (۲) تہامہ کی بعض وادیوں سے (۳) مقام جیاد کے اندر ایک پتھر ہے اس سے نکلے گا (۴) ایک مقام ہے مقام بادیہ کے اندر وہاں سے خروج ہوگا (۵) کہا ہے نکلے گی تیسری علامت یاجوج ماجوج ہے ان کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا اور [illegible] ہے (۱) حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے یافث کی اولاد میں سے ہوں گے (۲) ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ اہل ترک ہیں (۳) بعض فرماتے ہیں کہ یاجوج ترک سے اور ماجوج دیلم سے ہوں گے (۴) کعب احبار فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آدم کی اولاد سے ہیں لیکن ان کی والدہ حضرت حواء نہیں ہیں بلکہ ایک

جب حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہوا جو زمین پر گرا اس سے یہ دونوں پیدا ہوئے اس پر اشکال وارد ہوا کہ یہ بالکل
اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں ہوتا اس کا جواب یہ دیا گیا کہ وہ نفی اس احتلام کی ہے جو خواب کے
اندر ہو اور یہ خواب کی حالت کا احتلام اور نہ ہی اس بات کی سند میں کلام ہے (۵) آج کل کی تحقیق ۲۷۲/۱۱
ص ۲۷۲
5465 ہے کہ یہ یاجوج ماجوج اہل روس یا اہل چین ہیں عن ابی ہریرۃ ؓ بادروا بالاعمال وخویصۃ ۔ یہ تصغیر ہے
ص ۲۷۳
66 خاصہ کی اور مطلب ہے کہ عام و خاص ہر ایک کے آنے سے قبل عبادت کر لینی چاہیے عن عبد اللہ بن عمرو ؓ اس ۲۷۳/۱۲
حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اول ساعت طلوع شمس ہے حالانکہ اس کے علاوہ بھی ہے جیسا کہ دجال اور دخان اور اختلاف
ہے اس کا جواب دیا کہ دونوں کے اندر کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ دو چیزیں ہیں ایک قیام ساعت اور ایک قرب ساعت
دخان اور دجال علامت قرب ساعت کی اور طلوع شمس من مغربہا علامت ہے قیام ساعت کی جواب ۲ اس حدیث کے
ص ۲۷۲
68 اندر علامت سے غیر معروف علامت مراد ہے عن ابی ذر ؓ لمستقر لہا اس کی ایک تفسیر کی گئی ہے الی الاجل لہا ۱۷
یعنی اس تمثال کے جریان کا جو ایک وقت مقرر کیا ہے وہ اس سے مراد ہے (۲) اس کے غایت صعود مراد ہے
ص ۲۷۲
69 عن عمران بن حصین ؓ امر اکبر من الدجال اس سے کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے عظیم ہونا مراد ہو ۲۲
ص ۲۷۳
70 مقصود ہو سکتا ہے علامہ نووی کی رائے ہے کہ کیفیت کے اعتبار سے اکبر فرمایا گیا عن عبد اللہ ؓ اس حدیث ۲۴
کا مطلب یہ ہے کہ وہ دجال تم سے کہیگا کہ انا ربکم لیکن تم لوگوں یاد رکھو کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب اعور نہیں ہے
پس اس کو رب نہ ماننا اور دھوکہ میں نہ پڑ جانا اس حدیث کے اندر دجال کو مسیح کہا گیا جس کی وجہ تسمیہ
ما قبل کے اندر گذر چکی ہے کہ وہ ممسوح ہے ای مقطوع عن الخیر والبرکۃ ہوگا اور ایک آن کے اندر پوری زمین کا مسح بھی
کر لیگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ بھی علماء نے مختلف بیان کی ہیں (۱) وہ جس چیز پر ہاتھ پھیر
دیتے تھے وہ ٹھیک ہو جاتی تھی دونوں چیزیں ان کے اندر موجود تھیں (۲) وہ برکت یعنی جوڑ کے اندر ممسوح تھے (۳) جب وہ
پیدا ہوئے تو تیل لگا ہوا تھا (۴) لانہ مسح الارض (۵) اذا مسح ذا عاہۃ برئ - علامہ مجد الدین فیروز آبادی
ص ۲۷۳
صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ پچاس اقوال ان کی وجہ تسمیہ کے اندر ہیں کا قول شرح مشارق کے اندر بیان فرماتے ہیں عن النبی ﷺ
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال سے تمام انبیاء نے اپنی اقوام کو ڈرایا ہے اس پر اشکال ہے کہ جب ان حضرات کو
معلوم تھا کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نکلیگا تو ڈرانے سے کیا فائدہ ہوا اس کا جواب ۱
یہ ہے کہ ان انبیاء کرام کو اس کے خروج کا علم تھا لیکن وقت خروج معلوم نہ تھا اس پر حضرت اقدس مولانا گنگوہی نے
اشکال فرمایا کہ ان لوگوں کو وقت خروج کا علم قطعی تھا لیکن اپنی امت کو عظیم فتنہ پر تنبیہ کرنے کے لیے اور ترغیب علی الا
ص ۲۷۳
72 کے لیے ایسا فرمایا ہے علامہ ... بالمغیبات ... عن ابی ہریرۃ ؓ اشکال ہوا کہ اس کے قبل ۲۷۳/۱
جو حدیث گذر گئی ہے اس کے اندر تمام انبیاء کا ذکر ہے اس حدیث کے اندر حضرت نوح علیہ السلام کی خصوصیت کیوں فرمائی
جواب ۱ دیا کہ جو مشہور ہیں اس پر اشکال ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے زیادہ مشہور ہیں اس کا جواب ۲ دیا کہ
چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے اندر خطاب فرمایا ہے کہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا تو قرآن کے اندر
ان کے دین کے تو ... لیکن یہاں پھر بھی اشکال ہوگا کہ قرآن کے اندر حضرت نوح کا ذکر کر کے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمانا چاہیے لہذا اب جواب ۳ ٹھیک رہیگا کہ وہ اول الرسل بعثت ہیں۔

۲۲۹۵

ص ۴۷۳

5474 جواب: ان کی قوم پر سب سے پہلے عذاب آیا ہے تو تنبیہ کے لئے آپ نے ان کا نام ذکر فرمایا ہے۔ **وعنہ**: الدجال اعور العین ۴۷۳/۷

الیسریٰ الخ اس پر اشکال ہے کہ اس سے پہلے جو حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر کی گزری ہے اس کے اندر اعور العین الیمنی واقع ہوا ہے

بنا بریں دونوں حدیثوں کے اندر تطبیق کیسے ہوگی؟ جواب ۱: یہ ہے کہ چونکہ حضرت ابن عمر کی حدیث متفق علیہ ہے اور یہ حدیث

ضعیف مقابلہ میں نہیں آ سکتی ہے لہٰذا اول راجح ہوگی۔ جواب ۲: دراصل اس کی دونوں آنکھیں معیوب ہوں گی البتہ ایک بالکل غائب ہوگی

ص ۴۷۳

75 اور ایک کم ہوگی۔ **عن النواس بن سمعان**: ان یخرج وانا فیکم الخ اس پر اشکال ہے کہ بعض علماء تورپشتی ۹

کہ تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال یقیناً نکلے گا بعد آپ کے، تو ان یخرج کا کیا مطلب ہے؟ جواب ۱: یہ ہے کہ آپ نے احتمال حسن

کی ترغیب اور احتیاط کو چھوڑ کر یہ فرمایا۔ جواب ۲: آپ کو اس کے خروج کے وقت کا علم نہیں تھا اس لئے ایسا فرمایا

جواب ۳: قضیہ شرطیہ محض فرضی ہے جو اپنا تحقیق ہوتا ہے ایسی ہی یہاں بھی تحقیق کے لئے ہے آگے حضور فرماتے ہیں کہ

یوم کسنۃ ویوم کشھر الخ اس کے مطلب میں بھی اختلاف ہے (۱) علماء دو فرماتے ہیں کہ یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے

(۲) علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ وہ دن اپنا تو عادت کی وجہ سے ساعات میں ہو جائے گا اگر دن لگا یعنی رات بھی دن

ہی نظر آئے گا (۳) بعض لوگوں نے بیان کیا کہ مصیبت اتنی سخت ہوگی کہ ایک دن ایک سال کی طرح معلوم ہوگا اور

اور یہ جب اس مصیبت کے خوگر ہو جائیں گے تو ایک ماہ اور جمعہ کے برابر معلوم ہوگا پھر یہ اثر کم ہو جائے گا

(۴) بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ اس کا دور پہلے اور پہلا ختم ہوتا چلا جائے گا لیکن اس کو

دوسرے علماء نے غلط قرار دیا ہے کیونکہ اس صورت کے اندر لازم آئے گا کہ پھر ان عمر کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں

بلکہ مجازی معنی مراد ہیں حالانکہ یہاں حقیقی معنی مراد ہیں البتہ ان کی شکل کے اندر اختلاف ہے بعض نے حقیقت پر محمول

کیا اور بعض نے اسے تو عرفات پر محمول کیا ہے اس کے بعد جب صحابہ کرام نے سوال کیا یا رسول اللہ فھل یکفینا اس دن کے اندر ایک

ایک دن کی نماز میں فرض ہوں گی یا پورے سال و ماہ کی نماز میں فرض ہوں گی تو آپ نے فرمایا ایک دن کی نماز میں فرض ہوں گی

بلکہ اقدروا لہ قدرہ یعنی اندازہ لگا لینا کہ ایک دن کا کتنا حصہ گزر گیا ہے اب اس کے اندر اختلاف ہے کہ اگر

اس جیسا دن اب بھی آ جائے تو کیا اندازہ لگایا جائے گا یا نہیں چنانچہ بلغار کے اندر سورج کے غروب ہونے

کے بعد شفق کے غروب ہونے سے پہلے سورج طلوع ہو جاتا ہے تو کیا اندازہ لگایا جائے گا یا نہیں؟ بعض لوگ

فتویٰ ہے کہ لگایا جائے گا۔ علامہ ابن امیر حاج حلبی اور ان کے استاذ اور قاسم بن قطلوبغا وغیرہ نے اسی کو

اختیار کیا ہے۔ صاحب کنز، صاحب در وغیرہ کے نزدیک اندازہ نہیں لگایا جائے گا۔ عند المنارۃ البیضاء

شرقی دمشق: حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مجھ کو خبر دی گئی ہے کہ اصل حدیث کی عبارت ایسے ہے عند المنارۃ البیضاء

الشرقیۃ بدمشق۔ ایک روایت کے اندر بجائے منارہ بیضاء کے بیت المقدس ہے اور ایک روایت کے اندر

اردن ہے اور ایک روایت کے اندر معسکر المسلمین وارد ہوا ہے یعنی ان روایات میں کہیں نزول ہوگا اب ان

تمام روایات مختلفہ کے اندر جمع یہ ہے کہ منارہ بیضاء بیت المقدس کے اندر ہے اور معسکر المسلمین بھی اسی وقت

وہیں ہوگا اور اردن بھی بیت المقدس کی قریب ہے اور متصل ہے اذ یحذ [illegible] الجنۃ [illegible]

اور علامہ [illegible] نے بیان فرمایا کہ یہ سوال موجود ہوگا۔ علامہ ابن الجوزی نے اس روایت [illegible] کو موضوع

قرار دیا ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان کو مطلب معلوم نہیں ہوا اس لئے موضوع قرار دیا ہے ورنہ [illegible] المطلب

5475 یہ حکم قرب قیامت کے سب سے قبل ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ فتقبض روح کل مومن الخ اس حدیث پر ملا علی قاری نے شبہ پیش کیا ہے
کہ یہ کوئی شخص زمین پر باقی نہ رہے گا علامہ ابن کثیر ص ۵۸۳ پر ایک حدیث آتی ہے کہ اس ہوا کی وجہ سے کچھ اثر ہو گا اور
وہ قیامت تک چلتی رہے گی اس کا جواب دیا کہ اس حدیث کے اندر حتی یاتی امر اللہ سے مراد ہوا ہے یعنی اس ہوا کے ۳۲۴/۱۶
5476 واقع ہونے تک۔ عن ابی سعید (ص ۶۶) رجل من المومنین اس سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہیں لیکن یہ ان لوگوں کے
خلاف ہے جو حیات خضر کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ رجل سے مراد امت محمدیہ کا کوئی ایک فرد ہے

78 (ص ۶۶) عن النبی ... من یہود اصفہان امام ابو نعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ اس سے اصفہان شہر مراد نہیں بلکہ اس کے اندر ۳۲۵/۳
ایک بستی ہے جس کا نام یہودیہ ہے اور وہاں یہود رہتے تھے جب بخت نصر کے زمانے میں [illegible] تو ایوب نامی شخص نے
اس بستی کو آباد کیا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ یہود اصفہان سے یہودیہ بستی مراد ہے علیہم الطیالسۃ
اس سے علامہ ابن قیم نے استدلال کیا کہ طیلسان یہود کا شعار ہے لہذا اس کا استعمال جائز نہیں ہے لیکن اس کا جواب حافظ نے دیا کہ یہ
یہود کا شعار پہلے تھا اب نہیں رہا بلکہ حضور سے تقنع اور تطیلس ثابت ہے اس کے اندر کوئی اشکال نہیں ہے۔۔۔

82 (ص ۲۷۵) عن فاطمۃ بنت قیس ... فالتقت انا الجساسۃ یہ جس کے مشتق ہے جاسوسی کرنا کے معنی ہیں علامہ نووی فرماتے ۱۴
ہیں کہ یہ دجال کے واسطے جاسوسی کرتی ہے۔ علامہ نووی نے عبد اللہ بن عمرو سے نقل کیا کہ قرآن کے اندر جس دابۃ الارض کا
ذکر ہے وہ یہی دابہ ہے دیگر جگہ حدیث کے اندر [illegible] کا لفظ آیا ہے یہ ایک قول ہے [illegible] حضرت لوط علیہ السلام
کی لڑکی کا نام تھا اور وہ [illegible] نبی الامیین یہ [illegible] کے اعتبار سے کہا کیونکہ آپ کی جائے
پیدائش امی لوگوں کا ملک ہے اور بعض نے یہ وجہ بیان کی کہ اہل کتاب کا چونکہ عقیدہ تھا کہ آپ کی بعثت عام نہیں ہے
بلکہ صرف اہل عرب کی طرف ہے اس اعتبار سے اس کا ذکر کیا ذاک خیر لہم اس کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت معلوم
ہوگی مطعون [illegible] علامہ ابن قیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے منبر شریف پر [illegible] ہاتھ سے
اشارہ بھی کیا ہے لیکن اس حدیث سے ان پر رد ہو گیا اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ آپ [illegible] تو یہ اندر ہی ہے
فی بحر الشام او فی بحر الیمن الخ ممکن ہے کہ حضور کو اس کی تعیین معلوم ہو لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے اندر
[illegible] تو حضور نے بھی الہام [illegible] فرمایا اور ممکن ہے کہ حضور کو پہلے ہی سے تعیین کا علم ہو

83 (ص ۲۷۶) عن عبد اللہ بن عمرو اس حدیث کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طواف کا ذکر ہے تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ آپ عبادت ۳۲۶/۱۱
گزار ہیں لیکن مسیح دجال کے طواف کرنے کا کیا مطلب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ [illegible] تھا اور یہ طواف
بھی بغرض تخریب تھا [illegible] خواب کے اندر دیکھا ہے اس کا خارج کے اندر وقوع لازم نہیں آیا دوسرا اشکال
کہ یہ معلوم ہے کہ دجال مکہ مدینہ کے قریب نہ جا سکے گا اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ حرمین کے اندر داخل ہوا۔
اس کا جواب دیا کہ عدم دخول قرب قیامت میں ہوگا اور خواب جس وقت کے اندر دیکھا گیا [illegible]
جعد قطط [illegible] کأن عینہ عنبۃ طافیۃ [illegible] لیکن بعض روایت کے اندر طافئۃ
ہمزہ کے ساتھ ہے لیکن یہ بعض علماء کے نزدیک غلط ہے کیونکہ دونوں کے معنی کے اندر تضاد ہے کیونکہ طافیۃ کا معنی ابھری
ہوئی اور طافئۃ کے معنی اندر کو بیٹھی ہوئی لہذا ایک آنکھ کے اندر دونوں صفتیں [illegible] ہو سکتی ہیں بعض نے جمع کیا کہ
[illegible] اندر کو [illegible] ہوئی [illegible] لیکن [illegible] لہذا اب دونوں صحیح ہو جائیں گے

ص ۴۷۶

5485 اسکی تحریک انکو ظاہر کرے اور دوسری طائفہ ہوگی فلا تعارض **الفصل الثانی عن عبادۃ** انہ ۔ اس کی تفسیر کے اندر علماء کے ۴۷۶/۲۲
86 مختلف قول ہیں (۱) جس کی ساقین کے اندر انفصال ہو (۲) صدور قدمین کے اندر انفصال اور عقبین کے اندر انفصال ۲۵

ص ۴۷۶

ہو (۳) جس کی ٹانگیں ٹیڑھی ہوں **عن ابی عبیدۃ** اس کے اندر بعض من رآنی او سمع کلامی الخ کا مصداق
بعض کے نزدیک حضرت خضر ہیں اور بعض کے نزدیک امت محمدیہ کا کوئی ایک فرد مراد ہے ۔ امت ثانی صورت کے اندر روایت سے مراد

باب قصة ابن صياد ۴۷۸/۱

ابن صیاد اسکا نام بعض روایت کے اندر عبد اللہ اور بعض کے اندر صاف وارد ہوا ہے ایک یہودی کا لڑکا ہے
بعض روایات سے معلوم ہوا کہ دجال اور ابن صیاد ایک ہے اور بعض کے نزدیک دونوں الگ الگ ہیں حضرت عمر
حضرت ابن عمر ۔ حضرت جابر قسم کھاکر کہتے تھے کہ دونوں ایک ہیں امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے چنانچہ امام
بخاری شریف کے اندر ابن صیاد کی روایات کو کتاب الرجال کے اندر مجملاً ذکر فرمایا ہے حافظ فرماتے ہیں کہ
حضرت امام بخاری نے ترجیح کا باب اختیار کیا ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دونوں الگ ہیں ان کا استدلال ہے کہ
وہ مدینہ کے اندر تھا اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال دوسرے مقام پر جزیرہ میں بندھا ہوا ہے الگ ہے
لیکن یہ اقرب الی الکلام نہایت مشتبہ ہے اور روایات بھی بہت مختلف ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہیں
ان کی دلیل علامہ عینی بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ کے اندر ایک یہودی کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اور
دو دن بعد وہ غصہ کی وجہ سے پھولنا شروع ہوا اور اتنا پھولا کہ اسکی ماں اور رشتہ دار الگ ایک طرف ہوگئے
یعنی ایک کوٹھری کے اندر چھپ گئے اور یہ وہ پھولتا پھولتا اتنا ہوا کہ مکان کی چھت تک پہنچ گیا حضور پر
صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی اور آپ چند روز بعد اسکے پاس گئے تو وہ پڑا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا
تھا حضور کو دیکھ کر وہ متوجہ ہوا حضور نے اس سے فرمایا کہ اتشہد انی رسول اللہ الخ اس نے جواب میں کہا اتشہد انی
رسول اللہ حضور واپس تشریف لائے حضرت عمر نے تلوار اٹھاکر اسکے سر پر ماری کہ وہ اسکے سر پر ایسے
لگی جیسے کسی سخت پتھر پر ماری ہو اعضاء حضرت عمر کے لگا کہ اسکی وجہ سے حضرت عمر زخمی ہوگئے اور وہ غصہ میں
بیٹھ گئے اور وہ اپنے بستر پر قریب کو منتقل ہوا ... حضور کو معلوم ہوا آپ آئے اور حضرت عمر سے
فرمایا کہ تم نے یہ کیا اسکے بعد انہوں نے کہا کہ حضور اسکے پیٹ میں حمل ہو جاتا ہے دعا فرمادیجئے حضور نے دعا کی اور
کچھ عرصہ کے بعد فتح ہو جانے کی حاجت ہوئی انہوں نے فرمایا کہ چھوڑو ... چنانچہ حضرت جبرئیل نے آکر
اسکی کھوپڑی اٹھاکر دریا میں پھینک دیا ۔ اور پھر اسکے بعد حضرت تمیم داری سے دجال کی ملاقات ہوئی لہذا
اس تفصیل حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں ایک ہیں لیکن علماء اسکی سند ... کہ یہ حدیث پایہ ثبوت کو نہیں
پہنچتی نیز اس حدیث پر حضرت تمیم داری کی حدیث سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ اسکے اندر ہے کہ اس نے حضور
کے متعلق سوال کیا کہ نبی الامیین آگئے تو اگر یہ وہی ابن صیاد ہوتا تو سوال کیوں کرتا وہ تو خود مدینہ کے
اندر تھا اور اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی خباثت کی وجہ سے حضور کا سوال کیا تھا تو اب اشکال
ہوگا کہ اسنے جب حضور کے متعلق سوال کیا کہ یا محمد تو انہوں نے جواب دیا کہ قد خرج ... نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اسکو وقت کی خبر ہے ... اسکو مدینہ کے اندر پایا تھا ... یہ حدیث محل کلام ہے اور وہ دجال اکبر ہی ہے

صفحہ ٣٤٨

5494 بلکہ دجال بن الدجاجلہ ہے **الفصل الاول عن عبد اللہ** اس حدیث کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ٣٤٨/١

فرمایا کہ اشہد بالله و برسله اس پر اشکال ہے کہ حضور نے یہ کیوں فرمایا اسکا جواب ملا علی قاری نے دیا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ

میں اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں اور [illegible] ان کے رسولوں میں سے ہو جائے لیکن اس پر ملا علی قاری

نے اعتراض کیا کہ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ گویا اسکے اندر حضور کو اسکی رسالت کے اندر شک ہے اور کہ قطعی طور پر

آپکو معلوم ہے کہ یہ رسول نہیں ہے لہذا اسکا مطلب یہ ہے بلکہ آپ نے مفہوم مخالف کے ذریعہ استدلال کیا ہے کہ میں تو اللہ

پر ایمان لاتا ہوں اور تو رسول نہیں ہے لہذا میں کیسے تیری نبوت پر ایمان لاؤں گا اور حضور نے یہ قول اسوقت کہا کہ

جب آپکو اسکے دجال ہونے کا علم نہیں تھا ورنہ یہ کہنا آپ کیلئے جائز نہیں ہے اور حضور نے اسکو اسکے اس قول

پر قتل نہیں کیا کیونکہ وہ بچہ تھا یا اسوجہ سے کہ وہ ذمی تھا اور لیکن ہو سکتا ہے [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اسکے

صفحہ ٣٤٨

5495 دجال ہونے کے اندر شبہ تھا **عن ابی سعید** [illegible] صادقین وکاذبا او کاذبین وصادقا یعنی میں سچی اور جھوٹی ١٤

باتیں دونوں سنتا ہوں لیکن اسکو شبہ تھا کہ آیا صدق کا مفہوم زیادہ ہے یا کذب کا مفہوم زیادہ ہے اس حدیث کے

اندر او شک کیلئے ہے حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ او تنویع کیلئے ہے یعنی بعض احوال اسپر صدق کا غلبہ اور بعض احوال

صفحہ ٣٤٩

5498 کذب کا غلبہ رہیگا صدق پر **عن ابی سعید** قال فلبستنی اسکا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اسنے یہ تو کہا کہ میں اسکا اور ٢٥

اسکا مکان وغیرہ جانتا ہوں لیکن اسکی تفصیل بیان نہیں کی دوسرا مطلب یہ بیان کیا کہ مجھے خیال

ہوا کہ یہ دجال نہیں ہے لیکن جب اسنے اسکی [illegible] کا ذکر کیا تو اب شبہ ہوا کہ یہ دجال معلوم ہوتا ہے ٣٤٩/٥

صفحہ ٣٤٩

5500 **عن محمد بن المنکدر** فلم ینکره النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو لوگ

قائل ہیں کہ دونوں ایک ہیں اسکا جواب دوسرے لوگوں نے دیا کہ آپکا اقرار اوامر ونواہی کے اندر تو حق ہونے

کی دلیل ہے اور غیر اوامر ونواہی کے اندر اقرار حق ہونے کی دلیل نہیں ہے یہی محققین کا مذہب ہے لہذا اسکا استدلال

صحیح نہیں ہے دوسرا جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ لیکن [illegible] آپکے سامنے ظاہر ہوا ہو تیسرا جواب یہ ہے

کہ یہ واقعہ تمیم داری کے واقعہ سے پہلے کا ہے اور اسکے بعد آپکو علم ہو گیا کہ یہ دجال نہیں ہے

صفحہ ٣٤٩

الفصل الثانی

5503 **عن ابی بکرة** اس حدیث کے اندر الاعور الضرس وارد ہوا لیکن ابوداؤد اور ترمذی شریف کے اندر الضرس کی ٩

بجائے اخرس وارد ہوا ہے اور چونکہ اسکا بعد ہے اقل منفعة اسکا ترجیح بھی نہیں ہے اور اگر اخرس ہو بلکہ

اضرس ہو تو [illegible] کے اندر تاویل کی ضرورت ہوگی تنام عیناه ولا ینام قلبه اس پر اشکال ہے کہ یہ تو حضور کی صفت

ہے لہذا اس صفت کے ساتھ تو نبی نہیں بلکہ وہ خبیث کیسے متصف ہوگا اسکا جواب دیا کہ انبیاء کرام کی صفات

اثرات ملائکہ کی وجہ سے اور اسکی صفات وسوسہ شیطانیہ کی وجہ سے تھیں اس حدیث سے کہ ابن صیاد

اور دجال کے ایک ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن اسکا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اسکے بعد ایک حدیث کے اندر

گذرا کہ حضور اسکے پاس گئے وقد قارب یومئذ الحلم اور وہ بالغ ہو چکا تھا اور اس حدیث کے راوی حضرت

ابو بکرہ غزوہ طائف کے اندر ٨ھ کے اندر ایمان لائے تو کل ان کو اسلام کے دو سال حضور کے زمانے میں ملے ہیں

اور یہ کہتے ہیں کہ ہم جب گئے تو وہ پیدا ہو چکا تھا تو ان دو سال کے اندر اسکا پیدا ہونا اور بچہ ذی حلم ہونا

[illegible] کیسے ہو سکتا ہے لہذا اول حدیث راجح ہے اور یہ حدیث [illegible] ہے نیز اسکا راوی علی بن زید بن جدعان

5505 ص۱۲۳

باب نزول عیسیٰ علیہ السلام

مصنف ہے چونکہ دجال کے خاتمہ کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اسلئے دجال کے ذکر کے بعد اب حضرت ٢٧٩/٢٣
نزول کا ذکر فرماتے ہیں **الفصل الاول عن ابی ہریرۃ** ان ینزل فیکم ابن مریم الخ یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ دجال ٢٣
کے خاتمہ کیلئے حضرت عیسیٰ کے نزول کی کیا تخصیص ہے وہ تو کسی اور کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے اسکے علماء نے مختلف جوابات دیئے ہیں
جواب (۱) ۔ حافظ کہتے ہیں کہ اللہ کو معلوم ہو چکا کہ دجال کا اتباع یہود کریں گے اور ان یہود کا زعم تھا کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر دیا
تو ان کے اس زعم کے ابطال کیلئے نزول ہوگا اور چونکہ وہ یہود کا سردار ہوگا تو اس وجہ سے حضرت عیسیٰ کو اس کے قتل پر
مسلط فرمایا ہے (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور جو شخص زمین سے پیدا ہو وہ اسی جگہ لوٹے گا حالانکہ وہ پیدا
ہوا تو اس قاعدہ کی تکمیل کیلئے ان کو نازل کیا جائیگا (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ میں ہونے کی تمنا کی ہے
فیکسر الصلیب نصاریٰ اسکی تعظیم کرتے ہیں تو اس کی تعظیم کے ابطال کیلئے اسکو توڑ دینگے ویضع الجزیۃ قاضی عیاض فرماتے
فرماتے ہیں کہ اسلام کا غلبہ ہوگا اسلئے وہ قائم ہو جزیہ بھی مقرر کیا گیا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ وہ جزیہ کو ساقط کر دینگے
اور صرف اسلام کو قبول کیا جائیگا یا تو تلوار کے ذریعہ کام تمام کر دیا جائیگا اب اس پر اشکال ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے
جزیہ کو ساقط کرنے سے لازم آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اندر نسخ ہو جائیگا حالانکہ حضور کے بعد کوئی شی
شریعت محمدیہ کیلئے ناسخ نہیں بن سکتی اسکا جواب ابن بطال نے دیا کہ مسلمان جو جزیہ لیتے ہیں وہ قوت حاصل
کرنے کیلئے لیتے ہیں اور اسوقت ضرورت نہ ہوگی تو گویا اسوقت علت تمام ہو جائیگی لہذا حکم بھی تمام ہو جائیگا اور
جواب (۲) حافظ ابو زرعہ عراقی فرماتے ہیں کہ ہم جو جزیہ لیتے ہیں اور ان سے تلوار کے ذریعہ کام تمام نہیں کرتے اسکی وجہ
یہ ہے کہ ان کے پاس جو انجیل و توراۃ ہے اسکے اندر ہم کو شبہ ہے کہ اب بھی شاید اسکے اندر اصل کتاب کی باتیں
موجود ہوں اسلئے ہم قتال نہیں کرتے اور حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے کے بعد یہ بات ختم ہو جائیگی لہذا اسوقت وہ لوگ
وثنی کے مانند ہوں گے اسلئے اب جزیہ ختم اور اما الاسلام واما السیف جواب (۳) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ نسخ
جزیہ حضرت عیسیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے آپ نے بتلا دیا کہ اسوقت تک جزیہ لیا
06 جائیگا اور پھر اسکی مدت ختم ہو جائیگی وتقع ... ولیترکن القلاص قلوص کی جمع ہے جو ان اونٹنی کو کہتے ہیں ٢٧
فلا یسعیٰ علیہا علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ان کی پرواہ نہیں کی جائیگی اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان
کی زکاۃ لینے کیلئے ساعی کو نہیں بھیجا جائیگا اس مطلب کو اسلئے اونٹ کی خصوصیت قرار دیا ہے و امامکم منکم اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کا کوئی فرد امام بنیگا اور حدیث ۴۶۶ پر ایک حدیث آتی ہے جسکے اندر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
امامت کریں گے اسلئے تعارض لازم آتا ہے جس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت فرماویں گے [illegible] علامہ
تفتازانی ... نے شرح ... میں کہا کہ ابتداءً عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت امام مہدی امامت کریں گے علامہ علی قاری
فرماتے ہیں کہ اسکا عکس بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت امام مہدی پہلے اور بعد میں حضرت عیسیٰ امامت کریں چنانچہ روایات
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ایسے وقت نازل ہونگے جبکہ نماز کھڑی ہو جائیگی امام مہدی پیچھے ہٹیں گے تاکہ وہ پڑھاویں
تو وہ فرمائیں گے تم ہی پڑھاؤ اور پھر امام مہدی نماز پڑھائیں گے اسکے بعد حضرت عیسیٰ دوسرے اوقات کی نماز میں پڑھائیں گے
اور اب یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ نبی ہونے کی وجہ سے افضل ہیں لہذا یہ زیادہ حق ہیں نماز و امامت کے اسکا
جواب ... امام مہدی کو امام اسلئے بنایا جائیگا کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج شریعت محمدیہ چلے گی اور حضرت عیسیٰ کی نبوۃ
کی وجہ سے امام بنایا جائیگا

باب قرب الساعة وان من مات فقد قامت قیامتہ

٢٨٠/٩ ساعت کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے ساعتِ کبریٰ یعنی تمام عالم کی قیامت جس دن برپا ہوگی۔ قیامتِ ساعتِ وسطیٰ اور وہ قرن
اور ہم عصر لوگوں کی ساعت اور قیامت اور ایک ساعتِ صغریٰ وہ ہر آدمی کی موت ہے اور یہاں باب کے آخر میں ہر آدمی کی
5509 ٣٠ اپنی موت مراد ہے جیسا کہ خود باب کے اندر مصنف نے فرما دیا کہ وان من مات فقد قامت قیامتہ الفصل الاول عن شعبة صفحہ ۲۸۰
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اب موجود ہیں وہ سو سال بعد ختم ہو جائیں گے ایک بھی زندہ نہ رہے گا اس پر اشکال ہوا کہ حضرت
ابو الطفیل ایک صحابی ہیں جن کا انتقال ۱۰۲ھ میں ہوا تو یہ حضور کے فرمان کے خلاف ہوگا کہ یہ ایک سو سال سے زیادہ رہے
اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے جو یہ فرمایا اس کی توجیہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس کا اعتبار اس وقت سے ہے جبکہ آپ نے
یہ جملہ ارشاد فرمایا اب اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ جن لوگوں نے سو سال کے گزرنے کے بعد اپنے صحابی ہونے کا
دعویٰ کیا اور شہرت کی یہ غلط ہے اب ایک اشکال ہوگا کہ حضرات صوفیاء کے نزدیک تو حضرت خضر اور حضرت الیاس
علیہما السلام باحیات ہیں اور اس حدیث کا تقاضہ ہے کہ وہ لوگ بھی ختم ہو گئے ہوں چنانچہ امام بخاری اور ابراہیم حربی
کا یہی مذہب ہے لیکن جمہور کے نزدیک وہ لوگ باحیات ہیں علامہ نووی نے لکھا ہے کہ حضرت خضر زندہ ہیں لہٰذا جمہور اب اس
حدیث کا جواب یہ ہوگا کہ جس وقت آپ نے فرمایا تھا اس وقت یہ لوگ علی وجہ الارض نہیں تھے بلکہ دریا کے اندر تھے۔
12 عن عائشة حتی تقوم علیکم ساعتکم ۔۔۔ الاستبعاد بعید کہ ساعت الکلام کی تو مراد ہوا ہے اس کے معنی میں کچھ صفحہ ۲۸۰ ١٦
یعنی ہر شخص کی اپنی موت مراد ہے جیسا کہ اس حدیث کا ماننا اور دلیل اس کی خود یہ حدیث ہے۔ حافظ ابن حجر اپنی تفسیر کے
اندر تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو ہر شخص کی الگ ہے ہم کو لے جائیگا اور بعض کے نزدیک اس سے ساعت وسطیٰ
یعنی ہم عصر اور اقران کی قیامت مراد ہے مصنف نے اس کو منقطع کہا ہے تو اور یہ حافظ اور ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ حدیث
14 ٢٠ معاویہ سے ہم کو ہے الفصل الثانی عن سعد صفحہ ۲۸۰ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کی عمر پانچ سو سال ہوگی تو
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے جو اپنا کام ہے انتہا اور جو پانچ سو سال کی تحدید ہے جو ثابت نہیں ہے
حضرت مکرم اور منصوص تو جہات پانچ سو سال تک رہیں گی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

٢٨٠/٢٥

باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس

(الفصل الاول)

صفحہ ۲۸۰

16 عن انس یہ باب کی پہلی حدیث کا مطلب ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ کوئی آدمی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا اور
اس وقت قیامت واقع ہو جائیگی اس پر اشکال ہے کہ صفحہ ۵۸۳ پر ایک حدیث حضرت معاویہ کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ
امت محمدیہ حق پر قائم رہیگی اور ان کو کوئی ذلیل و رسوا نہیں کر سکیگا دونوں کے اندر تعارض ہے تو
جواب یہ ہے کہ باب کی روایت اکثریت پر محمول ہے اکثریت کا اعتبار ہے کہ یہ اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا اور یہ جواب کچھ صحیح نہیں ہے ٢٨١/١
18 لہٰذا دوسرا جواب یہ ہے کہ انتہاء حدیث اس حدیث کا بیان واضح ہے عن ابی هريرة حتی تضطرب الیات نساء صفحہ ۲۸۱
علامہ ابن الطیبی اس حدیث کے مطلب کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ عورتیں دور دراز راستوں سے چل کر آئیں گی اور
اس بت کی عبادت کریں گی تو تحریک الیشین کتاب ہے مشہور ہے ہمارے مشائخ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ
اس حدیث کا طواف کریں گی تو تحریک سے مراد طواف کرنا ہے دو حافظ نے بھی یہی مطلب بیان کیا۔ ابن بطال فرماتے
کہ اس سے انقطاع اسلام کی طرف اشارہ مقصود نہیں ہے بلکہ اضمحلال اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ حضور کی گفتگو کا مقصد یہ
20 ٩ کہ یہ سب کچھ قیامت کے قریب ہوگا عن عبد اللہ بن عمرو کیف بکم فی الناس صفحہ ۲۸۱ سے معلوم ہوا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام سات سال تک دنیا میں رہیں گے اس پر اشکال ہوا کہ اس سے پہلے ایک حدیث گذری کہ آپ چالیس سال ٣٨١
قیام فرمائیں گے اب دونوں کے اندر تعارض ہے دفع کرنا ہے علماء کے مختلف قول ہیں (۱) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ
اس حدیث کے اندر سات سال سے وہ مدت مراد ہے جو نزول کے بعد ہوگی اور جس کے اندر چالیس سال کا ذکر ہے اس سے
وہ مدت مراد ہے جو حضرت عیسیٰ کی نزول کے بعد اور اس کے قبل ہے کیونکہ آپ کا رفع الی السماء ۳۳ سال کی عمر میں
ہوا اور آخر کے اندر سات سال لہذا پورے چالیس ہوگئے (۲) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا قیام
چالیس رہے گا اور سات سال کا مطلب ہے کہ ان کے انتقال کے بعد لوگ سات سال تک اور خیر کے اندر رہیں گے
لیکن یہ جواب امام بیہقی کی روایت پر صحیح ہے کیونکہ ان کے یہاں ایسے وارد ہوا یمکث فی الناس بعد سبع سنین اور
ہمارے نسخے کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں لفظ فی زیادہ ہے (۳) علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی عمر کل ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی ہے چالیس سال قبل النبوۃ اور چالیس سال اس کے بعد اور پھر رفع ہوا اور اب
چالیس سال تک آخر کے اندر رہیں گے من قبل الشام الخ مسلم شریف کی ایک روایت حضرت ابو ھریرہ سے مروی ہے اس کے
اندر من قبل الیمن وارد ہوا علامہ نووی نے دو قول جمع کے اندر نقل کئے ہیں (۱) ممکن ہے کہ دو ہوائیں الگ
الگ ہوں (۲) ایک ہوا احد الجانبین سے چل کر دوسری جانب پہنچے اور پھر دونوں جانب سے مل کر چلیں لہذا
یمن کی ہوا پہلے شام جائے اور پھر وہاں سے یمن و شام دونوں ہوائیں مل کر چلیں یا اس کا عکس ہو جائے ٣٨١/٢٢

باب النفخ فی الصور

(الفصل الاول)

صور کا معنی نفخ کے ہیں قرآن و حدیث کے اندر اس کا اثبات ہے اور اس کی تفسیر میں دو فریق ہیں ایک گروہ کا دار
حضرت حسن بصری ہیں ان کے نزدیک صُوَر بفتح الصاد و فتح الواو ہے اور صورۃ کی جمع ہے اور مطلب ہے کہ صورتوں
کے اندر روح کو پھونک دیا جائیگا پس اسی کا نام صور ہے یہ کوئی دوسری الگ چیز نہیں ہے اہل سنت والجماعت
اس کے مقابل دوسرا فریق ہے جو اثبات صور کا قائل ہے بعض تابعین کا قول ہے کہ صور ایک بوق کا نام ہوگا
اور اس کے اندر ہر شخص کی روح موجود ہے اور جب صور کا نفخ ہوگا تو ہر ایک کے جسد کی طرف وہ روح منتقل ہوگی
نفخ صور جمہور کے نزدیک دو مرتبہ ہوگا ایک اس وقت جبکہ لوگ مرنے لگیں گے اور ایک اس وقت جبکہ لوگ حساب و کتاب
کیلئے اٹھائے جائیں گے اس سے زندہ کیا جائیگا خلاصہ یہ ہوا کہ ایک صور موت کیلئے اور ایک احیاء کیلئے ہوگا اول
کی وجہ سے جو لوگ زندہ ہیں وہ مر جائیں گے اور جو میت ہیں ان پر فزع اور بیہوشی طاری ہوگی اور دوسرا صور
احیاء کیلئے ہے یعنی بعث و حساب وغیرہ کیلئے ہے ابن العربی کی رائے ہے کہ صور تین مرتبہ ہوگا اور ابن العربی مالکی
کی رائے یہی ہے ابن حزم ظاہری کے نزدیک چار مرتبہ نفخ صور ہوگا اول سے موت اور دوسرے سے احیاء تیسرے
سے فزع اور چوتھے اس فزع سے بیدار کیلئے لیکن ان کا یہ قول مرجوح ہے جو جمہور کا مذہب ہے وہ ہی راجح ہے

ص ٢٨١

5521 **عن ابی ھریرۃ** اس حدیث کا مطلب ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے ارجون فرمایا تھا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس کا علاوہ معلوم اور ابی شیئی ٢٢
الا عظما واحدا آدمی کے استدلال کیا گیا ہے جا ہل زبان آرہی ہے لوگ کہتے کہ عادۃ قدیم ہے دیکھو اسی ہڈی کے ذریعہ
تخلیق ہوگی معلوم ہوا کہ تخلیق وغیرہ یہ سبب مادہ پر موقوف ہے اور اصل چیز مادہ ہے ہماری طرف سے جواب ہے
اس حدیث سے تو صرف یہ معلوم ہوا کہ وہ باقی رہیگی لیکن اس کے وجود سے اس کی قدیم ہونے پر استدلال کیسے ہے

5523 ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حدیث کے اندر بالکلیہ اس حدیث کے انتفاء کی نفی نہیں ہے کا ذکر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ۳۸۲/۲
یہ حدیث درجہ تک نہیں پہنچی ص۲۹۳ عن عبد اللہ بن عمر ویطوی الارضین بشماله اس کے بعد ایک حدیث گزر چکی کہ کلتا یدیہ
یمین کہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ یمین ہیں یعنی شمال عیب اور نقص پر دال ہوتا ہے لہذا یہاں بشماله کیوں کہا
اس کا جواب دیا کہ یہ راوی کا تصرف ہے ورنہ حدیث کے اصل الفاظ وفی یدہ الاخری ہیں اب رہا اختلاف واقعہ
ہوا کہ اس حدیث کے اندر ذکر کیا گیا کہ آسمان ایک ہاتھ کے اندر زمین دوسرے ہاتھ کے اندر لپیٹی ہوں گی
اور اس کے بعد حضرت ابن مسعود کی حدیث ہے اس کے اندر ہے کہ ایک ہی ہاتھ کی پانچوں انگلیوں پر زمین و آسمان ہوں گے
میں [illegible] تو اس کا جواب دیا کہ دوسری آیت والی حدیث کے اندر اللہ تبارک و تعالی کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے
5525 اور فی نفسہ اصل شکل وہی ہے جو پہلی حدیث کے اندر ہے ص۲۹۳ عن عائشة یوم تبدل الارض الخ اس تبدیل ۹
ارض کے اندر علماء کے تین قول ہیں (۱) یہ کیفیت کے اعتبار سے تبدیل ہوگی مثلاً جو پہاڑ جتنا بلند ہے
اس کو اتنا ہی پست کر دیا جائے گا لیکن ذات اس کی وہی رہے گی (۲) یہ ذات کے اعتبار سے تبدیل ہوگی
کہ دوسری زمین ہو جائے گی سفید بیضاء کی مانند (۳) قیام ساعت سے پہلے زمین کا تبدل کیفیت کے اعتبار
26 سے ہوگا اور قیام ساعت کے بعد ذات کے اعتبار سے ہوگا ص۲۸۳ عن ابی هريرة الشمس والقمر مكوران الخ شمس ۱۱
و قمر دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے یعنی ان کے انوارات ختم ہو جائیں گے بعض نے کہا کہ ان کو گرا دیا جائے گا

باب الحشر ۳۸۳/۲

(الفصل الاول)

الحشر الجمع علامہ قرطبی نے بیان فرمایا کہ حشر چار مرتبہ واقع ہوگا دو مرتبہ دنیا کے اندر ہوا اور دو مرتبہ آخرت
کے اندر ہوگا اول حشر دنیا کے اندر وہ ہوا جو سورۃ الحشر کے اندر ہو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الكتاب
من دیارهم لاول الحشر کے تحت بیان کیا گیا ہے اور دوسرا حشر وہ ہے جو نار مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف
چلے گی جس کا ذکر عنقریب کے اندر آ چکا تیسرا حشر آخرت کے اندر انوارات کا ہوگا ان کی قبروں سے اور چوتھا حشر
34 جنت کی طرف اہل جنت کا اور جہنم کی طرف اہل جہنم کا ہوگا ص۲۸۳ عن ابی هريرة يحشر الناس على ثلث طرائق علامہ خطابی ۳۸۳/۲
علامہ قرطبی قاضی عیاض جیسے فرماتے ہیں کہ اس حشر سے مراد حشر فی الدنیا ہے امام نووی علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ حشر فی الآخرۃ
مراد ہے حافظ اور علامہ سندھی کا میلان قلب اول کی طرف ہے جو لوگ حشر فی الدنیا کے قائل ہیں ان کے نزدیک یحشر بقیتهم النار
35 کے اندر نار سے مراد نار دنیا ہے اور فرق ثانی کے نزدیک نار آخرت مراد ہے ص۲۸۳ عن ابن عباس انكم محشورون حفاة عراة غرلا ۵
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ننگے ہوں گے اور حافظ کے اندر معلوم ہوا کہ لوگ اپنے کپڑوں کے اندر مبعوث ہوں گے اس کا جواب
یہ ہے کہ بعث پہلے ہوگا اور حشر بعد میں لہذا پہلے اپنے کپڑوں کے اندر ہوں گے اور اس کے بعد ننگے محشور ہوں گے
دوسرا جواب یہ ہے کہ کپڑوں کے ساتھ محشور ہونا شہداء کی خصوصیت ہے اور ثیاب سے [illegible] مراد ہے دوسرا
جواب کے اندر حسن ثیاب کے ساتھ محشور ہونے کا ذکر ہے الثیاب سے مراد اعمال ہیں اور ثیاب کے حقیقی معنی
اول من يكسى يوم القيامة ابراهيم الخ
مراد ہیں [illegible] سب سے پہلے قیامت کے دن لباس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا جائے گا
اس کی علماء نے مختلف وجہ بیان کی (۱) یہ انہوں نے سب سے اول فی سبیل اللہ (۲) اللہ کے واسطے سب سے پہلے
پہلے نمرود نے ننگا کر کے آگ میں ڈالا تھا (۳) سب سے پہلے ستر [illegible] سراویل (پاجامہ) انہوں نے بنایا تھا

ہے واسطے بعد میں نبی کے اس بیان سے امامت سے ظاہر ہے کہ امامت حقیقیہ مراد ہے اسپر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہو گئے حالانکہ حضور سب سے افضل ہیں اسکے علماء نے مختلف
جواب دئے ہیں جواب[1] بیان امامت سے حقیقیہ مراد نہیں بلکہ امامت اضافیہ مراد ہے جواب[2] المتکلم
لا یدخل فی عموم کلامہ یہاں جو یہ امر اشکال ہے (۱) یہ قاعدہ تسلیم نہیں جیسا کہ علامہ محمود آلوسی نے
روح المعانی میں اسکو رد کیا ہے (۲) یہ حقیقی امامت ہیں مراد یہ ہے کہ حضور نے فرمایا میں ابراہیم
علیہ السلام کی اولاد کو مجموعی امامت دی ہے یا جا نہیں ابتداء اس اشکال کی وجہ سے جواب[3] یہ بنا پر اسکا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ آپ کے باپ ہیں اسلئے مقدم کر دیا گیا جواب[4] آپ کا مقام حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا اس سے بیشتر ثابت ہو اسلئے فرمایا لیعنی لیا یا جاتا ہے جواب[5] ممکن ہے کہ فضیلت جزئیہ
مراد ہو اور یہ فضیلت کلیہ کے منافی نہیں ہے انھم لن یزالوا مرتدین الخ اگر یہاں ارتداد سے مراد ارتداد مطلق
ہے تو پھر اشکال ہوگا کہ آپ نے اصحابی اصحابی کیا فرمایا ہے اسکا جواب[1] دیا گیا کہ اصحاب کا اطلاق عرفا منتجہ
ہے اور اصل جواب[2] یہ ہے کہ آپ نے ظاہر اصحاب فرما دیا اشتباہ اور بخاری میں آپ کو علم نہیں تھا جواب[3]
یہ ہے کہ یہاں اصطلاحی ارتداد مراد نہیں ہے بلکہ ارتداد سے مراد ترک اخلاق حسنہ اور سنت سے عدول ہے

ص ۲۸۳ / ۱۸

39 **وعنہ:** اس حدیث میں قیامت کے روز لوگوں کے پسینہ کا حال بیان کیا گیا ہے کہ پسینہ متفاوت ہوگا ۲۸۳/۲۸

ص ۲۸۳ / ۲۳

41 ہوگا جس کی وجہ سے (۱) کثرت مجالست (۲) شمس کا قرب ہوگا (۳) جہنم کا قرب ہوگا **عن ابی سعید** ۲۳
ارجو ان تکونوا ثلث اہل الجنۃ الخ یہاں پر حضور نے امت محمدیہ کے متعلق پہلے ربع پھر ثلث اور پھر نصف اور پھر اس کے
زیادہ ہونے کی جنت میں ہونے کی خوشخبری دی ہے علماء نے اس بشارت کی تدریج کی چند وجوہ بیان کی ہیں
(۱) تاکہ ان لوگوں کے قلوب پر خوشی کی وجہ سے بوجھ نہ پڑے (۲) مزید خوشی کیلئے آہستہ آہستہ بشارت دی (ارشاد فرمایا)

ص ۲۸۴

42 (۳) حضور کو وحی کے ذریعہ اسی ترتیب سے زیادتی کی خبر دی **وعنہ:** یکشف ربنا عن ساقہ الخ یہ حدیث ۲۸۴/۳
متشابہ ہے کیونکہ آیت یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود سے متقدمین کے نزدیک کشف ساق کی حقیقت اللہ جانتا ہے
ہے اور متاخرین کے نزدیک اسکی چند تاویلات ہیں (۱) ابن عباس کے نزدیک اسکا مطلب امر شدید مراد ہے
کیونکہ ساق کا لفظ ایسے ہی موقعہ پر استعمال ہوتا ہے (۲) اس سے نور عظیم مراد ہے (۳) حقیقی معنی مراد ہیں جو اللہ کی شان کے لائق ہیں

ص ۲۸۴ باب الحساب والقصاص والمیزان ۲۸۴/۲۴

میزان اسکی اصل موزان ہے اور اسکی جمع موازین آتی ہے ابو اسحاق زجاج فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعۃ کا اس
بات پر اجماع ہے کہ یہ موجود ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور قیامت کے روز اسکے دو پلڑے اور ایک لسان
ہوگی معتزلہ کے نزدیک اس سے مراد انصاف کرنا ہے دراصل حقیقۃ میزان کوئی شی نہیں ہے ابو الحسن ماوردی
نے الیسار سے نقل کیا ہے اور معتزلہ کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ اعمال من قبیل اعراض ہیں اور ان کا وزن کرنا محال ہے
لہذا جس جگہ بھی میزان کا ذکر ہے اس سے عدل مراد ہے پھر اسکی تعداد میں اختلاف ہے کہ صرف ایک میزان ہوگی یا چند
بعض لوگوں کے نزدیک ہر ایک شعبہ کیلئے الگ میزان ہوگی اور قرآن پاک میں بھی میزان کو جمع لایا گیا ہے کہ ونضع
الموازین القسط الخ اور بعض لوگوں کے نزدیک میزان ایک ہی ہے اور جمع کا لانا بطور عظمت کے ہے پھر اسکی

اندر اختلاف ہے کہ کس چیز کا وزن ہوگا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اعمال کا وزن ہوگا اور وہ اجسام کی شکل میں ہوں گے ۳۸۴
بعض لوگوں کے نزدیک صحیفۂ اعمال کا وزن ہوگا جو لوگ نفس اعمال کے وزن کے قائل ہیں ان کے پاس متعدد دلائل
استدلال کیلئے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اعمال نامہ کا وزن ہوگا وہ فصل ثانی کی عبد اللہ بن عمرو کی حدیث البطاقۃ
سے استدلال کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے علماء سے نقل کیا کہ خود صاحب اعمال کا وزن ہوگا اور ایک روایت سے استدلال
کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ تینوں صورتیں پیش آئیں یعنی بعض اشخاص کے نفس اعمال کا وزن ۳۸۵/۷
5552 ہو اور بعض کے اعمال نامے کا اور بعض اشخاص ایسے ہوں جن کا خود وزن کیا جائیگا **الفصل الاول عن ابی موسیٰ** ص۳۸۵
اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ مسلمان کے بدلے یہودی اور نصرانی کو جہنم کے اندر بھیجا جائیگا اس پر اعتراض ہوا
کہ یہ تو ولا تزر وازرۃ وزر اخری آیت کریمہ کے خلاف ہے اس کا ایک جواب ہے کہ یہ ضعیف ہے اور دوسرا جواب یہ
ہے کہ ہر مومن کا ایک ٹھکانہ جنت کے اندر ایک جہنم کے اندر ہوگا تو ان دونوں کو بطور تعریض کے جہنم والے ٹھکانے کے اندر ڈالا جائیگا
56 **الفصل الثانی عن ابی امامۃ**:۔ اس حدیث کے اندر جو امت محمدیہ جنت کے اندر ہوگی اس کے متعلق حضور ص۳۸۶/۲ ۳۸۶/۲
فرمایا کہ وہ ثلث حثیات ہوں گے علامہ توریشتی فرماتے ہیں کہ اس کی کثرت مراد ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
اس تجلی صوری کی طرف اشارہ ہے۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ یوم القبضتین کے اندر قبضۂ اولیٰ میں
جو لوگ واقع ہوں گے ان ثلث حثیات کے اندر وہ تمام لوگ ہوں گے اس پر اشکال ہوا کہ اس دن تو وہ اللہ تعالیٰ
کے ایک قبضہ کے اندر آگئے تھے آج ثلث حثیات کی کیوں ضرورت پیش آئی اس کا جواب یہ ہے کہ اس دن وہ
59 لوگ ذر کی شکل میں تھے اور آج اپنی اصلی شکلوں اور اجسام کے ساتھ ہوں گے **عن عبد اللہ بن عمرو**: ص۳۸۶ اس ۹۰
حدیث کے اندر وارد ہوا ان لہ عندنا حسنۃ الخ اس حسنہ سے مراد وہ اخروی کلام ہے جو اس نے دنیا میں کلمۂ توحید
کیا ہے اور اگر اس کو ایمان پر حمل کیا جائے اور اخروی وقت پر محمول نہ کیا جائے تو اب مطلب یہ ہوگا کہ وہ آخرت
کے اندر دونوں قسم کے اعمال لے آئیگا لیکن اس پر اشکال ہوگا کہ کلمہ ایمانیہ کا مقابل تو کلمہ کفریہ ہے تو لازم آئیگا کہ وہ
اس دن کلمہ ایمانیہ بھی لائیگا اور کلمہ کفریہ بھی حالانکہ کلمہ کفریہ کی صورت میں مغفرت کا کیا سوال ہے؟ اس کا جواب
علماء نے یہ دیا کہ وہ آخرت کے اندر اعمال سیئہ اور حسنہ دونوں لے کر جائیگا لیکن اعمال سیئہ کثیر ہوں گے
اور اعمال حسنہ کم ہوں گے جب اس کلمہ حسنہ کو وزن کیا جائیگا تو وہ بڑھ جائیگا اور اس کی مغفرت ہو جائیگی
60 **عن عائشۃ**:۔ ص۳۸۶/۱۵ اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ میزان ۔ اور پل صراط پر کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا اور ۱۵
ص۱۹۳ پر ایک حدیث آتی ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیں
آپ نے فرمایا کہ میں شفاعت کروں گا حضرت انس نے فرمایا کہ میں آپ کو کس جگہ تلاش کروں آپ نے فرمایا اطلبنی اول ما تطلبنی
علی الصراط الخ آپ نے تین مواضع بتلائے کہ مجھے ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ طلب کرنا ان میں صراط اور
میزان بھی ہے تو اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے یہاں حضرت عائشہ
کو غیرت اللہ تعالیٰ کی وجہ سے فرمایا کہ کوئی یاد نہیں کریگا اور حضور اپنی پوری امت کو یاد کریں گے کما قال الشاعر

ہو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ ۔ لکل ہول من الاہوال مقتحم
(مولانا عبد الحق محدث دہلوی)

جوابِ ۲ حضرت اقدس مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر الا بذکرہ احمد الخ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۵۵۶
داخل نہیں ہیں بلکہ آپ کے علاوہ دیگر لوگ مراد ہیں جواب ۳ یہ حدیث اجازتِ شفاعت سے قبل پر محمول ہے اور
حضرت انس والی حدیث کا محل وہ وقت ہے جبکہ آپ کو اجازت شفاعت ملے گی لیکن یہ جواب ضعیف ہے جواب ۴ اس
حدیث کے اندر ذکر کی نفی ہے اور انس والی حدیث کے اندر طلب کا اثبات ہے اور طلب کیلئے ذکر ضروری نہیں ۳۸۷/۱۳

باب الحوض والشفاعة

حوض کے معنی مجتمع الماء کے ہیں اہل سنت والجماعت اس کے ثبوت کے قائل ہیں اور خوارج اور بعض معتزلہ نے اس کا
انکار کیا ہے اور ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل عقلی و نقلی نہیں ہے ہمارے پاس صحیحین کی تیس ۳۰ سے زیادہ احادیث
اور غیر صحیحین کی تیس ۳۰ سے زیادہ احادیث استدلال کیلئے موجود ہیں۔ قاضی عیاض مالکیؒ نے لکھا ہے کہ
حوض پر ایمان لانا واجب ہے۔ باب کا دوسرا جزء شفاعت ہے یہ بھی عقلاً و نقلاً ثابت ہے اور
خوارج اور معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے ان کا استدلال ہے فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین سے اور ایسے ہی
ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع ۔ ہماری طرف سے ان دونوں آیات کا جواب یہ ہے کہ یہ کافروں پر محمول ہیں
اور ہمارا استدلال ہے ولا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا اور احادیث اتنی کثرت سے
ہیں جو قدر مشترک کے تواتر کو پہنچی ہیں۔ علماء و مولویوں نے شفاعت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں (۱) جو لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور
موقف میں ہوں گے اس ہول سے بچانے کیلئے سفارش کریں گے (۲) کچھ لوگوں کیلئے بغیر حساب و کتاب
جنت کے اندر دخول کیلئے سفارش کریں گے (۳) کچھ لوگ جہنم کے مستحق ہوں گے ان کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور مسلمین سفارش کریں گے (۴) بعض لوگ اپنے اعمال سیئہ کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے ان کیلئے سفارش ہوگی۔
(۵) ترقی درجات کیلئے بعض لوگوں کے واسطے سفارش کی جائے گی۔ قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ چھٹی سفارش
ابو طالب کیلئے عذاب کی تخفیف کی ہوگی اور بعض لوگوں نے کہا کہ ایک ساتویں سفارش ہوگی ان کے اعمال برابر
ہونگے ان کیلئے خاص طور سے شفاعت ہوگی اس کے علاوہ اور بہت سی قسمیں نکل سکتی ہیں۔ معتزلہ ترقی درجات
اور موقف کی سفارش کے تو قائل ہیں اس کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔ ایک جماعت کے نزدیک سفارش کی
دعا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس کے اندر گویا گناہ کا طلب کرنا لازم آتا ہے لیکن اسکو رد کردیا کیونکہ گناہ
کی معافی کیلئے ہی سفارش نہیں ہوتی بلکہ ترقی درجات کیلئے بھی ہوتی ہے

72 الفصل الاول عن انس ۳۸۸/۲

فیقولون لست ھناکم آپ اس کو دو مطلب کی رو سے بیان فرماتے (۱) میں اس شفاعت کے لائق نہیں ہوں (۲) مقام شفاعت
دوسرے کا مقام ہے ویذکر خطیئتہ التی اصاب اکل الشجرۃ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اس کی مکمل تفصیل
ماقبل کے اندر گذر گئی ہے۔ ائتوا نوحا اول نبی الخ حضرت نوح علیہ السلام کو اول نبی قرار دیا گیا اس اعتبار سے کہ
پہلے رسول تھے اب یہ اعتراض ہوگا کہ حضرت آدم بھی نبی رسول تھے جیسا کہ ابن حبان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا
ایسے ہی حضرت شیث علیہ السلام پر انزال صحف ہوا لہذا یہ کہنا کہ نبی رسول صرف نوح تھے غلط ہے اسکا جواب
دیا گیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کفار وغیرہ سب کی طرف تھی اور حضرت آدم کی بعثت صرف اپنی اولاد کی طرف
تھی جواب ۲ حضرت نوح علیہ السلام نبی اولوالعزم تھے جواب غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر الخ یہاں پر ما تقدم سے

مراد قبل النبوۃ کے گناہ اور ما تاخر سے بعد کے مراد ہے (۲) بعض لوگوں نے کہا کہ ما تقدم سے قبل النبوۃ اور ما تاخر
سے وہ گناہ مراد ہیں جو ہوا اور قطع ہو گئے (۳) بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ما تقدم سے آدم کا گناہ اور ما تاخر سے
5573 امت کا گناہ مراد ہے (۴) بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کنایہ ہے عدم وقوع المعصیان سے صفحہ ۲۸۸ **وعنه :** — اس حدیث ۲۸۸/۲۲
کی ابتداء کا حاصل یہ ہے کہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تاکہ موقف کے ہول و اضطراب سے
نجات دلائیں اور حضور آخر میں فرماتے ہیں کہ میں جہنم سے نکالوں گا اور جو جنت کی افواج کی سفارش کروں گا
اس کا جواب قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ دیا کہ راوی نے یہاں اختصار کر دیا ورنہ اصل مضمون یہ ہے کہ حضور
موقف کے ہول سے نجات دلائیں گے اور لوگ حساب کے بعد چلیں گے اور جو جہنمی ہیں وہ جہنم میں گر جائیں گے
ہو جائیں گے اور جو جنتی ہیں وہ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اس کے بعد حضور ان لوگوں کی افواج کی سفارش
کریں گے جو جہنم میں گر گئے ہیں اسی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے فاقول یا رب امتی امتی الخ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ
محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس جملے سے معلوم ہوا کہ یہ شفاعت حضور کی اپنی ہی امت کے لئے خاص ہے اور گو
یہ معلوم ہو چکا کہ آپ کی شفاعت تمام امم کے لئے عام ہے لیکن شیخ علیہ الرحمۃ جمع فرماتے ہیں کہ دونوں
واقعے الگ الگ ہوں گے یعنی پہلے سب کی اور پھر اپنی امت کی کریں گے۔ یا شفاعت کی ابتداء جمیع امم کے لئے ۱۱
اور انتہاء خاص امت محمدیہ کے لئے کریں گے یا اس کا عکس ہو گا کہ ابتداء شفاعت اپنی امت سے اور
پھر دوسری امم کے لئے شفاعت کی انتہا ہو گی علامہ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت شیخ دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث دراز فرماتے ہیں
فرمائی ورنہ در اصل بات یہ ہے کہ حضور پہلے تمام کے لئے سفارش کریں گے اور جب لوگ پل صراط پر گذریں گے
اور جہنمی اس کے اندر گر جائیں گے تو اب خاص طور سے اپنی امت کے لئے سفارش فرمائیں گے من کان فی قلبہ
مثقال شعیرۃ الخ اس کے بعد ایسے ہی خردلہ۔ ذرہ۔ مثقال حبہ وغیرہ الفاظ سے معلوم ہوتا کہ ایمان کے
اندر تجزی ہوتی ہے علامہ علی قاری جواب عنایت فرماتے ہیں کہ اصل اور نفس ایمان ایک ہے اس کے اندر تجزی نہیں
ہوتی البتہ اس کے ثمرات اور الحوادث وغیرہ ایسے ہیں کہ ان کے اندر تجزی ہوتی ہے اور وہی یہاں مراد ہیں۔
لیس ہو لاء ذلک الخ یعنی جن لوگوں کے پاس ذرہ برابر اعمال صالح ہوں گے ان کو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی سفارش کے ذریعے نکال دیں گے اور جن لوگوں کے پاس اعمال صالحہ کچھ نہیں بلکہ صرف توحید ہے ان کو اللہ تعالیٰ خود نکالیں گے
76 صفحہ ۲۸۹ **عن حذیفة :** — دترسل الامانۃ والرحم الخ کے اندر رحم سے وہ رحم مراد ہے جس کا ذکر ان بار کے اندر ہے ۲۸۹/۱۹۰
78 تضامون بو الا زحام الخ **عن ابی سعید :** — ھل تضارون فی رؤیۃ الشمس الخ اس پر اشکال وارد ہوا صفحہ ۲۸۹ ۲۶
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک جملے پر اکتفاء کیوں نہ فرمایا اس قدر جملے کیوں فرمائے کہ ھل تضارون
رؤیۃ القمر اس کا جواب یہ ہے کہ شمس کے اندر ذرا حرارت العین کو تکلیف ہوتی ہے اور قمر کے اندر تکلیف
نہیں ہوتی جواب ۲ یہ ہے کہ شمس کا احساس زیادہ ہوتا ہے بخلاف قمر کے من الاصنام والانصاب
الا یتساقطون الخ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ شیطین کا جہنم کے اندر جانا تو ٹھیک ہے لیکن معبودین
اور شیاطین جہنم کے اندر کیوں ڈالے جائیں گے اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ ان کی تعذیب کا زیادتی کے لئے
ان کو دیکھ کر ان مشرکین کو غم آئیگا جواب ۲ یہ ہے کہ ان معبودین پتھروں کی وجہ سے آگ کے اندر زیادتی ہو گی

(ر) تا ہم رب العالمین الخ رسے مراد (۱) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے (۲) رسے مراد رب العالمین مراد ہے
(۳) مراد تقرب العالمین میں کوئی ایک مراد ہے اور بعض روایات سے اشارہ ہے کہ اتا ہم رب العالمین فی صورۃ
5581 یہاں صورۃ سے صفت مراد ہے عن ابی ھریرۃ ؓ (ص ۲۹۰ س ۲۵) فاکون اول من یجوز الخ رسے معلوم ہوتا ہے کہ ٣٩٠/٢٥
حضور ﷺ اپنی امت کے ساتھ سب سے پہلے گزریں گے بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور گزریں گے تمام
انبیاء سے پہلے اور بعض لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ اپنی امت کے ساتھ سب سے پہلے گزریں گے اس پر اشکال ہوتا ہے کہ امت
محمدیہ دوسرے انبیاء سے پہلے کیسے گزر سکے گی اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کے تابع ہو کر گزر سکے گی جواب ۲ یہ ہے کہ
فضیلت جزئیہ اس کی مراد ہے ولا یتکلم یومئذ الا الرسل الخ اس پر اشکال ہوا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ تمام مومنین کلام کریں گے اور اس سے معلوم ہوا کہ صرف رسل کلام کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں
مومنین کی طرف نسبت کلام کی مجازی ہے وفی جہنم کلالیب الخ کلالیب اور کلوب کی جمع
ہے جس کے معنی "آنکڑا" کے ہیں۔ ابن العربی مالکی فرماتے ہیں کہ یہ کلالیب وہ ہیں جو شہوات ہیں جن کا
ذکر حدیث کے اندر ہے کہ حفت النار بالشہوات۔ الا تاکل اثر السجود الخ اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ والے
اعضاء عذاب سے محفوظ رہیں گے علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مومنین کے عذاب میں فرق یہ ہوگا کہ ان کے اعضاء
سجود جہنم کی آگ سے محفوظ ہوں گے اور قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ صرف پیشانی محفوظ ہوگی حافظ نے ابن
82 ورد کا صیاد کا پہلا قول کی طرف نقل کیا ہے عن ابن مسعود ؓ (ص ۲۹۱ س ۱۸) اس حدیث کے اندر وارد ہوا کہ اللہ ٣٩١/١٨
تعالیٰ ابن آدم سے فرمائیں گے کہ ما یصرینی منک الخ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہوا کہ کون سی چیز ہٹائے گی مجھ کو تجھ سے
اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے اس بنا پر علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور اس کی
جگہ ہونا چاہیئے یہ کہ معنی میں کون سی چیز ہٹائے گی تجھ کو اے ابن آدم مجھ سے اب ترجمہ صحیح ہوا۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں
کہ یہ صیغہ غلط نہیں ہے بلکہ یہ من باب القلب ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ما یصرینی منک اور ما یصریک منی
دونوں صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ جب ایک چیز ایک شی سے چھوٹ گئی تو دوسری شی بھی اس سے چھوٹ جائے گی
قال ای رب استھزئ منی الخ یہ استھزاء تعجب کے اثرات میں سے ہے اور یہ تغیر و تفاعل سے ہوتا ہے
اور اللہ تعالیٰ تغیر سے پاک ہے لہٰذا استھزاء کی نسبت اللہ جل جلالہ کی طرف محال ہے اس کا جواب ۱ یہ ہے علامہ
قاضی نے فرمایا یہ مقابلہ کے طور پر ہے جواب ۲ علامہ ابوبکر صیرفی نے فرمایا یہاں ہمزہ استفہام کا ہے
بعید آدمی کی حالت سے کہا جواب ۳ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ یہ خطاب اپنے ادراک کی بنا پر کہا
84 دیکھا دیکھی بکنے لگا عن انس ؓ (ص ۲۹۲ س ۱۲) اس حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ جہنم سے جنت کے اندر لائے ٣٩٢/١٢
جائیں گے ان کو جہنمی کہہ کر پکارا جائیگا اور یہ ان کا تسمیہ ہے کہ اس سے ایذاء ہوتی ہے حالانکہ جنت
کے اندر ایذاء نہیں ہوگی اس کا جواب علامہ نے دیا کہ یہ لقب تنقیص کے لئے نہیں ہے بلکہ تذکیر کے لئے
88 ہے یعنی تاکہ وہ لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں عن انس ؓ (ص ۲۹۳ س ۱) علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث ٣٩٣/١
کے اندر چار لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو جہنم سے نکالا جائیگا اور پھر جہنم کو بند کیا جائیگا لیکن
ان لوگوں کی درخواست پر جو انجام ان کا ہوگا وہ صرف ایک شخص کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کیونکہ باقی

ص ۲۹۳

5589 تین کا انعام ظاہر ہے عن ابی سعید فیجلسون علی قنطرۃ الخ یہاں قنطرہ سے مراد یا تتمہ صراط مراد ہے ۴۳/۴

94 یا کوئی دوسرا پل صراط کے علاوہ مراد ہے الفصل الثانی عن سمرۃ ۔ ان لکل نبی حوضا الخ علامہ طیبی ۱۸
فرماتے ہیں کہ یہاں حوض سے مراد علم و ہدایت ہے اور مطلب ہے کہ انبیاء فخر کریں گے کہ کون لوگ ان کے علم
نبوت و ہدایت سے سیراب حاصل کرنے والے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ اپنی حقیقت پر

95 محمول ہے کوئی تاویل کی حاجت نہیں ہے عن انس ۔ اس حدیث کے اندر حضور نے فرمایا کہ اگر ۲۰
میں تجھ سے صراط پر ملاقات نہ کروں تو میزان پر ملاقات کروں گا اس سے معلوم ہوا کہ صراط مقدم ہے میزان پر
حالانکہ اس کا عکس مشہور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترتیب ذکری کے اعتبار سے ہے اور ترتیب ذکری
کا ترتیب واقعی کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس پر اشکال ہوا کہ حضور نے تو ان شرطیہ اور فا تعقیب
کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے اس صورت کے اندر جواب یہ ہوگا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مواضع

96 پر بار بار چکر لگائیں گے کبھی یہاں اور کبھی وہاں اس اعتبار سے آپ نے فرمادیا عن ابن مسعود ۲۳
اس حدیث کے اندر ذکر ہے کہ اللہ تعالی جب اپنی کرسی پر بیٹھیں گے تو وہ آواز کرے گی اور چرچرائے گی
اور یہ آواز اس کا جسم و جسمانیت کا اثر ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں اشارہ کرنا مقصود ہے اللہ تعالی کی عظمت

56.1 اور اس کے علم کی وسعت کی طرف حقیقی معنی مراد نہیں ہے عن عبداللہ بن ابی الجدعاء یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل الخ ۲۹۴/۷

56 اس رجل سے مراد یا تو حضرت عثمان غنی یا حضرت اویس قرنی ہیں الفصل الثالث عن ابن عمر ۔ اس حدیث ۲۹۵/۱
کے اندر ہے کہ جو شخص حوض کوثر سے پانی پیئے گا پھر کبھی پیاسا نہیں لگے گا اس کی ترویج طور پر معلوم
ہوا کہ جو اس کا پانی پی لے گا وہ جہنم کے اندر نہیں جا سکتا حالانکہ بہت سے فساق جہنم رسید ہوں گے
لہذا اس حدیث کے اندر جن لوگوں کے پانی پینے کا ذکر ہے اس کے وہ لوگ مراد ہیں جو اولاً داخل ہوں گے

باب صفۃ الجنۃ واھلہا ۲۹۵/۱۸

(الفصل الاول)

جنت اصل کے معنی باغ کے ہیں جن یجن سے مشتق ہے ڈھانکنے کے معنی ہیں جیسے جنون چونکہ عقل کو ڈھانک لیتا ہے
اس وجہ سے اس کو جنون کہتے ہیں ایسے ہی جنت کو جنت یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اشجار سے مستور ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر کی نعمتیں ایسی ہیں جو نظروں سے مستور ہیں اور ستر کی وجہ ایمان بالغیب کا
حاصل ہونا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جنت کے معنی باغ کے ہیں اور وہاں بھی باغات ہوں گے

ص ۲۹۵

13 وعنہ ۔ موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا الخ سوط کی تخصیص یہاں پر اس لئے کی گئی ہے کہ اہل ۲۱
عرب کا دستور تھا کہ جب وہ کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تھے تو کوڑا پہلے پھینک دیتے تھے اور اس جگہ پر

15 جہاں کوڑا پڑا ہے کوئی دوسرا پڑاؤ نہیں ڈال سکتا تھا عن ابی ہریرۃ ان فی الجنۃ شجرۃ الخ اس کے ۲۵
اندر یہ اختلاف ہے کہ اس کو تنہا شجرہ مراد ہے بعض نے کہا کہ اس سے مطلق شجرہ مراد ہے اور بعض
نے کہا کہ اس سے طوبی کا درخت مراد ہے اور ایک روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے اور یہی اصح ہے
بعض نے کہا کہ آدمی جس درخت کی تمنا کرے گا وہی اس سے مراد ہے یسیر الراکب فی ظلہا الخ ظل کے معنی

5615 مالیقی من الشمس سے یہی اور جنت کے اندر شمس ہوگا نہیں ہذا المعانی ظل سے کیا مراد ہے؟ جواب[1] اس سے اللہ تعالیٰ کی العقیل
لعو والی مات مراد ہیں جواب[2] بعض نے ملکت کے طور پر بیان کیا اور اس کی انوارات کا سایہ مراد ہے۔ جواب ضعیف
کیونکہ ہے اس ظل سے مراد اتنی جگہ ہے جہاں تک اس درخت کا سایہ اور اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں
16 عن ابی موسیٰ (ص ۳۹۵) اس حدیث کے اندر بیان کیا گیا کہ مومن کیلئے دو جنت ہوں گی ایک سونے کی ایک چاندی کی ۳۹۵/۲۷
اور ایک حدیث کے اندر گزرا کہ اس کی دیوار ترکیب ہوگی سونے چاندی سے اس کا جواب ہے کہ یہاں جنت
کے اندر والی اشیاء مراد ہیں کہ وہ خالص سونے یا چاندی کی ہوں گی اور ما قبل کے اندر دونوں سے ترکیب
19 ہونا معلوم ہوا وہ مکانات اور بناء جنت کے متعلق ہے عن ابی ھریرۃ (ص ۳۹۶) اس حدیث کے اندر وارد ۳۹۶/۱۰
ہوا کہ لکل امرئ منہم زوجتان اثنتان سو سوال یہ ہے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگی کہ زوجۃ کا لفظ ثابت
ہے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ زوجۃ کا لفظ ثابت نہیں بلکہ لفظ زوج ہی مرد و عورت پر بولا جاتا ہے
ان کے خلاف اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے دوسری بات اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ ہر آدمی
کیلئے جنت میں دو بیویاں حوروں میں سے ہوں گی اور ص ۱۹۹ پر ایک حدیث ابو سعید خدری کی آرہی ہے
کہ ہر شخص کیلئے بہتر بیویاں ہوں گی اور ایک روایت کے اندر ہے کہ حوروں میں سے بہتر بیویاں ہوں گی
دونوں کے اندر تعارض ہوگیا اس کا جواب[1] بعض علماء نے یہ دیا کہ اس زیادہ والی حدیث قابل قبول نہیں ہے
جواب[2] بعض لوگوں نے کہا کہ اختلاف رجال پر مبنی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اختلاف رجال پر مبنی ہے یعنی بعض
لوگوں کو دو حوریں اور بعض کو بہتر ملیں گی کیونکہ جس حدیث کے اندر بہتر کا ذکر ہے وہاں لفظ
ادنیٰ کا اضافہ ہے اس سے کم درجہ بہتر ہے پس جواب[3] یہ ہوگا کہ وہ بہتر حوریں باندیوں کے
حکم میں ہوں گی اور دو حوریں بیگمات کے درجے میں ہوں گی ایک تنبیہ سنیئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے
اپنی کتاب فتح القدیر کے اندر ایک روایت ابن ابی اوفیٰ کی نقل کی ہے جس کے اندر ہے کہ جنت کے اندر ہر شخص کے
پاس پانچ سو حوریں، چار ہزار باکرہ عورتیں اور آٹھ ہزار ثیبہ بیویاں ہوں گی۔ تو یہاں فتح القدیر
میں پانچ سو حوروں کا ذکر ہے اور حافظ عراقی نے سو حوروں کا ذکر کیا ہے ایسے ہی ابن قیم نے کتاب الحادی
کے اندر اور علامہ سیوطی نے بھی سب اس بات پر متفق ہیں کہ جنت کے اندر سو حوریں ملیں گی بعد ازاں تو
خاوند جو ہے ہوں گی اور ان کو پانچ سو نقل کریں یا کچھ سنی کی منقلی ہے ہوگا حافظ گیا حدیث کے اندر
وقود مجامرہم الالوۃ اور جنت والوں کی انگیٹھیوں کا ایندھن خوشبودار لکڑی ہوگی اب یہ کہ وہ
مجامر (انگیٹھیاں) کیسے جلیں گی بعض نے کہا کہ بغیر آگ کے ہی جلیں گی اور یہ آگ کی قسم کا لوگوں کو
ضرر نہیں پہنچائے گی۔ بعض نے کہا انوارات کے ذریعے جلیں گی۔ السماعیل وجامشی میں کہ لفظ کن کے ذریعے
25 ہوگی عن ابی ھریرۃ (ص ۲۵) اس حدیث کے اندر ایک قوم کے قلوب کو پرندوں کے قلوب کے ساتھ تشبیہ دی ہے ۲۵
رقت یقین کے اعتبار سے یا وجہ تشبیہ خوف خشیت کے اندر ہے یا توکل کے اعتبار سے تشبیہ ہے
31 الفصل الثانی عن عبادۃ (ص ۳۹۷) سو درجے ہیں کل درجات تمام جنت کے درجوں کے درمیان یہ فاصلہ اس ۳۹۷/۱۵
حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے اور دوسری روایت کے اندر کما بین السماء والارض کے ساتھ فاصلہ کی مقدار

5631 بیان کی گئی ہے اب یہ آسمان اور زمین کے اندر کتنا فاصلہ ہے اس کے اندر اختلاف ہے ایک روایت کے اندر
پانچ سو سال اور ایک روایت کے اندر اکہتر سال اور مختلف روایات ہیں بہتر، تہتر وغیرہ اب ان
تمام روایات کے اندر علماء نے جمع یہ کیا کہ چلنے والے کی سیر کے اعتبار سے ہے بعض اوقات تیز رفتاری ہو
سے اکہتر وغیرہ کے اندر اور بعض اس کی زیادہ کے اندر راستہ طے کرے گا۔ علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ
در اصل فاصلہ پانچ سو سال کا ہے لیکن راوی نے اختصار اور اپنی کچھ کمی تھی کچھ بیان کر دیا اور سال اس کی
ہے علامہ بغوی نے عباس بن عبد المطلب کی روایت نقل کی ہے اس کے اندر پانچ سو سال کا ذکر ہے
اس تمام تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ پانچ سو سال کا فاصلہ ہے ایک درجہ سے دوسرے درجات تک اور بعض حدیث
کے اندر صرف سو سال کا ذکر ہے اب ان دونوں کے اندر جمع کی صورت ہے علماء نے دو جمع بیان کیے
(۱) سرعت رفتار اور بطوء سیر کے اعتبار سے ایسا ہے (۲) جنت کے بارہ درجات کے درمیان فاصلہ پانچ سو سال
35 کا اور صغار درجات کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہوگا وفرش مرفوعة: اس حدیث کے اندر فرش مرفوعة ۲۹۷/۲۰
کے اندر ارتفاع کا جو ذکر ہے اس کی مقدار بیان کی گئی ہے اب یہ کہ فرش سے مراد کیا ہے بعض لوگوں نے
کہا کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہیں یعنی ان لوگوں کے سر پر تخت وغیرہ نہایت بلند ہوں گے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
اسی کو راجح قرار دیا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ فرش سے مراد زوجات ہیں اور مرفوعة سے مراد رفیعة القدر ہے
بعض لوگوں نے کہا کہ فرش یعنی بستر کے اندر کی رفعت ہوگی وہی مراد ہے اس سے یا زوجہ کی رفعت مراد لی ہے
40 عن الشعبی: وذکر السدرة المنتہی الخ سدرة بیری کے درخت کو کہتے ہیں اس کا محل وقوع کے اندر ۲۹۸/۵
اختلاف ہے شریک کی روایت کے اندر ہے کہ چھٹے آسمان کے اندر ہوگا اور جمہور کی روایت کے
اندر ساتویں آسمان کا ذکر ہے بعض علماء نے جمع کیا کہ اس کی جڑ تو چھٹے کے اندر اور شاخیں
ساتویں کے اندر ہیں اور منتہی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ملائکہ کی پرواز اور ان کا علم وہیں پر
ختم ہو جاتا ہے نیز جو احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتے ہیں وہ اس درخت پر آکر اترتے ہیں۔
44 عن بریدة: اس حدیث کے اندر ہے کہ امت محمدیہ کی اسی صفیں ہوں گی اور باقی امم چالیس صفوں ۲۰
کے اندر ہوں گی اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ دو گنا ہوں گی۔ حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا کہ امت محمدیہ
نصف ہوں گی دونوں کے اندر تعارض ہو گیا بعض علماء نے جمع یہ کیا کہ نصف اسی کی صفوں کے اندر
ہوں گی اور باقی وہ تمام امم کو ملا کر ہوں گی جو چالیس صفوں کے اندر ہوں گی لیکن اس صورت کے اندر
دو ثلث حضرات باقی بچ رہ گئی حالانکہ اس حدیث سے مقصود حضرات کو بیان کرنا ہے اس کا
جواب مولانا شیخ عبد الحق نے دیا کہ اللہ تعالیٰ کی جو وعدہ تھا آپ ﷺ سے شروع میں وہ نصف کا علم ہوگا
46 پھر اس پر زیادہ کی خبر ہو گئی ہوگی آپ نے اس کو بیان فرما دیا۔ عن علی: اذا اشتہی الرجل صورة الخ ۲۵
اس کے علماء نے دو مطلب بیان کیے (۱) جنت کے اندر اگر کسی کو دوسرے کی صورت پسند آگئی تو وہ اس کی
اندر اگر تبدیلی کا ارادہ کرے گا تو اس کی صورت اسی جیسی ہو جائے گی (۲) اس کو کپڑوں کی زینت مراد ہے
48 کہ جیسی تمنا کرے گا ویسے ہی حلہ مل جائے گا۔ عن ابی سعید: ثمانون الف خادم الخ اس حدیث ۲۹۹/۲۲

کے اندر اگھوا رو لادہ ہوا ہے طبرانی نے انس بن مالک کی حدیث کے اندر دس ھزار کا ذکر ہے اور ابن
ابی الدنیا کی روایت کے اندر پندرہ ھزار کا ذکر ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ ان روایات کے
اندر کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ دس ھزار تو اس کے پاس رہیں اور پندرہ ھزار پیدا ہو کر
چلے ہونگے اسی حدیث کے اندر ہے لا یزیدون علیھا ابداً۔ یعنی ان کی ایک جگہ ہمیشہ ایک ہی رہیگی
یعنی نقصان ہونہ سو رہ نہیں ہے اسود ہے عمر کے اندر زیادتی نہیں ہوگی ہر گے ملکر حدیث کے اندر ہے ان المومن
اذا اشتھی الولد فی الجنۃ کان حملہ الخ اس حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوا کہ جنت کے اندر لڑکا اور اولاد وغیرہ ہوگی
لیکن یہ مسئلے کے اندر علماء کی آراء مختلف ہیں ابن الجوزی، مجاہد، طاؤس کے نزدیک جنت کے اندر جماع تو ہوگا
لیکن توالد تناسل نہیں ہوگا۔ امام بخاری نے اسحاق بن راھویہ کا یہ کلام نقل کیا اور یہ فرماتے ہیں کہ
ابو رزین عقیلی کی حدیث کے اندر وارد ہوا ہے کہ توالد نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا میلان
بھی اسی طرف ہے۔ حاکم نے سہل بن سعلوکی سے ایک مقام نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
لڑکا ہوگا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اہل عرب لفظ اذا کا استعمال شی محقق الوقوع کے اندر کرتے ہیں
اور یہاں بھی اذا اشتھی الخ وارد ہوا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ان دونوں میں جمع یہ کہ
اندر جنت کے اندر مقصود لڑکا نہیں بلکہ محض مقصود تلذذ ہے تو اب اولاد تناسل نہیں ہوگا۔ ۵۰۰/۲۱

باب رویۃ اللہ تعالیٰ

رویۃ باری تعالیٰ کا دو محل میں ایک دنیا اور ایک آخرت۔ دنیا کے متعلق امام نووی نے لکھا ہے کہ ممکن ہے اور وقوع
کے اندر دونوں قول ہیں ایک یہ کہ واقع ہے اور ایک یہ کہ واقع نہیں۔ متکلمین جمہور سلف و خلف کے نزدیک دنیا
میں واقع نہیں ہے اور اس کی دلیل ہے قرآن کی آیت لن ترانی الخ۔ آخرت کے اندر جمہور صحابہ تابعین سلف
و خلف کے نزدیک رویت باری ممکن ہے اور عقلاً بھی اشکال نہیں ہے لہذا واقع ہوگی اس کے برخلاف معتزلہ خوارج
بعض مرجیہ کے نزدیک آخرت کے اندر رویت باری واقع نہ ہوگی معتزلہ کا استدلال ہے لا تدرکہ الابصار الخ سے اور
استدلال حضرت موسیٰ کے واقعہ سے کہ رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الخ تو جب نبی ہی [illegible]
دیکھ سکا تو عام لوگ کیسے دیکھیں گے۔ دوسرا جواب ہے کہ اگر دیکھنا ممکن ہوتا تو دنیا کے اندر دیکھتے اور دنیا
کے اندر دیکھتے نہیں ہیں لہذا رویت مطلقاً ناممکن ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک رویت ثابت ہوگی آخرت
کے اندر اور استدلال کرتے ہیں وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ ایک جگہ ارشاد ہے کلا انھم عن ربھم یومئذ
لمحجوبون اور اس کی ضمیر کفار کی طرف راجع ہے اس سے معلوم ہوا کہ کفار نہیں دیکھیں گے اور مسلمان دیکھیں گے ورنہ کافرین
کی کیا تخصیص ہوتی۔ سنت کے اندر بیس صحابہ سے زیادہ احادیث مروی ہیں ابن قیم نے [illegible] احادیث
روایت کی نقل کی ہیں جن کا معنی متواتر [illegible] دارقطنی نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے
کہ [illegible] حدیث صحاح کی رویت باری کے اندر [illegible] صہیب، عبد اللہ بن مسعود
ابو موسیٰ، جریر بن عبد اللہ وغیرہ سے ثابت ہیں لہذا رویت کا انکار کتاب و سنت کا انکار ہے اور
معتزلہ نے جو استدلال کئے ہیں ان کا جواب یہ ہے کہ لا تدرکہ الابصار کا جواب ہے کہ وہ [illegible]

ادراک کی نفی کی گئی ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے اندر رویت نہیں ہوئی لیکن اس سے لازم ۵۰۰
نہیں آتا کہ آخرت کے اندر بھی رویت ممکن نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں لن ترانی فرمایا ہے لا ترانی نہیں فرمایا
کیونکہ لن کے اندر استمرار ہوتا ہے اور لن ترانی کے اندر استمرار نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص شکل ہوتی ہے
نیز حضرت موسیٰ کا سوال کرنا دلیل ہے کہ رویت باری ممکن ہے کیونکہ اگر ناممکن ہوتی تو نبی ایسی چیز کا سوال اللہ
تعالیٰ سے کیسے کر سکتے تھے [illegible] تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے اندر واقع نہیں ہے لیکن لازم
نہیں آتا کہ آخرت کے اندر بھی ممکن نہیں ہے۔ معتزلہ کا [illegible] یہ تھا کہ رائی اور مرئی کے درمیان تقابل ہو
ہے اور تقابل جسم وجسمانیت کا خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس
بات پر قادر ہے کہ ہم اسکو بغیر جسم وجسمانیت کے دیکھیں اب رہی یہ بات کہ رویت کی کیا حقیقت ہے اسکے اندر
اختلاف ہے (۱) بعض کہتے ہیں کہ رائی جب مرئی کو دیکھے گا تو اسکے رائی کے قلب کے اندر ایک کیفیت
پیدا ہوجاتی ہے جو مقرون بالعلم ہوتی ہے لیکن یہی رویت ہے (۲) رویت سے مراد علم ہے (۳) اسکی ایک کیفیت
مراد ہے۔ اب اسکے اندر اختلاف ہے کہ رویت کن لوگوں کو حاصل ہوگی اسکے اندر مختلف اقوال ہیں
(۱) ایک فرقہ مشبہ [illegible] کہتا ہے ان لوگوں کے نزدیک جو شخص [illegible] ہو یا مسلم تمام کو رویت
حاصل ہوگی (۲) جمہور کے نزدیک صرف مسلمانوں کو رویت حاصل ہوگی (۳) بعض لوگوں کے نزدیک [illegible]
کے اندر سب کو رویت حاصل ہوگی مسلمان۔ منافق۔ کافر وغیرہ اور اسکے بعد صرف مسلمانوں کو ہوگی
کرینگے۔ اب یہ کہ حضور نے لیلۃ المعراج کے اندر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اسمیں بھی اختلاف
ہے حضرت عائشہ انکار فرماتی ہیں کہ حضور کو رویت باری لیلۃ المعراج کے اندر نہیں ہوئی یہی مذہب
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ۔ حضرت ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں کہ آپ کو
رویت ہوئی ہے یہی مذہب ہے امام احمد کا اور یہی ابن مسعود کا ایک قول ہے۔ حضرت ابن عباس جو کہ [illegible]
ہیں [illegible] راجح ہوگی امام نووی نے اکثر علماء سے اسی مذہب کو نقل کیا۔ حضرت شیخ
کا رجحان اسی طرف ہے [illegible] ہے جہاں کہیں الفاظ کی نفی کی گئی ہے [illegible] کتاب التوحید
کے اندر یہی لکھا ہے [illegible] امام نووی نے اثبات کیا ہے اسکے علاوہ حضرت [illegible] دلیل [illegible]
لیکن [illegible] مسلم کے اندر ایک حدیث ہے [illegible] حضور نے فرمایا کہ [illegible] کو دیکھا ہے اسکے اندر بھی
اختلاف ہے کہ [illegible] قلبی رویت کی یا عینی دونوں قول ہیں [illegible] ابن قیم نے کتاب الجیوش کے اندر ۵۰۱ / ۸
5657 لکھا ہے کہ ابن جنید کی [illegible] رویت باری سے الفصل الثالث عن ابی ذر
قال نور انی اراہ [illegible] نور کے معنی [illegible] کیفیت ہے اور کیفیت کا [illegible]
[illegible] ہوگی [illegible] صحیح [illegible] نور سے [illegible]
وغیرہ [illegible] انی اراہ [illegible] اگر نور سے حجاب [illegible]
[illegible] ہوگا [illegible] حجاب [illegible] نور انی اراہ [illegible]
[illegible] کہ یہ تصحیف ہے [illegible]

5661 الاء اں محذوف ماننی ہوگی عن الشعبی (صفحہ ۵۰۱) : ثم دنی فتدلی الخ دنی کی ضمیر حضرت عائشہ کے نزدیک حضرت جبرئیل ٥٠١/١٣
علیہ السلام کی طرف اور حضرت ابن عباس کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور جو اشکال کہ
تقابل کا ہوتا ہے جس سے جسمانیت کا ایہام ہوتا ہے اسکا جواب دیا کہ یہاں دنو مکانی جسمانی نہیں ہوگا
بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور قدرت سے بغیر جسم و جسمانیت کے بھی دنو پیدا کردینگے ـــــ

65 # باب صفة النار واهلها (اعاذنا اللہ منها) ٥٠٢/٨

الفصل الاول عن ابی هریرة (صفحہ ۵۰۲) : اس حدیث پاک کے اندر دنیا والی نار کو جہنم کی آگ کا ستّرواں حصہ قرار ٨
دیا اور ایک حدیث کے اندر سو کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے حافظ نے اسکے دو جواب دیئے (۱) مطلق تکثیر
مقصود ہے (۲) اگر عدد کو اپنی حقیقت پر محمول کیا جائے تو پھر ترجیح زائد کو دی جائیگی قال فضلت علیهن الخ
جب سوال کیا کہ حضور دنیا کی آگ کی تپش ہی بہت کافی ہے تو پھر اسکے دینے اسکا جواب فرما جیسا کہ
یہ ہے کہ دنیا کی آگ سے تو دنیا کے اندر عذاب دیا جاتا ہے اور آخرت کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب دیا
جائیگا اور اسکا عذاب چونکہ اشد ہے اسلیے جہنم کی نار بھی اشد ہے وفیہا علیہا وکلہا بدل علیهن وکلہن الخ
نصف نصف سے عبارت کو پڑھا کر ایک اعتراض کا جواب دیا کہ فضلت علیهن کے اندر جو ضمیر ہے اس کی ضمیر آگ کی طرف
راجع ہے اور علیهن سے بھی آگ مراد ہے تو تفضیل الشئ علی نفسہ لازم آئی اسکا جواب دیا کہ مسلم کی روایت میں
علیہا اور بخاری وارد ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ علیہا کی ضمیر نار کی طرف راجع ہے اور یہاں علیهن جمع کی ضمیر انواع
70 کے اعتبار سے لائے تو ایک جگہ مطلق نار اور دوسری جگہ انواع و اقسام نار مراد ہیں عنه (صفحہ ۵۰۳/۲۱) : اس ٢١
حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جہنمی غریب ہی ہوگا اور اسکی بناء پر سوال ہوگا کیا فقیر کا کیا حال ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آخرت سے پہلو
ہوتا ہے کہ وہ فقیر دنیا میں ہوگا اسکا جواب دیا کہ فقیر کا سوال اس کے ایسے شہر کا ہوگا کہ وہ دنیا میں کافی محتاج
بلکہ تنگدستی کیسے ہوگا دوسری بات حدیث کے اندر اسی جملہ سے ابدیت معلوم ہوتی من ھذا الخ یہ معلوم ہوا کہ
اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرتے ہیں اسی پر شر کا ارادہ کرتا ہے اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے اسکا جواب دیا کہ قول ارادہ
75 ارادہ کے معنی میں ہے الفصل الثانی عنه (صفحہ ۵۰۳) : اس حدیث کے اندر جاہر کافر کا نام انیاب کی تشریح کی ٥٠٣/٦
کیا گیا ہے بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے اس میں اللہ تبارک الجبار کی زیادتی کی ہے اور جس کی تحقیق یہ کی گئی جبار الملک
عجمی کا نام تھا یہ ایک جاہلیت کے اندر ہے اسکا علم ہے تو یہ تلاش کیا ہے اسکا جواب ہوا یہ ہے کہ
مخاطب عرب وجہ الاول تھا یا احوال کے اختلاف پر مبنی ہے یا زمانہ کے اعتبار سے ہے کہ کبھی اتنا اور کبھی اتنا ہوگا
92 الفصل الثالث عن الحسن (صفحہ ۵۰۵) : الشمس والقمر ثوران مکوران الخ ثور کہتے ہیں بیل کو اور مکوران تکویر سے ٥٠٥/١
مشتق ہے لپیٹنے کے معنی میں ہے عدم جوں ایک جانب میں ہیں کہ فی النار سے یعنی نار اسلیے ہے کہ ان لوگوں کو جو سمش
کو دنیا میں جو ان کی عبادت کرتے ہیں دوسرا یہ ہے ان کو آگ کے اندر ڈالنے کی یہ ہے کہ دونوں آگ سے بنائے
گئے ہیں اور کوئی شی اپنی اصل کی طرف لوٹ کر جاتی ہے تو اس کو عذاب نہیں ہوتا کہ ان کو عذاب کے لیے نہیں ڈالا جائیگا بلکہ
ان کی حیثیت آلات کی ہے اس کے بعد حدیث پاک کے اندر ہے کہ حضرت حسن نے حضرت ابوھریرہ سے
ان دونوں کے مکورین فی النار ہونے کی وجہ دریافت کی حضرت ابوھریرہ نے جو جواب دیا اسکا حاصل

5692 یہ ہے کہ دلائل عقلیہ کے ذریعہ سے ان کو سمجھا کر اس چیز کو مان لو جو ہم کہہ رہے ہیں۔ اس حاصل کا ترجمہ قریب قریب علامہ طیبی
نے بیان کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضرت حسن کے سوال کی غرض ان کے نکلنے فی النار ہونے کی وجہ اور
حکمت کو معلوم کرنا ہے اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ مجھے حکمت کا علم نہیں جو حدیث میں نے سنی وہ بیان کر دی
اس کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ سوال الحسن حسن و جواب ابی ہریرۃ مستحسن 505/6

ص۵۰۵ باب خلق الجنۃ والنار

جنت اور نار کے مخلوق اور موجود ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک جنت اور نار مخلوق اور
موجود ہیں۔ معتزلہ کے نزدیک نہ مخلوق ہیں اور نہ موجود ہیں۔ جہمیہ ایک فرقہ ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ یہ
دونوں موجود ہو کر معدوم ہو جائیں گے۔ معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے موجود ہونے کی صورت میں
جنت اور اس کی نعمتیں بے سود اور لغو ہوں گی۔ کیونکہ ان کا استعمال مخلوق قیامت کے بعد کرے گی اس لیے
پہلے ان دونوں کی تمام اشیاء عبث ہوں گی۔ اس پہلے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر ہمارے یہاں کوئی
معزز مہمان آنے کو اس سے پہلے چھ ماہ قبل ہی تیاری شروع کی جاتی ہے اتنی مدت تک وہ تیاری کیا
عبث ہو جاتی ہے۔ دوسری دلیل معتزلہ کی یہ ہے کہ ایک آیت کے اندر تو اُن کو دائم کہا ہے کہ اکلہا دائم اور
دوسری آیت کریمہ ناطق ہے کہ کل شیء ہالک الا وجہہ ان دونوں کا اندر تعارض ہو گیا لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ
موجود نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کل شیء ہالک الا وجہہ کے تحقق کی بنا پر ایک آن کے لیے جنت کی نعمتیں
فنا ہو جائیں گی اور پھر ہمیشہ کی کھیتی ہوں گی یہی حقیقت اور یہی مراد ہے بعض لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت علامہ
ابن قیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کی اشیاء پر فناء طاری نہ ہوگا اور کل شیء ہالک الخ کا مطلب یہ ہے کہ
ان اشیاء کے اندر ہلاکت کا استعداد ہے۔ تیسری دلیل معتزلہ کی حدیث پاک ہے کہ الجنۃ قیعان الخ
علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ارض الجنۃ کو موجود ہونا تسلیم کر لیا بس یہی کافی ہے۔ جہمیہ کہتے ہیں کہ
اب معدوم ہیں اور موجود ہو کر پھر معدوم ہو جائیں گے ان کا استدلال کل شیء ہالک الا وجہہ سے ہے ہماری طرف
سے جواب یہ ہے کہ اگر عدم ہو رہے ان کے لیے عدم آنی مراد ہے تو ہم کو تسلیم ہے کوئی اختلاف نہیں اور اگر وہ
لوگ عدم سے عدم دوامی مراد لیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ آیت کے اندر ہلاکت کا مطلب یہی ہے کہ وہ تمام اشیاء ہلاک
94 ہونے کے بعد موجود کی جائیں گی۔ ص۵۰۵ الفصل الاول عن ابی ہریرۃ ؓ تحاجت الجنۃ والنار اس کے حقیقی تحاجت 6
مراد ہے یا حقیقی کے مجاز مراد ہے دونوں احتمال ممکن ہیں۔ اس حدیث کے اندر وارد ہوا فاما النار فلا تمتلئ حتی یضع اللہ
رجلہ اور ایک روایت کے اندر رجل کے بجائے قدمہ وارد ہوا ہے اور اس کی نفی کے اندر دو جماعتیں ہیں اہل تفویض
اس کا کچھ معنی بیان نہیں کرتے اور اہل تاویل کہتے ہیں کہ اس سے مراد مخلوق ہے کیونکہ رجل ہے اور اضافت تشریف
کے لیے ہے بعض نے کہا کہ اس رجل سے الطائفۃ من جراد مراد ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جماعت انسانی
کی مراد ہے جو اللہ کے علم میں جہنمی ہیں۔ ایک تنبیہ سنو یہ مشہور ہے کہ جہنم کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو پیدا کریں گے
تاکہ جہنم کو بھر دیا جائے یہ غلط ہے اور کسی کو وہم ہوا بلکہ جہنم کے بجائے جنت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو پیدا کریں گے
97 تاکہ جنت کو بھر دیا جائے اور یہی اس حدیث کے لکھنے سے معلوم ہوا ص۵۰۵ الفصل الثالث عن انس ؓ ٢٣

5697 اس حدیث پاک کے اندر حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے ابھی جنت اور جہنم فی قبل ھذا الجدار دکھلائی گئی ہیں۔ اس پر اشکال ہوا کہ
اس دیوار پر پوری جنت اور جہنم کیسے دکھلادی گئی اس کا جواب[1] یہ ہے کہ مثل آئینہ کے دکھلائی گئی ہوں گی
جواب[2] ممکن ہے کہ ان دونوں کے ایک ایک گوشہ دکھلا دیا ہو جیسے گیا ہو

باب بدء الخلق وذکر الانبیاء

ص۵۰۵

عن عمران بن حصین: ان جاء قوم من بنی تمیم الخ ان قوم بنی تمیم کے اندر عیینہ بن حصن اور 1
98 اقرع بن حابس شامل تھے ان لوگوں کو آپؐ نے کہا کہ اقبلوا البشریٰ اس بشریٰ سے جنت کی خوشخبری 27
مراد ہے اور جنت کے لئے تفقہ فی الدین وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ
جیسا کہ لیتفقہوا فی الدین الخ قالوا بشرتنا فاعطنا الخ یہ لوگ چونکہ دنیا کے اندر مشغول تھے اپنی
طبعی تقاضہ کے مطابق جواب میں فاعطنا کہہ دیا اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان
لوگوں نے بشارت سے سمجھا کہ روپیہ پیسہ کی بشارت ہے اور روپیہ پیسہ ملیگا اس لئے جلدی
اس کو طلب کرنے لگے۔ و کان عرشہ علی الماء اس سے ابوالعلی ہمدانی نے عرش اور ماء کے اول
خلق ہونے پر استدلال کیا ہے اور اس حدیث سے ماء کا سب سے پہلے پیدا ہونا معلوم ہوا ہے
اور عرش علی الماء کے تحت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے اندر اتصال ہونا
نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ حقیقۃً عرش کے نیچے پانی بہہ رہا ہو بلکہ مطلق فوقیت علی الماء 5.6/6
99 بیان کرنی مقصود ہے عن عمرؓ ص۵۰۶: اس حدیث کے مطلب کے متعلق حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول آفرینش سے لیکر جنت میں داخل ہونے
5700 تک کے تمام حالات بیان فرمادیئے عن ابی ہریرۃ ص۵۰۶: ان اللہ لما کتب کتابا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ 8
قلم کو کتابت کا حکم دیا فقال للقلم اکتب دوسرا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ کے اندر اپنی قدرت سے لکھا
اس روایت کے اندر سبقت اور بعض روایت کے اندر غلبت وارد ہوا ہے اور مطلب[1] یہ ہے کہ
مقدار رحمت زیادہ ہے مقدار غضب سے اور مطلب[2] یہ ہے کہ رحمت تو میری ذات کا مقتضی ہے اور
غضب کیلئے سبب کی ضرورت ہے فہو مکتوب عندہ فوق العرش یہاں فوق کو بعض نے زائد اور بعض
نے فوق کو تحت کے معنی میں اور بعض نے اپنے حقیقی معنی میں رکھا ہے حافظؒ کی رائے یہ ہے کہ زائد ماننا
02 صحیح نہیں ہے کیونکہ معنی کے اندر خرابی ہو جائیگی عن النبیؐ ص۵۰۶: علامہ توربشتی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشکل ہے 11
کیونکہ آدم علیہ السلام کی تصویر وغیرہ سب جنت سے باہر ہوئی ہے لہذا صور اللہ آدم فی الجنۃ کا
مطلب مشکل ہے۔ ملا علی قاری نے قاضی بیضاوی سے نقل کیا ہے کہ جنت سے باہر خمیر تیار کیا گیا
اور پھر جنت کے اندر لاکر صورت مکمل کی گئی ہے نیز قرآن پاک میں آدم وحواء کو خطاب ہے کہ اسکن انت
حالانکہ حضرت حواء کی پیدائش جنت کے اندر ہوئی اور وہ خطاب کے وقت جنت کے اندر تھیں لہذا
معلوم ہوا کہ سکونت میں بعد میں آتا کہ تصویر وغیرہ باہر بنائی گئی ہو بلکہ تصویر جنت کے اندر
بنائی گئی ہوگی۔ ان خلق خلقا لم یتم ذلک الخ ملا علی قاری نے اس کا مطلب بیان فرمایا کہ ایسی مخلوق ہے

5703 خود فسخ و بسا اوقات شہوات اور فسخ نقض مراد ہیں ۔ صفحہ ۵۰۶ / ۱۳ عن ابی هریرة : اختتن ابراهیم النبی و هو ابن 506/143
ثمانین سنة ۔ ایک روایت کے اندر ابن ثمانین کی بجائے ابن مائة وعشرین سال کا ذکر ہے اب دونوں کے اندر
تعارض ہو گیا بعض لوگوں نے جواب دیا کہ اسّی والی روایت صحیحین کی ہے وہی راجح ہوگی اور بعض لوگوں
نے ترجیح کے بجائے دونوں احادیث میں جمع کیا کہ اسّی والی روایت میں ان کا چالیس سال کو شمار نہیں کیا
جو نبوت سے قبل کا ہے ۔ اس حدیث سے ایک مسئلہ ثابت ہوا کہ بڑھاپے کے اندر ختنہ کی جا سکتی
اس لئے بیان فرمایا کہ ختنہ مسنون ہیں اگرچہ ہلاکت کا خوف ہو تو ختنہ مالکی کے نزدیک واجب ہے
بالقدوم اس کے متعلق امام بخاری نے ادب المفرد کے اندر تحریر فرمایا ہے کہ یہ ایک جگہ کا نام ہے ۔ ابن
حبان نے علی الرازی سے نقل کیا ہے کہ یہ آلہ مراد لیا ہے علامہ قرطبی اور حافظ نے اسی کو راجح قرار
دیا ہے اور اس مطلب کی صورت میں یہ تخفیف کے ساتھ ہوگا ۔ اور بعض نے تشدید کے ساتھ قدوم ضبط کیا ہے
04 صفحہ ۵۰۶ / ۱۵ لم یکذب ابراهیم الا ثلث کذبات ۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ یہ حقیقۃ کذب نہیں تھا بلکہ 15
توریہ ہے اور کذب سے تعبیر اس لئے کیا کہ ظاہراً کذب ہے اول کذب ہے انی سقیم فرمانا ہے اب اس
کے معنی میں علماء کی مختلف توجیہات ہیں (۱) اس کے معنی سا سقم کے ہیں (۲) انی سقیم کا قید اُفتی بن الموت
کے معنی میں ہے (۳) انی سقیم بالحجة (۴) انی سقیم القلب بالخروج معکم (۵) بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ ان
لوگوں کے بیت خانہ جانے کے وقت ابراہیم علیہ السلام کو بخار آجایا کرتا تھا یہ قول ضعیف ہے دوسرا
کذب ابراهیم علیہ السلام کا ان کا قول ہے بل فعلہ کبیرهم هذا اس کی تحقیق کے اندر بھی علماء کے مختلف قول ہیں
(۱) آپ نے طنزاً ان کو یہ فرما دیا تھا (۲) یہ جملہ شرط پر موقوف ہے اور وہ ان کانوا ینطقون ہے
(۳) کبیرهم کی طرف نسبت سبب کے اعتبار سے فرمائی اور مطلب ہوگا کہ چونکہ ان تمام بتوں کی عبادت
تم اس بڑے بت کی وجہ سے کرتے تھے اور میں نے ان تمام بتوں کو تمہاری اس عبادت کی وجہ سے ختم کیا ہے
اور عبادت کا سبب وہ بڑا ہے تو گویا میرے ان تمام کو توڑ دینے کا سبب یہ بڑا بت ہے اس
لئے اس کی طرف نسبت فرما دی (۴) علامہ کسائی فرماتے ہیں کہ بل فعلہ پر انہوں نے وقف کر دیا ہوگا
اور پھر پڑھا ہوگا کبیرهم هذا فسئلوهم الخ حافظ نے کہا کہ اس کے اندر تکلف ہے اذا اتی علی جبار
من الجبابرة اس جبار بادشاہ کے نام میں مختلف قول ہیں (۱) عمرو بن امرء القیس (۲) سفیان بن
علوان (۳) سادوق ۔ اب ایک اشکال اس حدیث پاک پر یہ ہوگا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ صرف کذب کا حصر تین میں ہے حالانکہ حضرت ابراهیم کا ایک اور کذب قرآن کے اندر موجود ہے
وہ یہ وہ ستارہ کے متعلق فرمایا تھا کہ هذا ربی اس کا جواب[1] یہ ہے کہ جیسے کے اندر انہوں نے فرمایا تھا
جواب[2] فی المحبة کے طور پر ابراهیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کیا یہ بھی رب ہو سکتا ہے اس صورت میں گویا
هذا ربی میں همزه استفهام انکاری محذوف ہوگا ۔ لیس علی وجہ الارض مؤمن غیری و غیرک اس پر اشکال
ہوگا کہ اس جملے سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی مسلمان ان دونوں کے علاوہ زمین پر نہیں تھا حالانکہ حضرت
لوط علیہ السلام قوم بنی سدوم کی طرف اسی زمانے میں مبعوث تھے اس کا جواب دیا کہ وجہ الارض کے اندر

5704 ارضیت سے وہ مقام مراد ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قافلہ تھا ھاجر - یہ ھاجر حضرت اسمٰعیل
ذبیح اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں اور دوسری لغت ھاجر کا اندر آجر بھی ہے اب یہ کہ
اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو خدمت کیلئے باندی کیوں دی اسکا جواب ۱ علامہ علی قاری نے دیا
کہ حضرت سارہ کی فضیلت اس پر ظاہر ہوئی تو اسکو بطور ہدیہ کے اور حضرت سارہ کو بڑا
اور بزرگ سمجھتے ہوئے پیش کی - لیکن آگے چلکر سیاق حدیث اس جواب کی موافقت نہیں
کرتا کیونکہ اس بادشاہ نے حضرت سارہ کے متعلق اپنے دربانوں سے کہا تھا کہ انما اتیتنی بشیطان
اسلئے معلوم ہوا کہ اس کو انکی فضیلت کا علم نہیں تھا بلکہ اسکی باندی بطور خدمتگار کے دیئے
دی تاکہ وہ کوئی اور عمل کرکے اسکو نقصان نہ پہنچا سکیں - آگے چلکر آخر حدیث میں وارد ہوا
حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں یا بنی ماء السماء اس کا مصداق اہل عرب ہیں کیونکہ ان لوگوں
کا گذر اوقات جنگلوں میں ہوتا ہے یا ان کو بنی ماء السماء اس وجہ سے کہا کہ انہی کی برکت سے
چاہ زمزم ہوا اور دنیا کے لوگ اس سے ایک بابرکت نہر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوئی یا اسکی اشارہ
کیا اہل عرب کے خلوص نسب کی طرف کہ جیسے پانی خالص ہوتا ہے ایسے ہی انکا نسب شک و شبہ سے ۵۰۶/۲۵
05 عمدۃ القاری ۲۵/۱ خالص ہے ۵۰۶/۲۵ ع ف — ومتنہ: نحن احق بالشک من ابراہیم علیہ السلام بعض علماء نے لکھا ہے کہ
جب آیت کریمہ اذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی الخ نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شک
ابراہیم ولم یشک نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور نے ان کے زعم کو ختم کرنے کیلئے یہ حدیث ارشاد
فرمائی جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ حضرت ابراہیم سے زیادہ رسالت کے مستحق ہیں اگر ہم شک کریں لیکن
جب ہم نے شک نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بدرجہ اولیٰ اس میں شک نہیں کیا تھا اس
مطلب کو بیان کیا ابو اسحاق - ابراہیم اور علامہ مزنی نے - دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ
یہ جملہ آپ نے تواضعاً فرمایا تھا یا تیسرا مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ آپ نے اسوقت فرمایا تھا جبکہ
آپ کو اپنی فضیلت کا علم نہیں ہوا تھا بعد میں آپ کو اپنے افضل الانبیاء ہونے کا علم ہوا۔
اب آیت کریمہ پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیوں فرمایا تھا اس کے
علماء نے چند جواب دیئے ہیں - جواب ۱ سوال کا مقصود کیفیت احیاء کا معلوم کرنا ہے نفس
احیاء کا یقین ان کو تھا لیکن چونکہ احیاء کی مختلف صورتیں ہیں ان صورتوں میں کسی ایک کی تعیین کا
سوال تھا جواب ۲ اپنی رتبہ کو معلوم کرنے کیلئے سوال کیا تھا جواب ۳ سوال کا مقصد یہ تھا کہ
علم الیقین بڑھ کر ہوجائے عین الیقین کیسے تو جواب ۴ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
گذر رہے تھے ایک مردہ کو دیکھا کہ جانور کھا رہے ہیں تو سوچا کہ اب اسکا احیاء کیسے ہوگا
تو خاص اس کے متعلق سوال تھا جواب ۵ اپنی قوم کو دکھانے کیلئے سوال فرمایا تھا - آگے چلکر
حدیث پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق فرمایا لقد کان یاوی الی رکن شدید یعنی حضرت ان
کے پاس اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے مہمان کی صورت میں آئے اور ان کی قوم نے سوال کیا تو انہوں نے

5705 اپنے عجز کا اظہار فرمایا اور رکن شدید سے مراد ان کا اپنا قبیلہ ہے۔ اب یہ کہ انہوں نے اپنا قبیلہ کیوں مراد لیا اللہ تعالیٰ کی پناہ کیوں نہ لی (معاذ اللہ)۔ اس کا جواب دیا گیا کہ غم کی وجہ سے بھول گئے ہیں۔ [illegible]

خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ننگے غسل کیا کرتی تھی یا تو دستور ہی ہے کہ ان کی شریعت میں جائز تھا یا معمول ہے کہ وہ لوگ شریعت پر نہیں چلتے اول وجہ راجح ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی حیاء کی وجہ سے ننگے غسل نہیں کرتے تو ان کی قوم نے سمجھی کہ ان کو کوئی بیماری ہوگی اس کو چھپانے کے لیے ننگے غسل نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت کے لیے یہ سبب فرمایا کہ جب وہ اکیلے کسی مقام پر غسل کرنے گئے اور کپڑے اتار کر کسی پتھر پر رکھ دیئے تو وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ گیا اور ان کی قوم میں پہنچ گیا حضرت موسیٰ اس کے پیچھے پیچھے آواز دیتے چلے حتیٰ کہ قوم نے موسیٰ کو ننگا دیکھ لیا کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر کو مارا مار کر داغ کیا ایک تو معمول ہے کہ اس نے ذوی العقول جیسا کام کیا لہذا اس اعتبار سے وہ ذوی العقول والی ضرب کا مستحق تھا اور

ص ۵۰٦ / ۹

58 دوسری وجہ یہ تھی اپنا معجزہ دکھانا۔ **وحقنہ:** اس حدیث کے اندر فرمایا گیا کہ فان الناس یصعقون فاصعق الخ صعقہ سے مراد ایک قسم کی غشی ہے۔ اب یہ کہ قیامت کے اندر صعقہ کتنی مرتبہ ہوگا جمہور کے نزدیک دو مرتبہ ہے۔ حضرت انور کشمیری نے اس کو اختیار کیا اور علامہ ابن حزم ظاہری نے چار صعقے نقل کیے ہیں۔ جمہور کے نزدیک چونکہ دو صعقے ہیں یہ واقعہ اول صعقہ کے اندر ہوگا۔ آگے آپ نے فرمایا لا تخیروا بین الانبیاء۔ اب اس جملہ پر اشکال ہوگا کہ یہ آیت کریمہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الخ کے معارض ہے اس کے علماء نے مختلف جواب دیئے ہیں (۱) یہ جملہ آپ نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم لوگ بھی دوسروں پر فضیلت نہ دو اور آیت کریمہ کے اندر تفضیل وغیرہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فعل ہے کہ جس کو چاہے جتنی چاہے فضیلت عطا فرمائیں (۲) تفضیل سے مراد وہ فضیلت ہے جس کے اندر دوسرے کی تنقیص لازم آتی ہو (۳) نفس نبوت کے اندر تفضیل سے منع فرمایا ہے کہ نفس نبوت میں سب برابر ہیں۔ ایسے ہی حضرت موسیٰ کے متعلق فرمایا کہ لا تخیرونی علی موسیٰ یہ آپ نے دفع تنازع کے لیے فرمایا یا تواضعاً فرمایا یا یہ بھی نفس 5.7/9

ص ۵۰٦ / ۱۲

10 نبوت کے اعتبار سے فرمایا۔ **عن ابی ھریرۃ:** یونس بن متی یہ نسبت یا والد کی طرف ہے اور احتمال ہے 18
کہ والدہ کی طرف ہو اور انا خیر کے اندر انا کا مصداق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگرچہ آپ ان سے خیر اور افضل ہیں لیکن ماقبل کے اندر جو احتمال گزر چکا ہے وہی یہاں بھی مراد ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ انا سے مراد مطلق قائل ہو کیونکہ وہ نبی تھے لہذا کوئی شخص ان سے خیر نہیں ہو سکتا۔

ص ۵۰٦ / ۲۱

11 **عن ابی بن کعب:** مستقل الخضر الخ حضرت خضر کے متعلق علماء کا کافی اختلاف ہے۔ اکثر محدثین کے نزدیک 21
نبی ہیں بعض کے نزدیک ولی ہیں۔ جمہور اور صوفیائے کرام کے نزدیک اب بھی زندہ ہیں حافظ ابن الصلاح اور علامہ نووی کا یہی مسلک ہے اور امام بخاری، علامہ ابن العربی مالکی کے نزدیک اب موجود نہیں ہیں اور ان لوگوں کا استدلال [illegible] جمہور کی طرف سے جواب ماقبل میں گزر چکا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے ملاقات کی ہے۔ ان کا نام بلیا بن ملکان ہے یا بلیا بن فرعون یا ابن [illegible] ہے

ص ۵۰۷ / ۲۲

5713 بعض نے ان کا نام الیاس بتلایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ الیاس علیہ السلام کے بھائی ہیں وغیرہ۔ ۵۰۷ / ۲۲
فلطم موسیٰ عینی ملک الموت الخ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان ملک الموت کا نام معلوم نہیں ہوسکا البتہ وہب بن منبہ
فرماتے ہیں کہ ان کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے۔ ایک فرقے نے اس حدیث پاک کا انکار فرمایا ہے کیونکہ
یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان فرشتے کو مار سکے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ہم سکوت کرتے ہیں۔ لیکن علماء سلف
اور جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو اسلئے مارا کہ وہ انسان
کی شکل میں آئے تھے تو تمیز نہ ہوسکا کہ یہ چور ہے یا ڈاکو ہے یا کون ہے اسلئے مار دیا۔ دوسرا کوئی
علماء نے یہ بیان کی کہ فرشتہ جب انبیاء کی روح نکالنے آتا ہے تو ان سے اجازت طلب کرتا ہے اور اس نے
اجازت نہیں طلب کی اسلئے مارا۔ اب ایک اشکال وارد ہوا کہ جب فرشتے نے آکر فرمایا کہ اجب ربک
تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا۔ علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام الذہن
کے مراقبے میں تھے ملک الموت نے آکر درمیان میں خلل ڈالا تو غصہ کی وجہ سے جواب نہیں دیا
اور ایک چپت مارا۔ اب یہ کہ وہ فرشتہ انسان کی شکل میں آیا تھا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی
تو اسکا قصاص واجب ہونا چاہئے؟ اسکا جواب دیا کہ فرشتے اس قصاص کے حکم میں داخل نہیں
اور دوسرا جواب دیا کہ اگر کوئی گھر کے اندر نظر کرے اور اس کی آنکھ پھوڑ دی جائے تو کچھ قصاص

ص ۵۰۸ / ۱۱

16 واجب نہیں ہے عن ابی هريرة ولقيت عيسى ربعة احمر الخ اس جگہ پر اشکال ہوتا کہ ۵۰۸ / ۱۱
ص ۵۰۷ پر ایک حدیث آرہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا رنگ گندمی گون تھا اور یہاں
احمر کا ذکر ہے دونوں میں تعارض ہوگیا اس کا جواب دیا کہ دونوں حدیثوں کے صحیح مان لینے کے
بعد یہ کہا جائیگا کہ نہ خالص احمریت تھی اور نہ خالص گندم گون بلکہ دونوں کے درمیان رنگ تھا
یہ جواب علامہ نووی نے دیا ہے۔ آگے چلکر آپ نے فرمایا کہ جب میرے پاس ایک شراب کا اور ایک
دودھ کا پیالہ لایا گیا تو میں نے لبن کے پیالے کو لیا اس پر مجھ سے فرمایا گیا کہ هديت الفطرة الخ
اس فطرۃ سے اسلام مراد ہے یا تھیا للاسلام مراد ہے یعنی اسلام کے سیدھے طریقے کی ہدایت
دی گئی ہے اور جیسے دودھ فطری شئی ہے کہ پیدا ہونے کے وقت سے لیکر مرنے تک وہ آدمی

ص ۵۰۸ / ۱۵

17 کے لئے غذا اور دوا کا کام دیتا ہے ایسے ہی اسلام بھی فطری شئی ہے عن ابن عباس رضی ۱۵
حدیث کے اندر ہے کہ جب آپ کا سفر میں آنحضرت کا گذر وادی ازرق پر ہوا تو آپ نے فرمایا کانی انظر
الی موسیٰ الخ اب یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے کہاں دیکھے اور کب دیکھا۔ اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت مثالیہ اسوقت آپ کے سامنے پیش کی گئی ہوگی جواب ۲ اس انظر کے
اندر نظر سے نظر حقیقی ہی مراد ہے اور آپ نے اسوقت حقیقۃ حضرت موسیٰ کو دیکھا اور دیکھا جواب ۳ وحی
کے ذریعہ آپ کو یہ تمام احوال اور صورتیں بتلا دی گئی ہیں اسی لئے کانی انظر فرمایا جواب ۴ کہ آپ نے خواب

ص ۵۰۸ / ۲۰

18 دیکھا ہوگا اس مقام کے متعلق اور پھر جب اس وادی پر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا عن ابی هريرة ۲۰
صوفیاء کے یہاں تین چیزیں ہوتی ہیں ایک طی اللسان۔ ایک طی المکان۔ اور ایک طی الزمان۔ قرآن کا

5718 مطلب یہ ہے کہ ایک دو گھنٹے کی بات اور ایک دو منٹ میں کہہ دیا جائے اور طول کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے
کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو طی اللسان حاصل تھا۔ دوسری شق کا مطلب یہ ہے کہ ایک دو دن کا راستہ
19 ایک دو منٹ میں طے ہو جائے اور طی الزمان کا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے اندر اندر بہت زیادہ کام
19 ہو جائے۔ **وعنہ**: — یہاں حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے لئے فیصلہ فرمایا بعض نے اس کی وجہ بیان ۵۰۸/۲۲
کی کہ ان کی شریعت میں بڑی اور چھوٹی کے تنازع کی صورت میں بڑی کے لئے فیصلہ ہوتا تھا اور بعض نے
یہ وجہ بیان کی کہ چونکہ بڑی کی گود میں تھا اس لئے یہ فیصلہ فرمایا۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ
فیصلہ توڑ دیا اور دوسرا فیصلہ فرمایا اور توڑ دینے کا اندر نقطہ کا ہی ہے کیونکہ یہ فیصلہ وحی کے ذریعہ
نہیں ہوا تھا۔ اب اعتراض ہو گیا کہ یہ تو ایک نبی — قاضی — والد کا فیصلہ تھا اس کو نقض کرنا کیسے جائز ہوا
اس کا علماء نے جواب دیا کہ یہ نقض نہیں ہوا بلکہ یوں سمجھو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر ثانی فرما کر پہلے
20 عمل کیا۔ **وعنہ**: — علی تسعین امراۃ الخ اس روایت کے اندر نوے ہے لیکن اس کے علاوہ روایات مختلف ۲۶
ہیں ایک میں ساٹھ — ستر — ننانوے — سو تک روایات میں آیا ہے — حافظ سیوطی نے بروایت عساکر
نقل کیا ہے کہ ایک ہزار عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھر میں تھیں۔ اب یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے یہ کیسے
فرمایا کہ کلھن تاتی بفارس یجاھد فی سبیل اللہ الخ اس کا جواب دیا کہ چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی
رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد الخ لیکن سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ نہیں کہا اس وجہ سے یہ بات نہیں
پائی گئی اور چونکہ سلیمان علیہ السلام کو ان کی دعا پر بادشاہ بنا دیا گیا تھا اس وجہ سے خود اعتمادی ہو گئی
تھی۔ اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کی قبولیت کے لئے انشاء اللہ کہنے کو شرط قرار دیا ہو اور انہوں نے
کہا نہیں اس لئے دعا مقبول نہیں ہوئی ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ استثناء کے
اندر انفصال جائز ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک انفصال جائز نہیں بلکہ اتصال ضروری ہے اللہ اعلم۔ واقعہ
جا رہا ہے بشق رجل الخ اس شق نے یہ بیان کیا کہ آیت کریمہ والقینا علی کرسیہ جسدا الخ میں جسد سے یہی شق رجل مراد ہے
روح المعانی اور بیضاوی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ حافظ نے ایک قول نقل کیا کہ اس میں جسد سے مراد
24 جن ہے لیکن یہ قول غلط ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ تمام قول اسرائیلیات ہے **عن ابی موسیٰ** ۵۰۹/۸
ولم یکمل من النساء الا مریم الخ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کو مرتبہ نبوۃ تک
نوازا گیا تھا کیونکہ نبوۃ کے بعد صدیق اور شہید کا مرتبہ ہے تو اگر نبوۃ کا مرتبہ یہاں مراد نہ ہو بلکہ صدیقیت والا
مراد لیا جائے تو لازم آئے گا کہ امت کے اندر عورتوں میں کوئی بھی صدیقہ نہ ہو حالانکہ حضرت عائشہ الخ
25 صدیقہ تھیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک حضرت مریم نبی نہیں ہیں۔ **الفصل الثانی عن ابی رزین**: — کان ۱۱
فی عماء الخ اس عماء کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات کے اندر تھے اور اپنے اوصاف کا اس وقت تک ظہور نہیں ہوا تھا
عماء کے معنی لغت میں مختلف آتے ہیں سحاب رقیق — سحاب غلیظ — چھوٹوں کی خوشبو، ہر ایک دھواں
ہوتا ہے لیکن ان معانی میں سے کوئی بھی یہاں مراد نہیں ہے بلکہ یہاں تو مقصود مکان کی نفی کرنا ہے
26 بس یہی ہو تو ہے **عن العباس**: — حدیث پاک کے اندر آسمان و زمین کے بعد کے متعلق ذکر ہے فرمایا کہ ان ۱۴

5726 نعد ما بینھما اما واحدۃ واما اثنتان او ثلاث و سبعون سنۃ لیکن اس تعداد کے اندر احادیث میں تعارض ۵۰۹
ہے اس حدیث میں تعداد ۵۰۰ – ۲۷ – ۷۳ بیان کی گئی ہے لیکن ایک حدیث کے اندر فقط پانچ سو سال
کا دونوں کے درمیان فاصلہ ہے اب اس تعارض کو علماء نے چند جوابات کے ذریعے دفع فرمایا ہے
جواب ۱: امام بیہقی اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ ضعیف سیر اور سریع سیر پر مبنی ہے
جواب ۲: آسمان و زمین کے درمیان چونکہ مختلف مقامات ہیں تو ان کے اعتبار سے اختلاف ہے کہ بعض
مقام کے اعتبار سے کم اور بعض کے اعتبار سے طول زیادہ ہے جواب ۳: ان احادیث کے اندر
تحقیق کثرت بیان کرنی مقصود ہے جواب ۴: شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر چار سو
اور ۳۰ کے علاوہ باقی کسر کو حذف کر دیا گیا ورنہ خود اس روایت کو علامہ بغوی نے معالم
التنزیل کے اندر پانچ سو ذکر کیا ہے اس صورت میں احادیث کے اندر تعارض ختم ہو جائیگا۔
او عال بین اظلافہن الخ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں۔ امیہ بن الصلت کے ایک شعر سے معلوم ہوا
کہ حملۃ العرش چار ہیں اور وہ شعر جب حضور کے سامنے پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ صدق۔ اب اشکال
ہوگا کہ جب آپ نے اس شعر کی تصدیق فرمائی تو پھر اس حدیث کے اندر آٹھ حملۃ العرش کی تعداد آٹھ کیوں
بیان فرمائی اس لئے تعارض لازم آتا ہے۔ اسکا جواب حافظ نے دیا کہ چار کے ذکر سے آٹھ کی نفی
27 لازم نہیں آتی عن جبیر بن مطعم ص۵۰۹: وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب الخ اس حدیث کا دار و مدار ۵۰۹/۲۱
محمد بن اسحاق بن یسار پر ہے اس کے متعلق بعض نے رد کر دیا کہ وہ راوی ضعیف ہے لیکن دوسرے بعض
علماء نے اس حدیث کی تصحیح کی اور اس حدیث کو ثابت مانا ہے اب یہاں پر مذکورہ جملے اطیط
کی وجہ سے جسمانیت کا شبہ ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات سے چرچراہٹ کی آواز ہوتی ہے ایسی بات اطیط کی وجہ سے
عرش چرچر کرتا ہے امام ابوبکر فورک نے اس کا جواب دیا کہ اس سے عظمت باری کی طرف اشارہ فرمایا ہے
جواب ۲: یہاں اسکے چرچر کرنے اور اطیط سے مراد ملائکہ کا تسبیح کرنا ہے جواب ۳: علامہ علی قاری
فرماتے ہیں کہ خود عرش اگر تسبیح کرتا ہو اور اس کی آواز مراد لی جائے تو کیا اشکال ہے۔۔۔۔
عن جابر ص۵۱۰: نفخت فیہ من روحی الخ روح کی اضافت یا تو شرافت کے لئے ہے یا تخلیق کے اعتبار سے ہے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان افضل ہیں فرشتوں سے اس مسئلہ کے اندر علماء کے دونوں قول
ہیں کہ حقیقۃ انسان افضل ہے یا حقیقۃ ملائکہ۔ بعض نے کہا کہ اختلاف اس بات کے اندر ہے کہ مومنین
افضل ہیں یا ملائکہ۔ معتزلہ اور متکلمین کے نزدیک ملائکہ افضل ہیں۔ جمہور کے نزدیک انسان افضل
ہیں۔ محققین کے نزدیک عوام الناس افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خواص الملائکہ ہیں خواص
37 ملائکہ سے عن ابی ذر ص۵۱۱: فقال ثلثمائۃ وخمسۃ عشر الخ ایک روایت کے اندر تین سو تیرہ مراد ۵۱۱/۳
وارد ہوا ہے یہی قول صحیح ہے اور خمسۃ عشر سے بھی گویا ثلثۃ عشر مراد ہے بعض علماء نے بیان
38 فرمایا کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے ان کی تعیین پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے عن ابن عباس ص۵۱۱ ۷
القی الالواح فانکسرت الخ چونکہ موسیٰ علیہ السلام غصہ کے اندر تھے اور غصہ کے اندر باوجود ادب کی کوشش کے بے ادبی ہو جاتی ہے اسلئے
پھینک دی۔ اور دوسری وجہ پھینکنے کی یہ ہے کہ وہ غصہ حق بات پر تھا فقط

باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ

5746 الفصل الاول وعنہ: ما من الانبیاء من نبی الا قد اعطی الخ اس حدیث کا علامہ نے مطلب ۵۱۱/۹/۲۶
بیان فرمایا ہے ہیں کہ مطلب یہ کہ تمام انبیاء کو جو معجزات دیئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کو دیکھ کر آدمی
ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مطلب ۲: دوسرے انبیاء کو جو معجزات عطا کئے گئے ہیں ان میں تو
آدمی شبہ کر سکتا ہے برخلاف اس کے میرا معجزہ قرآن پاک ہے جس میں شبہ کی گنجائش نہیں تو اس وجہ سے
47 کوئی شبہ نہیں کر سکتا۔ عن جابر: اس حدیث پاک کا ترجمہ حضور نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ۵۱۲/۱
ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل اور کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک آپ نے یہ ذکر فرمایا کہ اعطیت
الشفاعۃ۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس سے کونسی شفاعت مراد ہے (۱) بعض نے کہا کہ موقف
میں جو ہول اور خوف ہو گا اس کی نجات والی کیونکہ یہ حضور ہی فرمائیں گے (۲) ایسے شخص کے لیے
شفاعت مراد ہے جس کے قلب میں صرف ایک ذرہ ایمان کا ہو (۳) اس کے علاوہ اس سے شفاعت مراد ہے
جو بالعموم مقبول ہو گی۔ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے لئے شفیع
بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے آپ ہی کو وہ اعزاز ملا وہ بات آپ کو عطا کی گئی کہ آپ کو جن کی طرف بھیجا
حاجت اور ضرورت تھی۔ ایک خصوصیت آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ واحلت لی الغنائم الخ یعنی پہلے انبیاء کی
امتیں کو تو آگ جلا دیا کرتی تھی لیکن میرے زمانے کے اندر جہاد کی جو غنیمت ہوں گے وہ میرے
استعمال کے لیے حلال ہے۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ پہلے انبیاء کو غنیمت سے کوئی خاص حصہ
نہیں جاتا نہیں تھا اور میرے لئے اللہ نے ایک خصوصی حصہ نکالا جاتا ہے اور اس حصہ کا نام صفی تھا
یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس حدیث کے اندر اگرچہ پانچ خصائص ذکر کئے گئے اور دوسری حدیث کے اندر
چھ ذکر فرمائی اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے پانچ کا علم تھا بعد میں زیادتی کا علم اللہ رب العزت نے عطا فرمایا
58 الفصل الثانی عن ابی ہریرۃ: قالوا یا رسول اللہ الخ اس مقولے کے مصداق میں ابن ابی ۵۱۳/۱۲
الجعد اور میسرۃ وغیرہ داخل ہیں۔ اب اس حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔
(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی کے اندر یہ بات آچکی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول
ہیں اور نبی ہیں اس مطلب پر اشکال ہو گیا کہ اس کے اندر حضور کی کیا خصوصیت ہے تمام انبیاء
کی نبوۃ اللہ کے علم میں تھی لہذا اب دوسرا مطلب بیان کیا جاتا ہے (۲) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے
اندر خبر دے دی تھی کہ میں نبی بنا کر بھیجوں گا اگرچہ یہ مطلب ہے لیکن جو بات گنگوہی نے فرمائی ہیں کہ
اس کے اندر حضور کی خصوصیت باقی نہیں رہتی۔ ملا عارف جامی نے اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا کہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ارواح کے اندر نبی بنا دیا اور وہ فضائل نبی کے اندر ہونے
چاہیے وہ آپ میں پیدا فرما دیئے تھے مولانا گنگوہی صاحب نے اس کو قریب قریب بیان فرمایا۔ اب
سوال پیدا ہوا کہ نبوۃ تو وصف ہے اور وصف ذات کو طلب کرتا ہے اور وہاں ذات
کہاں تھی۔ حضرت مولانا یحییٰ نے اس کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام سے قبل ارواح کو پیدا
فرمایا تھا لہذا اس روح کو پہلے ہی نبوۃ والے اوصاف و کمالات دے کر آراستہ کر دیا تھا

5758 علامہ سہروردی فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت اِئْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ کے اندر سب سے پہلا
جواب کعبہ والی جگہ کے نیچے کی زمین کے ذرہ نے دیا جیسا کہ ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور کی خلقت
اسی ذرہ سے ہوئی ہے اور ادھر اس ذرہ کا مرتبہ تمام لوگوں کے ذروں نے اتباع کیا تو گویا جیسے نبی
کا اتباع کیا جاتا ہے ایسے ہی ان ذروں نے حضور کے ذرہ کا اتباع کیا۔ اس کے بعد پانی
نے اس کو کعبہ کے نیچے کے ذروں کو جس جگہ آنحضرت کی خلقت ہوئی ہے مدینہ میں اس جگہ پھینک دیا لہذا آپ کی
قبر اطہر ہے اور یہ روضہ ان کی جائے پیدائش ہے آپ یہیں آ فرمائے گئے لہذا اب یہ اشکال کرنا کہ آدمی جہاں
کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی جگہ دفن ہوتا ہے اور حضور مکہ کی مٹی سے پیدا ہوئے تھے رفع ہو گا۔

61 ص۵۱۳ عن ابی سعید:— ولا فخر اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ لا اقول فخرا یعنی میں یہ بات کوئی فخر سے نہیں ۵۱۳/۱۷
کہہ رہا ہوں اور دوسرا مطلب بعض لوگوں نے شکر کے طور پر بیان کیا کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ اس سے
بھی بڑھ کر فخر کی باتیں موجود ہیں۔ شیخ اکبر نے ولا فخر کو اسی معنی پر بیان فرمایا اسی صورت میں اس کے
62 معنی تکبر کے ہیں ص۵۱۳ عن ابن عباس:— اس حدیث پاک میں ابراہیم علیہ السلام کو خلیل قرار دیا ہے خلیل ۲۰
خلت سے ماخوذ ہے اس کا مطلب کہتے ہیں جو خلال قلب کے اندر سرایت کر گیا ہو۔ اب اس کے اندر اختلاف
ہے کہ مرتبہ خلت افضل ہے یا مرتبہ محبت۔ ایک جماعت کے نزدیک دونوں برابر ہیں اور ایک جماعت کے نزدیک
مرتبہ خلت افضل ہے لیکن اکثرین کے نزدیک مرتبہ محبت افضل ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو
حبیب اللہ کہتے ہیں۔ علامہ علی قاری نے بعض علماء کے ہاں مرتبہ محبت کے افضل ہونے کو راجح قرار دیا ہے اور کیونکہ خلت
کے اندر احتیاج خلیل کی جانب سے ہوتی ہے اور محبت کے اندر محبوب کی طرف سے میلان محبوب کی طرف
ہوتا ہے اس بنا پر بھی محبت افضل ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خلت افضل ہے تو اب ان پر اعتراض
ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خلیل نہیں تھے بلکہ حبیب تھے اور حضرت ابراہیم خلیل تھے لہذا وہ افضل ہوئے
اس کا جواب وہ لوگ یہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ محبت ملا تو مرتبہ خلت بھی عطا
73 ہوا تھا۔ ص۵۱۵ الفصل الثالث عن ابن عباسؓ:— ان اللہ فضل محمدا علی اهل السماء الخ اب یہ کہ فضیلت کیسے ۵۱۵/۳
ہوئی اس کا جواب علامہ طیبی نے دیا کہ چونکہ حضور سے کلام اور خطاب نرم لہجہ میں ہے اور اہل سماء کو خطاب
سخت لہجہ کے اندر ہے اس وجہ سے فضیلت ہے۔ ملا علی قاری نے اس کو رد کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کو بعض جگہ سخت کلام وخطاب فرمایا ہے لہذا یہ کہا جائے گا کہ حضور کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم ملائکہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ علامہ سیوطی۔ علامہ تقی الدین سبکی کے نزدیک آپ ملائکہ
کی طرف بھی مبعوث تھے۔ اور بعض کے نزدیک صرف ثقلین (جن وانس) کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے۔

باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصفاتہ ۵۱۵/۱۶

اسماء اسم کی جمع ہے حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ آپ کے جو نام ہیں ان کے اندر معنی علمی و وصفی پائے جاتے ہیں صفات
صفت کی جمع ہے وہ الفاظ مراد ہیں جو آپ کے اخلاق اوصاف پر اطلاق کئے جاتے ہیں اور اسماء سے وہ الفاظ مراد
ہیں جو آپ کی ذات پر دال ہیں۔ ابن فارس لغوی نے لکھا ہے کہ آپ کے بائیس (۲۲) نام ہیں بعض نے ننانوے (۹۹)

بیان کیے ہیں ۔ ابن العربی مالکی ، ابن سید الناس نے ۔ قاضی عیاض مالکی ۔ علامہ سخاوی نے تو پچانوے

چار سو اسماء شمار کرائے ہیں ۔ علامہ سیوطی نے بھی پانچ سو ذکر فرمائے ہیں ۔ کثرت اسماء

5776 مسمّٰی کی شرافت وعظمت کی بیّن دلیل ہے عن جُبَیر بن مطعم : انا محمد ۔ آپ کو ٥١٥/١٢

محمد اس وجہ سے کہتے ہیں کہ محمد کا معنٰی ہیں کثرت سے تعریف کیا گیا اور آپ کی ذات میں بھی بعض نادر

بیان کی محمودہ اوصاف جمع ہو گئے ۔ انا احمد ۔ یہ بھی مفعول کا معنٰی میں ہو سکتا ہے جیسے اکثر مشہور کے

معنی میں ہے اور اکثر فاعل کا معنٰی میں ہوتا ہے اور یہاں دونوں معنٰی مراد ہو سکتے ہیں یحشر الناس علی قدمی

اگر اس کا حقیقی معنٰی مراد لیا جائے تو مراد یہاں حفظ مرتب ہوگا ۔ اور یا اس کا مقصود ہو کہ

وہ اسلام کا ظہور ہے یحشر الناس علی قدمی قریب مراد ہے ۔ دوسرا قول اس کا مصداق

میں ہے یہ حدیث اس کی ابدیت اور دوام ہے صحیفہ یا کتاب کی اشاعت و فرمایا اس کے شارح کی طرف اور گئے

76 ہیں جیسا کہ ہوا ہو گا عن ابی موسٰی : اس حدیث پاک کا ابتدا اسماء مبارکہ میں ایک ٢٠

نام آپ کا المقفّی ذکر کیا گیا ۔ یہ تقفیہ سے ماخوذ ہے جس کا معنٰی ہے بعد میں آنے والا چونکہ

آپ کا بعثت میں سب انبیاء کے بعد آنے کے باعث یہ نام رکھا گیا ۔ اور ایک نام آپ کا نبی التوبۃ ذکر فرمایا

کیونکہ آپ کے ہاتھوں بے شمار لوگوں نے توبہ کی ہے ۔ آپ خود بھی خوب توبہ فرماتے ہیں ۔

82 عن انس : اس حدیث پاک کا ابتدا الحدیث کی شرح لکھنا مقصود ہے ساٹھ سال ذکر ٥١٦/٤

کیے گئے ہیں اس کی ابتدا روایات مختلف ہیں ایک میں ٦٣ اور ایک کا ابتدا ٦٥ اور

ایک کا ابتدا ساٹھ ہے باقی سال وارد ہوئی ہے ۔ حافظ ابن حجر نے ٦٣ کو راجح قرار دیا ہے

اور شارح علامہ نے ٦٥ والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ۔ نیز ساٹھ والی روایت میں جبر کیا گیا

86 ہے اس کا ابتدا جو دوسری ہے اس کا اعتبار کیا ہے عن ثابت : اس حدیث میں معلوم ہوا کہ ٢٣

آپ نے خضاب نہیں فرمایا چنانچہ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور بعض نے انکار کیا ہے بعض

لوگوں نے کہا کہ آپ نے خضاب فرمایا ہے اور وہ ام سلمہ کی حدیث سے جو باب اللباس کے آخر میں وارد ہے

بالکل ابتدا ہی ہے اس سے استدلال کرتے ہیں ۔ قاضی عیاض مالکی کا رجحان اس بات کی طرف ہے

87 کہ آپ نے خضاب نہیں کیا ۔ علامہ عینی کا قول ہے کہ کبھی کبھی خضاب فرمایا ہے عن انس : ٢٦

تکفاء اس کے تین معانی علماء نے بیان فرمائے (١) مردوں کی طرح چلنا (٢) تیزی سے چلنا (٣) قدم

88 اٹھا کر چلنا وغیرہ عن ام سلیم : ہو من اطیب الطیب الخ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ ٥١٧/٢

کے متعلق اس حدیث میں اطیب الطیب ہونا فرمایا گیا اس سے استدلال ہوگا کہ جب حضور کا

پسینہ مبارک خود اتنا بڑھ کر خوشبودار ہوتا تھا تو آپ خوشبو وغیرہ کیوں لگاتے

تھے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگاتے تھے ۔ ملائکہ کی حاضری کے ابتدا میں بنا سنت طبعی

89 بھی اس لیے لگاتے تھے عن جابر بن سمرۃ صلوٰۃ الاولٰی : علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اکثر ٩

جمہور کے نزدیک صلوٰۃ الظہر مراد ہے ۔ ملا علی قاری کے نزدیک اس سے صلوٰۃ الفجر مراد ہے

5789 کیونکہ دعا وغیرہ اس وقت کیا کرتے تھے۔ علامہ ضعیف کے نزدیک امام نووی کا قول اس وجہ سے صحیح ہے کہ

بچے عام طور سے فجر کی نماز میں ہوتا ہے صبح کی نماز میں بچے کم ہوتے ہیں واللہ اعلم۔

ص ۵۱۸ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم (الفصل الاول) ٥١٨/١٥

5801 عن انس ۔ عشر سنین الخ اس حدیث پاک کے اندر دس سال خدمت کی صراحت بیان کی گئی ہے اور ایک ١٥

روایت کے اندر نو سال وارد ہوئے ہیں لیکن دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ان کی خدمت کرنے کی صحیح

02 مدت نو سال اور کچھ ماہ ہیں تو کسی نے کسر کا اعتبار کرتے ہوئے دس کہہ دیا اور کسی نے کسر کو حذف کر دیا وعنہ ١٦

یا رضیں ذھبت الخ اس پر اشکال ہوا کہ حضرت انس الخ تک نابالغ بچے تھے پھر انہوں نے ذھبت ماضی کا

صیغہ فرمایا یہ صحیح ہوا بعض نے جواب دیا کہ ذھبت بمعنی اذھب کے ہے اور بعض نے جواب دیا کہ کام کرنے چلے گئے

وعدہ لیا ہوگا اس لئے ذھبت فرمایا صحیح ہو گیا عن انس ان اعرابیا جبذ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو ان کے سوال پر اتنی شفقت اور حسن اخلاق سے دیا ان کو جیسا کہ آپ کی عادت تھی

09 کی حقیقت پر اشکال فرمایا بالغیر کسی قرابت اور رشتہ داری کے دیا وعنہ کانت اخذت من اھاء ٥١٩/٧

اس لئے کہ اندر سنون تشکیل کیے جو قرض کا اتنا اس کا ادا ہو سکتی ہے اس پر اشکال ہوا کہ آپ

تو اجنبی عورت کے ہاتھ میں لگا سکتے تھے کہ محرم ہونے کی وجہ سے پھر اس کی اجازت دینا صحیح کیسے

اس کا جواب یہ علامہ عینی نے دیا کہ وہ رضاعی ماں تھیں اور آپ کے ... جواب ... ان کا ہاتھ فرماتے

ہیں کہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق شفقت و انکساری کی طرف اشارہ کرنا

16 مقصود ہے عن عائشۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کیلئے کبھی انتقام ١٨

نہیں لیا لیکن انتہاک حرمۃ اللہ پر انتقام لیا ہے اس پر اشکال ہوا کہ عقبہ بن ابی معیط اور

ابن خطل آپ کی ہجو کرتے تھے آپ نے ان کو قتل کرا دیا تھا اس کا جواب دیا گیا کہ ان دونوں کی ہجو

انتہاک حرمۃ اللہ کو پہنچی تھی اس وجہ سے آپ نے انتقام لیا ۔ بعض نے کہا کہ روایت کے اندر

19 انتقام نفس کی جو نفی ہے اس سے انتقام مالی مراد ہے الفصل الثانی عن انس اس حدیث ٢٦

پاک کے اندر آنحضرت علیہ الصلوۃ والتسلیم کی تین صفات کے اندر ایک مجلس وار ہوا کہ یجیب دعوۃ المملوک الخ اس کا علماء نے

مختلف مطالب بیان فرمائے (۱) اگر کسی کی حاجت ہوتی تو آپ اسکو پورا فرماتے تھے (۲) اگر کوئی مملوک آپ کی

دعوت کرتا تو آپ اسکو قبول فرما لیتے تھے اب یہ کہ مملوک کا مال تو مولی کا مال ہے آپ اسکی دعوت کیسے قبول فرماتے

اسکا جواب دیا کہ مملوک کا مال مولی کے اعتبار سے ہوتا ہے ملا علی قاری نے اس کو ترجیح قرار دیا

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار اور حق تھا دوسرے کے مال میں تصرف کرنے کا (۳) دعوت سے اذان

مراد ہے کہ آپ اذان کا جواب دیتے تھے یعنی العبد یہی لقد رایتہ یوم خیبر علی حمار الخ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ آپ فرس پر سوار تھے خیبر کے دن اور یہ کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

22 حمار پر تھے دونوں کا تعارض کو رفع فرماتے کہ متعدد پر محمول کیا جائے گا عن عائشۃ یفلی ثوبہ اس پر ٥٢٠/١

اعتراض ہوا کہ آپ تو نہایت پاک صاف تھے پھر جوں آپ کے کپڑے میں کیسے پڑ جاتی تھی اسکا جواب دیا گیا کہ ...

ص ۵۲۰

5824 کر دیتے گویا کہ جوڑوں کی جڑ حصائی تھیں عن انس ولم یر بقیۃ آلیۃ الخ یعنی بعد باقی تو قدر ہی لا رہی یا رطل ۵۲۰/۶

30 بیٹھے کے جائیں اور بیٹھکر نماز کی طرح آ جاتے گو ہوا ہیں بیٹھے ہو عن عبد اللہ بن سلام یعنی جب بیٹھتے تو ۱۵

کہ آپ اکثر آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے اور ایک روایت کے اندر الحی آئی کہ اکثر آپ سر نیچے رکھتے

تھے جواب دیا کہ دونوں کے اندر تعارض نہیں کیونکہ آپ آسمان کی طرف سوقتاً آنکھیں اٹھاتے تھے جب

31 وحی کا انتظار ہوتا ورنہ آپ ہمیشہ نیچی نظر رکھتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا الخ ۱۲

الفصل الثالث

ص ۵۲۰

عن عمرو بن سعید وکان ابراہیم ابنہ الخ یعنی ایک روایت کے اندر ہے کہ اگر زندہ رہتے تو ابراہیم کان صدیقا

نبیا اور ملا علی قاری وغیرہ نے اس کی تضعیف فرمائی ہے اور دوسری روایت نے یہ کہا کہ یہ جملہ غلط ہے اور حدیث کا انکار

کیا ہے حافظ ابن حجر وغیرہ فرماتے ہیں کہ تردید کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکی قضیہ شرطیہ کے طور پر فرمایا ہے ۵۲۱/۱۰

ص ۵۲۱

35 نیز آپ نے فرمایا کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اندر صداقت و نبوت کی استعداد ہے عن عائشۃ جاء نی ملک

اس ملک سے حضرت اسرافیل مراد ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ بیٹھ گئے آنے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے

اور عرض فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے اندر بیٹھ کر ایک لقمہ اٹھایا نہیں روانہ آسمان کے اندر ایک

آواز اور گھر گونج ہوئی آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا آپ نے فرمایا کون ہے کیا حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے لئے ایک فرشتہ اترا ہے جو اس قبضہ میں کہ اختیار کی کنجیاں

ہیں اور یہ قول دریافت کیا ہے کہ ان شئت نبیا عبدا الخ عبد رسالت کہتے ہیں کہ عبد کو مقدم کیا تاکہ آپ

اس کو اختیار فرماویں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار فرمایا۔ ۵۲۱/۱۶

باب المبعث وبدء الوحی

(الفصل الاول)

اس باب کے اندر ابتداء وحی کو ذکر کیا جائیگا امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی باب کو سب سے پہلے منعقد کیا ہے

اور جو اس کے اندر شراح بخاری کا اختلاف ہے وہ اسکی جگہ پر آئیگا۔ بدء الوحی بدء کو بدو و اور کسی کو

ادر ہمزہ کیساتھ دونوں طرح ضبط فرمایا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہاں ہمزہ کیساتھ ہے اور بخاری

کے اندر دونوں احتمال ہیں۔ بخاری کے ایک نسخہ کے اندر بدء الوحی کے بجائے ابتداء الوحی واقع ہوا۔ ہاں پر

حافظ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اول احسن ہے کہ بدء ہمزہ کیساتھ ہو یہ تو بدء کے متعلق کلام تھا اب دوسرا

لفظ وحی ہے یعنی اندر کلام خفی کو کہتے ہیں اور اصطلاح کے اندر ہو الکلام المنزل علی الرسول من اللہ تعالیٰ۔ علماء

نے وحی کی نو قسمیں بیان فرمائی ہیں (۱) وحی منام یعنی خواب کے اندر کوئی دیکھے (۲) مثل صلصلۃ الجرس

جیسے گھنٹی کی آواز ہوتی ہے اسی قسم کی ایک آواز ہوتی ہے (۳) القاء فی القلب (۴) ان یتمثل الملک

رجلا (۵) اپنی اصلی شکل کے اندر حضرت اقدس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائیں (۶) حضرت اسرافیل علیہ السلام

کے ذریعہ ہو (۷) بلا واسطہ اللہ تعالی کلام فرماویں (۸) ایک وہ شکل ہے جو لیلۃ المعراج کے اندر پیش آئی

تھی (۹) بلا حجاب کے کلام ہو اور بعض حضرات کے اندر تیسری بھی وحی ہے لیکن اگرچہ بلا واسطہ تھی۔

محققین نے فرمایا کہ یہ اصل۔ بلا واسطہ اور منام والی یہ تین قسمیں اصل ہیں باقی سب فروع ہیں۔ حضرت اقدس

شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ ایک اور بڑھا دو۔ القاء فی القلب۔ بواسطہ۔ بلا واسطہ یہ چار اصل ہیں۔

5837 عن ابن عباسؓ اس حدیث پاک کے اندر آپ کی بعثت ہونے کی عمر چالیس سال ذکر کی گئی ہے اور ایک روایت کے ۵۲۱/۱۶

اندر تینتالیس سال ہے۔ بعض علماء نے اس روایت کو غیر ثابت قرار دیا اور بعض نے دونوں کو جمع کر کے یہ جواب

5841 دیا کہ آپ کی حقیقی عمر چالیس سال کی تھی اور رسالت آپ کو تینتالیس سال کے اندر ملی۔ عن عائشہ قالت ۲۳

الرؤیا الصادقۃ فی النوم الخ سبب اعتراض یہ ہوگا کہ رویا تو نیند کے اندر ہی ہوتے ہیں پھر فی النوم کی قید کی

کیا ضرورت؟ اس کا جواب یہ دیا کہ زیادتی تاکید کے لیے یہ قید لگا دی۔ دوسرا جواب یہ کہ رویا کا اطلاق [illegible]

[illegible] بھی ہوتا ہے۔ فیتحنث فیہ وھو التعبد الخ تحنث کے معنی حدیث پاک کے اندر تعبد کے ذکر کیے گئے

ہیں [illegible] کے معنی تحنث کے [illegible] ہیں۔ وھو التعبد یہ تفسیر بعض علماء کے قول کی بناء پر [illegible] راوی

کی طرف سے ہے۔ حافظ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت عروہ کی جانب سے مدرج ہو۔ اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ آپ عبادت حراء میں بھی فرماتے تھے۔ اب اس کی کیفیت کے اندر اختلاف ہے کہ وہ کون سی عبادت

راتیں کے اندر ہوا کرتی تھی۔ بعض نے بیان کیا کہ وہ صرف تفکر فی القدرۃ ہوتا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس کی خلوت [illegible]

پابند تھے ۱۳ اب ایک مسئلہ سنیئے۔ اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شریعت کے پابند تھے یا نہیں؟

جمہور کے نزدیک آپ کسی شریعت کے پابند نہیں۔ ابن حاجب کے نزدیک پابند تھے اب اس کے اندر بھی

مختلف قول ہیں کہ کس کی شریعت کے پابند تھے (۱) حضرت آدم کی شریعت کے پابند تھے (۲) حضرت نوح

(۳) حضرت ابراہیم (۴) حضرت موسیٰ (۵) حضرت عیسیٰ (۶) مطلقاً انبیاء کی شریعت کے پابند تھے

(۷) توقف ہے۔ یہ تمام تفصیل قبل الوحی زمانے کے اندر ہے اور بعد الوحی کے اندر بھی دو قول ہیں

جو لوگ کہتے ہیں کہ وحی آنے کے بعد ان کا سلسلہ شروع ہوا اس کے بعد بھی اور دوسروں کی شریعت کے بھی پابند تھے

ان کا مستدل فبھداھم اقتدہ ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ پابند نہیں تھے ان کی طرف سے [illegible]

کا جواب یہ ہے کہ یہاں اقتداء سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ پر اوحی نازل ہو تو دوسرے نبی کی تفصیل اور اقتداء کریں

فقال ما انا بقاری الخ۔ ما بعض لوگوں کا قول کی بناء پر نفیہ ہے اور بعض کے نزدیک نافیہ ہے۔ اب اشکال

ہوگا کہ جب فرشتے نے آپ کو اقرأ کہا تو خطاب یہی کیا تھا اور کیونکر دیتے ہی خطاب اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ قادر

[illegible] ہو اور آپ کو علم ہی نہیں تھا۔ اس کا جواب ان لوگوں کی طرف سے تکلیف مالا یطاق کے قائل ہیں

یہ ہے کہ اقرأ کے یہاں اوجد القراءۃ کے معنی میں ہے۔ حتی بلغ منی الجھد الخ جھد پر نصب اور رفع دونوں جائز ہے

اگر اس پر رفع پڑھا جائے تو اس کے اسناد کی ترکیب یہ ہو اور یہ فاعل ہو جائیگا بلغ کا۔ اور اگر نصب پڑھیں تو بلغ

کا فاعل فرشتہ ہوگا۔ اب اس صورت میں مطلب ہوگا کہ فرشتہ نے اپنی قوت بھر [illegible] کیا اس پر فرشتہ اگر اپنی قوت کی

پر [illegible] کرے تو وہ ہلاک ہی ہو جائیگا۔ اس کا جواب علماء نے یہ دیا کہ وجب [illegible] کی صورت کے اندر آتا ہے تو اس کی

اندر اپنی قوت نہیں رہتی۔ فغطنی الثانیۃ الخ اس حدیث پاک کے اندر تین مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جبرئیل نے تین مرتبہ دبایا اور

بعض میں [illegible] مرتبہ [illegible] اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] کیا کہ اس حدیث سے چار [illegible] ثابت ہیں جو [illegible]

کہ ایک بیان مشہور میں اول الخلائی دوم [illegible] سوم الخلائی چہارم [illegible] اور کہا جاتا ہے [illegible]

کہ [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] تک [illegible] کر [illegible] ایسی [illegible]

5841

کہ جب تک چہرہ کے سامنے رہیگا اپنی صورت اسمیں نظر آتی رہیگی اور جب وہ آئینہ سامنے سے ہٹا دیا گیا تو صورت کا انعکاس بالکل ختم ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ نسبت بہت ضعیف ہے کہ اس شی کا وجود ہے جب تک اسکا اثر رہتا ہے دوسری نسبت القائی ہے جسکا مقصد یہ مثال ایک چراغ کی طرح ہے کہ اسمیں تیل اور بتی ڈال کر اسے ذکر شغل کے ذریعہ ہوتا ہے اور تیل ڈالتا رہے اور اب اس چراغ کو شیخ کے چراغ سے جلالے یہ نسبت اول سے اقوی ہے کہ نہیں ڈالتا رہیگا تو جلتا رہیگا۔ تیسرا نسبت اصلاحی ہے جسکی مثال دریا کی سی ہے جیسے ایک نہر نکال لی کہ بڑی نہر سے اسکے اندر پانی آتا رہیگا اور چھوٹا سبی ختم نہیں ہوگی البتہ اگر کوئی بڑا سا پتھر آجا تو وہ پانی رکوا لیگا اور استفادہ ختم ہو جائیگا چوتھی نسبت اتحادی ہے جو سب سے اقوی ہے کہ پیر اور مرید کا قلب متحد ہو جاتا ہے جو پہنچے گا قلب پیر پر وارد ہو وہی مرید کے قلب پر وارد ہوتا ہے۔ اب صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چاروں نسبتیں ثابت ہوتی ہیں جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات سے نسبت انعکاسی اور باقی تین تغطیات سے باقی تین نسبتیں ثابت ہوتی ہیں۔ یہ کہ آپ کو قرأت کا مطلب معلوم نہ تھا کیسے فرمائیں ایسا جواب ہے کہ چونکہ یہ مقام قرأت ہے تو اقرأ قرأت بیان کرنے کیلئے اقرأ سے شروع فرمایا۔ دوسرا جواب علامہ طیبی دیتے ہیں کہ اجمال عبارت ایسے ہے اقرأ ملتبسا باسم ربک الخ فرجع بھا یرجف بوادرہ الکلمات او بوادرہ القوۃ۔ لقد خشیت علی نفسی الخ اسمیں روایات کے اندر اختلاف ہے کہ آپ کو خوف خشیت کس وجہ سے ہوا تھا اسکے اندر چند قول ہیں (۱) آپ جنون اور کہانت سے ڈر گئے لیکن یہ کہ دیدا ابن ہیں ہوا۔ علامہ ابن العربی نے اس وجہ کو رد کر دیا (۲) علامہ ابو بکر اسماعیلی فرماتے ہیں کہ آپ کو وقتی طور پر علم الیقین کا حصول ہو جانے کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی (۳) آپ کو مرض کا خوف ہوا (۴) اس بات کا خوف ہوا کہ میں اعباء رسالت کو کیسے برداشت کرنے سے عاجز ہو جاؤں (۵) میں کہیں دائمی مریض ہو جاؤں (۶) رسالت کا ذمہ دار ہوا کہ فرشتہ کی طرف نہ دیکھ سکوں اور عاجز ہو جاؤں (۷) میں اپنی قوم کی اذیت پر صبر نہ کر سکوں (۸) قتل کا خوف ہوا۔ (۹) وطن سے نکل جاؤں (۱۰) تکذیب قوم کا خوف ہوا (۱۱) لوگ تعبیر اور شرم نہ دیں۔ ان وجوہ میں حافظ نے موت کو عارف بن ابی جمرہ نے مرض کو اور حضرت گنگوہی نے عجز عن اعباء النبوۃ کو راجح قرار دیا۔ ورقہ بن نوفل الخ یہ نوفل ابن اسد تھے اور یہ حضرت عیسی کو مانتے تھے لیکن انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کا ذکر کیا حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر نہیں فرمایا اسکے اندر چند وجوہ ہیں (۱) حضرت عیسی علیہ السلام کے اندر لوگوں کو اختلاف ہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے اندر لوگوں کو اختلاف نہیں (۲) حضرت موسی علیہ السلام پر توراۃ نازل ہوئی اور اسکے اندر احکام تھے اور حضرت عیسی پر جو انجیل نازل ہوئی تھی اور اسکے اندر مواعظ تھے تو انہوں نے موسی علیہ السلام کا نام لیکر اشارہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی طرح نبی مرسل ہیں اور آپ پر بھی انکی طرح احکام نازل ہوں گے (۳) ایک روایت کے اندر حضرت عیسی کا نام ہے فلا اشکال ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی الخ اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ یہ مر گئے تھے اور ابن اسحاق کی روایت کے اندر ہے کہ حضرت بلال کو اسکا دیکھا ہے اور ان پر گرم پتھر رکھا ہے اب دونوں حدیثوں کے اندر تعارض ہو گیا اب اس کے دفع کرنے کیلئے ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ روایت صحیح کی ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ راوی نے اختصار اور نسیان کا واقعہ ذکر کیا

5841 وفتر الوحی الخ یعنی چند ایام کیلئے وحی منقطع ہو گئی اسلئے کہ منقطع ہونیکی وجہ یہ تھی کہ اس کا اثر جو بوجھ تھا حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مشقتوں کو برداشت کر سکے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا اشتیاق بڑھ
5844 جائے اور فترۃ کی مدت بعض نے تین سال بیان کی ہے ص۲۲ قوله عن عائشة كيف ياتيك الوحي الخ علامہ سیوطی ۵۲۲/۱۹
سندی ۔ حافظ ابن حجر اور امام بخاری نے لکھا ہے کہ یہاں وحی کی کیفیت ۔ یا حامل وحی کی کیفیت یا دونوں
کی کیفیت کے متعلق سوال کا احتمال ہے ۔ علامہ سندی فرماتے ہیں کہ اول حدیث کا تقاضہ تو یہ ہے کہ سوال
وحی کی کیفیت کے متعلق ہو اور آخر حدیث کا تقاضی کیفیت حامل وحی کا سوال ہے اور اس میں تقاضی
کے لحاظ سے وحی کی کیفیت کا سوال ہی آگیا ۔ یا تینی مثل صلصلۃ الجرس ۔ ما قبل کا اور صلصلۃ الجرس
ایک وحی کا قسم قرار دی گئی ہے لیکن اسکی تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے اب اسکی تفصیل کے متعلق کچھ تفصیل سنیئے
بعض نے اسکی تفسیر یہ بتلائی جو حدیث کا مصداق ہے اور بعض نے کہا کہ صوت متدارک کو کہتے ہیں یعنی اس آواز کو
جو کہ مسلسل چلنے کے بعد بند ہوتی ہے اب یہ کہ اس کا مصداق کیا ہے بعض نے کہا کہ اس فرشتے کی آواز کو
اور بعض نے کہا فرشتے کی پروں کی آواز مراد ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے وہ کیفیت مراد ہے
جو انسان کو حاصل ہوتی ہے اور غیر مدرک آواز ہے جیسے کان بند کرنے پر ایک آواز محسوس ہوتی ہے
حضور نے اس کیفیت کو اشد قرار دیا کیونکہ مخبر اور متعلم کے درمیان جنسی مناسبت کا ہونا ضروری ہے یہاں تو
خود جبرئیل علیہ السلام اور متعلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ایک بشر اور انسان ہیں اب انسان کیلئے اولا
ضروری وہ ملکوتی ہے جنسی مناسبت پیدا کرنے کیلئے ملک بنے ۔ یا ملک کو چاہیے کہ وہ انسان بنے ۔ اور وحی
کی اس قسم کے اندر حضور کو حضرت جبرئیل کی طرف مائل ہونا پڑتا ہے اور انسان کا ملک کی طرف مائل ہونا اشد ہے
اسکی کہ ملک انسان کی صورت میں آئے اسلئے اسکی کیفیت کو اشد قرار دیا گیا ۔ اب یہ کہ ملک کے
انسان کی شکل میں آنے کی کیا صورت ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسکے تمام اعضاء زائل ہو جاتے ہیں اور
بعض رہتے ہیں یا فنا ہو جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انکی مثال روئی کی طرح ہے کہ دیکھنے میں وہ
خوب زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن جب اسکو کسی چیز سے دبا دیا جاتا ہے تو تھوڑا سا ہو جاتی ہے ۔ حافظ
فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اصلی تمام اعضاء کے اندر ہوتا ہے لیکن انسان کو چھوٹا سا نظر آتا ہے ۔

عه فائدہ حدیث استقامۃ الخ علامہ بخاری نے ابتداء کے مصداق میں ابوجہل ۔ عقبہ بن ابی معیط دونوں قول لکھے
ہیں اور حافظ نے عقبہ بن ابی معیط کو معین طور پر لکھا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر پر
اس وقت نماز کے سامنے رکھتے ہوئے بھی نماز پڑھنے کی حالت کو ہی نماز سے اسکا جواب دیا گیا کہ
کی نجاست اندر تھی اور وہ لپٹی ہوئی تھی ۔ اب یہ کہ وہ تو وہیں پڑی ہے اور وہ ناپاک ہے اسکا
جواب دیا کہ یہ احکام اس وقت تک نازل نہیں ہوئے تھے بعض نے جواب دیا کہ آپ کو استغراق طاری تھا
آپ کو علم نہیں ہوا اب یہ کہ جب بعد میں آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اعادہ کیوں نہ فرمایا اسکا جواب دیا
کہ یہ واقعہ نوافل کا ہے جو کہ اعادہ ضروری نہیں ۔ حجۃ السنۃ نے جواب دیا کہ طہارت بے قبلہ کا وقت ہے
هو الذی تقدم ایتهم ... بعد الخ یہاں احتمال ہوگا کہ ... کی طرف راجع کرنا صحیح نہیں کیونکہ عقبہ

[illegible]

5844 لیکن ابن ابی معیط اور عمارہ بن الولید دونوں بدر کے اندر قتل نہیں ہوئے تھے امیہ بن خلف کو کنویں میں نہیں ڈالا گیا

اسکا جواب دیا کہ اکثر کے اعتبار سے فرمایا گیا و اتبع اصحاب القلیب لعنة الخ یعنی کنویں والوں پر لعنت کی گئی ٥٢٣/٢٥

51 اور ممکن ہے کہ اخبار ہو الفصل الثالث عن یحیٰی بن ابی کثیر اول ما نزل من القرآن الخ سب سے اول کونسی سورت نازل ہوئی علماء

کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں کہ اولاً نازل کیا ہے (۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سورہ مدثر ہے

(۲) حضرت عائشہ و ابن عباس و ابی بن کعب کا قول ہے کہ سورہ علق (اقرأ باسم ربک) ہے یہ اکثر ائمہ کا قول ہے

ابن قیم و ابن کثیر نے اسکو راجح قرار دیا ہے بعض علماء نے ان دونوں میں تطبیق دی ہے کہ اقرأ کا ابتدائی حصہ اختیار فرمایا گیا

اور اولیت اطلاقی اقرأ کے لئے ثابت ہے اور سورہ مدثر کے لئے اولیت اضافی ہے یعنی فترة وحی کے بعد سب سے پہلے

جو نازل ہوئی (۳) اول ما نزل سورہ فاتحہ ہے علامہ نووی نے اس کو باطل قرار دیا (۴) اول ما نزل

سورہ مزمل ہے (۵) سورہ ضحیٰ ہے ٥٢٤/٥

52 # باب علامات النبوة (الفصل الاول)

علامات علامة کی جمع ہے یعنی وہ علامات جو نبی کو ثابت کریں اور نبوة نبأ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ارتفاع کے ہیں چونکہ نبی بھی رفیع مرتبہ ہے اور

اگر نبأ سے اسکو مشتق قرار دیا جائے تو اسکے معنی خبر دینے کے ہیں کیونکہ نبی بھی خبر دیتا ہے عن النبی ٥٢٤ ص ٥

ھذا حظ الشیطان منک الخ اس سے یا تو وہ شیطان مراد ہے جو اسلام لایا اور ممکن ہے کہ مطلق شیطان مراد ہو

54 عن النبی ٥٢٤ ص ١٠ ان اہل مکة سألوا الخ اس حدیث پاک کے اندر شق قمر کا ذکر ہے ایک مرتبہ تو احادیث متواترہ ١٠

ثابت ہے اور بعض نے دو مرتبہ بیان کیا کہ شق قمر ہوا ہجرت سے پہلے مکہ کے اندر تین واقعے ہوا حافظ نے اسکو صحیح قرار

دیا اور بعض نے کہا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ شق قمر ایک ہی تھا تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ اشہدوا الی ھذا اعادہ الخ تین

اب یہ کہ اہل مکہ نے یہ سوال کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ اہل مکہ آپ کو ساحر سمجھتے تھے اور سحر کا اثر اجرام ٥٢٥/٥

59 علویہ کے اندر نہیں ہوتا اسلئے ان کفار نے یہ معجزہ طلب کیا تھا عن النبی ٥٢٥ ص ٥ یدخل علی ام حرام الخ ان ام حرام

کا نام رمیصاء ہے او مثل الملوک علی الاسرة الخ یہ او شک کے لئے ہے راوی کو شک ہے واقعہ ہوا جس کا نام رکھا

ہے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جنت کے اندر بادشاہت کریں گے اور بعض کے نزدیک دنیا ہی کا استغناء مراد ہے

اول مطلب راجح ہے اب یہ کہ حضرت ام حرام نے دوبارہ دعا کی درخواست کیوں کی جبکہ اول مرتبہ میں دعا فرمادی تھی

اسکا جواب دیا کہ اول مرتبہ میں جزم یا یقینی نہیں تھا تو مزید فضیلت طلب کرنے کیلئے درخواست کی تھی فی زمان معاویہ

رسول نے یہ بات ان کی خلافت کا زمانہ مراد ہے یا مجرد زمانہ مراد ہے جبکہ وہ شام کے گورنر تھے بھی حافظ کی رائے ہے

اور حضرت معاویہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے اجازت لی تھی دریا کے جہاد کی اسکے بعد یہ پیشین گوئی ٢٩ کا واقعہ ہے ٥٢٦/٢٤

باب فی المعراج (الفصل الاول)

معراج باب الافعال سے ہے جس کے معنی ہیں معراج بمعنی العروج و الصعود آتا ہے اسکے وقوع کے زمانہ کے اندر اختلاف

ہے بعض کے نزدیک قبل البعثت واقع ہوا لیکن علماء کرام نے اسکو رد کر دیا ہے جمہور کا مسلک ہے کہ بعد البعثت واقع ہوا ہے

اب یہ کہ کب واقع ہوئی اسمیں اقوال ستہ ہیں (۱) امام نووی نے اور ابن مسعود نے کہا ہے کہ ہجرت سے ایک سال

پہلے واقع ہوئی (۲) ہجرت سے آٹھ ماہ قبل (۳) چھ ماہ قبل (۴) گیارہ ماہ قبل (۵) ایک سال دو ماہ قبل

(۴) اس حدیث کے اندر اسریٰ کی آیت نے فرمایا اور پھر اس سے ظاہر ہے جسمانی اجسام کو دخل ہو۔ ۵۲۶
جو لوگ کہتے ہیں کہ بیت المقدس تک آپ کو لقیظتہً اور پھر منامًا ہوئی ان کا استدلال قرآن پاک کی آیت
سے ہے اسی کے اندر قریش نے مسجد اقصیٰ کا جو ذکر ہے اس کا جواب دیا کہ قرآن پاک کے اندر خطاب
تو قریش کو ہے ان لوگوں نے دیکھی اور ظاہری تعلق بیت المقدس تک ہے آگے آسمان کا
نہ آپ نے وہاں کی علامات سے متعلق سوال کیا کہ مسجد اقصیٰ کے اندر کتنے طاق ہیں برج وغیرہ وہ
بھی اس کے حاصل ہوتا اس لئے بیت المقدس تک ذکر فرمایا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ دو مرتبہ معراج ہوا وہ کہتے ہیں
کہ روایات مختلف ہیں بعض سے منام اور بعض سے لقیظہ ثابت ہوتی ہے تو دونوں کے اندر جمع کرنا کیا
ہم نے کہا کہ ایک مرتبہ لقیظہً اور ایک مرتبہ منامًا ہوا اور پہلے منامًا ہوئی تاکہ پہلے سے انسیت ہو جا
اور بعض لوگوں نے جو تین اور چار کا قول کیا وہ بھی احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ کسی میں دو اور
کسی میں تین ۔ چار کا ذکر ہے۔ صوفیاء کرام کے نزدیک چونتیس مرتبہ معراج ہوئی ایک مرتبہ
لقیظہً اور باقی مرتبہ منامًا۔ شیخ عزالدین ابن عبد السلام کہتے ہیں کہ آپ کو متعدد مرتبہ معراج ہوئی
لقیظہً منامًا۔ مکہ ۔ مدینہ میں وغیرہ وغیرہ اب ایک دو سوالات ہیں جو یہاں وارد ہوتے ہیں۔
پہلا تو سوال یہ ہوگا کہ معراج رات کو کیوں کی گئی ہے۔ اس کا جواب ہے کہ یہ محبت کی باتیں ہیں جو رات
میں ہوتی ہیں۔ جواب ۲ اگر دن میں ہوتی تو پھر یہ کا ایمان بالغیب نہ رہتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ
کو پہلے بیت المقدس کیوں لے گئے سیدھے مکہ سے آسمان کی طرف کیوں نہیں لے گئے۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ آسمان کا دروازہ بیت المقدس کی محاذات میں ہے تو سیدھا یہیں لے جایا گیا۔
جواب ۲ وہاں یہ اشارہ فرمایا آپ کو تقدیس کی طرف جواب ۳ بیت المقدس آپ سے پہلے دوسرے
5862 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وطن ہے جواب ۴ اس وقت انبیاء کرام جو کہ وہاں موجود تھے تو ان کی ۵۲۶/۲۵
ملاقات کے لئے وہاں لے گئے ۵۲۵ عن قتادہ (انا فی الحطیم) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حجر کو حطیم کہنا
جائز ہے ابن عباس کی ایک روایت امام بخاری نے نقل کی کہ حطیم نہ کہو دونوں کے اندر تعارض ہو گیا
اس کا جواب دیا کہ یہ حدیث بیان جواز کیلئے ہے دوسری بات یہ ہے کہ ایک روایت کے اندر ہے کہ حطیم
کے اندر تھے میں ام ہانی کے گھر میں تھا اور ایک روایت کے اندر ہے کہ شعب ابی طالب میں تھا اب
ان احادیث کے اندر جمع علماء نے ایسے کیا کہ آپ پہلے گھر میں تھے پھر شعب ابی طالب میں لایا گیا اور پھر
آپ مسجد میں آئے تو انا فی الحطیم فرمایا۔ دوسری بات اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آپ کا شق صدر
کرایا گیا۔ معراج کی طرح اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ قاضی عیاض۔ ابن حزم ظاہری نے شق صدر کی
لیلۃ المعراج کا انکار کیا اور کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے تھے حلیمہ سعدیہ کے یہاں تب ہوا اس
معراج کے اندر نہیں ہوا۔ اکثر کے نزدیک ایک دفعہ شق صدر ہوا ایک مرتبہ بچپن کے اندر حلیمہ کے یہاں
اور ایک مرتبہ معراج میں۔ بعض کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے نزدیک چار مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ جو
حلیمہ کے یہاں اور دوسری مرتبہ جب کہ آپ کی عمر دس سال کی تھی تیسری مرتبہ وحی کے نزول کے وقت اور

(۶) ورثہ سال پانچ ماہ قبل (۷) ہجرت سے تین سال قبل۔ دوسرا اختلاف اس بات میں ہے کہ معراج نوم
میں ہوئی یا حالت یقظہ میں۔ اس میں بھی اقوال ثلاثہ ہیں (۱) حضرت عائشہؓ، حضرت معاویہؓ، حسن بصریؒ کے نزدیک
ایک مرتبہ منام میں ہوئی ہے۔ حافظ ابن قیم، ابن کثیر نے حضرت عائشہؓ کی روایت کا محمل یہ قرار دیا کہ
روحانی اسراء ہے (۲) جمہور محققین کے نزدیک حالت یقظہ کے اندر مع الروح والجسد آپ کو معراج ہوئی۔
(۳) بعض کے نزدیک بیت المقدس تک یقظہ اور اس کے بعد اسراء قلبی و منامی ہوئی ہے۔ عرش اعظم تک حالت
یقظہ کے اندر اور پھر روح کے بعد جو ہوئی ایسے علماء جانی کے کلام سے انکا معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا اختلاف اس بات کے
اندر ہے کہ معراج کتنی مرتبہ ہوئی (ذکرہ الحوالی)۔ علامہ سہیلی، مہلب وغیرہ کے نزدیک دو مرتبہ معراج ہوئی
(۲) علامہ ابو الشامہ کا مختار یہ ہے کہ حضور کو تین مرتبہ معراج ہوئی ایک بیت المقدس تک اور پھر واپس
تشریف لے آئے دوسری مرتبہ مکہ سے براہ راست آسمان تک اور تیسری مرتبہ بیت المقدس اور پھر وہاں
سے آسمان تک۔ (۳) بعض علماء کی رائے ہے کہ چار مرتبہ معراج ہوئی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ معراج منامی ہوئی
حالت یقظہ کی حالت کے اندر نہیں ہوئی ان کا استدلال اس آیت سے ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ
ہے کہ رؤیا کا اطلاق معراج پر کیا گیا ہے اور رؤیا خواب پر بولا جاتا ہے رؤیت بصری اس کو نہیں کہا
جا سکتا۔ لیکن یہ استدلال ان کا صحیح نہیں دو وجہ سے اول یہ کہ رؤیا کا اطلاق رؤیت بصری پر
بھی ہوتا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ جیسے خواب تھوڑی دیر کا ہوتا ہے ایسے ہی معراج کو رؤیا سے تعبیر
کر دیا کہ اشارہ ہو جائے کہ یہ بہت ہی قلیل زمانہ کے اندر ہو گئی۔ دوسرا استدلال ان لوگوں کا حدیث
پاک سے ہے جو شریک بن ... ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس کا جواب
دیا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بیدار کر دیے گئے ہوں گے۔ اس حدیث سے
یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت میں بھی حالت نوم میں تھے۔ لیکن چونکہ
حدیث کے آخر میں ہے کہ فاستیقظت الخ لہذا یہ جواب صحیح نہیں لگا۔ جواب وہ ہو گا جو دوسرے
علماء نے دیا کہ شریک کو وہم ہو گیا یہ آخر کا جملہ اس حدیث کا ٹکڑا نہیں ہے۔ نیز بعض مرتبہ
بعض لیٹنے کے بعد اٹھنے پر بھی استیقاظ کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث پاک کا ایک جواب ہوا۔
جواب (۲) اس حدیث کا یہ ہے کہ آپ معراج کے بعد آکر سو گئے اور حدیث نے اسکا ذکر فرمایا کہ فاستیقظت الخ
جواب (۳) یہ حالت استغراق کے اندر تھے اس کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو اسکو آپ نے فاستیقظت سے تعبیر کر دیا
اب یہ کہ معراج منامی و روحانی کے اندر کیا فرق ہے؟ علماء نے بیان فرمایا کہ منامی کے اندر تو تخییل ہوتی ہے
اور معراج روحانی کے اندر روح کو مشاہدہ ہوتا ہے تخییل نہیں ہوتی۔ یہ استدلال اور جواب تھا اس فرقہ کا
جو کہتے ہیں کہ معراج منامی روحانی تھی۔ لیکن محققین کا مذہب ہے کہ حالت یقظہ کے اندر معراج ہوئی ان کا
طریق استدلال بھی چند ہیں (۱) سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً الخ (۲) آپ کو براق پر سوار کرایا گیا اور
یہ اجسام کے خواص میں سے ہے (۳) اگر خواب کا قصہ ہوتا اور معراج روحانی ہوتی تو پھر کفار کے استبعاد کا کیا مطلب
خواب کے اندر تو محالات کی بھی رویت ہوتی ہے جیسے کوئی خواب میں دیکھے کہ میرے گھر میں سورج نکل آیا وغیرہ

یعنی جو شب معراج کے اندر شق صدر ہوا۔ بعض نے پانچ مرتبہ شق صدر کا قول کیا حافظ نے اسکو رد کر دیا
ہے کہ آپکا چار مرتبہ شق صدر کیوں کیا گیا۔ علماء نے بیان فرمایا کہ پہلی مرتبہ شق صدر اسلئے فرمایا
کہ لہو ولعب وغیرہ سے دل صاف ہو جائے اور دس سال کے وقت شق صدر ہوا کیونکہ وہ جوانی کے قریب اور
شہوات کا وقت تھا اور وحی کے وقت شق صدر ہوا تاکہ آپ انبیاء وحی کو برداشت کر سکیں اور چوتھی مرتبہ
شق صدر اسلئے ہوا تاکہ عالم ملکوت کی سیر کی استعداد پیدا ہو جائے اسکے بعد آپکا شق صدر
معنوی وغیرہ بھی ہوا جسکا ذکر الم نشرح لک صدرک الخ کے اندر ہے اور یہ اسلئے ہوا کہ آپ میں علوم و حکمت
وغیرہ کی استعداد پیدا ہو جائے جیسا کہ ذلک و ثبت بطست من ذهب الخ اب یہ اشکال ہوا کہ ذهب
کا استعمال تو مردوں کیلئے جائز نہیں پھر اسکا کیوں استعمال کیا گیا؟ اسکا جواب۱ یہ ہے کہ یہ واقعہ قبل کا ہے اور
تحریم ذهب مدینہ کے اندر ہوئی جواب۲ ذهب کا استعمال کرنے والے یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں
اور وہ مکلف نہیں جواب۳ چونکہ یہ واقعہ عالم ملکوت کے اندر ہوا اور یہ احکام وہاں سے متعلق نہیں
اور ذهب و حکمت چونکہ گلتا سڑتا نہیں تو اسکی اشارہ کر دیا کہ جو چیز آپکے پاس ہے وہ دائم
رہیگی اور نیز وہ دھاتوں کے اندر عمدہ دھات ہے بماء زمزم اسکے علماء نے [illegible] کیا کہ ماء زمزم
افضل ہے ماء کوثر سے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ماء زمزم علی الاطلاق افضل ہیں کیونکہ زمزم فانی
ہے اور ماء کوثر باقی ہے لیکن اس کی افضلیت کو باقی ہونا نہ ہونا میں کوئی دخل نہیں ہے
یقال لہ البراق الخ اب وجہ تسمیہ کے اندر چند قول ہیں (۱) بمعنی سفید کا برق (۲) برق ولمعان کی
طرح چمکدار ہے (۳) برق سے ماخوذ ہے یقال شاة برقاء چتکبری بکری کو کہتے ہیں تو اس
کی سفیدی کے اندر بھی سیاہی ملی ہوئی تھی۔ اب یہ کہ حضور کے خصائص میں سے ہے براق کی سواری یا اور
تمام انبیاء بھی اس پر سوار ہوئے علماء کے دونوں قول ہیں۔ ایسے ہی اسمیں بھی دونوں قول ہیں کہ
شق صدر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا یا اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ہوا۔ اس
حدیث سے استدلال کیا ہے کہ معراج ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مسجد سے آسمان
کی طرف ہوئی۔ لیکن دوسرے لوگوں نے جواب دیا کہ یہاں راوی نے اختصار کیا ہے وقد ارسل الیہ الخ
اسکا مطلب۱ یہ ہے کہ کیا آپکے پاس رسالت بھیجی گئی ہے لیکن یہ مطلب صحیح نہیں ہے مطلب۲ کیا معراج کیلئے ان
کے پاس بھیجا گیا ہے فسلمت علیہ الخ یعنی حضور نے حضرت آدم کو سلام کیا۔ اب یہ اشکال ہوا کہ حضور تو حضرت
آدم سے افضل ہیں اور قاعدہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے لہذا حضرت آدم کو سلام کرنا چاہئے تھا
اسکا جواب۱ یہ ہے کہ اگرچہ آپ افضل ہیں لیکن نسبتا آدم علیہ السلام بڑے ہیں کیونکہ وہ جد امجد ہیں
جواب۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے تھے اور وہ لوگ مستقل صاحب خانہ تھے اور قاعدہ ہے کہ
آنے والا سلام کرے صاحب خانہ پر۔ دوسرا اشکال ہوا کہ انبیاء کرام سے آسمانوں پر آپکی
ملاقات کا کیا مطلب ان کے اجسام ان کی قبروں میں زمین پر ہیں جواب۱ چونکہ ان کی ارواح آسمانوں
پر تھیں تو آپکا تشریف لے جانا ہے ان کے اجسام میں ان کی ارواح کو ڈالدیا گیا جواب۲ التقاء [illegible]

۵۲۶

5862 ان کے اجسام و ارواح کو دو عالم میں ملا لیا گیا تو واپسی پر آپ بیت المقدس آئے تو پہلے یہاں سے ہی ان کو جمع کر لیا ہو
مرحبا بالابن الصالح ، حضرت آدم علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تمام اوصاف کو چھوڑ کر صرف لفظ
وصف صالح اختیار کیا کیونکہ صالح کہتے ہیں من کان جامعا للخیر ، یعنی وہ شخص جو حقوق اللہ اور
حقوق العباد کو ادا کرے تو اس سے آپ کے اس وصف کی طرف اشارہ فرمایا ۔ تنبیہ : اہل النسب کے
یہاں مشہور ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام داخل ہیں حضور کے نسب میں ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا
وہ داخل نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے ابن کے لفظ کی بجائے اخ کا لفظ استعمال کیا فلما جاوزت بکی الخ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا رونا کسی حسد کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اپنی امت کی قلیل ہونے پر تھا ۔ ایک بات اس حدیث
سے معلوم ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر ہیں اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان کے اندر ہیں
لیکن شریک بن ابی نمر کی روایت میں اس کا عکس وارد ہوا ہے کہ دو جواب ہیں جواب۱ یہ حدیث صحیح کی ہے
جواب۲ اس حدیث کے اندر آخر کا ذکر ہے اور حضرت شریک کی روایت کا محمل یہ ہے کہ اولاً موسیٰ علیہ السلام اوپر
تھے ثم اتیت بانا الخ اس روایت کے اندر تین برتنوں کا ذکر ہے ایک خمر دوسرا لبن تیسرا العسل کا بعض
روایت کے اندر دو کا ذکر اور بعض کے اندر چار کا ذکر ہے چوتھا برتن پانی کا تھا اور ان مختلف روایات کا جواب
یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا ہے اس روایت میں تو ہے کہ یہ برتن آسمان پر لائے گئے
اور دوسری ایک روایت کے اندر ہے کہ بیت المقدس میں یہ برتن لائے گئے ان دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ
دونوں جگہ لائے گئے ہوں گے ۔ یہ کہ جب آپ نے لبن کو اختیار فرمایا تو یہ کیوں کہا گیا کہ ھی الفطرۃ اصبت
جواب یہ کہ اس اشارہ فرمایا اسباب کی طرف کہ جیسے دودھ انسان کی غذا ابتداء آفرینش سے ہے
ایسے ہی فطرۃ اسلام ہے کہ اور ابتداء آفرینش سے رکھی گئی ہے فارجع الی ربک فسئلہ التخفیف الخ
حضرت موسیٰ نے سمجھا کہ زمانہ ضعف کی طرف ہے تو ان لوگوں ہے الیوم فرمایا ۔ یہ کہ اس حدیث کے اندر
تو دس دس نمازوں کے سقوط کا ذکر ہے اور ایک دوسری روایت کے اندر پانچ پانچ کے سقوط کا
ذکر ہے ۔ محققین کرام کے نزدیک یہ پانچ والی روایت صحیح ہے اور اس دس والی روایت کا جواب یہ ہے کہ
دس دس والی اختصار کیا ہے یہ کہ ابتداء اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں پچاس فرض فرمائیں تو کیوں ایسا کیا
ہے کہ اپنے احسان کی زیادتی کا اظہار فرمایا جواب۲ اگر پہلے پانچ فرض فرماتے تو پھر پانچ نمازیں
قبول کرتے جواب۳ آپ کے تقرب کو ظاہر کرنے کیلئے ایسا کیا گیا جواب۴ اللہ ہم سے بار بار ملاقات کا موقعہ ملا

۵۳۶۵
63 **عن ثابت البنانی** قد اعطی شطر الحسن الخ شطر کے معنی جزء کے بھی ہیں اور نصف کے بھی اگر یہاں نصف ۵۲۸/۱۰
مراد ہے تو پھر دو صورتیں یا تو جنس حسن مراد ہے یا حسن اہل زمانہ مراد ہے اگر اسی زمانہ والوں کا حسن مراد ہے تو پھر
کوئی اشکال نہیں اور اگر پہلی صورت کے اندر احتمال ہے کہ حضور سے افضل ہونا لازم آئیگا اس کے کئی جواب
دیئے جواب۱ حسن کے اندر ایک ملاحت ہوتی ہے اور ایک صباحت ہوتی ہے تو اس اعتبار سے فرق ہوگا
جواب۲ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب حسن کو تقسیم کیا تو پہلے حضور کے حسن کا حصہ الگ کر دیا اس کے بعد حضرت
یوسف کا اور بقیہ تمام اہل جہان کا ہے جواب۳ شطر الحسن سے حسن آدم مراد ہے کہ اس کا نصف

5863 دیا گیا جواب ۲ یہ ہے یہاں حضور کا شق مراد ہے کہ ان کا نصف عطا کیا گیا اور اگر شطر سے جزء مراد ہے تو ۵۲۹/۱

64 پھر کوئی اشکال نہیں عن ابی شہاب ۵۲۹ فرج عنی سقف بیتی الخ اس سقف کے کھلا دو کر دینے سے اشارہ
فرما دیا کہ آج خرق عادت امور پیش آئیں گے اور ایسے ہی اشارہ فرمایا اس بات کی طرف کہ آج اوپر کی
سیر کرائی جائیگی قلت لجبرئیل من ھذا الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا
اور ایک حدیث جو ابھی گذری اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل نے پہلے ہی بتلا دیا لہذا جب پہلے ہی بتلا دیا
تو سوال کا کیا مطلب ہے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ پہلی حدیث اثبت اور صحیح ہے اور جواب ۲ یہ ہے کہ یہ ھذا
سے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے نہیں بلکہ ھذہ الاسودۃ الخ کی طرف اشارہ ہے ۔ اب یہ
کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر بھی آسمان کے اندر ہونگے اور دوسری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے پاس ہونگے اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ کبھی کبھی ان پر پیش ہوتی ہے تو یہ وقت ان لوگوں کا
حضرت ابراہیم پر پیشی کا ہوگا جواب ۲ ایک جانب جنت ہوگی اور ایک جانب جہنم ہوگی اسی کی طرف ابراہیم
علیہ السلام دیکھتے ہونگے جواب ۳ یہاں وہ اسودہ مراد ہیں جن کی ارواح اجساد کے اندر داخل
نہیں ہوئیں اور آسمان کے اندر وہ لوگ نہیں ہونگے جن کی ارواح اجساد کی طرف لوٹ چکی ہیں عن ۵۲۹/۲۱
عبداللہ ۔۔۔ واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ ۔ یہ اشکال ہوا کہ معراج تو مکہ کے اندر ہوئی اور سورۃ البقرۃ مدینہ
میں نازل ہوئی ہے اور اسکے خواتیم کیسے ملے ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وعدہ ایک مرتبہ نازل ہوگا تھی ہو
وہاں کہا گیا تھا مدینہ میں نازل ہوئی ۔۔۔۔

باب فی المعجزات ۵۳۰/۶

(الفصل الاول)

معجزہ عجز سے ماخوذ ہے پانچ اشیاء ہیں معجزہ ۱ ارہاص ۲ کرامت ۳ استدراج ۴ سحر ۵ معجزہ کی تعریف سنئے
الامر الخارق للعادۃ المقرون بدعوۃ الرسالۃ بشرط التحدی مع الامن عن المعارضۃ یعنی وہ امر جو عادت کے خلاف
ہو اور رسالت کے دعوی کیساتھ مقرون ہو اور اسکو یقین ہو کہ یہ مجھ جیسا عمل نہیں کر سکیگا اب تعریف کے
فوائد قیود سنیئے :- خارق للعادۃ کی قید سے تجرباتی اشیاء ہیں کو خارج کر دیا ۔ المقرون بدعوۃ الرسالۃ
سے کرامت نکل گئی اور ارہاص نکل گئے یعنی وہ کرامات جو دعوی نبوۃ سے پہلے نبی کے ہاتھ سے صادر ہوں اور
تحدی کی قید سے سحر بھی نکل گیا کیونکہ تحدی کا مطلب یہ ہے کہ ان جیسا نہیں ہوگا کیونکہ سحر سے مطلوب مغلوبیت نہیں
ہوتی اور ایک جماعت کے نزدیک مطلوب مغلوبیت ہوتی ہے لیکن چونکہ تحدی ہے اس اعتبار سے اس جماعت کے
نزدیک فرق ہو جائیگا ۔ تحدی کہتے ہیں کہ دعوی کرے کہ اگر میں ایسا کر دکھلاؤں تو ایمان لانا ضروری ہے
ابو اسحاق الاسفرائنی نے اعتراض کیا کہ قرآن کے اندر تحدی کی شرط نہیں ہے ایسے ہی حضور سے بہت سے معجزات بغیر تحدی
کے ہوئے اسکا جواب علماء نے دیا کہ تحدی ہر وقت کرنا ضروری نہیں ہے ۔ مع الامن عن المعارضۃ اس سے بھی سحر نکل گیا

69 عن البراء ۵۳۰ فاخذ شاۃ فحلب الخ اعتراض ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر اجازت کے ۶
اسکی بکری کا دودھ کیسے دوھا؟ اسکا جواب ۱ یہ ہے کہ اہل عرب کے یہاں عادۃً جائز ہے جواب ۲ دار الحرب یا اہل حرب کا
مال جائز ہے اسلئے استعمال فرمایا جواب ۳ وہ بکری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست کی تھی ۔۔۔۔

5869 عن سعد بن ابی وقاص اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ احد میں حضور کے دائیں بائیں حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ۵۳۲/۱۲

78 صورت انسانی میں قتال فرما رہے تھے اس پر اشکال ہوا کہ یہ دونوں فرشتے تو ایسے قادر تھے کہ اکیلے ہی تمام کو ہلاک کر دیتے پھر حضور کے ساتھ

ملکر لڑنا اس میں کیا فائدہ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ تاکہ یہ جہاد حضور کے نامہ اعمال میں لکھا جائے۔ عن ابی قتادۃ

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اس کی تمام اسانید مشوش ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ

رکھتا نہیں [illegible] سے مروی ہے اور حضرت [illegible] خوب معلوم کیا اور اس کی [illegible] روایات بخاری کی

کے [illegible] لتقتلک الفئۃ الباغیۃ یہ حضرت علی کے لشکر میں تھے اس لئے لوگوں نے استدلال کیا کہ

حضرت علی حق پر ہیں لیکن حضرت معاویہ نے اس باغیہ کا جواب دیا کہ اس سے مراد المطالبۃ بدم عثمان ہے

دوسری توجیہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ ان کو میں نے قتل نہیں کیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے قتل کیا کیونکہ انہوں نے ان کو بھیج دیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے

فرمایا پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضور نے (نعوذ باللہ) قتل کیا کیونکہ وہ بھی لے گئے تھے یہ سنکر حضرت

84 امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ خاموش ہو گئے۔ عن عوف اس حدیث پاک کے اندر حضور کے ایک معجزہ ۲۷

کا ذکر ہے کہ پانی لوگوں کے پینے کے لئے کم ہو گیا تو آپ نے تھوڑا سا پانی منگا کر سب کو سیراب کر دیا علماء

نے بیان کیا کہ حضور کا معجزہ اس صورت کے اندر تھا جبکہ [illegible] تھوڑا پانی موجود تھا یہ نہیں کہ بغیر وجود

89 [illegible] پانی [illegible] سیراب کرا دیتے [illegible] اشارہ فرما دیا کہ اسباب کو اختیار کرنا چاہئے یہ ۵۳۳/۲

توکل کے منافی نہیں ہے۔ عن ابی اسحاق [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] افضل ہوتا اس

[illegible] اگر تم [illegible] ان کو [illegible] جواب دینا چاہئے تھا اس کا جواب

93 [illegible] بات کی طرف اشارہ فرمایا [illegible] حضور [illegible] تو حقیقۃً فرار پایا ۱۹

ہی نہیں گیا۔ عن عائشۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس حدیث [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible] روایات [illegible] مختلف ہیں [illegible] بعض میں

[illegible] اور بعض میں [illegible] صحیح [illegible]

94 [illegible] عن ابی اسید [illegible] ۲۵

[illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ کو قتل [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] حدیث کے اندر [illegible] اور [illegible] اقتلوہم [illegible] اگر پاؤں تو قتل کروں گا

[illegible] حدیث [illegible] جواب [illegible] قتل [illegible] سبب [illegible]

5900 [illegible] سبب موجود تھا [illegible] فرمایا عن جابر [illegible] النبی صلی اللہ علیہ ۵۳۶/۳۰

[illegible] اختلاف ہے [illegible] صحیح [illegible]

[illegible] غزوہ [illegible] غزوہ بنو المصطلق [illegible]

[illegible] المنافقین [illegible]

ص ۱۸۱
ص ۵۳۷ / ۹
5900 عن انس اس حدیث کے شروع سے معلوم ہوتا ہے کہ روٹیوں کو حضور کے پاس بھیجا گیا کیونکہ ام سلیم کے متعلق ارشاد ۵۳۶
فرمایا کہ فارسلتنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذهبت به الخ اور آگے چل کر فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارسلک ابو طلحة فقلت نعم الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو بلانے کے لئے بھیجا تھا۔ اسکا جواب۱ دیا گیا ہے کہ روٹی
بھیجی تھی لیکن آپ مجمع دیکھ کر سمجھ گئے اور سمجھ گئے کہ طعام بسیر کو گئے لوگ کھا کر سیر ہو جائیں گے
تشریف لے آئے۔ دوسرا جواب۲ دیا گیا کہ ام سلیم نے حضرت انس سے فرمایا تھا کہ اگر حضور تنہا ہوں تو کھانا دیکر آنا
اور اگر تنہا نہ ہوں بلکہ مجمع ہو تو واپس چلے آنا تو وہ واپس آ رہے تھے حضور سمجھ کر کہ بلانے آیا تھا لوگوں
کو لیکر تشریف لے آئے۔ اب یہ رہا ان کی اجازت کے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیکر ان کے مکان پر تشریف
کیسے لیکر تشریف لے آئے۔ جواب۱ چونکہ وہ روٹی کم تھی یقیناً کافی نہیں تھی محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی برکات سے وہ سب کو کافی ہے تو گویا حضور کی اپنی جانب سے ان لوگوں کو دعوت ہوئی نیز بیان کا
واقعہ بیان تھی اور اسکی ملکیت تھی جواب۲ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ روٹیاں آنحضرت علیہ السلام کو ہدیہ
کر دی گئی تھیں ہدیۃ اور آپ کی ملکیت تھیں۔ اس پر اشکال کیا کہ حضور کی عادت تھی کہ ہدیہ سے کچھ حصہ
ص ۵۳۸ / ۱
10 وہ قبضہ میں نہیں آئی تھی اور بغیر قبضہ کے ہبہ صحیح نہیں۔ اس کا جواب دیا کہ قریب الجنة تھا عن ۵۳۸ / ۱
11 عبد اللہ بن مسعود قال کنا نعد الآیات برکة الخ اس جملے کے مطالب علماء نے کئی بیان فرمائے ہیں (۱) ہمارے لئے
وہ تمام آیات جو حضور کے زمانے کے اندر ظاہر ہوئیں وہ برکت کا باعث تھیں اور تمہارے لئے تخویف کی تھیں۔
(۲) ہم تو اللہ تعالیٰ کی آیات کو شمار کر کے انکو احسان سمجھتے ہیں اور تم لوگ ان کو تخویف کے طور پر ذکر
کرتے ہو (۳) ہم لوگ آیات بشارت وعذاب پر خوش ہوتے ہیں اور تم ان کو خوف سمجھتے ہو اور
یہ جملہ کا سبب ہے اور ہمارا ان آیات پر خوش ہونا اور ان کو احسان شمار کرنا سبب ہے کہ کنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الخ اس سفر کی تعیین میں بعض کے نزدیک غزوہ حنین اور بعض کے نزدیک غزوہ خیبر کا سفر ہے
ص ۵۳۸ / ۵
عن ابی قتادة فتوضأ منها وضوءا دون وضوء الخ اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ آپ نے خفیف سا وضو فرمایا
دوسرا مطلب ہے کہ آپ نے مٹی سے استنجاء فرمایا پانی سے نہیں کیا اسکو امام نووی نے غلط قرار دیا اور اول
ص ۵۳۸ / ۲۶
13 کو صحیح قرار دیا عن انس حتی اکلوا کلہم الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوہ ۲۶
سے ہی ہوا ہے اور اس کے علاوہ ایک حدیث گذری کہ آپ نے ولیمہ جو روٹی گوشت سے ہوا تھا اب دونوں میں تعارض
ہو گیا اسکا جواب۱ قاضی عیاض مالکی نے یہ دیا کہ یہ حلوے والی حدیث صحیح نہیں بلکہ راوی کو وہم ہو گیا
جواب۲ بعض علماء نے جواب دیا کہ دراصل اس حدیث کے اندر اختصار ہے اور واقعہ یہ ہے کہ کھانا کی
دعوت فرمائی اور جب حلوہ آیا تو جو لوگ رہ گئے تھے ان کو حلوہ بھی کھلایا جواب۳ حافظ فرماتے ہیں
کہ اس کے اندر کیا اشکال ہے کہ روٹی حلوہ سب کو کھلائی گئی ہو جواب۴ ملا علی قاری فرماتے ہیں
ص ۵۳۹ / ۲۰
16 کہ ایک دن ولیمہ اور اگلے دن حیس (حلوہ) کھلایا ہو عن ابی ذر وہی ارض یسمی فیھا القیراط ۵۳۹ / ۲۰
اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ معاملے کے اندر سختی کرتے ہیں دوسرا مطلب ان کے یہاں قیراط کا لفظ گالی کے اندر
استعمال ہوتا ہے اس مطلب کو امام طحاوی نے بیان فرمایا وحرفان رضی اللہ عنہ کیونکہ حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ

5918 عن ابی موسیٰ ص۵۲۵ الفصل الثانی متعلق ہیں اور تین قبط سے متعلق ہیں جو سے رضی اللہ عنہ ۵۴۰/۱

اس حدیث پاک کے اندر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہاں تشریف لے جانا اور پھر جو واقعہ پیش آیا اس کو بیان فرمایا کہ
اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ سال کی تھی۔ علامہ ابن حجر نے نو سال بیان فرمائی فخرج الیہم الراہب الخ
ان راہب کا نام بحیرہ بتلایا گیا ہے اور ... شجر ولا حجر الا خر ساجدا الخ ملا علی قاری نے ان کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے کہ ان
خاص طور سے حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ اس درخت کا جسم سایہ ... تھا لیکن ان کی جو
ایسے لوگ ہیں وہ ساجد تھیں جو یہ جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی دیکھتے ... ضعیف کہ یہ ایک
حقیقت میں صحیح تھا حتی ردہ ابو طالب وبعث معہ ابو بکر بلالا الخ علامہ جزری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت
کیونکہ حضرت بلال اس وقت موجود ہی نہیں تھے اور نیز حضرت ابو بکر حضور سے دو سال چھوٹے تھے لیکن
دوسرا یہ کہ اس عمر میں سفر کر سکتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے بھی اس حدیث پاک کو اس جز کی وجہ سے
غلط قرار دیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس جز کی وجہ سے پوری حدیث غلط قرار نہیں دی
جا سکتی بلکہ یہ جز مدرج ہے۔ حضرت اقدس مولانا گنگوہی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کوئی دوسرا
20 بلال ہوں۔ عن انس ص۵۲۵ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بالبراق الخ اس حدیث کے جملے میں آتا ہے کہ براق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ ۵۴۰/۱۴
وسلم کے ساتھ شوخی کی حالانکہ انبیاء کرام کی سواری ہوتی ہیں چنانچہ دوسری روایت میں علامہ کے دو قول ہیں فاستصعب علیہ
اس براق نے کودنا شروع کیا۔ اب یہ کہ اس نے کودنا کیوں شروع کیا۔ اس کے متعلق علماء نے چند وجوہ بیان
فرمائی ہیں (۱) چونکہ اس پر آج تک کسی سواری کی نہیں تھی اس لئے وہ ابتداء پڑتا۔ اور کودا۔ لیکن جواب
اس کا یہ ہے کہ [illegible] ہیں کہ براق کی سواری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں آئی ہے (۲) اس پر چونکہ [illegible] سواری کی [illegible] تھی (۳) [illegible] سے اس
کو دیکھا تھا (۴) چونکہ [illegible] زیادہ اچھل ہے اور اچھل جائے جلدی کی [illegible]
لیکن یہ جواب واہی ہے (۵) اس لئے کہ براق نے کودنا شروع کیا تھا تاکہ اس کو اچھی طرح [illegible] آپ کے سوا
31 کوئی دوسرا سوار نہ ہو۔ عن جابر ص۲۶ اس حدیث پاک کے اندر ذکر ہے اس واقعہ کا جس میں یہودیہ نے آپ کو ۵۴۱/۲۶
زہر دیا تھا اور جس کی وجہ سے حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ وہ کھانا کھا کر مر گئے تھے اب اس یہودیہ
کے متعلق روایات مختلف ہیں کہ اس سے قصاص لیا یا نہیں۔ عبد الرزاق نے ایک روایت نقل کی جس کے
اندر ہے فاسلمت فترکہا الخ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس کو اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے معاف فرما دیا لیکن
ایک روایت کے اندر ہے کہ اس کو آپ نے قتل کر دیا۔ محدثین فرماتے ہیں کہ اجماع ہے [illegible] کہ آپ نے اس کو
قتل کرا دیا تھا لیکن یہ اجماع صحیح نہیں کیونکہ روایات مختلف ہیں اب ان روایات میں [illegible]
اندر جمع کی شکل یہ صورت ہے کہ آپ نے اپنے حق [illegible] اس کا انتقام نہیں لیا۔ لیکن جب
اس زہر کے اثر سے حضرت بشر بن براء کا انتقال ہو گیا تو ان کی ورثاء نے قصاص لیا۔ ان کی ذات
42 کے لئے قصاص نہیں لیا صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ عن عاصم بن کلیب ص۵۳۳ عن رجل من الانصار قال ۵۴۲/۳
ابن رسلان لکھتے ہیں کہ [illegible] مشرکین میں الاتم [illegible]
فاستقبلہ داعی امراتہ الخ

کیسے تو وارد ہوا ہے ملا علی قاری کی شرح میں بھی اسی پر ہے لیکن سنن ابی داؤد کے اندر ایسا نہیں ملتا بلکہ حضرت اقدس مولانا سہارنپوری فرماتے ہیں کہ تمام نسخ ابی داؤد کے اندر ایسا نہیں ملتا اور حدیث کی کتابوں کے ایسی ہی ہے اور ایک کے اندر امراۃ من قریش واقع ہوا ہے ۔ اس جملے سے استدلال کیا گیا کہ حدیث کو ضیافۃ جائز ہے کیونکہ امراتہ کی ضمیر میت کی طرف راجع ہے لیکن ہمارے فقہاء کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ ضیافت سرور کے وقت ہوتی ہے اور یہ سرور کا وقت نہیں اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ امراتہ کی ضمیر ثابت نہیں جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کہ سنن ابی داؤد کے کسی نسخہ میں نہیں ہے فارسلت الی جاریۃ الخ اس جاریہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا ہے ۔ اس حدیث سے علماء نے ایک مسئلہ مستنبط فرمایا کہ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت لیکر نفع حاصل کیا تو اگرچہ شے باقی ہے تو اسکو صدقہ کر دینا چاہیئے ۔ ۵۴۴/۲۰

باب الکرامات

(الفصل الاول)

کرامۃ کی جمع کرامات ہے اور کرامۃ اس امر خارق للعادۃ کو کہتے ہیں جو کسی ایسے ولی کے ہاتھوں پر صادر ہوئی ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو۔ جمہور کے نزدیک کرامت ثابت ہے معتزلہ کے نزدیک ثابت نہیں کیونکہ پھر نبی اور غیر نبی کے اندر فرق نہیں ہوگا ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ نبی کا معجزہ کا اظہار تحدی ہوتا ہے اور نیز وہ مقرون بدعوی النبوۃ ہوتا ہے اور یہ دونوں کرامت کے اندر نہیں ہوتی اور تیسرا فرق یہ ہے کہ ان کی کرامت کے ساتھ یہ قول بھی ہوتا ہے کہ ہم حضور پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا استدلال کرامت کے ثبوت پر یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر خاوند کے حاملہ بنایا۔ ایسے ہی احادیث کے اندر کثیر دلائل ہیں

46 عن عبد الرحمن الخ (صفحہ ۵۴۴/۲۷) ان اصحاب الصفۃ الخ ان کی تعداد میں بھی علماء کے چند قول ہیں (۱) حافظ ابو نعیم نے سو ذکر فرمائے (۲) ایک روایت کے اندر ستر ہیں (۳) علامہ شہاب الدین نے چار سو ذکر فرمائے فلیذھب بثالث الخ ای فلیذھب من یتم عندہ [illegible] بثالث الخ حکمۃ قال النووی بعض نے اس روایت کو غلط قرار دیا ہے حتی تعشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس جملے کے اندر تکرار ہے اس لیے کہ ان ابابکر تعشی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آگے چلکر دوبارہ یہی جملہ آرہا ہے فلبث حتی تعشی الخ ۲۷

جواب۱: بعض نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول والے تعشی النبی سے مطلب یہ ہے کہ میں حضرت نبی کریم علیہ السلام کے گھر میں کھانا کھاؤں گا اور دوسرے کا ذکر بیان واقعہ ہے جواب۲: تعشی اول کا فاعل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ثانی کا فاعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جواب۳: اول تعشی سے مراد کھانا اور ثانی سے مراد عشاء کی نماز پڑھنا ہے۔ جواب۴: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ میں نے حضور کے پاس اتنا توقف کیا کہ آپ نے کھانا کھالیا اور عشاء کی نماز پڑھ لی۔ حافظ ابو بکر اسماعیلی نے اس روایت کو نقل کیا اس کے اندر ثم رجع کی بجائے ثم رکع الخ نقل کیا اس صورت میں مطلب ہوگا کہ آپ نوافل کے اندر مشغول رہے۔ مسلم شریف کے اندر بجائے تعشی کے نعس الخ وارد ہوا ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے وقرۃ عینی الخ علامہ داؤدی فرماتے ہیں کہ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی مراد ہیں۔

5950 الفصل الثانی عن ابی الجوزاء فاجعلوا منه کوّی الخ جب مدینہ منورہ کے اندر قحط پڑا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۲۵/۱۹
نے یہ مشورہ دیا کہ ایک روشن دان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں کھولدو اسکی وجہ ملا علی قاری نے یہ بیان
فرمائی (۱) کہ آسمان جب اس قبر اطہر کو دیکھیگا تو دیکھکر رو پڑیگا اور پھر بھی بارش ہوگی (۲) اسمیں اشارہ
53 ہے حضور علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی طرف الفصل الثالث عن عروة … بعثت الخ یعنی حضور نے ۵۲۶/۱
تم نے بیان فرمائی اس حدیث کا سوال یہ کیا (۱) یا یہ کہ مسئلہ حقیقی معنی مراد ہیں ایسا اشکال ہوگا کہ بعثت
توفیق موتی ہے اور موتی راوی نہیں ہے بلکہ اوراق سے پہلا اور بعثت اوس کو خطاب کیا جاتا ہے تھا …
جواب دیا کہ چونکہ النبوة اس حدیث کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں بلکہ وہ تو مرسل ملائکہ سے تو گویا کہ
ملک کا دعوی پایا گیا اس اعتبار سے معنی بن گئے فلا اشکال

باب الفصل الاول ۱۲

56 مشکوۃ کے اکثر نسخوں میں یہ باب بلا ترجمہ کے واقع ہوا ہے البتہ بعض نسخوں میں یہ باب وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن البراء حتی قرأت سبح اسم ربک الاعلی الخ اس حدیث پاک سے سوال ہوا کہ سبح اسم ربک مکہ میں نازل ہوئی ۱۷
کیونکہ حضور کے مدینہ آنے سے پہلے ہی اسکو البراء نے یاد کر لیا تھا حالانکہ اسمیں زکوۃ کا ذکر ہے قد افلح
من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی الخ اور زکوۃ مدینہ کے اندر فرض ہوئی ہے لہذا اس کا تقاضا ہے کہ یہ مدینہ
کے اندر نازل ہو (۱) اسکا جواب یہ دیا کہ یہ دونوں آیتیں اس سورت سے مستثنی ہیں جواب (۲) یہ ہے کہ احکام
57 زکوۃ کا حکم مکہ کے اندر نازل ہوچکا تھا … عن ابی سعید فبکی ابوبکر الخ رونے کی وجہ یہ تھی کہ ۲۲
وہ سمجھ گئے کہ اس کا مصداق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرینہ یہ تھا کہ حضور مرض کے اندر تھے
اعتراض کیا کہ چونکہ حضور سید الاولیاء والانبیاء ہیں اور ادنی ولی بھی دنیا کو پسند نہیں کرتا
تو حضور تو بطریق اولی دنیا کو پسند نہیں کرینگے۔ علامہ ضعیف کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا تھا
کہ لن یقبض نبی حتی یری مقعده الخ اس حدیث پاک کو حضرت ابوبکر نے سن رکھا تھا اسوجہ سے
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے وکان ابوبکر هو اعلمنا الخ اعلم افعل التفضیل کا صیغہ ہے
یعنی اول درجہ کے اعلم سمجھ گئے اور ممکن ہے کہ ماضی کا صیغہ ہو اس صورت میں مطلب ہوگا کہ
58 اپنی ہونے کی علامت کے ذریعہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کی خبر دی عن عقبة ۲۷
بن عامر انی لست اخشی علیکم الخ اسکی مصداق حدیث گذری جسمیں یہ آیا کہ آپ نے … شرک ہوگا
دونوں کی تعارض کا جواب دیا کہ یہ حدیث حضور کے زمانے کے اعتبار سے ہے اور دوسری حدیث بعد کے زمانہ پر محمول ہے
عن عائشة توفی فی بیتی وفی یومی الخ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں اس
دن ہوئی جس دن میری باری تھی ومع الرفیق الاعلی اسکی مراد یا تو جنت ہے یا ملائکہ انبیاء
اولیاء کی جماعت مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ اسکی اللہ تعالی مراد ہیں لیکن اسکو رد کر دیا گیا
63 الفصل الثانی عن عائشة فقال ابوبکر سمعت الخ ابن الجوزی نے یہ حدیث بجائے ابوبکر ۵۲۷/۲۲
کے حضرت علی سے نقل کی … فرماتے ہیں کہ اسکی اسناد ابن زنجویہ … کہ اسکا … ابوبکر …

۲/۵۵ صفحہ ۵۴۸/۶

5966 الفصل الثالث عن ابن عباس: جب حضور کے وصال کا وقت قریب آیا اور پنجشنبہ کا دن ہوا ۵۴۸/۶
تو آپ نے اپنے صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا الخ حضرت عمر نے مشورہ فرمایا کہ
حضور کو اس وقت بیماری کی شدت ہے اور ہم کو عمل کے لئے کتاب اللہ کافی ہے لہذا لکھوانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ اب یہ کہ حضور کیا لکھوانا چاہتے تھے اس کے اندر اختلاف ہے بعض کے نزدیک مسئلہ
خلافت پر تنبیہ کرنا چاہتے تھے جیسے سفیان بن عیینہ کا یہی قول ہے۔ دوسری جماعت کے نزدیک آپ چند
احکام لکھانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ لیکن ان تمام کے لکھنے سے حضرت عمر نے تو منع فرمایا
اور دوسرے صحابہ کی رائے ہوئی کہ لکھیں۔ اب یہاں شیعہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے
لکھنے نہیں دیا کیونکہ حضور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلافت دینا چاہتے تھے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ
حضور اس کے بعد بھی چار دن تک حیات رہے اگر خلافت حضرت علی کو دینی ہوتی تو اس وقت
لکھا دیتے۔ ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی خلافت لکھوانا
چاہتے تھے کیونکہ ابتداء حدیث کے اندر ہے کہ اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ الخ لیکن حضور نے حضرت
ابوبکر کی خلافت کیوں نہ لکھی اس کا جواب خود اس حدیث کے اندر موجود ہے۔ اب اشکال ہوگا کہ جب
حضور نے لکھنے کا حکم دیا تو حضرت عمر نے کیوں منع فرمایا اس کا جواب یہ کہ حضرت عمر نے یہ بات دیکھی کہ
ما فرطنا فی الکتاب من شیء الخ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے سوچا کہ حضور تکلیف کی وجہ سے گویا اس
میں خاص کوئی بات نہیں ہے اور ممکن ہے کہ قرآن پاک کی کسی چیز کو بیان کرنے سے آپ چھوڑ دیں نیز اگر
حضور ضروری اور واجب سمجھتے تو خود فرما دیتے۔ یہ ایک وجہ ہوئی (۲) نیز اگر آپ لکھ دیتے
تو یہ بھی واجب ہو جاتا اور اس کے ترک کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہوتے (۳) نیز اجتہاد کا دروازہ بند ہو جاتا
لیکن اس وجہ کو مسلمانوں نے رد فرمایا (۴) حضرت عمر نے دیکھا کہ حضور کو بولنے کی وجہ سے تکلیف ہو
(۵) ممکن تھا کہ اگر حضور لکھ دیتے تو منافق کہتے کہ یہ انہوں نے اپنی طرف سے گڑھ لی ہے ما شانہ اھجر
اس کے معنی ہذیان بکنے کے ہیں اور حضور کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استفہام
انکاری ہے کہ کیا نعوذ باللہ حضور ہذیان فرما رہے ہیں جواب نمبر۲ یہ کلام حقیقۃ مجہول ہے لیکن کم احد
کی وجہ سے نکل پڑا جواب نمبر۳ چند ایسے مسلمان تھے جو نئے نئے تھے ان سے یہ کلام نکل پڑا۔ لیکن یہ
صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت عمر سے انکار کرتے اگر ایسا ہوتا۔ فالذی انا فیہ خیر الخ یعنی جن چیزوں کو
موت کے اندر پیش آتے تیار کرایا گیا ہے وہ افضل ہیں (۲) ترک کتابت کا عزم افضل ہے (۳)
ہر دو کا مطلب یعنی کتابت کا عزم افضل ہے (۴) میں اس وقت جس مراقبہ الہی و آخرت کے اندر
ہوں وہ تم لوگوں کے اس تنازع سے افضل ہے فقط واللہ اعلم۔

باب الفصل الاول

۵۵۰/۴

69 عن ابی ھریرۃ ونیتہ مالی الخ (۱) یعنی کہ مال صدقہ قرار ہے (۲) یعنی عامل کی تنخواہ ہے (۳) خادم قبر مراد ہے ۸
(۴) کہ خادم مراد ہے (۵) خلیفہ و بادشاہ مراد ہے۔ عن ابی بکر لا نورث ما ترکنا صدقۃ الخ

۲۰۶/۲

5969 جمہور نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ انبیاء کے مال میں وراثت نہیں چلتی، شیعہ لوگ توریث
کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ما ترکناہ میں ما موصولہ ہے اور صدقۃ منصوب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ
عدم توریث آنحضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے یا تمام انبیاء کرام اس میں داخل ہیں جمہور کے نزدیک
تمام انبیاء کے لئے عام ہے۔ حسن بصری کے نزدیک عدم توریث آپ کے ساتھ خاص ہے۔ 550/15

باب مناقب قریش وذکر القبائل

مناقب منقبۃ کی جمع ہے فضیلۃ کے معنی میں۔ اس لفظ جید کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے شرف اور علو مرتبہ
انسان کو حاصل ہو۔ قریش قرش کی تصغیر ہے اور قرش دریائی مچھلی کو کہتے ہیں جو نہایت طاقتور
ہوتی ہے اور نہایت خوفناک ہوتی ہے تو چونکہ ان کے قبائل کے رجال بھی نہایت قوت والے ہوتے تھے
اس وجہ سے ان کو قریش کہتے تھے۔ دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقرش سے ماخوذ ہے جس کے معنی تجارت
کے اور تفرق کے ہیں اور یہ بھی اجتماع کے معنی میں بھی آتا ہے تو چونکہ یہ لوگ تجار تھے اور تفرق
79 کے بعد مجتمع ہو گئے تھے اس لئے ان کو قریش کہتے ہیں۔ الفصل الاول عن ابی ھریرۃ وکافرھم تبع 16
83 لکافرھم الخ یعنی اقتداء اور اسلام کے اعتبار سے ہے یا امارت کے اعتبار سے۔ عن جابر الی اثنی 21
عشر خلیفۃ الخ شیعہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس اثنی عشر خلیفۃ سے ہمارے ائمہ اثنی عشرہ مراد ہیں لیکن
یہ قول ان حضرات کا نہایت بوجہ غلط فاسد یا باطل ہے کیونکہ ان کے بارہ ائمہ میں سے بعض
تو امیر ہی نہیں رہے۔ بعض نے کہا کہ اس کی حد ابوبکر سے لیکر ہشام تک بارہ خلیفہ ہوں جو ہیں مراد ہیں
بعض نے کہا کہ اس کی علی التسلسل مراد نہیں بلکہ خلفاء اربعہ۔ عمر بن عبد العزیز امام مہدی وغیرہ اس کی مراد ہیں
حضرت ابی صفوہ کہتے ہیں کہ ایک زمانہ [illegible] ایسا ہے جس کے اندر بارہ خلفاء اکٹھے ہوں گے لیکن
اسکو [illegible] قرار دیا گیا کیونکہ ان کے زمانے میں [illegible] بعض نے کہا کہ اس کی امام مہدی
کے بعد بارہ خلفاء مراد ہیں۔ ابن الجوزی نے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس کی مراد ہے
لیکن اس کی [illegible] بارہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں 553/8

باب مناقب الصحابۃ (الفصل الاول)

صحابہ جمع ہے صحابی کی۔ جمہور کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو وہ مومن جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کی بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور مرا ہو بحالت ایمان۔ بعض لوگوں نے یہ تعریف کی کہ
صحابی وہ ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھا ہو [illegible]
[illegible] لیکن اس تعریف سے اعمیٰ نکل جائیگا اسکا جواب یہ دیا گیا کہ یہاں رویت سے حقیقی رویت مراد نہیں ہے
بلکہ رویت حکمی مراد ہے۔ دوسرا اشکال یہ ہوا کہ جو لوگ مرتد ہو کر مر گئے وہ بھی اس تعریف میں داخل
ہو جائیں گے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مات علی الایمان کی قید جو لگائی ہے اسلئے تعریف میں یہ قید زیادہ
کی ہے۔ اب یہ کہ اگر کسی نے بحالت اسلام آپ کی زیارت کی اور پھر نعوذ باللہ مرتد ہو گیا اور
اس کے بعد مسلمان ہوا لیکن حضور کو نہیں دیکھا اور مر گیا تو کیا یہ صحابی ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک

ص ۵۵۸

6050 اس کی ایک قسم با خواب اور حرف محسوس ہوتا ہے الفصل الثالث عن انس :- وافقت ربی فی ثلاث الخ ۵۵۸/۱۷
اس حدیث میں تین کا ذکر ہے حافظ نے پندرہ اور علامہ سیوطی نے بیس موافقات عمر ذکر کی ہیں
اور موافقت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے کسی چیز کی تمنا کی تو قرآن نے وہی حکم نازل کر دیا انہی موافقات
میں ایک مقام ابراہیم بھی ہے اب اس کی تعریف میں علماء کا قول مختلف ہیں (۱) اس سے مطلق
55 حرم مراد ہے (۲) اس سے خاص وہ پتھر مراد ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کو تعمیر فرمایا ۵۵۹/۷
ص ۵۵۹
(۳) کعبہ الخ مراد ہے عن المسور بن مخرمۃ :- وانما فاطمۃ بضعۃ منی الخ یعنی میرے اشارہ فاطمہ
حدیث کا اگر اس معلوم حقوق ادا کر سکا یا نہیں دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ معلوم ہے کہ بعد میں خلیفہ ہوگا ۵۵۹/۱۴

ص ۵۵۹ باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما (الفصل الاول)

عن ابی ھریرۃ :- فانی اومن بہ انا وابوبکر وعمر الخ ایمان لانے کا مطلب مشہور ہے کہ یہ کلام شیطان کی ۱۵
طرف سے نہیں بلکہ حقیقۃً بطور تکلم کے ہے اور چونکہ حضرت ابوبکر وعمر وہاں موجود نہ تھے اور آپ
کو ان دونوں کے ایمان پر وثوق تھا اس لئے آپ نے ان دونوں کا نام بھی ساتھ میں لیا۔ اور بعض نے یہ
وجہ بیان کی کہ چونکہ جب انسان کو کسی شخص کی پر ثقہ ہوتی ہو تو زبان پر اسکا نام آتا ہے اور حدیث محبت کی
تو اس میں دونوں کی بنا پر بے ساختہ اس کی زبان پر اسکا نام (آتا ہے) یوم السبع الخ اس
سبع کو اگر بضم الباء پڑھا جائے تو یہ کنایہ ہے ایک ایسے زمانے سے جس میں لوگ نہایت سخت
پریشان ہوں گے اور بعض نے کہا کہ زمانہ جاہلیت کا ایک عید ہوا کرتی تھی جس میں لوگ کھیل
کود میں مشغول ہوتے تھے اور اپنی بکریوں وغیرہ کو چھوڑ دیا کرتے تھے ان کو درندے کھا جاتے تھے تو اس
دن کا نام یوم السبع رکھا تھا وہ اس سے مراد ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اگر یہ بجائے بضم الباء کے بسکون
الباء ہو تو اس سے قیامت کا دن مراد ہے لیکن اسکے متعلق ملا علی قاری نے حاشیہ مشکوۃ میں فرمایا کہ
59 یہ ضعیف ہے کیونکہ ... ص ۵۶۰ الفصل الثانی عن انس :- اس حدیث ۵۶۰/۱
پاک کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ اہل جنت کے
کہول کے یہ دونوں سردار ہوں گے - کہول تیس چالیس سال یا پینتیس سے پچاس سال تک کے
عمر کے شخص کو کہتے ہیں اب اشکال ہوگا کہ جنت کے اندر تو ہر انسان جوان ہوگا وہاں تو
سب نوجوان ہی ہوں گے پھر جب کہول وہاں ہوں گے ہی نہیں تو سردار کن لوگوں کا بنیں گے تو
64 اسکا جواب دیا کہ یہ دنیا کے اعتبار سے فرمایا گیا ص ۵۶۰ عن عبد اللہ بن حنطب :- اس حدیث شریف میں حضرت ۹
ابوبکر وعمر کے متعلق فرمایا ھذان السمع والبصر الخ اب یہ کہ کس کا سمع و بصر ہیں اسکی اندر کئی قول ہیں
(۱) یعنی دین کا سمع و بصر ہیں (۲) مسلمانوں کے سمع و بصر ہیں یعنی جیسے مسلمان کو ان دونوں چیزوں کی
ضرورت ہے ایسی ہی وہ لوگ ان کا ... دونوں حضرات کے محتاج ہیں (۳) دین کے سمع و بصر ہیں
اب یہ اگر دونوں مجموعہ سمع و بصر ہیں تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر ان میں ایک سمع اور دوسرا بصر
ہے تو اب اشکال ہے کہ کون سمع ہے اور کون بصر ہے حضور ... کے نزدیک سمع افضل ہے ان کا

6019 علم میں جیسا کہ بعض لوگوں کا اشتغال ہو رہا تھا (۲) مطلب یہ ہے کہ بعض لوگوں کے اندر تو علم کی ضرورت ہوتی
تھی اور اب میری امت کے اندر ضرورت نہیں اور اگر بالفرض ضرورت ہوتی تو میری امت کے ملہم
36 حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں عن سعد ص ۵۵۶ — ما لقیک الشیطان الخ اس جملہ سے وہم ۵۵۶/۲۴
ہوتا ہے کہ وہ معصوم تھے حضور کے سامنے چونکہ مزاح وغیرہ کرتے تھے اور حضرت عمر کے سامنے وہ رک گئیں
تو گویا حضرت عمر کے آنے سے شیطان بھاگا اور نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان آ رہا
تھا اس کا جواب دیا کہ حضور کا یہ ارشاد گرامی کہ ما لقیک الشیطان الخ اس خاص واقعہ سے متعلق
نہیں بلکہ محض رنگ اظہار کے طور پر حضور نے ان سے یہ فرما دیا ۔ اب یہ کہ اس جملہ کے حقیقی معنی مراد ہیں
یا کسی دوسرے مطلب سے کنایہ ہے تو بعض نے دونوں قول لیے کہ اس کے حقیقی معنی ہی مراد ہیں اور بعض کے نزدیک یہ
40 کنایہ ہے اس بات سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق پر [illegible] عن ابی هريرة ص ۵۵۷ [illegible] ۵۵۷/۱۵
نزعہ ضعف واللہ یغفر له ضعفہ الخ یعنی نزع ضعف سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ان کی خلافت
کے زمانہ میں فتوحات بہت قلیل ہوں گی اور خود خلافت بھی ان کی بہت قلیل اور تھوڑے دنوں کی ہوگی
اور واللہ یغفر له الخ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ضعف کو چونکہ قلت فتوحات کے اندر کوئی دخل نہیں ہے اس لیے
مغفرت طلب کی ۔ اور بعض نے کہا کہ یہ جملہ [illegible] من قبیل تسبیح و تحمید کے ہے جیسا استغفرہ الخ ہے ۔
46 الفصل الثانی عن جابر ص ۵۵۷ — ما طلعت الشمس علی رجل الخ [illegible] اس کے اندر عموم کا وہم ۲۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر بھی داخل ہو گئے حالانکہ وہ یقیناً حضرت عمر سے بہتر ہیں لہذا اس جملہ
کا کیا مطلب ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم علیہ السلام اس کے تحت یا تو اصولاً داخل نہیں کہ متکلم اپنے کلام کے
عموم میں داخل نہیں ہوتا اور یا اصولاً ہے کہ یہ آپ کا انبیاء کے متعلق ارشاد فرمایا تھا ۔ اور حضرت ابوبکر
47 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وجہ سے نکل گئے کہ یہ جملہ حضرت عمر کے زمانہ خلافت کا ہے ص ۵۵۸ عن عقبة بن عامر ۵۵۸/۲
لو کان بعدی نبی الخ اس کو بعض نادان اور ناعاقبت اندیش اس پر استدلال کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے
حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ جملہ شرطیہ کے طور پر حضور نے فرمایا [illegible] نفس الامر میں اس کا واقع ہونا ضروری
48 نہیں ۔ نیز اس کی تعبیر سے مقصود صرف حضرت عمر کی استعداد کو بیان کرنا ہے عن بریدة ص ۵۵۸ ۳
اس حدیث پر اشکال یہ ہے کہ دف کا بجانا من عمل الشیطان ہے یا نہیں اگر عمل شیطانی نہیں تو حضرت عمر سے
بھاگ جانا کہ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر الخ ٹھیک نہیں ہے اور اگر عمل شیطانی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کی کیسے اجازت دی اس کا جواب دیا کہ عمل شیطانی الگ شئی ہے اور معصیت الگ شئی ہے کیونکہ ہر عمل شیطانی
کا معصیت ہونا ضروری نہیں البتہ ہر معصیت کا عمل شیطانی ہونا ضروری ہے لہذا اگر یہ عمل شیطانی ہے تو
بھی اس کا معصیت ہونا ضروری نہیں اور جب معصیت ہونا منتفی ہو گیا تو اب یہ مباح ہو گیا اور چونکہ اس نے
نذر مانی تھی اس لیے آپ نے [illegible] فرما دیا ۔ اب یہ کہ وہ عورت اکابر کے سامنے [illegible]
[illegible] اس کا جواب یہ ہے [illegible]
خوف ختم ہو جاتا ہے [illegible] اور حضرت ابوبکر [illegible]

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لہذا یہ دونوں واقعے باوجود ایک ہونے کے متعارض نہیں ہیں ۔ ۵۵۴/۲۷

عن عبد اللہ بن مسعود ۵۵۴: اس حدیث سے حافظ ابن قیم نے استدلال کیا کہ الخلۃ کا درجہ اعلیٰ اور اقوی محبت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو مقام خلت سے نہیں نوازا ۔ اور الله محبت آپ کو سب سے تھی اب مسئلہ اشکال ہوگا کہ حضور نے تو اپنے متعلق فرمایا کہ انا حبیب اللہ وابراہیم خلیل اللہ ... ابراہیم علیہ السلام کی افضلیت لازم آتی ہے اسکا جواب ابن قیم نے دیا کہ پہلے آپ مقام محبت سے نوازے گئے تھے اس کے بعد آنحضرت بھی مقام خلت سے نوازے گئے لہذا ابراہیم اور آنحضرت علیہما السلام دونوں خلیل اللہ تھے ۔ ۵۵۵/۸

عن عمرو بن العاص ۵۵۵: ... رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس کے اندر ... ثم عمر ثم عثمان ثم علی اور ایسے ہی عشرہ مبشرہ کے تمام نقل کئے ہیں لیکن البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور بعض علماء نے دونوں حدیثوں کا اندراج ... کی حدیث ... بیان فرمائی ۔ یہ حدیث مجمل ہے اور طبرانی والی حدیث مفصل ۔ ۱۴

عن ابن عمر ۵۵۵: دو مسئلے ہیں ایک خلافت کی ترتیب کا اور ایک تفضیل فیما بین الخلفاء کا اول مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ جو ترتیب خلافت کی ہے اسی ترتیب سے اول حضرت صدیق اکبر پھر حضرت فاروق اعظم اور پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی حیدر رضی اللہ عنہم صحیح ہے البتہ دوسرا مسئلہ ہے کہ اندر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پہلے دوسرے خلیفہ ہونے کی ترتیب متفق علیہ ہے اس کے علاوہ اختلاف ہے جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان اور پھر حضرت علی ہیں مجدد الف ثانی نے جمہور اہل سنت کا یہی مذہب نقل کیا ہے ... بعض علماء سے نقل کیا گیا کہ حضرت علی پہلے ہیں ان کے بعد حضرت عثمان ہیں یہی مذہب سفیان ثوری کا ہے حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری نے بعد میں اس مذہب سے رجوع کر لیا تھا ۔ تیسرا مسلک امام مالک سے نقل کیا گیا کہ ان دونوں کے بارے میں توقف ہے لیکن قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے کہ امام مالک نے رجوع کر لیا تھا ۔ امام ... سے بھی توقف نقل کیا گیا ہے لیکن مجدد الف ثانی نے اس توقف کی وجہ بیان فرمائی کہ اس زمانہ کے اندر انتشار زیادہ تھا اس وجہ سے ... فرما دیا تھا امام احمد بن حنبل سے دو روایتیں ہیں ایک مثل جمہور اور دوسری روایت ... کی ہے ۔ اگلی حدیث کے اندر وارد ہوا کہ ثم نترک اصحاب النبی حافظ ابن عبد البر ... ہیں کہ یہ سند کے اعتبار سے اگرچہ صحیح ہے لیکن معنی کے اعتبار سے غلط ہے اور اجماع کے خلاف ہے لہذا یہ حدیث صحیح نہیں ہے لیکن حافظ نے کہا کہ الحدیث صحیح ہے کیونکہ اجماع بعد میں منعقد ہوا ۔

عن عائشۃ ۵۵۶: انت عتیق اللہ من النار ۔ اس کے اندر مختلف قول ہیں کہ ان کا نام عتیق کیوں رکھا گیا (۱) حسین زیادہ تھے (۲) قدیم الاسلام تھے (۳) ان کا نسب بہت زیادہ صاف تھا ۔ ۵۵۶/۲۲

باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ

(الفصل الاول)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے لانہ فارق بین الحق والباطل

عن ابی ہریرۃ ۵۵۶: محدثون یہ محدث کی جمع ہے اور اس کا معنی بعض نے الملہم کے بیان کئے اور بعض نے کہا ۲۳
کہ وہ مراد ہے جس کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے اور بعض نے کہا وہ شخص جس کی نظریات صحیح ہوں ۔ اب یہ
اس حدیث کا کیا مطلب ہے اس کے اندر علماء کے دو قول ہیں (۱) مطلب یہ کہ جاری ... اس کے اندر ہے

وہ صحابی نہیں اور مشہور مذہب کے خلاف ہے اسکی صحبت باقی ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک ردۃ حابط
عمل اس وقت ہے جبکہ وہ مقترن بالموت ہو اور احناف کے نزدیک اقتران بالموت ردۃ
٦٥١٠ کے حابط عمل ہونے میں شرط نہیں عن عمران بن حصین و الطبرانی عن الحسن الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ ٥٥٣/٢٥
وہ لوگ کھانے کے اندر بہت زیادہ مبالغہ کریں گے مطلب مشرق والوں کو کی ہیں
١٦ مطلب یہ بعض لوگوں کے نزدیک اسکے حقیقی معنی مراد ہیں الفصل الثالث عن عمر بن الخطاب ٥٥٤/١٤
رسول اللہ نے اختلاف صحابہ کے متعلق فرمایا کہ وہ سب ہدایت پر ہیں علماء نے فرمایا
فرمایا کہ اختلاف فی ذات اللہ کفر ہے اور فی صفات اللہ بدعت ہے اور دوسرے سے جواز

١١٩ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ (الفصل الاول) ٢٣

٢٤ عن ابی سعید الخدری ... ان ابابکر ... کے لوگ اشد رحماً ...
اشد ... کے اندر ہے اور بخاری کی روایت کے اندر ابابکر ... کا اضمر ہے
حدیث میں تو ان کا اسم ہوگا اور ابوبکر ... کی صورت میں بھی کوئی اشکال نہیں ...
روافض کے نزدیک ... سے ... اور اعلم الناس علی الخ اس سے بعض
کہا کہ ابوبکر ... حضرت ابابکر خلیلا الخ خلیل ... جو ... کی
اندر ... کے ... فرمایا ... اخوۃ الاسلام ... کسی کو ... ہو جائے ...
حضرت صدیق اکبر کو خلیل نہیں بنایا ... اور ... کا ... ہوتا ...
کہ ... اللہ کے اندر ... ہے ... معلوم ہوا کہ وہ خلیل ہیں اور ایک روایت
کے اندر ... حضرت ابوبکر کو ... جبل ... ان کو خلیل بنایا ... تو ... ثابت
ہیں ... کوئی سوال ... اور اگر ثابت ... تو ...
کے ... اس طور پر ... ہوگا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلی کی طرف رحلت
کر گئے تو ... شغال ... حجت فرمادیں ... فی المسجد ...
حضرت ابوبکر کا ... کوئی ... کو ... فرمایا ... ان کی ...
... ایک روایت میں ہے ... آپ نے فرمایا کہ تمام دروازے بند کر دو سوائے علی کے اس
حدیث سے اس میں تعارض ہوگیا ... دونوں کا ... ایک ... کے نزدیک
... کی تمام احادیث موضوع ہیں ... ابن الجوزی ... لیکن ... صحیح ہے ... اس
... ابی بیت ... احادیث ... ہوئی ... امام ... حضرت امام ... ان
ان کا ... آپ ... علی کا ... دروازہ ... مسجد کی ...
... دروازہ ... آپ ... انتقال ... تمام ... بند کرا دیئے سوائے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے ... دونوں ... اللہ ... میں تعارض نہیں ... کہ صحابہ کے
گھروں کے دروازے مسجد ... اور ... تمام ... دروازے بند ... سوائے ...

ص ۵۱۹

6064 نزدیک حضرت ابوبکر سے افضل ہیں اور جن لوگوں کے نزدیک افضل ہے صحیح ہے ان کے نزدیک حضرت ابوبکر افضل ہیں 560/3

66 صحیح قول یہی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سب سے افضل ہیں عن ابی بکرۃ ص۵۶۰ ۱۳ ثم رفع المیزان فاستاءلها رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یہ میزان دیکھ کر اور اٹھنے سے غمگین ہوئے اسکی تین وجہ علماء نے بیان فرمائی (۱) یہ کہ

میزان سے فتنے کی طرف اشارہ ہے اور اس سے غمگین ہوئے (۲) آپ چاہتے تھے کہ خلافت کا سلسلہ جاری رہے

منقطع نہ ہو اور اس کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے اس لئے غمگین ہوئے (۳) آپ یہ چاہتے تھے کہ

خلافت کے اندر خلفاء کی فضیلت ظاہر ہو لوگوں پر ظاہر ہو اور یہاں اس فتنے کی وجہ سے اٹھا ہو جاتا ہے

اسی لئے غمگین ہوئے تو آپ نے فرمایا خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء الخ اس حدیث سے معلوم ہوتا

ہے کہ خلافت کا سلسلہ حضرت عثمان تک رہیگا اور پھر ملک چلیگا جو تیس کتاب الفتن کے اندر

حضرت سفینہ کی ایک روایت گذری کہ خلافت میرے بعد تیس سال تک رہیگی اور وہ تیس سال حضرت علی

بلکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورے ہوئے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر کے زمانے میں تو

خلافت کے اندر ملک کا شائبہ تک بھی نہیں تھا اور حضرت عثمان کے زمانے میں بھی خلافت راشدہ اور ملک کا فرق

بالکل تھا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں جنگ کا فتنہ پڑا اور ان کی جانب اگرچہ ملک کا شائبہ نہیں تھا 560/23

باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ (الفصل الاول)

69 عن عائشۃ ص۵۶۰ ۲۲ اس حدیث پاک کے اندر کشف فخذ کا ذکر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ ران عورت 24

نہیں اسکا جواب یہ دیا گیا کہ حضور کے اندر روایات مختلف ہیں بعض میں فخذین ہے اور بعض میں ساقین ہے

لہذا جس روایت کے اندر ہے وہ ثابت اور صحیح ہے لیکن یہ جواب ضعیف ہے جواب ۲ یہ دیا گیا ہے

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں شک ہے فخذین یا ساقین کے اندر شک ہے لہذا یہ شک کی وجہ

سے ثابت نہیں ہوگا۔ اب یہ کہ ایک روایت کے اندر بلا شک کے ثابت ہے لہذا اب جواب ۳ یہ دیا

جائیگا جو علامہ عینی بخاری کا فرمانا ہے کہ آپ نے تہبند کچھ اس پر ڈال لیا اور ان کے اندیشہ سے اس

تہبند سے کچھ اٹھا ہوا تھا اسی کو کشف سے تعبیر فرمایا لیکن چونکہ عام طور سے عرفاً ایسے شخص پر

تہبند کو مکشوف والے کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا جواب ۴ علامہ عینی کی طرف سے یہ ہے کہ فخذین کے قریب 561/16

65 میں کشف تھا لیکن مسامحت اسکو ساقین فخذ کے کشف سے تعبیر فرما دیا الفصل الثانی عن

ثمامۃ ص۵۶۱ ۹ ۔ فاشتریتها من صلب مالی الخ بخاری شریف کے اندر بجائے فاشتریتها کے حفرها ہے اور اس کا 563/2

جواب یہ ہے کہ یہ دونوں کی حدیث ہے اور دونوں صحیح ہیں جواب اسکو خرید کر اس پر بیر رومہ کھدوایا اور اس کی پختگی کا کام فرما دیا

باب مناقب هؤلاء الثلثة رضوان اللہ علیہم اجمعین (الفصل الثانی) 11

عن ابن عمر ص۵۶۳ ۱۱ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم حضور کی حیات کے زمانہ میں صحابہ کی ترتیب کو ایسے ہی 563/12

بیان فرماتے تھے اور مطلب یہ ہے کہ ان تینوں کی یہی ترتیب (رضی اللہ عنہم) کرتے تھے

باب مناقب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ امام احمد اور اسماعیل قاضی

6080 اور ابو علی نیساپوری فرماتے ہیں کہ ان کے مناقب اتنے ہیں کہ اور کسی صحابی کے اتنے نہیں کیونکہ ان کی محبت کا زمانہ

87 اکثر ہے اور لوگ چونکہ ان کی مخالفت زیادہ کرتے تھے حتی کہ بعض خوارج نے ان کی تکفیر کی ہے نعوذ باللہ منہ اس وجہ سے ۵۶۳/۱۷

علماء نے چن چن کر ان کے مناقب کو جمع کیا ہے اور اس میں تصنیفیں کی ہیں۔ **الفصل الاول عن سعد بن ابی وقاص**

اس حدیث پاک سے شیعہ لوگوں نے استدلال کیا کہ حضرت علی حضور کے احق بالخلافت ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ

حضرت ہارون علیہ السلام ہوئے۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ حضرت ہارون تو حضرت موسیٰ کی حیات میں وفات پا چکے تھے

وہ حضرت موسیٰ کے خلیفہ کیسے بن سکتے ہیں اور جب مشبہ بہ ایک باطل ہو گیا تو مشبہ بھی ختم ہو گیا۔

88 **عن حبشی بن جنادہ** — اس حدیث سے شیعہ حضرات نے استدلال کیا کہ حضرت علی کی طرف [illegible] ۱۹

حضرات شیخین کو فضیلت دینے والا خارج از ایمان ہے ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] افضلیت

سے حضرت علی کی [illegible] سے نیز یہاں حضرت علی سے محبت رکھنے کا معنی یہ ہیں کہ ان کو ان کے مرتبہ

93 میں رکھو ان سے بغض کی جائے۔ **الفصل الثانی عن ابن عمر** — اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے مہاجرین کے ۵۶۴/۷

درمیان بھی مواخاۃ فرمائی ہے [illegible] دونوں قول ہیں بعض نے اس مواخاۃ کا انکار کیا اور بعض

[illegible] فرماتے ہیں کہ مواخاۃ دو مرتبہ ہوئی ہے [illegible] اور حافظ نے بھی اس مواخاۃ کا اقرار کیا ہے

96 علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مواخاۃ علی کی احادیث موضوع ہیں۔ **عنہ قال** — انا دار الحکمۃ وعلی بابھا الخ اس ۱۴

حدیث کے ثبوت اور عدم ثبوت میں علماء کا اختلاف ہے حافظ ابن تیمیہ اور علامہ قزوینی کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے

علامہ سیوطی حافظ سخاوی اور حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہے حاکم [illegible] نے بھی اس حدیث کی

تصحیح فرمائی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس کے مطلب کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہاں حکمت سے علم صوفیاء مراد ہے

کہ آپ دار الحکمۃ ہیں اور حضرت علی اس علم صوفیاء کا باب ہیں کیونکہ علم فقہ وغیرہ [illegible] حضرت علی سے مروی نہیں

98 بلکہ حضرات [illegible] دیگر سے مروی ہے **عن ابی سعید** — ابن الجوزی کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور علامہ ۱۹

سیوطی اور دیگر حضرات محققین کے نزدیک ثابت ہے فی ھذا المسجد غیری وغیرک الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسجد نبوی کی طرف

6103 کسی بیت [illegible] کا راستہ [illegible] **الفصل الثالث عن البراء** ۵۶۵/۲

من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ اس سے بھی شیعہ نے استدلال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام مسلمین سے احق بالامامت تھے

کیونکہ مولی کے معنی ہیں احق بالامامت کے اور اس حدیث کے اندر حضور نے صاف ان کے مولی ہونے کو فرما دیا۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ لفظ مولی مشترک ہے تقریباً بیس معانی کے اندر مستعمل ہوتا ہے مثلاً محب۔ ناصر۔ تابع۔ پڑوسی

چچازاد بھائی۔ حلیف۔ آزاد کردہ۔ [illegible] منعم علیہ۔ [illegible] آزاد کنندہ وغیرہ وغیرہ یہ سب لفظ مولی کے معانی ہیں

دلائل ہیں ممکن ہے کہ یہاں ان معانی میں سے کوئی مراد ہو۔ جواب ۲ یہ ہے کہ اگر یہاں ہم مولی کا معنی وہ مراد

جو آپ بیان کرتے ہیں یعنی اولیٰ بالامامت تو اس کا مطلب یہی ہے کہ جب وہ [illegible] پہنچیں گے تو وہ اولیٰ بالامامت

ہوں گے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث طرق ثقات سے ثابت نہیں ہے لیکن یہ محل نظر ہے کیونکہ حافظ ابن تیمیہ

فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مذکورہ متعدد طرق سے ثابت ہے البتہ [illegible] جملہ اللھم وال من والاہ الخ یہ کذب ہے

لیکن حافظ ذہبی نے اول جملہ کو متواتر اور ثانی جملہ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ ثانی کی اسناد بھی جید ہے [illegible] حسن قرار دیا

عشرہ مبشرہ حضرات حسب ذیل ہیں: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، ۵۶۵/۱۸
حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ
محی السنۃ نے ابومنصور بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد اہل بدر پھر اہل احد
6110 پھر بیعت الرضوان پھر اہل عقبتین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ عن جابرؓ (ص ۵۶۵/۲۲): حواری الزبیر (۱) حواری کو حواری ۲۲
اس لیے کہتے ہیں کہ لانہ یحور الثیاب یعنی وہ لوگ کپڑے صاف دھوتے ہیں (۲) ان لوگوں کے قلوب صاف تھے۔ اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ حضرت زبیر حواری ہیں۔ صحیحین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ خلفاء اربعہ بھی حواری ہیں
12 حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون وغیرہ بھی حواری ہیں۔ عن علیؓ (ص ۵۶۵/۲۶): اس حدیث پر اشکال ہے کہ ۲۶
اس طرح حضرت سعد بن ابی وقاص کے متعلق معلوم ہوا حالانکہ حضور نے بعض دوسرے صحابہ کے متعلق بھی فداک ابی وامی
فرمایا ہے۔ جواب ۱: یہ ہے کہ حضرت علی جو کہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں ان کو حضرت سعد کے علاوہ دوسرے صحابہ
کا علم نہیں ہوگا۔ جواب ۲: یہ ہے کہ ان کا یہ قول یوم احد پر محمول ہے کہ خاص اس دن یہ کلمہ صرف حضرت سعد کے متعلق
16 فرمایا۔ عن ابی ہریرۃؓ (ص ۵۶۶/۸): حضور نے اس حجرہ سے فرمایا کہ فما علیک الا نبی او صدیق او شہید اعتراض ہوتا ۵۶۶/۸
ہے کہ ان لوگوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی ہیں حالانکہ وہ شہید نہیں ہوئے۔ اس کا جواب ۱: یہ ہے کہ تغلیباً وہ داخل ہیں
جواب ۲: یہ ہے کہ ان کی وفات ایسے مرض میں ہوئی تھی جس کے اندر ان کو شہادت کا ثواب ملا۔ جواب ۳: شہید سے مراد
ہے کہ پاک ہو شہید ولغوی یا مجاہد یہ جواب قاضی عیاض مالکی نے دیا ہے۔ آگے حدیث میں وعلیٰ نہ کر علی ابن ابی طالب اور ۵۶۷/۲۲
34 حضرت علی کا نام ہے۔ الفصل الثالث وعنہ (ص ۵۶۷/۲۲): اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ معصوم ہیں کیونکہ
آپ نے ان کے متعلق فرمایا اللہم ادر الحق معہ اور ان کا حق پر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت
اقدس مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حق کی دو قسمیں ہیں: ایک حق دائرہ اور ایک حق ثابت
حق دائرہ وہ ہے جو کسی کے اندر دائر ہو اور وہی یہاں مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ حق ثابت
اور ان کے علاوہ تمام خطا پر ہیں ۵۶۷/۲۶

باب مناقب اہل البیت

35 الفصل الاول عن سعد بن ابی وقاصؓ (ص ۵۶۷/۲۷): ایک مرتبہ نجران سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ۲۷
میں آئے اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ مناظرہ کیا جس کے اندر ان لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام
خدا تھے کیونکہ وہ اکمہ ابرص کو شفا دیتے تھے اور وہ ابن ہیں کیونکہ ان کا کوئی والد نہیں اور ایسے
ہی وہ ثالث ثلاثہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق کلام پاک میں اکثر جگہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا
ہے اور جمع کا اطلاق تین پر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں ایک خدا، دوم مریم علیہا السلام
سوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جب اس قسم کی طویل گفتگو ہوئی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مباہلہ
کے لیے وقت مقرر کیا لیکن وہ لوگ صبح میں مباہلہ سے ہٹ گئے اس کا ذکر قرآن پاک کی آیت ندع ابنائنا
36 وابنائکم ونسائنا ونسائکم الخ میں ہے اسی قصہ کی طرف اس حدیث پاک میں اشارہ ہے۔ عن عائشۃؓ (ص ۵۶۸/۲): ۵۶۸/۲
ویطہرکم تطہیرا الخ: اہل تشیع نے اس سے استدلال کیا کہ حضرت علی احق بالامامۃ ہیں کیونکہ حضور نے ان کو

6136 کو حضرت علی کی طرف منسوب کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ معصوم ہیں اور معصوم افضل ہوتا ہے لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ام الرجس اس کے مختلف مصداق بیان کئے گئے ہیں معاصی۔ شیطان۔ شرک
بخل وطمع۔ ہوا۔ ابتداع وغیرہ وغیرہ اور اھل البیت سے شیعہ کے نزدیک حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت
حسن وحسین رضی اللہ عنہم مراد ہیں لیکن اس کے مصداق کی تعیین میں اقوال مختلف ہیں بعض نے اس کا مصداق
ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتلایا ہے۔ اور تحقیقی اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت فاطمہ وغیرہ اور ازواج
37 مطہرات وغیرہ سب ہی اس اھل بیت کے اندر داخل ہیں لہذا اب استدلال محل نظر ہے۔ ۵۶۸/۵

ص ۵۶۸/۵

البداءۃ :۔ لا تزری ابراہیم الخ ان کی عمر میں علماء کے مختلف قول ہیں (۱) اٹھارہ ماہ (۲) سولہ ماہ (۳) ستر ماہ
صحیح (۴) کل عمر معتبر روایات کی تنقیح حافظ کا رجحان سولہ ماہ کی طرف ہے ان لہ مرضعاً فی الجنۃ اس سے معلوم ہوا
کہ وہ انتقال کے فوراً بعد جنت کے اندر داخل ہو گئے علماء نے بیان فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
خصوصیت ہے۔ اب اشکال ہوگا کہ ایک حدیث کے اندر ہے کہ جنت کے اندر تمام بچوں کے اور دودھ پلانے
کا انتظام جنت کے اندر ایک درخت کے ذریعہ ہوتا ہے لہذا جب سب کو دودھ پلایا جاتا ہے تو خصوصیت کا کیا
جواب؟ حضرت ابراہیم کی خصوصیت بیان کرنا کیسے صحیح ہوا وہاں تو سب بچے شریک ہیں تو مصدقہ اس کا جواب
دیا کہ خصوصیت اس اعتبار سے ہے کہ تمام بچے دودھ پلانے والا درخت ہے اور حضرت ابراہیم کے لئے ایک

ص ۵۶۸/۶

38 انسان مرضعہ ہے عن عائشۃ :۔ ان جبریل کان یعارضنی القرآن الخ معارضہ کا مطلب تکرار ہے جیسے ۶
حفاظ آپس میں دور اور تکرار کرتے ہیں قرآن پاک کا ایسے ہی حضور کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام دور کرنے
ہر سال آتے تھے اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور فرمایا۔ اور اس دور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو جائے کہ کونسی آیت منسوخ ہے اور کونسی منسوخ نہیں اور اس مرتبہ دو مرتبہ معارضہ
کرنے سے حضور نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اب میری اجل قریب ہے اس کا جواب حضرت مولانا گنگوہی نے دیا کہ جب
دوسری مرتبہ اسی طرح معارضہ ہوا تو حضور نے سمجھ لیا کہ اب دین مکمل ہو گیا اور میری ضرورت باقی نہیں رہی
اب یہ اشکال ہوگا کہ جب آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اس وقت حضور نے یہ کیوں نہ
سمجھا کہ اب دین کی تکمیل ہو گئی ہے میری ضرورت نہیں اس کا جواب دیا گیا کہ تکمیل ہو کر معارضہ
معارضہ ہی اس سمجھنے کا سبب نہیں بلکہ اور دوسرے اسباب ہیں ان میں ایک آیت یہ بھی ہے اذا
جاء نصر اللہ وغیرہ تو قسم کے متعدد اسباب جمع ہو گئے ہوں اس لئے آپ نے یہ سمجھا ہو۔ اب دوسری بات
یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کا رونا ضحکنا اور رونا پہلے ہونا ثابت ہے اس حدیث سے۔ اور جو احادیث
حدیث کے اندر مذکور ہیں ان میں ایک تو حضور کے انتقال کی خبر۔ اور دوسری خبر حضرت فاطمہ کے سیدۃ
النساء اھل الجنۃ ہونے کی ہے۔ اور تیسری خبر یہ ہے کہ حضور کے انتقال کے کچھ دن بعد حضرت فاطمہ بھی آپ
سے جا ملیں گی اب سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر تو بالیقین رونے کا سبب ہے
اور ان کا سیدۃ النساء اھل الجنۃ ہونا یقیناً ضحک کا سبب ہے اب رہ گئی تیسری خبر اس کے اندر پوچھنا
کہ یہ ضحک کے سبب میں داخل ہے یا رونے کا سبب ہے دونوں قسم کی روایات ہیں لہذا علماء نے غیر

6139 جمع کیا کہ اسکی وجہ سے حنفی بھی ہوں گی اور روافض بھی ہوں گی عن المسور بن مخرمۃ :- اس ٥٦٨/١٦
حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ حضرت علی نے ابوجہل کی لڑکی سے شادی کرنے کی خواہش کی۔
اس کا آپ کو رنج ہوا اس پر یہ فرمایا۔ علامہ طیبی نے بیان فرمایا کہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی صاحبزادی
40 پر کوئی دوسرا نکاح نہیں کر سکتا عن زید بن ارقم :- واما تارک فیکم الثقلین الخ حضور نے قرآن ١٨
پاک اور اپنے اہل بیت کے متعلق ثقلین کا لفظ استعمال کیا ان دونوں کے عظیم المرتبت اور عظیم الشان
ہونے کی وجہ سے۔ امام طیبی نے کہا کہ ان پر عمل کرنا ثقیل اور دشوار ہے اہل بیت سے مراد یا تو
آپ کا گھرانا ہے یا بڑے علماء مراد ہیں لیکن بعض روایات کے اندر بجائے بیت کے سنت وارد ہوا
52 الفصل الثانی عن جابر :- وعترتی اہل بیتی الخ عترۃ پر عمل کرنا یہ ہے کہ ان سے جو احادیث مروی ٥٦٩/٢١
53 ہیں ان پر عمل کیا جائے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کی مراعاۃ کی جائے عن زید بن ارقم :- لن یتفرقا ٢٤
یعنی وہ لوگ قرآن سے تفرق نہیں کریں گے لیکن یہ مشاہدہ کے خلاف ہے لہذا ایک جواب تو یہ ہے کہ
یہ ٹکڑا روایت کے اندر ضعیف ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ان تمام افراد کے اندر ایک دو فرد ایسے ہوں گے
6163 جو تفرق نہیں کریں گے بلکہ عامل کتاب ہوں گے عن ابی سعید :- اس حدیث کے اندر حضرت حسن ٥٧٠/١٩
اور حضرت حسین کے متعلق فرمایا کہ سیدا شباب اہل الجنۃ اسکا ایک مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد
ہیں جو جوان کی حالت میں مر چکے ہیں اور اگر تمام لوگ مراد لیے جائیں تو حضرات انبیاء اس فضل کی وجہ سے
68 مستثنی ہوں گے عن بریدۃ :- علیہما قمیصان احمران الخ سرخ دھاری دار کرتا ہوگا کیونکہ سادے کی گنجائش نہیں ہے ٥٧١/٣
لیکن بعض علماء کے نزدیک بالکل سرخ کی بھی گنجائش ہے جو خود نہ پہنے لیکن بچے کے اندر توسع ہے
یخشیان ویعثران کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ دونوں بیٹا چھوٹے چھوٹے تھے اس لیے گر پڑ رہے تھے
یا ان دونوں کے کرتے لمبے لمبے تھے اس وجہ سے گر رہے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ صدق اللہ انما اموالکم
اور حضور نے ان کی وجہ سے خطبہ چھوڑ دیا کیونکہ مقصود حاصل ہو گیا کیونکہ حاضرین سامعین بلکہ خود
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دھیان ادھر ہو گیا تھا اور اموال و اولاد کے اندر افتتان
ہر شخص کا اس کے اعتبار سے ہوتا ہے خدانخواستہ حضور کوئی فتنہ میں ان کی وجہ سے مبتلا نہیں ہوئے
تھے بلکہ ذرا سا بھی آپ کا اشتغال ہیبت(?) سے اس لیے آپ نے فرمادیا بخلاف ہمارے کہ بالکل ہی غفلت ٥٧٢/٦
ہو جاتی ہے الفصل الثالث عن عقبۃ بن الحارث :- ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے
فرقہ غرابیہ کا رد ہو گیا یہ لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے بالکل شبیہ تھے
من الغراب بالغراب۔ تو حقیقۃ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت علی کے پاس آتے تھے لیکن بھول کر حضرت کے
پاس چلے گئے نعوذ باللہ تو اس حدیث سے ان کا رد ہو گیا کیونکہ یہاں حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کا
حضرت علی کے ساتھ تشابہ ہونے سے انکار کر دیا اور حضرت حسن حضور کے ساتھ تشابہ تھے تو اس سے نتیجہ نکلا کہ
حضرت علی حضور کے مشابہ نہیں تھے تاکہ حضرت جبرئیل بجائے حضور کے حضرت علی کے پاس جاتے۔

باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

6184 الفصل الاول عن علی ﷺ خیر نسائها مریم الخ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ضمیر راجع ہے دنیا کی طرف اور ۵
86 حافظ کے نزدیک مریم کی طرف راجع ہے اور یہی تاویل بہتر ہے عن عائشۃ ؓ ایک مسئلہ ہے ۹
کہ حضرت خدیجہ افضل ہیں یا حضرت عائشہ دوسرا مسئلہ ہے کہ حضرت فاطمہ افضل ہیں یا حضرت خدیجہ ایک
جماعت کے نزدیک حضرت عائشہ افضل ہیں کیونکہ حضور کا ارشاد ہے فضل عائشۃ کفضل الثرید علی سائر
الطعام کا کمال اور مشہور بہت محدود علماء ہے اور نیز حضرت عائشہ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سلام
کہلوایا نیز حضرت عائشہ کے دیگر بہت دینی فضائل ہیں ۔ دوسری جماعت کے نزدیک حضرت خدیجہ افضل ہیں
عائشہ سے اور ان کا مستدل یہی حدیث ہے نیز حضرت خدیجہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارت دی کہ
اللہ تعالیٰ نے سلام کہلوایا ہے ایسے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی سلام کہلوایا ۔ بہت بحث کلام میں
داخل ہوئی یعنی ثابت ہو حال آپ پر قربان کر دیا ۔ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے فضائل موجود
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ان دونوں کے بارے میں توقف کا ہے ۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ سبقت اسلام
میں حضرت خدیجہ کا کوئی ہمسر نہیں اور حضرت عائشہ کا علم میں کوئی ہمسر نہیں لہذا ہر ایک کو فضیلت حاصل ہے
پھر اس کے اندر بھی علماء کا اختلاف ہے کہ جو عورتیں ہیں سب سے افضل کون ہے بعض علماء نے سب سے افضل حضرت آسیہ
اور حضرت مریم کو قرار دیا کیونکہ ان کا نبی ہونا اس میں اختلاف ہے ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ چھ عورتیں نبی ہیں
ان میں حضرت آسیہ ۔ حضرت مریم ۔ حضرت حواء ۔ حضرت سارہ وغیرہ ہیں بعض علماء نے اور بھی مختلف اقوال کہے
88 عن عائشۃ ؓ ص ۵۳۰ ایک روایت کا اندر ہے کہ وہ تصویر لائے تھے ریشم پر اشکال ہوا کہ تصویر بنانا تو جائز نہیں ہے ۱۴
اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ تحریم تصویر سے قبل کا واقعہ ہے جواب ۲ یہ وہ تصویر عالم غیب سے تھی ان احکام سے متعلق نہیں ہیں
فکشفت عن وجهك الثوب الخ اب اس پر بھی اشکال ہے کہ حضور کی جب شادی ہوئی تو اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی تو کپڑا
آپ نے کیسے اٹھایا اس کا جواب ۱ یہ ہے کہ خواب میں تھا اور ایک تصویر و تمثیل بھی اس لیے جائز ہے جواب ۲ یہ ہے کہ اس جملہ کا
مطلب یہ ہے کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ وہی صورت تھی جو مجھے خواب میں دکھائی دی
ان یکن هذا الخ آپ نے تردد کا جملہ کیوں استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے کلمات تاکید و تقویت کے لیے مستعمل ہوتے ہیں ۵۲۴/۱۱

باب جامع المناقب

(الفصل الاول) ۵۲۵/۶

6204 عن انس ؓ ص ۵۲۵ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن پاک کو جمع کیا اور جمع سے مراد
حفظ کرنا ہے تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار حافظ تھے ۔ اس پر ابن عبد البر نے اعتراض کیا
کہ اس سے معلوم ہوا کہ صرف چار حافظ تھے حالانکہ اس سے زیادہ تھے اس کا جواب ۱ دیا کہ مفہوم عدد معتبر نہیں جواب ۲ اس
حدیث کا اندر حاصل قبیلہ خزرج کے لوگوں میں چار مراد ہیں جواب ۳ یہ کہ کلام گھٹا ہوا تو ان چیزوں کا ذکر ہے
اس لیے ان چار کا ذکر ہے دوسرا اشکال ہوا کہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حافظ تھے تو انہوں نے قرآن پاک
کو جمع کرتے وقت دینے کا وقت ان چیزوں کے پاس تلاش کیوں کی ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کو ثابت
06 کرنے کے لیے ایسا کیا عن جابر ؓ ص ۵۲۵ یہ احادیث متشابہات کے اندر سے ہے اور اهتزاز عرش سے مقصود کیا ہے ۱۲
عرش سے مراد ہے اور بعض روایات میں جو کہ عرش الرحمن ہے اس لیے اهتزاز عرش سے مراد اهتزاز اہل عرش مراد ہے

6209 اور اهتزاز سے یہی فرحت و خوشی کے معنی ہیں عن سعد ابن ابی وقاص :- اس حدیث سے حضرت عبد اللہ بن سلام کا ۵۷۵/۱۸
جنتی ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ عشرہ مبشرہ کے علاوہ کا جنتی ہونا دنیا ہی میں معلوم ہو گیا تھا اب اس اشکال کا جواب
یہ ہے کہ ان تمام عشرہ مبشرہ کا انتقال ہو چکا تھا آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور خود اپنے آپ کو تواضعاً مستثنیٰ نہیں کیا
عن انس :- اس حدیث کے اندر آیت کریمہ یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ کا تذکرہ ہے اب اشکال
ہوگا کہ قرآن پاک کے اندر ان تحبط اعمالکم میں حبط عمل کو جہر اور رفع الصوت علی صوت النبی ﷺ پر مرتب کیا گیا
حالانکہ حبط عمل ردة پر ہوتا ہے اس کا جواب دیا کہ رفع صوت چونکہ سبب ہے ایذاء رسول کا اور ایذاء رسول
18 سبب ہوتا ہے خروج اسلام کا اس لئے اس پر حبط عمل کو متفرع فرمایا عن ابی ھریرة :- لسلکت وادی الانصار ۵۷۶/۲۳
(۱) اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ ہجرت اگر نہ ہوتی تو میں انصار میں ہوتا لیکن چونکہ ہجرت افضل ہو گئی اور پہلی کی
اس لئے میں مہاجرین میں ہوں گے بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا کہ حضور نے اس جملے سے اپنی تواضع اور انصار
کی تعریف بیان کی کہ میں انصار سے ممتاز اسی وجہ سے ہوں کہ میں نے ہجرت کی ورنہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم مساوی تھے
22 عن ابن عباس :- فان الناس یکثرون ویقل الانصار الخ علامہ توربشتی نے اس کا مطلب بیان کیا انصار ۵۷۷/۱۰
سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور کی مدد کریں اب اس پر اشکال ہوا کہ یہ شرف تھا جو صحابہ کرام ہی کو حاصل تھا اس سے دور کی
بات کہ اس کا لازم آتا ہے کہ انصار کم ہوں لہٰذا اب دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ لوگ جوق در جوق اسلام کے
اندر داخل ہوں گے ہیں ان کے اعتبار سے اور ان کی نسبت قائم رکھتے ہوئے انصار کم ہوں گے بعض لوگوں کا اصول یہ
25 ظاہر پر محمول رکھا عن علی :- اضرب عنق ھذا المنافق الخ اس پر اشکال ہوا کہ حضور نے تو ان رجال کے متعلق فرمایا ۱۶
صدق ھذا الرجل اور حضرت عمر ان کو قتل کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں یہ کیوں ؟ اس کا جواب۱ دیا کہ حضرت عمر
میں اسلام اور جوش زیادہ غالب تھا اس لئے فرمادیا جواب۲ حضرت اقدس مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر
نے سیاست کی اجازت مانگی تھی جواب۳ :- علامہ سندی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے شدة غضب کی وجہ سے
حضور کے کلمات نہیں سنے اس لئے فرمادیا لیکن اس پر اشکال ہوگا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ بخاری کے اندر ہے کہ حضرت عمر
نے دوبارہ اجازت طلب فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے سن لیا تھا جواب۴ علامہ سندی نے دوسری توجیہ یہ کی
حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف فرمائی تو حضرت عمر کے اصولوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے تالیف کا وقت
اب نہیں کا وقت ہے اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنة الخ یعنی اعمال خیر میں کسی خاص عمل کی قید نہیں مثلاً فرض
28 نفل ہو یا روزہ نماز کچھ بھی ہو سب اعمال خیر کرو انشاء اللہ سب مقبول ہوں گے عن جابر :- ولقا ۵۷۸/۵
بجماعة الخ اس روایت کے اندر چار سو کا ذکر ہے اور ایک روایت میں تین سو اور ایک میں پانچ سو اور ایک
روایت کے اندر چودہ سو واقع ہوا لہٰذا چار سو اور پانچ سو والی روایت کا جواب یہ ہے کہ چار سو زیادہ اور پانچ سو
کے کچھ کم کا اعتبار کر کے پانچ سو تک پہنچایا اور کسی نے اعتبار نہیں کیا اور تین سو والی روایات کا جواب ہے
کہ یہ محمول ہے کہ تین سو اس میں کم تھے لیکن چونکہ روایات کے اندر اختلاف تھا ہی اس لئے کہا جائے
45 کہ یہ موقوف ہے کہ جس کو جتنا علم ہوا اتنا ہی ذکر کر دیا الفصل الثانی عن عقبة :- اسلم الناس الخ اسلم ۵۷۹/۱۴
سے فتح کے لوگ مراد ہیں کیونکہ وہ لوگ خوف اور ڈر سے ایمان لائے اور حضرت عمرو بن العاص طمعاً و رغبةً ایمان لائے اس لئے ان کو آمن

6255 الفصل الثالث عن علی :- اس حدیث کے اندر جن لوگوں کے اسماء گرامی شمار کرائے گئے ہیں ان میں حضرت عثمان غنی کا ۵۸۰/۸
نام نامی نہیں ہے اس کی وجہ علامہ نے بیان فرمائی کہ رقیب و نجیب کہتے تھے شجاعت کی ضرورت ہوتی ہے اور حضرت عثمان
پوشیدہ طبیعت تھے جس کی وجہ سے شجاعت کا ظہور ان سے نہیں ہوتا تھا اس لیے ان کو رقیب و نجیب میں شمار نہیں کیا
بعض علماء کے نزدیک دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک روایت کے اندر حضرت عثمان کا ذکر ہے علاوہ اس کے بعض حضرات
نے بیان فرمایا کہ نبی کے اندر مختلف قسم کے علوم و فنون اور صفات ہوتی ہیں جن کا ظہور مختلف مقامات پر مختلف شکل
کے ذریعہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے مظاہر میں سے ہر ایک میں کسی صفت کا ظہور ہے
مثلاً حضرت ابوبکر الصدیق و صدیقیت کا حضرت عمر عدل کا حضرت عثمان حیاء کا - حضرت علی شجاعت کا وغیرہ وغیرہ
لیکن یہ نقطہ ہو وغیرہ بھی ہے یہ نہیں بلکہ تمام صحابہ کے اندر اپنے اوصاف بکثرت پائے جاتے تھے ان حضرات کا
58 ذکر اس لیے ہے کہ ان کے اندر ان اوصاف کی جھلک غالب رہتی تھی عن بریدۃ :- اس حدیث کے شان ورود ۱۶
کے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حضرت علی کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو اس وقت لوگوں نے ان پر تنقید کی
بناء پر کچھ ان میں غلطیاں محسوس کیں اس وقت حضور نے یہ حدیث ارشاد فرمائی

صـ ۵۸۱ تسمیۃ من سمی من اھل بدر فی الجامع البخاری ۵۸۱/۱۰

حافظ فرماتے ہیں من سمی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر آیا ہے کہ وہ بدر کے اندر ہیں خواہ وہ خود بدر میں ہوں کے
یا کسی روایت کے اندر صراحت آیا ہو اور ان کے اندر تعیین ہو تک روایات متفق ہیں اور کچھ روایات مختلف ہیں
کان فی النظارۃ الخ مگر حضرت امام مصنف نے حارثہ بن الربیع ذکر کیا ہے اور ان کا تعلق یہ ہے وہی حارثہ
بن سراقہ ہیں جو نظارہ میں تھے یعنی تماشائی تھے شہید ہو گئے تھے قتل کیے نہیں گئے تھے - ظہیر بن رافع
الانصاری واخوہ الخ امام بخاری علیہ الرحمہ نے ان کے بھائی نام کا ذکر نہیں فرمایا البتہ دوسرے لوگوں نے مظہر بتلایا ہے
مرارۃ ابن الربیع ان کے بدری ہونے کے اندر اختلاف ہے امام بخاری کی رائے ہے کہ یہ بدر میں حاضر
ہوئے ہیں امام زہری نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حافظ دمیاطی کی رائے ہے کہ یہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے

باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس القرنی ۲۵

یمن اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ یمین کعبہ میں واقع ہے اور شام یسار کعبہ میں ہے اور بعض حضرت نوح
کے لڑکے شام بن نوح نے آباد کیا تھا اویس قرنی علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ یہ قرن المنازل کی طرف
منسوب ہے علامہ مجد الدین فیروز آبادی اور جمہور کے نزدیک یہ قرن بن ردمان بن ناجیۃ بن مراد کی طرف
66 منسوب ہے اور جمہور نے جوہری کی تغلیط کی ہے الفصل الاول عن عمر بن الخطاب :- فمر کان بہ بیاض الا ۲۶
ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ... یہ بیان البقاء للصورۃ یعنی صورت کو باقی رکھنے کے لیے
بیاض رہ گئی تھی دوسرا وجہ یہ بیان کی گئی کہ جب کسی کے اندر عیب ہوتا ہے تو وہ چھپانا چاہتا ہے تاکہ
یہ بھی لوگوں سے ... بیان کرتے ہیں کہ علامہ خفاجی نے لکھا ہے کہ انہوں
دعا کی تھی کہ اے اللہ یہ مرض برص کا ... زائل ہو جائے اور ایک درہم باقی رہ جائے تاکہ آپ کی
نعمت کا شکر ادا کروں فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم الخ چونکہ حضرت زمانہ آخرت کا پایا تھا لیکن اپنی والدہ کا

6266 صفت کی وجہ سے زیارت سے مشرف نہ ہو سکے تو اشتیاق اور ان کو قلبی تعلق تھا قلب کیلئے یہ دعا آپ نے
بتلائی کہ ان سے دعا کو کہنا ۔ ان خیر التابعین الخ تابعی کی جمع ہے مراد وہ شخص جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو
ابن حبان نے ایک قید اور لگائی کہ وہ ملاقات کرنے والا بالغ بھی ہو ۔ ابن کثیر نے حاکم سے نقل کیا ہے کہ ایک
بشرطیکہ ثقہ بھی ہو اس حدیث سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا خیر التابعین ہونا معلوم ہوا اور ایک
روایت امام احمد سے منقول ہے کہ سید التابعین سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اب دونوں کے اندر تعارض ہے
ایسے ہی ابن کوفہ نے نقل کیا کہ علقمہ اور اسود سب تابعین میں افضل ہیں لیکن یہ جمع کیا کہ ان لوگوں کو حضرت
اویس والی حدیث کا علم نہیں تھا ۔ دوسری جمع یہ ہے کہ ہر شخص کا اپنا اجتہاد کے مطابق اپنا لحاظ کیا ہے اور
67 حضرت اویس کا افضل ہونا سب کا ہے ۔ صفحہ ۵۸۲ عن ابی ہریرۃ ؓ ۔ ہم ارق افئدۃ والین قلوبا الخ فواد اور ۵۸۲/۲
قلب دونوں ایک ہیں لہذا دونوں جملے مترادف ہیں بعض نے کہا کہ فواد غشاوۃ القلب کو کہتے ہیں اور قلب کو
حب بڑا کو کہتے ہیں اگر افئدۃ سے مراد قلب ہے تو والین قلوبا تاکید ہو جائیگی اور اگر غشاوۃ القلب
مراد ہے تو مطلب یہ کہ ان کا پردہ باریک ہیں اور قلوب نرم ہیں ۔ بعض نے کہا کہ فواد سے مراد قلب کو کہتے ہیں

الایمان یمان الخ اس جملہ کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے (۱) بعض علماء فرماتے ہیں کہ یمان سے
مراد مکہ ہے کیونکہ مکہ تہامہ کا اندر ہے اور تہامہ یمن میں ہے تو گویا کہ جانب یمن میں ہے (۲) اس کا
مکہ اور مدینہ دونوں مراد ہیں اور یہ حدیث آپ نے مقام تبوک میں بیان فرمائی تھی اور تبوک سے یہ دونوں
جانب یمن کے اندر ہیں (۳) قاسم بن عبید بن سلام فرماتے ہیں کہ اس سے حضرات انصار مراد ہیں کیونکہ
یہ لوگ اپنی اصل کے اعتبار سے یمنی ہیں (۴) حضرت امام نوویؒ کے استاد ابو عمرو بن الصلاح فرماتے ہیں کہ
قاسم بن عبید اگر حدیث کے اندر غور کر لیتے تو یہ نہ فرماتے کیونکہ خطاب تو انصار کو ہے لہذا اس کا اصل یمن
مراد ہیں اور وہ کامل الایمان کے اندر ممتاز حیثیت رکھتے ہیں حضرت اویس قرنی وغیرہ اس میں داخل ہیں ۔
(۵) حافظ فرماتے ہیں کہ اس سے اس وقت کے یمن مراد ہیں اور یہ پہلا کے علاوہ ہے والحکمۃ یمانیۃ حکمت کے
معنی بیان کئے ہیں اتقان العلم والعمل اور بعض نے تفسیر کی ہے العلم باللہ تعالیٰ و معرفت و تہذیب نفس

66 **الفصل الثالث عن شریح** صفحہ ۵۸۲ ۲۵ ۔ الابدال یکونون بالشام الخ ایک جماعت نے ابدال کی احادیث ابدال ثابت ۲۵
نہیں ابن تیمیہ بھی انکاری ہیں ۔ ابن عساکر نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے علامہ سیوطی نے اس
پر مفصل کلام کیا ہے اور درجہ تواتر تک ابدال کو ثابت کرتا ہے ۔ ابن عساکر نے ایک روایت نقل کی کہ
الثلاثمائۃ تین سو ہونگے تو حضرت آدم علیہ السلام کے قلوب کی طرح ہے اور ان میں چالیس
ہونگے قلب پر اور سات ابراہیم کے قلب پر اور پانچ جبرئیل کے قلب پر اور تین میکائیل کے قلب پر
اور ایک اسرافیل کے قلب پر ہیں ایک اور حضور ؐ کے قلب پر کسی کو پیدا نہیں کیا حافظ ذہبی نے اس
69 کو کذب قرار دیا ہے والثانی عن ابی ہریرۃ صفحہ ۵۸۳ ۔ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام یعنی خلافت کا ۵۸۳/۴
مرجع مدینہ پاک ہے اور ملک کا مرجع شام ہے فقط

باب ثواب هذه الامة (الفصل الاول)

6285 عن معوية: اس حدیث سے ایک جماعت نے استدلال کیا کہ اجتهاد آخر زمانہ تک چلیگا لیکن بعض ۵۸۳/۱۹
لوگوں کے نزدیک آخر زمانہ تک نہیں چلیگا امۃ قائمۃ اس سے امام بخاری کے نزدیک اہل مدینہ
مراد ہیں بعض کے نزدیک اہل حدیث اسکا مراد ہیں علامہ نوویؒ کے نزدیک محدثین علماء
86 زہاد، فقہاء، مجاہدین، قرآ وغیرہ سب اسکے میں داخل ہیں **الفصل الثانی عن انس** ۲۲
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اس امت کے اول اور آخر اچھے لوگ ہونگے اسپر اعتراض وارد ہوا کہ ایک روایت
کے اندر ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اس سے ان تینوں قرون کے افضل ہونے کا پتہ چلا
اسکا جواب دیا کہ اس حدیث کے اندر جن قرون کی افضلیت ہے وہ افراد کے اعتبار سے ہے دوسرا
جواب مجموعہ کا اعتبار سے ہے یعنی مجموعہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین افضل ہیں اور مجموعہ کی
افضلیت ہونے سے لازم نہیں آتا کہ اسکا ہر کوئی افضل ہو انہوں۔ جمہور کے نزدیک اول مطلب راجح
ہے تو اشکال یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ افضل آخر زمانہ میں کہ
93 پیدا ہوں گے **الفصل الثالث عن ابن عباس**: شراح کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر ۵۸۴/۱۴
اگر اول صورت میں اطلاق واقع ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ قصہ چونکہ یہاں موجود ہے لہذا اسپر بھی
94 متفرع ہوگا اور انفصال ثبوت کی بناء اسی پر متفرع ہوجائیگا لہذا اطلاق واقع ہوگی **عن بھز بن** ۱۵
حکیم: کنتم خیر امۃ الخ کنتم یا تو جرم کے معنی میں ہے۔ یا علم الہی یا لوح محفوظ کے اعتبار سے
کنتم ماضی کا صیغہ ہے تو تعبیر فرمادیا اخیر امۃ کے انبیاء یا تو جمیع امتوں کے افضل ہے بعض کے نزدیک
اس سے صحابہ ہی اولیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے تمام امت مراد ہے۔ انتم تتمون سبعین امۃ الخ
اس حدیث کے اندر لفظ سبعین یا تو مبالغہ تکثیر کیلئے ہے یا اس سے بڑی بڑی امتیں مراد ہیں یعنی
انبیاء کے اعتبار سے امتیں ستر سے زیادہ ہوتی ہیں لہذا اب یہ کہا جائیگا کل امتیں ستر ہوں گی
اور ایک حدیث کے اندر آیا ہے کہ امت کی اسی صفیں ہوں گی اس میں اور اس حدیث میں تعارض
معلوم ہوتا ہے دونوں کے اندر جمع یہ ہے کہ یہاں ستر امتیں مراد ہیں اور وہاں اسی صفیں مراد
ایک روایت کے اندر ایک سو بیس وارد ہوا اسکا جواب ابن عبد البر نے دیا کہ وہ [illegible] ہے

تمت

الحمد للہ کہ آج بروز ۱۰ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بروز شنبہ بوقت شب اس کاپی کی جلد
ثالث جو آخری شمارہ ہے الحمد للہ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی ختم ہو گئی۔ اس تقریر میں جو
غلطیاں واقع ہوں وہ اس ناکارہ کی سبق قلم یا سوء حفظ کی وجہ سے ہیں جو خوش استاذی
حضرت [illegible] اسکا ستھری اور بری ہیں نیز اگر کسی جگہ غلطی واقع ہو تو اہل ذوق حضرات
اسکی تصحیح حاشیہ پر خوبصورت تحریر میں فرمادیں فقط والسلام

العبد محمد سلمان الہاشمی

متعلم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

دليل الطالب الى عنوان المطلوب

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحه
۱۲۱	باب الفرائض	۲۶۷
۱۲۲	باب الوصايا	۲۷۱
۱۲۳	كتاب النكاح	۲۷۲
۱۲۴	باب النظر الى المخطوبة	۲۷۳
۱۲۵	باب الوطى فى النكاح	۲۷۵
۱۲۶	باب اعلان النكاح والخطبة	۲۷۷
۱۲۷	باب المحرمات	۲۷۹
۱۲۸	باب المباشرة	۲۸۳
۱۲۹	باب الفصل الاول	〃
۱۳۰	باب الصداق	۲۸۴
۱۳۱	باب الوليمة	۲۸۶
۱۳۲	باب القسم	۲۸۷
۱۳۳	باب عشرة النساء وما لكل	۲۸۹
۱۳۴	باب الخلع والطلاق	۲۹۱
۱۳۵	باب المطلقة ثلثا	۲۹۵
۱۳۶	باب الفصل الاول	۲۹۷
۱۳۷	باب اللعان	۲۹۸
۱۳۸	باب العدة	۳۰۱
۱۳۹	باب الاستبراء	۳۰۳
۱۴۰	باب النفقات وحق المملوك	۳۰۴
۱۴۱	باب بلوغ الصغير الخ	۳۰۵
۱۴۲	كتاب العتق	۳۰۶
۱۴۳	باب اعتاق العبد المشترك	〃
۱۴۴	باب الايمان والنذور	۳۰۸
۱۴۵	باب فى النذور	۳۱۰
۱۴۶	كتاب القصاص	۳۱۲
۱۴۷	باب الديات	۳۱۵
۱۴۸	باب ما لا يضمن من الجنايات	۳۱۶
۱۴۹	باب القسامة	۳۱۷
۱۵۰	باب قتل اهل الردة	۳۱۸

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحه
۱۵۱	كتاب الحدود	۳۱۹
۱۵۲	باب قطع السرقة	۳۲۲
۱۵۳	باب الشفاعة فى الحدود	۳۲۳
۱۵۴	باب حد الخمر	۳۲۴
۱۵۵	باب ما لا يدعى على المحدود	〃
۱۵۶	باب التعزير	۳۲۵
۱۵۷	باب بيان الخمر ووعيد شاربها	〃
۱۵۸	كتاب الامارة والقضاء	۳۲۷
۱۵۹	باب العمل فى القضاء	۳۲۸
۱۶۰	باب رزق الولاة وهداياهم	۳۳۰
۱۶۱	باب الاقضية والشهادات	〃
۱۶۲	كتاب الجهاد	۳۳۴
۱۶۳	باب اعداد آلة الجهاد	۳۳۸
۱۶۴	باب آداب السفر	۳۴۱
۱۶۵	باب الكتاب الى الكفار الخ	۳۴۲
۱۶۶	باب القتال فى الجهاد	〃
۱۶۷	باب حكم الاسراء	۳۴۳
۱۶۸	باب الامان	۳۴۵
۱۶۹	باب قسمة الغنائم الخ	〃
۱۷۰	باب الجزية	۳۵۰
۱۷۱	باب الصلح	۳۵۱
۱۷۲	باب اخراج اليهود	۳۵۲
۱۷۳	باب الفىء	〃
۱۷۴	كتاب الصيد والذبائح	۳۵۳
۱۷۵	باب ذكر الكلب	۳۵۵
۱۷۶	باب ما يحل اكله وما يحرم	۳۵۶
۱۷۷	باب العقيقة	۳۵۸
۱۷۸	كتاب الاطعمة	۳۶۰
۱۷۹	باب الضيافة	۳۶۳
۱۸۰	باب الفصل الثانى	۳۶۴

دليلُ الطالبِ الى عنوانِ المطلوبُ

نمبر شمار		صفحہ نمبر	نمبر شمار		نمبر صفحہ
۱۸۱	باب الاشربة	۳۶۴	۲۱۱	باب الغضب والكبر	۳۰۶
۱۸۲	باب النقيع والانبذة	۳۶۶	۲۱۲	باب الامر بالمعروف	//
۱۸۳	**كتاب اللباس**	//	۲۱۳	**كتاب الرقاق**	۳۰۸
۱۸۴	باب الخاتم	۳۶۸	۲۱۴	باب فضل الفقراء	۳۱۰
۱۸۵	باب الترجل	۳۷۰	۲۱۵	باب الامل والحرص	۳۱۳
۱۸۶	باب التصاوير	۳۷۲	۲۱۶	باب استحباب المال الخ	۳۱۴
۱۸۷	**كتاب الطب**	۳۷۴	۲۱۷	باب التوكل والصبر	۳۱۵
۱۸۸	باب الفال والطيرة	۳۷۶	۲۱۸	باب الرياء والسمعة	۳۱۶
۱۸۹	باب الكهانة	۳۷۹	۲۱۹	باب البكاء والخوف	//
۱۹۰	باب الرؤياء	//	۲۲۰	باب تغير الناس	۳۱۸
۱۹۱	**كتاب الاداب**	۳۸۱	۲۲۱	باب الانذار والتحذير	//
۱۹۲	باب السلام	//	۲۲۲	**كتاب الفتن**	۳۱۹
۱۹۳	باب الاستيذان	۳۸۵	۲۲۳	باب الملاحم	۳۲۳
۱۹۴	باب المصافحة والمعانقة	۳۸۶	۲۲۴	باب اشراط الساعة	۳۲۵
۱۹۵	باب القيام	۳۸۸	۲۲۵	باب العلامات بين يدى	۳۲۷
۱۹۶	باب الجلوس والنوم	۳۸۹	۲۲۶	باب قصة ابن صياد	۳۳۱
۱۹۷	باب العطاس والتثاوب	//	۲۲۷	باب نزول عيسى عليه السلام	۳۳۳
۱۹۸	باب الضحك	۳۹۰	۲۲۸	باب قرب الساعة	۳۳۴
۱۹۹	باب الاسامى	//	۲۲۹	باب لاتقوم الساعة الا الخ	//
۲۰۰	باب البيان والشعر	۳۹۳	۲۳۰	باب النفخ فى الصور	۳۳۵
۲۰۱	باب حفظ اللسان الخ	۳۹۴	۲۳۱	باب الحشر	۳۳۶
۲۰۲	باب الوعد	۳۹۷	۲۳۲	باب القصاص والحساب	۳۳۷
۲۰۳	باب المزاح	//	۲۳۳	باب الحوض والشفاعة	۳۳۹
۲۰۴	باب المفاخرة والعصبية	//	۲۳۴	باب صفة الجنة واهلها	۳۴۲
۲۰۵	باب البر والصلة	۳۹۸	۲۳۵	باب رؤية الله تعالى	۳۴۵
۲۰۶	باب الشفقة والرحمة	۴۰۰	۲۳۶	باب صفة النار واهلها	۳۴۷
۲۰۷	باب الحب فى الله الخ	۴۰۱	۲۳۷	باب خلق الجنة والنار	۳۴۸
۲۰۸	باب ماينهى عنه من التهاجر	۴۰۳	۲۳۹	باب بدأ الخلق وذكر الانبياء	۳۴۹
۲۰۹	باب الحذر والتأنى	۴۰۴	۲۳۸	باب فضائل سيد المرسلين	۳۵۶
۲۱۰	باب الرفق والحياء	//	۲۴۰	باب اسماء النبى صلى الله عليه وسلم	۳۵۷

دليلُ الطالبِ الى عنوانِ المطلوب

نمبر شمار	مسائل	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مسائل	نمبر صفحہ
٢٤١	باب في اخلاقه وشمائله صلى الله عليه وسلم	٢٥٩	٢٥٣	باب مناقب ابي بكر وعمر رضي الله عنهما	٢٨٠
٢٤٢	باب المبعث وبدأ الوحى	٢٦٠	٢٥٤	باب مناقب عثمان رضي الله عنه	٢٨١
٢٤٣	باب علامات النبوة	٢٦٢	٢٥٥	باب مناقب هؤلاء الثلثة	//
٢٤٤	باب في المعراج	//	٢٥٦	باب مناقب علي بن ابي طالب رضي الله عنه	//
٢٤٥	باب في المعجزات	٢٦٩	٢٥٧	باب مناقب العشرة رضي الله عنهم	٢٨٣
٢٤٦	باب الكرامات	٢٧٣	٢٥٨	باب مناقب اهل البيت	//
٢٤٧	باب الفصل الاول	٢٧٤	٢٥٩	باب مناقب ازواج النبي	٢٨٦
٢٤٨	باب الفصل الاول	٢٧٥	٢٦٠	باب جامع المناقب	//
٢٤٩	باب مناقب قريش الخ	٢٧٦	٢٦١	تسمية من سمي من اهل بدر	٢٨٨
٢٥٠	باب مناقب الصحابة رضي الله عنهم	//	٢٦٢	باب ذكر اليمن والشام وذكر اويس	//
٢٥١	باب مناقب ابي بكر رضي الله عنه	٢٧٧	٢٦٣	باب ثواب هذه الامة	٢٩٠
٢٥٢	باب مناقب عمر رضي الله عنه		٢٦٤	حمد وشكر	//

دلیل الطالب الی عنوان المطلوب

نمبر شمار		نمبر صفحہ	نمبر شمار		نمبر صفحہ
٢٤١	باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم	٢٦٩	٢٥٣	باب مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما	٢٨٠
٢٤٢	باب المبعث وبدأ الوحی	٢٧٠	٢٥٤	باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ	٢٨١
٢٤٣	باب علامات النبوۃ	٢٧٢	٢٥٥	باب مناقب ہولاء الثلثۃ	//
٢٤٤	باب فی المعراج	//	٢٥٦	باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	//
٢٤٥	باب فی المعجزات	٢٧٩	٢٥٧	باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم	٢٨٣
٢٤٦	باب الکرامات	٢٧٣	٢٥٨	باب مناقب اہل البیت	//
٢٤٧	باب الفصل الاول	٢٧٤	٢٥٩	باب مناقب ازواج النبی	٢٨٦
٢٤٨	باب الفصل الاول	٢٧٥	٢٦٠	باب جامع المناقب	//
٢٤٩	باب مناقب قریش الخ	٢٧٦	٢٦١	تسمیۃ من سمی من اہل بدر	٢٨٨
٢٥٠	باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم	//	٢٦٢	باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس	//
٢٥١	باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ	٢٧٧	٢٦٣	باب ثواب ہذہ الامۃ	٢٩٠
٢٥٢	باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ		٢٦٤	حمد وشکر	//